بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء

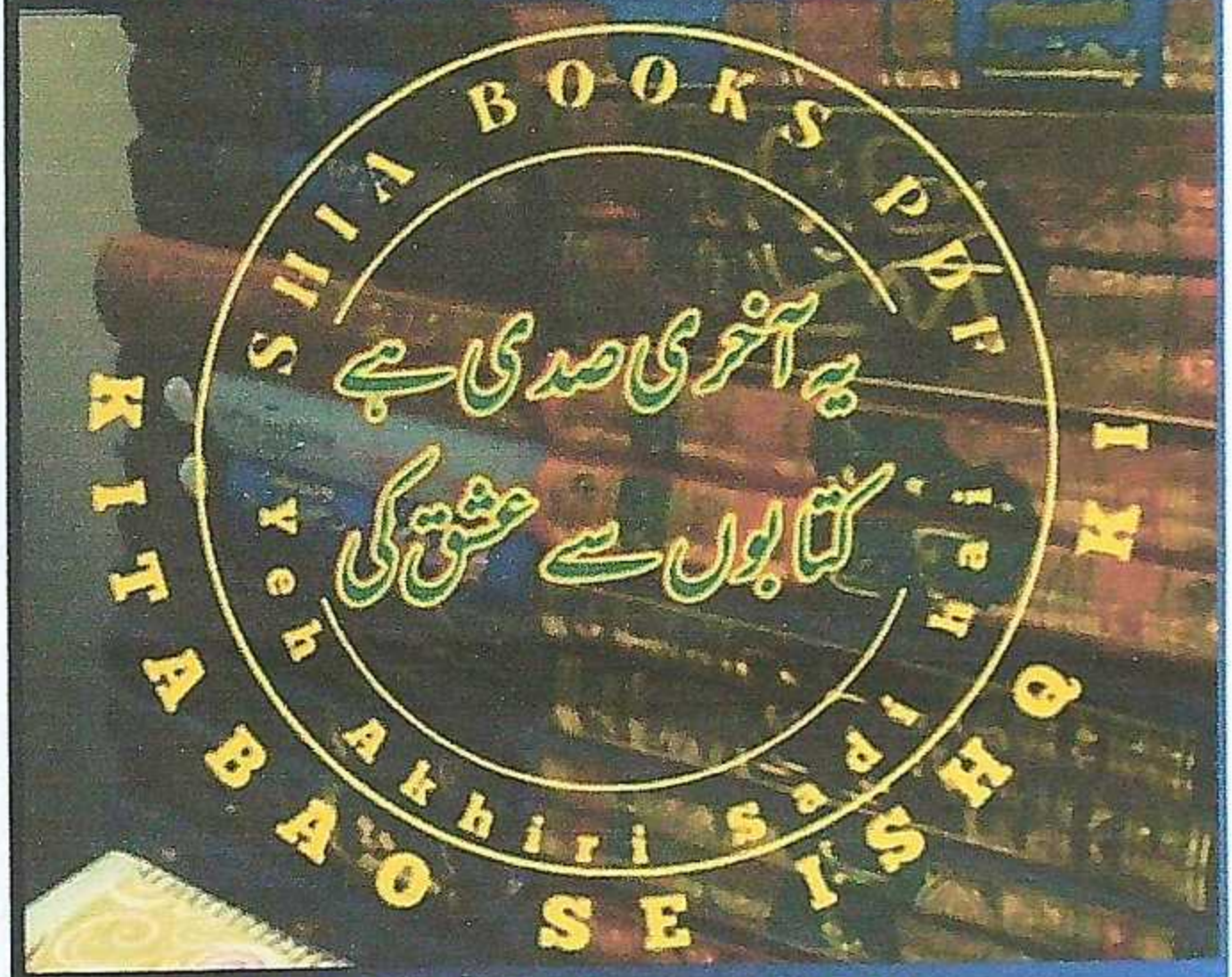

MANZAR AELIYA

9391287881

HYDERABAD INDIA

شرح

حدیث شریف کساء

تالیف

علامہ فیض اللہ دیسی

ترجمہ

سید فواد حیدر کاظمی

۱

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	شرح حدیث شریف کساء۔۔(جلد اول)
مؤلف	:	فیض اللہ دیسی
مترجم	:	سید فواد حیدر کاظمی
پروف ریڈنگ	:	سیدہ افشین زہرا رضوی
ڈیزائننگ	:	حیدری ویژنز
کمپوزنگ	:	سید وسیم حیدر نقوی، ملتان
سال اشاعت	:	فروری 2022ء
تعداد	:	500
ہدیہ	:	=/2500 روپے (جلد اول + دوم سیٹ)

SABEEL E SAKINA
PAKISTAN

All rights reserved. This book or any portion thereof may not be reproduced or used in manner whatsoever without the express written permission of the publisher except for the use of brief quotations in a book review.

ST-1/B, Block 6, Federal 'B' Area,
Karachi (75950) – Pakistan

انتساب

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ:

یَا فَاطِمَۃُ اِیْتِیْنِیْ بِالْکِسَاءِ الْیَمَانِیِّ فَغَطِّیْنِیْ بِہٖ۔

یہ کتاب

شفائے جسدِ محمدُ الاطہرؐ

حجابِ حجابُ الاکبر

صدفِ حقیقتُ الکوثر

عظیم خاتونؑ کی عظیم چادر "کساء" کے نام

عرضِ ناشر

بِسمِ تعالیٰ

حیدرؑ کے شیعیان کا بھی اِس میں ذکر ہے
ہوں مطمئن کہ میں بھی حدیثِ کساء میں ہوں
(حسنین اکبر)

اردو زبان میں حدیثِ شریف کساء پر کئی کتابیں لکھی اور شائع کی گئی ہیں جن میں علامہ سید علی افضال زیدی صاحب کی شرح حدیثِ کساء سرفہرست ہے۔

بے شک یہ تمام کتب علمی اعتبار سے اپنا مقام رکھتی ہیں مگر یہ مختصر ہیں اور ان میں رجالی، کلامی اور سائنسی تحقیقات کا فقدان ہے جو کہ دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے۔

"ادارہ سبیلِ سکینہ سلام اللہ علیہا" کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ جن موضوعات پر بھی کام کیا جائے ان میں بہترین کتب کا انتخاب ہو اور ان کے معیاری اور تحریف سے پاک تراجم قارئین تک پہنچائے جائیں۔

یہ بات پہلی رجب المرجب 2021ء کی ہے جب میں اور مترجم کتاب سید فواد حیدر کاظمی معمول کے مطابق کتب پر گفتگو کر رہے تھے اور اس روز ہمارا موضوعِ گفتگو "حدیث کساء کی شرح" تھا۔ کیونکہ یہ موضوع میرے اور فواد بھائی کے دل کے بہت قریب ہے، ہم فوراً اس کی مختلف شرحوں کو دیکھنے لگے۔

ہماری تحقیق کے دوران بہت سی نایاب کتب ہماری نظروں سے گزریں جو بلاشبہ اپنے آپ میں اس اَوجِ کمال پر تھیں کہ خود اُن کی شرحیں لکھی جانی چاہئیں مگر ہماری خوشی کی کوئی حد نہ رہی جب ہماری نظروں کے سامنے استاد فیض اللہ ویسی کی منفرد کتاب

"انوار السماویہ فی شرحِ حدیث شریف کساء" آئی۔ اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ شارح نے کہیں بھی قرآن وحدیث معصومین علیہم السلام کے علاوہ کوئی بات نقل نہیں کی، یہاں تک کہ جب کوئی سائنسی ابحاث بھی آئیں تو شارح نے قرآن واحادیث کا ہی سہارا لیا۔

ہم دونوں دس روز تک اس کا مطالعہ کرتے رہے اور 10 رجب المرجب 2021ء کو یہ مشترکہ فیصلہ طے پایا کہ اب اس کا ترجمہ شروع ہو جانا چاہیے اور اسی روز اس کے ترجمے کا آغاز ہوا۔ کمال کی بات یہ ہے کہ ہم اس مخصوص کتاب کے ترجمہ کو لے کر اتنے پرجوش تھے کہ پہلے ہی روز چالیس صفحات کا ترجمہ ہو گیا اور پورے اڑھائی ماہ بعد یعنی 25 شوال کو اس بارہ سو صفحات پر مبنی ضخیم کتاب کا ترجمہ بھی مکمل ہو گیا۔

اس شاہکار کی تکمیل کے لئے ہم اولاً تو شکر گزار ہیں استاد فیض اللہ ویسی کے جنہوں نے ہمارے ترجمہ کو سراہتے ہوئے ہمیں اپنی نیک دعائیں دیں اور دوسرا مترجم کتاب بھائی سید فواد حیدر کاظمی کے کہ جنہوں نے اتنی محنت اور شدت کے ساتھ اس کتاب کا ترجمہ سرانجام دیا کہ ہم بھی دنگ رہ گئے۔

میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس کتاب کے آخر میں شارح نے 30 صفحات کا ایک باب بنام شعریات شامل کیا تھا جس میں فردوسی اور دیگر فارسی شعراء کے حدیث کساء پر کلام جمع کئے گئے تھے۔ کیونکہ وہ خاص ادبی نہج کے کلام اُردو دان طبقہ سے وابستہ نہیں تاہم اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا اور اس میں ہمیں مؤلفِ کتاب کی تائید بھی حاصل ہے۔

قارئین کرام! اب یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا اور کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہماری یہی گزارش ہے کہ ہمارے حق میں مسلسل دُعا فرماتے رہیں اور ہمیں اسی طرح سراہتے رہیں۔ بلاشبہ آپ کی تائید وتنقید ہی ہمارے جذبے کی بنیاد ہے اور جیسے اس مقدس حدیث میں بھی آیا ہے۔

فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذًا وَّاللّٰهِ فُزْنَا وَسُعِدْنَا وَ كَذٰلِكَ شِيْعَتُنَا فَازُوا وَسُعِدُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

تب علی علیہ السلام کہنے لگے!

"بخدا ہم نے کامیابی اور برکت پائی اور رب کعبہ کی قسم اسی طرح ہمارے شیعہ بھی دنیا و آخرت میں کامیاب و سعادت مند ہوں گے"۔

یقیناً حضرتِ صدق کا یہ سچا فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ

"ادارہ سبیلِ سکینہ سلام اللہ علیہا "اپنے مقصد میں ہمیشہ کامیاب ہوگا۔

اللھم عجل لولیك الفرج

فرقان حیدری

سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا

پاکستان

عرض مترجم

جو کچھ بھی سات آسمانوں اور زمینوں کے اوپر درمیان اور نیچے ہے کسی کو بھی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ گھرانہ اہل بیت علیہم السلام نے (احادیث میں چونکہ دس لاکھ عوالم کا ذکر ہے تو) دس لاکھ عوالم کو مقروض کر دیا۔

کشتی اہل بیت علیہم السلام مانند کشتی نوح علیہ السلام ہے، جو بھی ان کی مودۃ کی کشتی میں سوار ہوا، اس نے نجات پائی اور جو ان کے بغض کی کشتی یعنی شیطان کی کشتی میں سوار ہوا وہ ہلاک ہوا۔

ہر شیعہ کا ایک معصوم علیہ السلام کے ساتھ خصوصی اُنس ہوتا ہے اور میں جن مشکلات میں گھر جاؤں تو میری مونس بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

اور یہ وہ بی بی سلام اللہ علیہا ہیں جو تمام خلقت زمین، آسمان، لوح، کرسی، قلم کی خلقت کا سبب ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی علیہ السلام ہیں تو ان کی خلقت کے سبب کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کہتے ہیں اور اگر تمام معصومین علیہم السلام مخلوق پر حجت ہیں تو معصومین علیہم السلام پر حجت کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

نَحنُ حُجَجُ اللهِ عَلَى خَلقِهِ وَ جَدَّتُنَا فَاطِمَةُ حُجَّةُ اللهِ عَلَينَا۔[1]

"ہم لوگوں پر اللہ کی حجتیں ہیں اور ہماری جدہ ماجدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہمارے اوپر حجت ہیں"۔

اس حدیث شریف کساء کی مرکزی شخصیت بھی بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا ہیں جس کے ذریعے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل احمد علیہم السلام کا تعارف کروایا گیا۔

کئی سال سے حدیث کساء میرے عمل میں ہے، شاید اسی وجہ سے توفیق ہوئی کہ شرح حدیث کساء کے ترجمہ کی سعادت بھی مجھے حاصل ہو۔ یہ شرح منکران حدیث کساء جیسے پاکستان کے ایک لنڈے کے محقق جس کا نام لینا پسند نہیں کرتا اس نے کہا کہ میں حدیث کساء کو ایک شاعر کا شعر سمجھ کر پڑھتا ہوں کہ منہ پر زوردار طمانچہ ہے۔ اس حدیث کساء کا ایک ایک لفظ قرآن سے ہے اور حدیث کساء کے حدیث قدسی ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں سوائے مبغض کے"۔

خطیب دربتول:

سید فواد حیدر کاظمی

ذوالحج ۱۴۴۲ھ

فہرست مطالب

عنوان	صفحہ نمبر
❖ انتساب	03
❖ عرض ناشر	05
❖ عرضِ مترجم	08
❖ مقدمہ	26
❖ سخن آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفیؒ	30
موضوعِ اوّل:	
سندِ حدیثِ شریف کساء	31
❖ منابع حدیث شریف کساء	33
❖ صاحبان منابع حدیث شریف کساء	39
❖ نظمِ حدیث شریف کساء	41
❖ سید محمد کاظم طباطبائی یزدی کی حدیث کساء کے بارے میں رائے	42
❖ ایک اعتراض اور اس کا جواب	43
❖ جواب	44
❖ متن حدیثِ شریف کساء	47
موضوعِ دوم:	
شرحِ حدیثِ شریف کساء	51
❖ شرح حدیثِ شریف کساء	53
❖ جابر کون ہیں؟	53
❖ جابر، صحابہ جلیل القدر اور اصحابِ بدر میں سے ہیں	57

❖ جابر کے بارے میں کچھ روایات	59
❖ پنجتن علیہم السلام کی مثال درخت سی ہے	66
❖ فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں	67
❖ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی ولایت تمام معصومین علیہم السلام کی طرح دین کی جڑ ہے	67
❖ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں	74
❖ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا کیوں رکھا گیا؟	76
❖ نام اور القابات حضرت زہرا سلام اللہ علیہا	87
❖ بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں اشعار	95
❖ قطمیر آلِ اللہ	106
❖ تسلسل حدیث کساء	110
❖ لغت "سلام"	112
❖ قرآن میں سلام	112
❖ روایاتِ سلام	115
❖ سلام فقہ اسلامی میں	125
❖ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہل بیت علیہم السلام پر سلام	127
❖ تسلسل حدیث کساء	132
❖ لغت "ضعف"	132
❖ لفظ "ضعف" قرآن میں	134
❖ اس حدیث میں ضعف سے کیا مراد ہے؟	134
❖ بیماری (جسمانی) انبیاء و اولیاء اللہ کی عصمت کے منافی نہیں	135
❖ شرائط امام	137
❖ شرطِ اوّل	137

❖ شرط سوم 137
❖ شرط چہارم 137
❖ شرط پنجم 138
❖ شرط ششم 138
❖ شرط ہفتم 138
❖ شرط ہشتم 138
❖ روایات 140
❖ بخار کا ثواب 140
❖ اس کے لئے خیر نہیں جو تکلیف میں مبتلا نہ ہو 140
❖ بلاؤں میں گرفتاری مومن کے گناہوں کا کفارہ ہے 140
❖ ایک رات کا بخار ایک سال کا کفارہ ہے 141
❖ یوسف بن اسماعیل کی سند سے 141
❖ ایک رات کا سر درد سب گناہوں اور خطاؤں کو محو کر دیتا ہے 142
❖ بیمار (مومن) کے لئے ۴ فائدے 142
❖ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین 143
❖ امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرامین 144
❖ امام سجاد علیہ السلام کا فرمان 146
❖ امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان 147
❖ تسلسل حدیث کساء 148
❖ لغت "ایتینی" 148
❖ لغت کساء 148
❖ لغت "فغطینی و فغطیته" 150

❖ کساء الیمانی 153
❖ خصوصیت یمانی 153
❖ یمنی عقیق کے بارے میں روایات 154
❖ تسلسل حدیث کساء 156
❖ لغت "صِرتُ" 156
❖ "صار" قرآن میں 156
❖ لغت "اُنظُر" 156
❖ لفظ "نظر" قرآن میں 156
❖ لغت "وجهه" 157
❖ لفظ "وجهه" قرآن میں 158
❖ معانی "وجهه" قرآن میں 158
❖ لغت "یتلالؤ" 158
❖ "لؤلؤ" قرآن میں 159
❖ لغت "بدر" 159
❖ تلالؤ وجہہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 162
❖ "بدر" قرآن میں 163
❖ لیلته البدر 163
❖ ایام البیض 163
❖ لغت "تمامه" 163
❖ "تمام" قرآن میں 164
❖ لغت "کماله" 164
❖ لفظ "کمال" قرآن میں 165

❖ آئینے کے فائدے	166
❖ ظاہراً تمام اور کمال کے درمیان	167
❖ والد کے چہرے کی طرف نگاہ کرنا	168
❖ امیرالمومنین علیہ السلام کے چہرے کی طرف نظر	171
❖ جمالِ حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	173
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے کیوں فرمایا: "ایتینی بالکساء الیمانی"	176
❖ روایات قضائے حاجات	184
❖ پیاسے کو پانی پلانے کا ثواب	187
❖ ماں باپ کی اطاعت احسان ہے	189
❖ خداوند کی رضا والدین کی رضا کے ساتھ ہے	190
❖ حقِ مادر	192
❖ حقِ پدر	193
❖ اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن میں	195
❖ کچھ آیات کی تفسیر	196
❖ چار ولایتیں	206
❖ فضائل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لسان امیرالمومنین علیہ السلام سے	208
❖ تسلسل حدیثِ کساء	210
❖ لغت "ساعت"	210
❖ لفظِ "ساعت" قرآن میں	211
❖ لغت "ولدی"	211
❖ "ولد" قرآن میں	212
❖ "فأقبل" کا لغوی معنی	212

❖ "أقبل" قرآن میں 212

❖ "أم" قرآن میں 213

❖ توضیح اور تفصیل 214

❖ اولادِ حضرتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا 214

❖ اُمات واُمہات جمع "اُم" 216

❖ حمل سے لے کر پیدائش تک کے مراحل کے بارے میں 217

❖ بچوں کا نام رکھنا 219

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند نام رکھنے سے منع کیا 220

❖ تعیین نام 220

❖ عقیقہ سر منڈھوانا 220

❖ ختنہ 221

❖ ولادتِ امام حسن علیہ السلام 222

❖ ولادتِ امام حسین علیہ السلام 224

❖ "حسن علیہ السلام" نام کیوں رکھا گیا؟ 225

❖ فضائل امامِ حسن وحسین علیہم السلام 226

❖ اولاد آنکھوں کی روشنی اور دل کا ثمر (پھل) ہیں 235

❖ لغت "قرہ" 235

❖ "ثمر" قرآن میں 235

❖ لغت "فؤاد" 236

❖ "فؤاد" قرآن میں 236

❖ "قرۃ عین" قرآن میں 239

❖ تسلسل حدیثِ کساء 245

❖ لغت "رائحه" 246

❖ "رائحة" قرآن میں 247

❖ لغت "طیبه" 247

❖ "طیبه" قرآن میں 247

❖ لغت "جدی" 248

❖ لغت "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" 248

❖ لغت "رسول" 248

❖ کلمہ "رسول" قرآن میں 249

❖ لغت "اتأذن" 249

❖ "اِذن" قرآن میں 250

❖ لغت "ادخل" 250

❖ "ادخل" قرآن میں 251

❖ لغت "معك" 251

❖ "مع" قرآن میں 252

❖ لغت "تحت" 252

❖ کلمہ "تحت" قرآن میں 253

❖ تشریح وتوضیح 253

❖ پاکیزہ خوشبو کا استعمال 258

❖ خوشبو کا استعمال حج میں 260

❖ پاکیزگی روایات اہل البیت علیہم السلام میں 261

❖ شادی شدہ مرد کی نماز بھی یہی ثواب رکھتی ہے 261

❖ شجرہ طیبہ وخبیثہ 265

❖ شجرہ طیبہ 265

❖ شجرہ خبیثہ اور ملعونہ کون ہے؟ 270
❖ مثل درخت خبیثہ کیا ہے؟ 271
❖ یہ درخت ملعونہ خبیثہ بنی اُمیہ ہے 271
❖ اس پلید خاندان کی جڑ 272
❖ ہند ابوسفیان کی بیوی، یزید کی دادی 273
❖ معاویہ ابن ابی سفیان (یزید کا باپ) 274
❖ نسب معاویہ 275
❖ یزید کے جرائم اور گناہ 276
❖ امام حسن علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "یا جدّاہ" کہہ کر مخاطب کرنا 279
❖ دوسری عبارت میں 281
❖ فرزندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلب امیر المومنین علیہ السلام سے 283
❖ امام سجاد علیہ السلام کا خطبہ دربار یزید ملعون شام میں 286
❖ نام، القاب، کنیت معصومین 288
❖ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 288
❖ حضرت امیر المومنین علیہ السلام 288
❖ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا 289
❖ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام 289
❖ حضرت امام حسین علیہ السلام 289
❖ حضرت امام سجاد علیہ السلام 290
❖ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام 290
❖ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام 290

❖ حضرت امام علی رضا علیہ السلام 291
❖ حضرت امام جواد علیہ السلام 291
❖ حضرت امام ہادی علیہ السلام 292
❖ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام 292
❖ بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام 293
❖ محور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس 294
❖ معصومین علیہم السلام کی موت حیات برابر ہے 296
❖ معنیٰ "سلام" 298
❖ مُردوں کو سلام 299
❖ کلمہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی توضیح 300
❖ نبی اور رسول میں فرق، نبیوں، رسولوں اور آئمہ علیہم السلام کے درجات 302
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر روایات 305
❖ اِذن اور اجازت لینا 307
❖ حق السبق (یعنی پہلے سے حق کا تعین کرنا) 308
❖ قرآن کریم کی چار آیات کی تفسیر 310
❖ پہلی آیت 310
❖ دوسری آیت 314
❖ تیسری آیت 317
❖ چوتھی آیت 318
❖ اِذنِ ملک الموت 320
❖ خاندانِ رسالتؐ کے گھر بغیر اجازت کے داخل ہونا 325
❖ تسلسل حدیثِ کساء 338
❖ لغت "صاحب" 338

❖ "صاحب" قرآن میں 338
❖ لغت "حوض" 339
❖ تشریح وتوضیح 339
❖ "سبط" قرآن میں 339
❖ روایات "ولد" 341
❖ جملہ "یا صاحب حوضی" میرے حوض کے صاحب 343
❖ آداب ہمسفری 343
❖ صحابہ کون ہیں؟ 347
❖ کیا سب صحابہ اچھے تھے؟ 347
❖ "صحبہ" لغت میں معاشرت کے معنیٰ میں ہے 349
❖ عہد شکن صحابہ 351
❖ صحابہ کی محبت اور مودت کا حکم 354
❖ جملہ صاحب حوضی سے مراد کون ہیں؟ 356
❖ جواب 356
❖ سورۂ کوثر کا شانِ نزول 357
❖ سورۂ کوثر کی قرأت کا ثواب 358
❖ "کوثر" قرآن میں کیا ہے؟ 358
❖ اچھا اخلاق 359
❖ عبادت 359
❖ کثرتِ اُمت 359
❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کو چادر میں آنے کی اجازت دی 368
❖ تسلسل حدیثِ کساء 370

❖ حسد کیا ہے؟ 376
❖ روایات حسد 377
❖ حرص، تکبر اور حسد 380
❖ تسلسل حدیثِ کساء 381
❖ لغت "عینی" 381
❖ "عین" قرآن میں 381
❖ آنکھوں کے فائدوں میں سے آنسو بھی ہے 382
❖ امام حسین علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے 382
❖ آنکھوں سے جاری ہونے والے اشک روایات کی روشنی میں 383
❖ تسلسل حدیثِ کساء 390
❖ صلوات 390
❖ صلوات کے بارے میں روایات 394
❖ تسلسل حدیثِ کساء 402
❖ لفظ "آخ" قرآن میں 404
❖ "دنی" قرآن میں 404
❖ تسلسل حدیثِ کساء 406
❖ رسولِ مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لغوی معنیٰ 408
❖ کلمہ "اختیار" قرآن میں 408
❖ سورہ دخان کی آیت ۳۲ کے ذیل میں 408
❖ تسلسل حدیثِ کساء 412
❖ لغت "شافع" 412
❖ "شفیع" قرآن میں 413
❖ "امت" قرآن میں 413

❖ شفاعت پر اعتقاد ضروریات دین میں سے ہے 414

❖ جواب 416

❖ شفاعت کے بارے میں اشعار 417

❖ امام حسین علیہ السلام کی شفاعت کرنے کا واقعہ 421

❖ لفظ اُمت اور شفاعت زیارت عاشورا میں 422

❖ روایات شفاعت 423

❖ تسلسل حدیثِ کساء 428

❖ کلمہ "اب" قرآن میں 428

❖ "حسن" قرآن میں 429

❖ "علی" قرآن میں 430

❖ "طلب" قرآن میں 431

❖ توضیح وتشریح 431

❖ امیر المومنین علی علیہ السلام کا حسب ونسب 434

❖ نامِ علی علیہ السلام خداوند عالم کے اسماء سے مشتق ہے جس کا ہاتف غیبی سے علی علیہ السلام نام رکھا گیا 437

❖ حضرت علی علیہ السلام قرآن میں 451

❖ حضرت ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں 455

❖ ایمانِ ابوطالب علیہ السلام 455

❖ لقب "امیر المومنین" کے بارے میں 460

❖ اس کے ذیل میں آیات 460

❖ خداوند نے امیر المومنین علیہ السلام کو سلام پہنچائے 475

❖ اشعار: السید محسن الامین العاملی 478

- لغت "بنت" 481
- کلمہ "بنت" قرآن میں 482
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسب، نسب اور زندگی 482
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں کے نام 482
- کلمہ "بنت" روایات میں 484
- بیٹیوں کو مکروہ جاننے کی نفی 488
- تسلسل حدیثِ کساء 494
- لغت "اَخی" 494
- "اَخ" قرآن میں 495
- "اِبن" قرآن میں 496
- اَخی اور اِبنِ عَمّی کی وضاحت 496
- نورِ معصومین علیہم السلام خلقت سے پہلے 496
- مؤاخات اسلام میں 500
- مومنین آپس میں بھائی ہیں 500
- دین اسلام کی بنیاد برابری اور برادری پر ہے 501
- روایات 503
- عقد اخوت غدیر خم میں 509
- مواخات و برادری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ لیلت المبیت میں 510
- حدیثِ منزلت اور مواخات کے بارے میں روایات 513
- تسلسل حدیثِ کساء 557
- روحانی باپ 557

❖ طرق دوم	561
❖ امیر المومنین علیہ السلام کا عقیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے	561
❖ اولاً	561
❖ ثانیاً	562
❖ تسلسل حدیثِ کساء	563
❖ کلمۂ اخوت	563
❖ تین مناصب امیر المومنین علیہ السلام کی وضاحت	563
خلافت، وصایت اور صاحب لواء (حمد)	
❖ حدیث لوح آئمہ معصومین علیہم السلام کے ناموں کی شناخت	572
اور ان کی ولایت کی تاکید	
❖ تسلسل حدیثِ کساء	591
❖ "اتی" قرآن میں	591
❖ لغتِ نحو کی طرف	592
❖ تشریح وتوضیح	592
❖ اپنی دختر بزرگوار فاطمہ سلام اللہ علیہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید محبت	592
❖ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا دل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرور ہیں	592
❖ خوشنودی اور غضب فاطمہ سلام اللہ علیہا خوشنودی اور غضب خدا	592
❖ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کا مقام	593
❖ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک افضل ترین فرد ہیں	593
❖ تسلسل حدیثِ کساء	599
❖ لغت "بضعة"	599
❖ "بضع" قرآن میں	

- خطاب (کسی کو مخاطب کرنا) کی اقسام 604
- اوّل 604
- دوم 604
- سوم 604
- تسلسل حدیثِ کساء 605
- لغت "لما" 605
- لفظ "کمال" قرآن میں 606
- لغت "جمیعاً" 606
- لفظ "جمع" قرآن میں 607
- "اخذ" قرآن میں 607
- لفظ "طرف" قرآن میں 608
- "ید" قرآن میں 608
- "یمن" قرآن میں 609
- "سماء" قرآن میں 609
- تشریح وتوضیح 610
- اجتماع کی اہمیت 610
- کیا یہ جماعت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائیت کی حامل ہے؟ 615
- فلسفۂ دُعا 616
- دُعا کرنے کا طریقہ اور کیفیت 621
- خدا سے لَو لگانا 622
- روایات 625
- امام سجاد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے انتیسویں دعا 627

❖ تسلسل حدیث کساء 628
❖ کلمہ "اھل" قرآن میں 628
❖ لفظ "بیت" قرآن میں 629
❖ کلمہ "خاص" قرآن میں 631
❖ "حامتی" قرآن میں 631
❖ کلمہ "لحم" قرآن میں 632
❖ کلمہ "دم" قرآن میں 632
❖ کلمہ "الم" قرآن میں 633
❖ لغت "یحزننی" 633
❖ کلمہ "حزن" قرآن میں 634
❖ کلمہ "حرب" قرآن میں 634
❖ کلمہ "سلم" قرآن میں 635
❖ کلمہ "عدو" قرآن میں 635
❖ کلمہ "حب" قرآن میں 637
❖ تشریح وتوضیح 638
❖ اہمیت دعا 638
❖ معنیٰ اہل البیت علیہم السلام اور اس کے اطلاقات 641
❖ جس طرح زیارت جامعہ کبیرہ میں پڑھتے ہیں 642
❖ "حامہ" کون ہیں؟ 643
❖ یولمنی ما یؤلمھم و یحزننی ما یحزنھم 644
❖ دشمنانِ آلِ رسول علیہم السلام کے ساتھ جنگ کرنا 645
❖ سلم (مسالمہ) اور حرب (عداوت) سے مراد 646

مقدمہ

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي كِتَابِهِ الكَرِيمَ وَ مُبرَمِ خِطَابِهِ العَظِيمِ۔ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً)۔

" حمد ہے اس خدا کی جس نے اپنی خاص عنایات اور معصومین علیہم السلام کی استعانت سے طاس حقیر کو کو توفیق دی کہ قلم اٹھاؤں اور ایک حامی عترت اہل بیت علیہم السلام کے عنوان سے وظیفہ انجام دوں اور حدیث کساء پر شرح لکھوں اور یہ حس کنجکاوی وافر عشق ومحبت اولیاء اللہ وخاندان پاک نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے تا کہ ایک قطرہ ان کے بیشمار فضائل سے کاغذ کے صفحے پر لکھوں۔ اپنی عرض وارادت مقدس پاک بارگاہ میں پیش کروں کہ ان وجود پر برکت سے تمام مراحل زندگی میں بہرہ مند ہوں۔ ان شاء اللہ۔

فی الحال عرض کرتے ہیں:

اے اولیائے خدا وسفیران الٰہی ومقصودان نہائی ومشمولان رحمت ولطف لامتناہی پروردگار متعال تم وہی اصحاب کساء ہو کہ جن پر خدا ساری مخلوقات پر فخر کرتا ہے اور آپؑ کو اپنے اور مخلوق کے درمیان محور اور اپنی علت غائی قرار دیتا ہے

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ۔[1]

" اپنا ناچیز اثاثہ آپؑ کے احسان وکرم واسعہ کے سائے میں لایا کیونکہ آپؑ

معدن نبوت و اہل کرم و احسان ہیں۔ اللہ عزوجل آپؑ کے واسطے سے اپنی رحمت کو لوگوں پر نازل اور ان کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے"۔

بِكُمْ فَتَحَ اللّٰهُ وَبِكُمْ يَخْتِمُ، وَبِكُمْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ، وَبِكُمْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَبِكُمْ يُنَفِّسُ الْهَمَّ وَ يَكْشِفُ الضُّرَّ، وَ عِنْدَكُمْ مَا نَزَلَتْ بِهِ رُسُلُهُ، وَ هَبَطَتْ بِهِ مَلَائِكَتُهُ، وَإِلَى جَدِّكُمْ۔[1]

"اللہ سے چاہتے ہیں اپنی اور اس کی حجت کی معرفت کامل اور قیامت میں اس کی صف میں قرار دے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں دو بزرگ امانتوں کی یعنی کتاب خدا و عترت رسول علیہم السلام کی حفاظت کرنے والوں میں سے ہوں

اور تیسرے پرچم کا جزء محسوب ہوں جو حوض کوثر پر وارد ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفایت سے جنت جاوید میں داخل ہوں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں گے یا رسول اللہ ہم پہلے اور دوسرے گروہ سے نہیں جنہوں نے دو بزرگ امانتوں کو ضائع کیا۔ قرآن کو تحریف تبدیل و معطل کیا اور اس کے احکام پر عمل نہیں کیا اور آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام پر ظلم کیا اور ان سے جدا ہوئے حتیٰ ان کو قتل کیا۔ ان کو زندان میں بھیجا، ان کو اذیتیں دیں، ان کی مدد نہیں کی۔

اور ہم نے جتنی قدرت طاقت تھی اپنے مال جان و قلم و قدم اور زبان سے ان کی حمایت کی اور دونوں امانتوں کی حفاظت کے لئے کوشش و سعی کی

ہم اس گروہ سے نہ تھے جنہوں نے "حسبنا کتاب" کہا اور یہ بھی انہوں نے چھوڑ کیا کیونکہ انہوں نے قرآن پر بھی عمل نہیں کیا

اور قرآن عترت کے بغیر اہمیت ہی نہیں رکھتا کیونکہ قران مبیّن اور مفسر چاہتا ہے اور بیشک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں کیونکہ قرآن میں اہل بیت عصمت وطہارت و پیغمبر علیہم السلام مورد خطاب ہیں

اور علی علیہ السلام قرآن سے جدا نہیں

عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَ الْقُرْآنُ مَعَهُ، لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔[1]

وہ گروہ جو آئمہ علیہم السلام سے جدا ہوئے درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوئے جنہوں نے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی اطاعت سے منہ موڑا درحقیقت انہوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ أَطَاعَ عَلِيّاً فَقَدْ أَطَاعَنِي وَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔[2]

مَنْ فَارَقَ عَلِيّاً فَارَقَنِي وَ مَنْ فَارَقَنِي فَارَقَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ۔[3]

ایک دوسرا گروہ جو خود سے آگاہ نہیں اپنے کاموں سے مخالفین کے عمل کی تائید کرتا ہے اور بدیہات میں شکوک پیدا کرتا ہے

اور مسائل دین کے اپنے شوق کے مطابق معنی کرتا ہے یا اس کا منکر ہو جاتا ہے

یہ بھی لوگوں کے عقائد حقہ پر خدشات وارد کرتے ہیں۔ ایک دن کہتے ہیں اب زیارت عاشورا کی سند نہیں، ایک دن کہتے ہیں حدیث کساء کی سند ضعیف ہے، ایک دن زیارت جامعہ پر خدشہ وارد کرتے ہیں، ایک دن کہتے ہیں احادیث قدسی معتبر نہیں، ایک دن لوگوں کی عزاداری پر اعتراض کرتے ہیں

۱۔ مستدرک علی الصحیحین، ج ۳ ص ۱۲۴، بحار الانوار، ج ۲۲ ص ۲۷۶

۲۔ منتخب [illegible]

آہستہ آہستہ دین کے دسترخوان کو جمع کر رہے ہیں لیکن البتہ کامیاب نہیں ہوں گے، اللہ عزوجل اپنے دین کی حفاظت کرے گا

اور جب امام علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین جس کو زنگ لگ گیا ہوگا اس کو تازہ کریں گے اسکے معنی یہ ہیں کچھ لوگوں نے اسلام کی اپنے شوق کے مطابق تاویل اور تفسیر کی، امام زمانہ علیہ السلام دوبارہ اس کا اقامہ کریں گے

بی بی دو عالم سلام اللہ علیہا کی مدد سے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں حدیث کساء کے کلمہ کلمہ کے معنی ہوں، کلمے کا اصل بیان ہو حتیٰ کلمات حدیث کساء قرآن میں مفردات کے ساتھ ان کی تحقیق ہو، بہترین مفہوم پہنچانے کے لئے حدیث کساء کے ہر باب کی اس سے مربوط احادیث بیان ہوں، جوانوں کے پڑھنے میں آسانی ہو، آخر میں ایک باب شاعری کا بھی رکھا۔

ان شاء اللہ اہل بیت علیہم السلام کی مدد سے تبلیغ دین جوانوں کے درمیان اور ان مجالس کو شکوہ تر انجام دیں اور دشمنوں کے سامنے کھڑے ہوں

اللہ سے چاہتے ہیں ان مجالس کے واسطے خطرات لسانی، قلبی، قلمی، قدمی، اعتقادی و۔۔۔۔۔۔۔ سے حفاظت کرے اور راہ مستقیم کی طرف بیشک وہ راہ امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے فرزندان بزرگواران ہدایت کرے اور ہمیں اس راہ پر ثابت قدم رکھے۔

فیض اللہ دیسی

سوموار۔ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

«متن اجازهٔ روایی مؤلف از آیت الله سید محمدعلی موحد ابطحی»

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على سيد الأنبياء وخاتم المرسلين
محمد رسول الله وآله الطيبين الطاهرين واللعن على أعدائهم الى يوم الدين

اما بعد فقد استجازني في الرواية الشيخ النعمة فيض الله الويسي
دام توفيقه فأجزته على شرط الرواية أن يروي عني كلما صحت لي روايته
من كتب الحديث المعتبرة للإمامية بطرقي المنتهية الى النبي الأكرم
والأئمة عليهم السلام عن مشايخي الكرام، منهم من سميناهم في اجازتنا
لآية الله السيد شهاب الدين المعظم المرعشي قدس سره وأوصيه
بالتقوى والأمانة وأن لا ينساني بالدعاء في مواضع الاجابة.

قم المقدسة: السيد محمد علي الموحد الأبطحي
٧ ذي القعدة الحرام ١٤٢١

موضوعِ اوّل:

سندِ حدیثِ شریف کساء

منابع حدیث شریف کساء

۱۔ "غرر الاخبار و درر الآثار فی مناقب الاخیار":۔

کتاب جس کے مصنف شیخ حسن ابن علی ابن محمد بن دیلمی متوفی ۸ ھ ہیں، اس کتاب کا خطی نسخہ اس وقت کتابخانہ دانش گاہ تہران میں موجود ہے۔

❖ کتاب شناس بزرگ شیعہ آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں:

کتاب "عجالة الراکب و قناعة الطالب فی المناقب" فارسی مؤلف ملا محمد حسین بن محمد مہدی کوہر وردی سلطان آبادی جنہوں نے ۱۳۱۴ھ شہر کاظمین میں وفات پائی، انہوں نے اس کتاب کو سید علی بحستانی کے حکم پر لکھا۔

اس کتاب کا خطی نسخہ کتابخانہ طہرانی سامراء میں موجود ہے کہ شروع اس طرح ہے کہ:

"الحمد لله الذی افاض علینا الوجود لمعرفته و طاعته"

اس کتاب میں حدیث شریف کساء کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر اختلاف متن کے ساتھ۔[1]

اور کہا گیا ہے کہ اس حدیث شریف کو کتاب (غرر الاخبار) دیلمی میں دیکھا ہے اور لکھتے ہیں کہ (غرر الاخبار و درر الآثار فی مناقب الاخیار) تالیف شیخ ابی محمد حسن بن ابی الحسن محمد دیلمی۔ یہ ساتویں ہجری کے آخر سے آٹھویں ہجری کے درمیان تک تھے۔

❖ مرحوم علامہ مجلسی اسی کو "بحار الانوار" کے آغاز میں نقل کرتے ہیں:

اور اسی طرح "الغرر" کتاب سے (ملا محمد حسین کوہر وردی) جو ۱۴ ویں صدی کے معاصر ہیں جن کی وفات شہر کاظمین میں ۱۳۱۴ ہجری قمری میں ہوئی، وہ جو مکمل حدیث کساء ہے اسی ترتیب کے ساتھ، اپنی بہت زیادہ تالیفات میں نقل کرتے ہیں، جس طرح منتخب

طریحی میں ہے۔

❖ مرحوم آیۃ اللہ مرعشی نجفی فرماتے ہیں:

"وہ سب کہ جنہوں نے حدیث کساء کو نقل کیا ہے واعظ بزرگوار دیلمی صاحب کتاب "ارشاد القلوب" ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "الغرر والدرر" میں تقریباً آدھا اس حدیث کو بیان کیا ہے"۔[1]

❖ محی الدین موسوی عریضی اپنی کتاب "آیۃ التطہیر" میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث کا ایک حصہ "الغرر والدرر" دیلمی میں دیکھا ہے جو کہ شیخ شیر محمد ہمدانی کے نجف اشرف میں موجود ذاتی کتابخانے میں موجود ہے"۔

۲۔ "المنتخب الکبیر فی المراثی والخطب":۔

❖ آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں (کتاب "المنتخب" صاحب کتاب شیخ فخر الدین بن محمد علی بن احمد بن طریحی النجفی ہیں)۔

جن کی وفات ۱۰۵۳ ہجری میں ہوئی (اور یہ عالم علامہ مجلسی کے ہم عصر ہیں)۔

وہ اپنی کتاب کے حاشیہ پر حدیث کساء کو مختصر کر کے کتاب "نہج المہجہ" مؤلف شیخ علی نقی بن شیخ احمد بن زین الاحسائی سے نقل کرتے ہیں (اور اس کا دوسرا نسخہ "المنتخب" سے ہے، جو نسخہ خطی اور چاپ شدہ کے درمیان ہے) اور کچھ الفاظ میں اختلاف ہے اور ہر مجلس میں ۳ باب ہیں اور ہر باب میں ۱۰ مجالس ہیں جس کو محمد مہدی ابن محمد قاسم استرآبادی نے ۱۰۹۶ھ میں لکھا۔[2]

❖ علامہ مجلسی اور مرحوم بحرانی مرحوم طریحی کی کتاب جو صاحب کتاب "المنتخب" کچھ اور کتابیں جیسے "مجمع البحرین"، "تفسیر غریب القرآن" اور "ضوابط الاسماء الرجال"۔۔۔۔۔ سے نقل کرتے ہیں۔ بحار الانوار، ج ۴۴ صفحہ ۲۴۲۔ ۲۴۴ اور عوالم، ج ۱۷ ص ۱۰۱۔ ۱۰۴۔ اور مرحوم آیت اللہ مرعشی ان کے بارے فرماتے ہیں:

۱۔ شرح احقاق الحق، ج ۲ ص ۵۵۸

علامہ نیل الفدر ثقہ وثبت فخر الدین محمد علی الطریحی الاسدی الحلی صاحب "مجمع البحرین"
(ملحقات احقاق الحق، ج ۲ ص ۵۵۷)۔

۳۔ ایک اور حدیث کساء کی سندوں میں سے جو "عوالم العلوم" میں شیخ عبداللہ بحرانی اعلیٰ اللہ مقامہ "عوالم" کے حاشیہ پر (میرزا سلیمان یزد کے نسخے میں) ایک سند کو اس طرح نقل کرتے ہیں:

رأیت بخطّ الشیخ الجلیل السید هاشم البحرانی عن شیخه السید ماجد البحرانی عن الحسن بن زین الدین الشهید الثانی عن شیخه المقدس الأردبیلی عن شیخه علی بن عبدالعال الکرکی عن الشیخ علی بن هلال الجزائری عن الشیخ علی بن خازن الحائری عن الشیخ احمد بن فهد الحلی عن الشیخ ضیاء الدین علی بن الشهید الاوّل عن أبیه عن فخر المحققین عن شیخه علامة الحلی عن شیخه محقق عن شیخه ابن نماء الحلی عن شیخه محمد بن ادریس الحلی عن ابن حمزة الطوسی صاحب ثاقب المناقب عن الشیخ الجلیل محمد بن شهر آشوب عن الطبرسی صاحب الاحتجاج عن شیخه الجلیل حسن بن محمد بن حسن الطوسی عن ابیه شیخ الطائفة عن شیخه المفید عن شیخه ابن قولویه القمی عن شیخه الکلینی عن علی بن ابراهیم بن هاشم عن احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطی عن قاسم بن یحیی الحذاء الکوفی أبی بصیر عن أبان بن تغلب البکری عن جابر بن یزید الجعفی عن جابر بن عبدالله انصاری عن فاطمة الزهراء "علیها السلام" بنت رسول الله "صلی الله علیه وآله" قال سمعت فاطمة "سلام الله علیها"۔

اس سند میں جو بزرگان ہیں جیسے سید ہاشم بحرانی صاحب تفسیر برہان، شیخ حسن بن زید شہید علی مقدس اردبیلی، شیخ عبدالعالی الکرکی، علامہ حلی اور شیخ طوسی جو کتب [illegible]

کے مصنف ہیں یعنی "الاستبصار" اور "تہذیب الاحکام" شیخ مفید، ابن قولویہ اور شیخ کلینی (جو کتب اربعہ میں ایک کتاب "الکافی" کے مصنف ہیں جس کے بارے میں امام مہدی علیہ السلام اپنی توقیع میں فرماتے ہیں: "الکافی کاف لشیعتنا"۔[1]

اور یہ سند جابر بن عبداللہ انصاری پر تمام ہوتی ہے اور یہ خود اس سند کو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے نقل کرتے ہیں"۔

خطاب آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی حدیث کساء کے بارے میں:۔[2]

وہ خطاب جو حدیث کساء کے بارے میں ہے اس اشکال کے ساتھ جو مومنوں کی مجالس میں شیعیان آل محمد علیہم السلام میں رائج ہے شفاء اور کامیابی کیلئے، بیماروں کی صحت یابی کیلئے اور حاجتوں کے پورے ہونے کیلئے پڑھی جاتی ہے تمام کرتے ہیں۔

میں اس (یعنی حدیث کساء) کو رسالہ "عالم الجلیل" حجت زاہد حاج شیخ محمد تقی یزدی بافقی جو قم میں ساکن ہیں، مظلومانہ قید میں اس دنیا سے چلے گئے، سے نقل کرتا ہوں۔

خداوند اس کا حساب ان سے لے جنہوں نے ان پر ظلم کیا اور گھر سے دور کیا۔

اس کے بعد خداوند کی مدد اور کرم سے دوسرے نسخوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

حدیث کساء کا ایک حصہ جو آیت اللہ بافقی کے خط میں ہے وہ خط آیت اللہ مرعشی نجفی کی طرف سے تھا، لکھتے ہیں:

"عوالم" جو شیعہ کی معتبر کتابوں میں سے ہے، اور ان کے لکھنے والے کمالات اور بزرگی میں معتبر ہیں جو تقریباً ۷۰ جلدوں سے زیادہ پر مشتمل ہے۔

"عوالم العلوم" کی گیارہویں جلد بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے حالات پر ہے اور حقیر عباد اللہ محمد تقی بن محمد باقر البافقی الیزدی القمی النجفی اس حدیث شریف کساء کو اس کتاب یعنی "عوالم" سے نقل کرتا ہوں۔

انشاء اللہ تمام شیعیان اہل البیت علیہم السلام کوشش کر کے اس حدیث کساء اور ان سب کتابوں کو طبع کریں گے۔ اور خداوند متعال سب کو کامیاب کرے"۔

---

[1]۔ ماصول کافی، ترجمہ ہاشم رسول محلاتی، ج ۲ ص ۷

[2]۔ حاشیہ عوالم العلوم والمعارف والاحوال من الآیات والاخبار والاقوال، حیاۃ صدیقۃ الزہراء، ج 11، طبع دوم

وضاحت:۔

"عوالم العلوم" کی ۷۰ جلدیں یزد (شہر ایران) کتاب خانہ مرحوم حجت الاسلام میں موجود ہیں۔ اور اس کتاب کا تتمہ بحرین میں مرحوم مؤلف "عوالم العلوم" کی اولاد کے پاس ہے۔

منتظرین حجۃ ابن الحسن علیہ السلام سے التماس دعا کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قال الشیخ عبد اللہ البحرانی صاحب العوالم رأیت بخط الشیخ الجلیل السید ھاشم البحرانی۔

اور اس حدیث کو سند کے ساتھ "عوالم العلوم" سے نقل کیا "فی الدنیا والآخرۃ و رب الکعبۃ" تک۔

تمام ہوئی حدیث کساء جس طرح مرحوم عالم زاہد بافقی کے خط میں دیکھی۔

اس کے بعد فاضل جلیل شیخ محمد صدوقی یزدی سے چاہا تا کہ کتاب "عوالم العلوم" کے نسخے سے حدیث کساء کا متن لکھیں اور انہوں نے میری خواہش کو پورا کیا۔

پھر اس کو مرحوم آقائی بافقی کے خط سے حرف بحرف مقایسہ کیا۔ ان دونوں خطوں میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا، مگر اس کے آقائی صدوقی نے ذکر کیا۔ حدیث کساء اور متن "عوالم العلوم" کے حاشیہ پر دیکھی اور کسی نے اس حدیث کو (حدیث کساء بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی روایت سے) نقل کیا ہے۔

علامہ جلیل القدر ثقہ وثبت ہمارے شیخ فخر الدین محمد العلی الطریحی الاسدی النجفی، جو صاحب کتاب "مجمع البحرین" ہیں۔ اس کی کتاب "منتخب الکبیر" میں حدیث کساء ہے اور جو حدیث کساء "عوالم العلوم" میں ہے، سے نقل کیا ہے۔ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، فقط ایک سلام زیادہ کیا ہے۔

[اللھم ھؤلاء اھل بیتی و حامتی]

باقی کوئی فرق نہیں ہے۔

اور عالم جلیل حجت مسئول کتابخانہ و میوزیم روضہ عبد العظیم الحسنی آقائی شیخ محمد جواد رازی کنی

سے دیکھ کر حرف بحرف نقل کرتے ہیں۔

اور شیخ میرے لئے لائق اعتبار ہیں۔ حسن شیخ محمد حسین سیستانی سے حدیث کساء کے بارے میں سنا، انہوں نے سید حسن بن السید المرتضی الیزدی سے سنا۔

صاحب "عوالم العلوم" روایت کرتے ہیں اور حدیث کساء کی سند کو تا آخر ذکر کرتے ہیں۔

حدیث کساء کو "عوالم العلوم" میں دو جگہ نقل کرتے ہیں۔

ایک گیارہویں جلد میں اور دوسرا ۶۲۱ ویں جلد میں۔[1]

۴۔ "نہج المحجۃ فی فضائل الآئمہ واثبات حقہم وغصب غیرہم وبدع الغاصبین المبتدعین":۔

شیخ علی نقی بن احمد الاحسائی جن کی وفات ۱۲۴۶ھ میں ہوئی اور وہ اس کتاب کو ۱۲۳۵ھ میں لکھ کر فارغ ہوئے۔ اور یہ کتاب "الصراط المستقیم" کتاب کی طرح بہترین کتاب ہے۔

اس کتاب کے مقدمہ کو دس فصلوں اور ایک خاتمہ کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا نسخہ عبدالکریم آل حیدر کے پاس بغداد میں سال ۱۳۷۳ھ میں دو جلدوں میں دیکھا، اور یہ تبریز میں چاپ ہوئی۔ اس میں بھی حدیث کساء نقل ہوئی ہے مگر منتخب الطریحی سے تھوڑا متن کم تھا۔[2]

۵۔ حسین علوی دمشقی حنفی نقیبان شام کے خاندان سے ہیں:۔

آیت اللہ مرعشی لکھتے ہیں:

"حدیث کساء کو اس کے خط میں بھی دیکھا ہے"۔[3]

۱۔ شرح احقاق الحق، ج ۲ ص ۵۵۳، ۵۵۸

۲۔ الذریعہ، ج ۲۴ ص ۴۲۴

صاحبان منابع حدیث کساء

۱۔ شیخ حسن فرزند علی بن محمد دیلمی:۔

شیخ حر عاملی "امل الآمل" میں ان کو یعنی شیخ حسن کو فاضل محدث اور صالح کے القاب کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

اور علامہ مجلسی نے ان کو شیخ عارف کی تعبیر کے ساتھ یاد کیا ہے۔

اور میرزا عبداللہ افندیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شیخ عارف عالم محدث جلیل دیلمی کے نام سے معروف ہیں"۔

اسی طرح صاحب "روضات الجنات" لکھتے ہیں:

"عالم، عارف، وجیہ، واعظ اور ہر اچھی صفت کے حامل ہیں موصوف (شیخ حسن) علمائے شیعیان کے بزرگوں اور محدثین میں سے ہیں"۔

مرحوم سید محسن عاملی بھی ان کے بارے "اعیان الشیعہ" میں فرماتے ہیں:

"شیخ حسن فرزند علی بن محمد دیلمی عالم، عارف، عامل، محدث، کامل، وجیہ تھے ہمارے اصحاب میں بزرگ اور فقہ، حدیث، عرفان، تاریخ غزوات کے فاضلوں میں سے ہیں"۔

محدث قمی "در الکنی والقاب" محدث دیلمی کو محدث، وجیہ و شیخ آگاہ کی صفت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ وہ بہت ہی نایاب کتابوں کے مصنف ہیں، جیسے "اعلام الدین فی صفات المومنین" اور "ارشاد القلوب" جیسی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

مرحوم دیلمی کے کلام سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کو ۷۵۶ھ میں یعنی آٹھویں صدی کے دوسرے سال میں مکمل کیا

۲۔ فقیہ کامل شیخ فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد الطریحی النجفی المعروف بہ شیخ طریحی:۔

یہ حدیث کساء کو نقل کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔

شیخ حر عاملی ان کو فاضل، زاہد، پاکدامن، عابد، فقیہ و شاعرِ جلیل القدر کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ کتاب "المنتخب" کو ان کی تالیفات میں سے مانتے ہیں، شیخ حر عاملی، شیخ طریحی کے ہم عصر ہیں۔

محدث قمی "سفینۃ البحار" میں لکھتے ہیں:

> " شیخ طریحی عالم، فاضل، محدث، زاہد، عابد، فقیہ، "مجمع البحرین"، "المنتخب" مقتل کی کتاب اور "الفخریہ" فقہ کی کتابوں کے مصنف ہیں اور نقل ہوا ہے کہ شیخ طریحی اپنے زمانے کے بہت زیادہ عبادت کرنے والے یعنی عابد ترین اور پاکدامن ترین شخص تھے۔ شیخ طریحی کے بیٹے صفی الدین اور علامہ سید ہاشم توبلی بحرانی اور مجلسی اور خود شیخ محمد فرزند حسام مشرقی، شیخ بہائی سے روایت نقل کرتے ہیں"۔

۳۔ شیخ محدث، بزرگ و متتبع آگاہ عبداللہ بن نور اللہ البحرانی الاصفہانی:۔

بزرگ شاگرد علامہ بزرگوار، علامہ مجلسی اور ہاشم بحرانی کے خط سے اور اپنے استاد بزرگوار سید ماجد بحرانی سے۔۔۔۔۔۔۔ پچھلے صفحات میں نقل ہو چکا ہے۔

۴۔ شیخ علی نقی احسائی:۔

۵۔ حسین علوی دمشقی حنفی:۔

شام کے اشراف میں سے ہیں۔

نظم حدیث کساء

محقق و کتاب شناس بزرگ شیعہ آیۃ اللہ سید حسن صدر اس طرح لکھتے ہیں:

"سید محمد بن السید ابراہیم الموسوی الجعفی الشوری ہمارے جد بزرگ تھے۔ جو شیخ محمد باقر سبزواری صاحب کتاب "الذخیرہ" کے شاگرد تھے۔ ان کی لکھی ہوئی چیزوں میں سے ایک "قصیدہ نونیہ بزرگ" ہے، جس میں حدیث کساء کو نظم کی صورت میں بالکل اسی طرح نقل کیا گیا ہے جیسے شیخ طریحی نے "المنتخب" میں نقل کیا ہے۔"[1]

آقا بزرگ تہرانی نے اس طرح لکھا ہے: "ارجوزہ در حدیث کساء" میں علامہ سید محمد بن السید عزالدین محمد المہدی الحسینی القزوینی الحلی جن کی وفات ۱۳۳۵ھ میں ہوئی نے حدیث کساء کو ۵۰ (پچاس) اشعار میں لکھا ہے۔ اور ان ۵۰ بیتوں کو علامہ سید محمد صادق آل بحر العلوم کتاب "مجمع الرائق" میں لکھتے ہیں"۔[2]

آیت اللہ مرعشی فرماتے ہیں: "اس حدیث کو شعر و ادب کے مایہ ناز اصحاب شیعیان میں سے کچھ افراد نے نظم میں ڈھالا ہے۔ ان سب میں سے بہترین علامہ فقیہ ادیب آیۃ اللہ ابو المعز سید محمد بن العلامہ السید مہدی القزوینی الحلی جن کی وفات ۱۳۳۵ھ میں ہوئی، نے ڈھالا ہے"۔

ان کا جلالت اور بزرگی میں بہت بڑا مقام تھا اور میرے والد کے دوستوں میں سے تھے، ان کی روح شاد ہو۔

اس حدیث کے ایک اور لکھنے والے فاضل معاصر و استاد جلیل شیخ علی خاقانی نجفی ہیں۔ ان کی

---

[1] تکملۃ امل الآمل، ص ۳۳۵، ۳۳۷۔

نظموں سے ایک نظم ہے (نظم حدیث کساء) جو "البیان" رسالے میں چھپی ہے۔

خداوند کریم ان کے وجود کو دوام بخشے اور ہمارے درمیان ان کو بہت نوازے[1]۔

آقای بزرگ تہرانی لکھتے ہیں:

"محدث ماهر حاج شیخ باقر قائنی بیرجندی صافی"

صاحب کتاب "الکبریت الاحمر فی شرائط اهل المنبر" مقتل میں جو فارسی میں ہے، انہوں نے بھی حدیث کساء کو نظم میں لکھا ہے جو ۱۳۴۳ھ میں چھپی ہے۔[2]

اور لکھتے ہیں:

"شیخ علی اکبر نہاوندی نے بھی "طور سینا در شرح حدیث کساء" میں حدیث کساء کو نظم میں بیان کیا ہے"۔[3]

شیخ علی اکبر نہاوندی کی وفات مشہد شہر خراسان میں ہوئی۔

سید محمد کاظم طباطبائی یزدی کی حدیث کساء کے بارے میں رائے:۔

صاحب "عروۃ الوثقیٰ" یعنی سید مذکور حدیث کساء کی سند کے بارے لکھتے ہیں:

"یہاں پر اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ حدیث ناشناختہ اور مجہول نہیں ہے اور بہت زیادہ روایات میں نقل کی گئی ہے۔ خصوصاً اس حدیث میں موجود آیہ تطہیر اور اس کے نازل ہونے والے واقعے کو کئی جگہ روایات میں بیان کیا گیا ہے۔"

گرچہ یہ سارے حدیث کساء کے الفاظ شیخ طریحی کے ہی بیان کردہ ہیں۔

مگر یہ بات مستند ہے اور اس بات کا مرسل (یعنی بغیر کسی سند کے) ہونا حدیث کساء کی حقانیت اور صحیح ہونے کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا کہ حدیث کساء کی اس مخصوص شکل کو طریحی نے نقل کیا ہے۔

۱۔ شرح احقاق الحق، ج ۲ ص ۵۵۸

۲۔ الذریعہ، ج ۱۷ ص ۲۶۰

۳۔ الذریعہ، ج ۱۷ ص ۱۷۱

مرسل ہونا یعنی جس کی سند کا ذکر نہ کیا گیا ہو (مستند نہیں ہے) لیکن یہاں پر منظور یہ ہے جو احادیث لائی گئی ہیں مرسل ہیں مگر مرسل کے ساتھ عین مستندات میں سے ہیں وقابل اعتماد ہیں) ان اخبار کا ہونا کوئی نقصان نہیں دیتا (حاشیہ دیکھا گیا ہے کافی محققین نے اس حدیث کا نقد کیا ہے قدیمی ترین ماخذ حدیث کساء۔

منتخب طریحی کو مانتے ہیں جو کتاب آٹھویں ہجری میں پائی گئی ہے۔

اسی بناء پر بہت سے محققوں نے حدیث کساء پر تنقید کی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو حدیث کساء کا قدیم ترین منبع اور ماخذ منتخب طریحی ہی ہے۔ یہ کتاب آٹھویں صدی ہجری میں ملی اور اس کتاب میں حدیث کساء موجود ہے۔ اس کے علاوہ کتاب ''عروہ'' کے مصنف کا جواب بھی موجود ہے لہٰذا اس حدیث پر کی جانے والی ہر تنقید کا جواب، سند کی صورت میں موجود ہے اور تنقید بے معنی ہے۔

البتہ یہ واقعہ کہاں، کس جگہ وقوع پذیر ہوا، اس بارے میں ہمارے پاس مختلف خبریں ہیں۔

مثلاً کچھ روایات سے پتہ چلتا ہے یہ واقعہ اُم سلمہ کے گھر میں واقع ہوا۔

دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے یہ واقعہ زینب زوجہ پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر واقع ہوا اور کچھ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ مسجد میں ہوا اور منتخب (طریحی) کی خبر بھی یہی ہے کہ یہ واقعہ بی بی سیدہ صدیقہ طاہرہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر میں ہوا۔

ان روایات کے اختلاف کو اس طرح بھی دور کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ چند مرتبہ وقوع پذیر ہوا ہو۔

[آیہ تطہیر کے نزول سے پہلے اور نزول کے بعد بھی]۔

ان شاء اللہ آیہ تطہیر کی بحث تفصیل سے ذکر کریں گے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:۔

ممکن ہے کوئی حدیث کساء کا خصوصاً معصومین علیہم السلام کی طرف نسبت دینے پر اعتراض کرے اور کہے:

یقین کامل نہیں کہ یہ ان کی طرف سے صادر ہوئی ہے یا نہیں"۔

حتیٰ اگر ان کی طرف سے صادر نہ ہونے کا علم بھی ہو، تو تمام مجتہدین، فقہاء، مراجع کرام کے فتویٰ کے مطابق ایک نادرست حدیث کا معصومین علیہم السلام کی طرف نسبت دینا حرام کام ہے اور حتیٰ روزے کے باطل ہونے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

جواب:۔

اولاً:۔

توجہ کے ساتھ جو منابع اور اسناد ہم تک پہنچی ہیں پہلے یا بعد میں اس موضوع پر ہو نہیں سکتا کے معصومین علیہم السلام کی طرف سے عدم صدور کا فیصلہ ہو سکے کہ ان کی طرف سے صادر نہیں ہوئی۔

ثانیاً:۔

اگر منابع اور اسناد حدیث کساء کسی کے لئے قابل یقین نہ ہوں اور اس کے بعد معصومین علیہم السلام سے صادر ہونے کی تردید بھی ہو، اس کے ساتھ مراجع عظام کا فتویٰ بھی ہو۔

تو اگر یہ حدیث شروع میں سند کے ساتھ ذکر و نقل کی جائے معصومین علیہم السلام کی طرف جھوٹ والی نسبت برطرف ہو جائے گی (یعنی شروع میں اس طرح بیان ہو صحیح سند کے ساتھ۔

"عن جابر بن عبداللہ الانصاری"

یعنی جابر بن عبداللہ الانصاری روایت کرتے ہیں۔

ثالثاً:۔

کیونکہ حدیث کساء متن اور مضمون کے حساب سے معصومین علیہم السلام کی دیگر احادیث کے مطابق ہے اس لئے اس کے پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا، اور اس کو ایک واقعے کے طور پر بیان کرنا بھی اتنا اثر رکھتا ہے کہ تائید کی گئی ہے کہ اس واقعے کو دہرایا جائے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔

اور اسی سلسلہ میں یہ ایک مصداق ہے محفلوں میں اس حدیث کے ذریعے امر ولایت اہل بیت زندہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں یہ یقین رکھا جاتا ہے کہ معصومین علیہم السلام اپنی لطف و محبت کی نظر ان محفلوں کے شامل حال کریں گے

رابعاً:۔

اس مسئلہ سے ہٹ کر خود حدیث کا متن یہ بتا رہا ہے کہ سخن عالی مقام والائی رکھتا ہے اور حدیث قدسی ہے، اور اس کی بزرگی اور شان اس سے بڑھ کر ہے کہ فقہاء کے فتاویٰ اس کی تائید کریں۔

اور دیکھا جائے تو شاید فقہاء بھی نہیں چاہیں گے کہ اظہارِ نظر کریں یا اگر دوسرے لفظوں میں کہیں تو فقہاء کا اظہارِ نظر (نصّ) یعنی واضح بیان کو پہنچانے میں ہوتا ہے اور حدیث کساء کے بیان میں کوئی اعتراض اور مجہول چیز موجود نہیں جس کو واضح کر کے بیان کیا جائے۔

وہ لوگ جنہوں نے اس حدیث کو رد کیا ہے وہ اس حدیث کے متن اور مضامین کی معرفت نہیں رکھتے اور ان کی معصومین علیہم السلام کے بارے میں معرفت بہت کم ہے، ان کے لئے لازم ہے اپنے عقیدوں کو قوی کریں اور معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں اپنی تقصیر کی معذرت کریں۔

اصولی طور پر اگر دیکھا جائے تو اس حدیث (حدیث کساء) کے لئے کسی راوی یا سند کی بحث کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث خود سورج کی روشنی کی طرح روشن اور واضح ہے اور حدیث کا متن ہی خود اس کی سند ہے۔

گرچہ مختلف رجالی کتابیں (ایسی کتابیں جو راویوں پر تحقیق کرتی ہیں) بشمول ''کتاب موسوعہ'' آیت اللہ خوئی، حدیث کساء کے راویوں پر تحقیق نقل کر چکی ہیں اور اس کو نقل کر چکی ہیں کہ اس حدیث کی دو محکم سندیں ہیں جن پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

حدیث کساء کی ایک سند حضرت صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا ہیں اور ایک سند حدیث قدسی ہے یعنی خداوند جل جلالہ کا قول:۔

اور یہ حدیث دیگر دوسری احادیث کے ساتھ، فریقین یعنی شیعہ سنی دونوں کی کتب میں بہت زیادہ بیان ہوئی ہے کہ، انشاء اللہ اپنی جگہ پر ذکر ہوگی۔

فی العوالم شیخ عبداللہ بن نور اللہ البحرانی الاصفھانی من افاضل اعلام تلامذہ شیخ الاسلام العلامہ المجلسی قال: رأیت بخطّ الشیخ الجلیل السید ھاشم البحرانی عن شیخہ السید

ماجد البحرانی عن الحسن بن زین الدین الشهید الثانی عن شیخه المقدس الأردبیلی عن شیخه علی بن عبدالعالی الکرکی عن الشیخ علی بن هلال الجزائری عن الشیخ احمد بن فهد الحلی عن الشیخ علی بن خازن الحائری عن الشیخ احمد بن فهد الحلی عن الشیخ ضیاء الدین علی بن الشهید الاوّل عن أبیه عن فخر المحققین عن شیخه علامة الحلی عن شیخه محقق عن شیخه ابن نماء الحلی عن شیخه محمد بن ادریس الحلی عن ابن حمزة الطوسی صاحب ثاقب المناقب عن الشیخ الجلیل محمد بن شهر آشوب عن الطبرسی صاحب الاحتجاج عن شیخه الجلیل حسن بن محمد بن حسن الطوسی عن ابیه شیخ الطائفة عن شیخه المفید عن شیخه ابن قولویه القمی عن شیخه الکلینی عن علی بن ابراهیم بن هاشم عن احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطی عن قاسم بن یحیی الحذاء الکوفی أبی بصیر عن أبان بن تغلب البکری عن جابر بن یزید الجعفی عن جابر بن عبدالله انصاری۔

"متن حدیثِ کساء":۔

عن جابر بن یزید الجعفی عن جابر بن عبداللہ انصاری۔

عَنْ فاطِمَةَ الزَّهْراءِ عَلَيْهَا السَّلامُ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قالَ سَمِعْتُ فاطِمَةَ اَنَّها قالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ اَبِي رَسُولُ اللّٰهِ فِي بَعْضِ الاَيّامِ فَقالَ السَّلامُ عَلَيْكِ يا فاطِمَةُ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلامُ قالَ اِنّي اَجِدُ فِي بَدَنِي ضُعْفاً فَقُلْتُ لَهُ اُعيذُكَ بِاللّٰهِ يا اَبَتاهُ مِنَ الضُّعْفِ فَقالَ يا فاطِمَةُ ايتينِي بِالْكِساءِ الْيَمانِي فَغَطّينِي بِهِ فَاَتَيْتُهُ بِالْكِساءِ الْيَمانِي فَغَطَّيْتُهُ بِهِ وَصِرْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِذا وَجْهُهُ يَتَلالَؤُ كَاَنَّهُ الْبَدْرُ فِي لَيْلَةِ تَمامِهِ وَكَمالِهِ۔

فَما كانَتْ اِلاّ ساعَةً وَاِذا بِوَلَدِيَ الْحَسَنِ قَدْ اَقْبَلَ وَقالَ السَّلامُ عَلَيْكِ يا اُمّاهُ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلامُ يا قُرَّةَ عَيْنِي وَثَمَرَةَ فُؤادي فَقالَ يا اُمّاهُ اِنّي اَشَمُّ عِنْدَكِ رائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّها رائِحَةُ جَدّي رَسُولِ اللّٰهِ فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ تَحْتَ الْكِساءِ فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ نَحْوَ الْكِساءِ وَقالَ السَّلامُ عَلَيْكَ يا جَدّاهُ يا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَأْذَنُ لِي اَنْ اَدْخُلَ مَعَكَ تَحْتَ الْكِساءِ فَقالَ وَعَلَيْكَ السَّلامُ يا وَلَدي وَيا صاحِبَ حَوْضي قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ مَعَهُ تَحْتَ الْكِساءِ۔

فَما كانَتْ اِلاّ ساعَةً وَاِذا بِوَلَدِيَ الْحُسَيْنِ قَدْ اَقْبَلَ وَقالَ السَّلامُ عَلَيْكِ يا اُمّاهُ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلامُ يا وَلَدي وَيا قُرَّةَ عَيْنِي وَثَمَرَةَ فُؤادي فَقالَ لي يا اُمّاهُ اِنّي اَشَمُّ عِنْدَكِ رائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّها رائِحَةُ

جَدّی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ وَاَخاكَ تَحْتَ الْکِساءِ فَدَنَی الْحُسَیْنُ نَحْوَ الْکِساءِ وَقالَ السَّلامُ عَلَیْكَ یا جَدّاہُ اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا مَنِ اخْتارَہُ اللّٰہُ اَتَأْذَنُ لی اَنْ اَکُونَ مَعَکُما تَحْتَ الْکِساءِ فَقالَ وَعَلَیْكَ السَّلامُ یا وَلَدی وَیا شافِعَ اُمَّتی قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ مَعَهُما تَحْتَ الْکِساءِ۔

فَاَقْبَلَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَبُوالْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ اَبی طالِبٍ وَقالَ السَّلامُ عَلَیْكِ یا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰہِ فَقُلْتُ وَعَلَیْكَ السَّلامُ یا اَبَا الْحَسَنِ وَ یا اَمیرَالْمُؤْمِنینَ فَقالَ یا فاطِمَةُ اِنّی اَشَمُّ عِنْدَكِ رائِحَةً طَیِّبَةً کَاَنَّها رائِحَةُ اَخی وَابْنِ عَمّی رَسُولِ اللّٰہِ فَقُلْتُ نَعَمْ ھا ھُوَ مَعَ وَلَدَیْكَ تَحْتَ الْکِساءِ فَاَقْبَلَ عَلِیٌّ نَحْوَ الْکِساءِ وَقالَ السَّلامُ عَلَیْكَ یا رَسُولَ اللّٰہِ اَتَأْذَنُ لی اَنْ اَکُونَ مَعَکُمْ تَحْتَ الْکِساءِ قالَ لَہُ وَعَلَیْكَ السَّلامُ یا اَخی یا وَصِیّی وَخَلیفَتی وَصاحِبَ لِوائی قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ عَلِیٌّ تَحْتَ الْکِساءِ۔ ثُمَّ اَتَیْتُ نَحْوَ الْکِساءِ وَقُلْتُ اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یا اَبَتاہُ یا رَسُولَ اللّٰہِ اَتَأْذَنُ لی اَن اَکُونَ مَعَکُمْ تَحْتَ الْکِساءِ قالَ وَعَلَیْكِ السَّلامُ یا بِنْتی وَیا بَضْعَتی قَدْ اَذِنْتُ لَكِ فَدَخَلْتُ تَحْتَ الْکِساءِ

فَلَمّا اکْتَمَلْنا جَمیعاً تَحْتَ الْکِساءِ اَخَذَ اَبی رَسُولُ اللّٰہِ بِطَرَفَیِ الْکِساءِ وَاَوْمَیَ بِیَدِہِ الْیُمْنی اِلَی السَّماءِ وَقالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھؤُلاءِ اَھْلُ بَیْتی وَخاصَّتی وَحامَّتی لَحْمُھُمْ لَحْمی وَدَمُھُمْ دَمی یُؤْلِمُنی ما یُؤْلِمُھُمْ وَیَحْزُنُنی ما یَحْزُنُھُمْ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حارَبَھُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سالَمَھُمْ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عاداھُمْ وَمُحِبٌّ لِمَنْ اَحَبَّھُمْ اِنَّھُمْ مِنّی وَ اَنَا مِنْھُمْ فَاجْعَلْ صَلَواتِكَ وَبَرَکاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَغُفْرانَكَ وَرِضْوانَكَ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ وَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھیراً۔

فَقالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يا مَلائِكَتي وَيا سُكّانَ سَمواتي اِنّي ما خَلَقْتُ سَماءً مَبْنِيَّةً وَلا اَرْضاً مَدْحِيَّةً وَلا قَمَراً مُنيراً وَلا شَمْساً مُضِيَّئَةً وَلا فَلَكاً يَدُورُ وَلا بَحْراً يَجْرى وَلا فُلْكاً يَسْرى اِلاّ فى مَحَبَّةِ هؤُلاءِ الْخَمْسَةِ الَّذينَ هُمْ تَحْتَ الْكِساءِ فَقالَ الاَمينُ جِبْرَأئيلُ يا رَبِّ وَمَنْ تَحْتَ الْكِساءِ فَقالَ عَزَّوَجَلَّ هُمْ اَهْلُ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنُ الرِّسالَةِ هُمْ فاطِمَةُ وَاَبُوها وَبَعْلُها وَبَنُوها۔

فَقالَ جِبْرَأئيلُ يا رَبِّ اَتَأْذَنُ لى اَنْ اَهْبِطَ اِلَى الاَرْضِ لِاَكُونَ مَعَهُمْ سادِساً فَقالَ اللّٰهُ نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَهَبَطَ الاَمينُ جِبْرَأئيلُ وَقالَ السَّلامُ عَلَيْكَ يا رَسُولَ اللّٰهِ الْعَلِيُّ الاَعْلى يُقْرِئُكَ السَّلامَ وَيَخُصُّكَ بِالتَّحِيَّةِ وَالاِكْرامِ وَيَقُولُ لَكَ وَعِزَّتي وَجَلالي اِنّي ما خَلَقْتُ سَماءً مَبْنِيَّةً وَلا اَرْضاً مَدْحِيَّةً وَلا قَمَراً مُنيراً وَلا شَمْساً مُضِيَّئَةً وَلا فَلَكاً يَدُورُ وَلا بَحْراً يَجْرى وَلا فُلْكاً يَسْرى اِلاّ لِاَجْلِكُمْ وَمَحَبَّتِكُمْ وَقَدْ اَذِنَ لى اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمْ فَهَلْ تَأْذَنُ لى يا رَسُولَ اللّٰهِ فَقالَ رَسُولُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ السَّلامُ يا اَمينَ وَحْيِ اللّٰهِ اِنَّهُ نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ جِبْرَأئيلُ مَعَنا تَحْتَ الْكِساءِ فَقالَ لِاَبي اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْحى اِلَيْكُمْ يَقُولُ اِنَّما يُريدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهيراً۔

فَقالَ عَلِيٌّ لاَبي يا رَسُولَ اللّٰهِ اَخْبِرْني ما لِجُلُوسِنا هذا تَحْتَ الْكِساءِ مِنَ الْفَضْلِ عِنْدَاللّٰهِ فَقالَ النَّبِيُّ وَالَّذى بَعَثَني بِالْحَقِّ نَبِيّاً وَاصْطَفاني بِالرِّسالَةِ نَجِيّاً ما ذُكِرَ خَبَرُنا هذا فى مَحْفِلٍ مِنْ مَحافِلِ اَهْلِ الاَرْضِ وَفيهِ جَمْعٌ مِنْ شيعَتِنا وَمُحِبّينا اِلاّ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْ بِهِمُ الْمَلائِكَةُ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُمْ اِلى اَنْ يَتَفَرَّقُوا فَقالَ عَلِيٌّ اِذاً وَاللّٰهِ فُزْنا وَفازَ شيعَتُنا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

فَقالَ النَّبِیُّ ثانِیاً یا عَلِیُّ وَالَّذی بَعَثَنی بِالْحَقِّ نَبِیّاً وَاصْطَفانی بِالرِّسالَهِ نَجِیّاً ما ذُکِرَ خَبَرُنا هذا فی مَحْفِلٍ مِنْ مَحافِلِ اَهْلِ الاَرْضِ وَفیهِ جَمْعٌ مِنْ شیعَتِنا وَمُحِبّینا وَفیهِمْ مَهْمُومٌ اِلاّ وَفَرَّجَ اللّهُ هَمَّهُ وَلا مَغْمُومٌ اِلاّ وَکَشَفَ اللّهُ غَمَّهُ وَلا طالِبُ حاجَهٍ اِلاّ وَقَضَی اللّهُ حاجَتَهُ فَقالَ عَلِیٌّ اِذاً وَاللّهِ فُزْنا وَسُعِدْنا وَکَذلِکَ شیعَتُنا فازُوا وَسُعِدُوا فِی الدُّنْیا وَالاْخِرَهِ وَرَبِّ الْکَعْبَه۔[1]

---

[1] عوالم، ج ۱۱ صفحہ ۶۳۸ سے ۶۴۲

موضوعِ دوم:

شرحِ حدیثِ شریف کساء

"شرح حدیث شریف کساء"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن جابر بن عبداللہ الانصاری. عن فاطمۃ الزھراء علیھا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال:

ایک بزرگ راوی نے اس حدیث شریف کساء کو روایت کیا ہے۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک عالی قدر صحابی ہیں۔

ہاں! وہ جابر بن عبداللہ الانصاری ہیں، اس حدیث کو وجود مقدس حضرت صدیقہ طاہرہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کرتے ہیں۔

یعنی صحیح سند کے ساتھ جابر سے اور جابر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محترم بیٹی سے روایت کرتے ہیں۔

جابر کون ہیں؟:۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ علیه السلام قَالَ إِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ آخِرَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ وَ كَانَ رَجُلًا مُنْقَطِعاً إِلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ كَانَ يَقْعُدُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صل علی علیه و آله و سلم وَ هُوَ مُحْتَجِرٌ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ وَ كَانَ يُنَادِي يَا بَاقِرَ الْعِلْمِ يَا بَاقِرَ الْعِلْمِ فَكَانَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ جَابِرٌ يَهْجُرُ فَكَانَ يَقُولُ لَا وَ اللّٰهِ مَا أَهْجُرُ وَ لَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صل علی علیه و آله و سلم يَقُولُ إِنَّكَ سَتُدْرِكُ رَجُلًا مِنْ وُلْدِي اسْمُهُ اسْمِي وَ شَمَائِلُهُ شَمَائِلِي يَبْقُرُ الْعِلْمَ

بَقْراً فَذَاكَ الَّذِي دَعَانِي إِلَى مَا أَقُولُ قَالَ فَبَيْنَا جَابِرٌ يَتَرَدَّدُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ إِذْ مَرَّ بِطَرِيقٍ فِي ذَاكَ الطَّرِيقِ كُتَّابٌ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ يَا غُلَامُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ شَمَائِلُ رَسُولِ اللَّهِ صل على عليه و آله و سلم وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ يَا غُلَامُ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ يُقَبِّلُ رَأْسَهُ وَ يَقُولُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أَبُوكَ رَسُولُ اللَّهِ صل على عليه و آله و سلم يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَرَجَعَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ إِلَى أَبِيهِ وَ هُوَ ذَعِرٌ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ وَ قَدْ فَعَلَهَا جَابِرٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ الْزَمْ بَيْتَكَ يَا بُنَيَّ فَكَانَ جَابِرٌ يَأْتِيهِ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ كَانَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ وَا عَجَبَاهُ لِجَابِرٍ يَأْتِي هَذَا الْغُلَامَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ هُوَ آخِرُ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صل على عليه و آله و سلم فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَضَى عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام فَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْتِيهِ عَلَى وَجْهِ الْكَرَامَةِ لِصُحْبَتِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صل على عليه و آله قَالَ فَجَلَسَ عليه السلام يُحَدِّثُهُمْ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَقَالَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا أَحَداً أَجْرَأَ مِنْ هَذَا فَلَمَّا رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صل على عليه و آله و سلم فَقَالَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا أَحَداً قَطُّ أَكْذَبَ مِنْ هَذَا يُحَدِّثُنَا عَمَّنْ لَمْ يَرَهُ فَلَمَّا رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَصَدَّقُوهُ وَ كَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَأْتِيهِ فَيَتَعَلَّمُ مِنْهُ.[1]

"ابان بن تغلب امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

جابر بن عبداللہ (انصاری) صحابہ میں سے آخری صحابی تھے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رہے

---

[1] کافی، ج ۱ ص ۴۶۹، رجال کشی، ج ۱ ص ۲۱۷

(یعنی طولانی عمر پائی تھی)۔ وہ انصاری تھے جو ہماری ولایت اہل بیت علیہم السلام پر ثابت قدم رہے۔ وہ مسجد نبوی میں بیٹھتے تھے اور سر پر کالا عمامہ رکھتے تھے اور آواز دیتے تھے:

"یا باقر العلوم! یا باقر العلوم"! اہل مدینہ کہتے تھے جابر پاگل ہو گیا ہے ہذیان کہتا ہے"۔

جابر کہتے تھے:

"خدا کی قسم میں دیوانہ نہیں ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے فرمایا:

اے جابر! تم جلدی ایک مرد سے ملو گے، وہ میری اولاد میں سے ہوگا، اس کا نام میرے نام پر ہوگا، اس کے اوصاف اور صورت میری صورت کی طرح ہوگی، وہ علم کو شگافتہ کرے گا، وہ کچھ جو میں نے کہا ہے لوگوں کو بتائے گا اور لوگوں کو دین خدا کی طرف دعوت دے گا"۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا:

"ایک دن جابر نے مدینہ کی گلیوں میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی

جب جابر نے امام علیہ السلام کو دیکھا تو امام علیہ السلام سے کہا:

"آگے آئیں۔ امام علیہ السلام آگے آئے"

پھر کہا: "پیچھے جائیں"۔ امام علیہ السلام پیچھے گئے

جابر نے کہا: اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں جابر کی جان ہے، یہ چلنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چلنی ہے

پھر کہا: اے بیٹے آپ کا نام کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں

پھر جابر نے اپنا چہرہ امام علیہ السلام کی طرف کیا۔

امام علیہ السلام کے چہرہ اور سر کا بوسہ لیا اور کہا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا اور یہی آپ کے حق میں فرمایا:

امام محمد باقر علیہ السلام اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا:

"جابر نے اس طرح فرمایا ہے"

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹے اس گفتار کو جابر نے بیان کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں۔

پھر فرمایا: اے بیٹے اپنے گھر میں رہو (گھر سے باہر مت جاؤ)۔

بس جابر ہر روز امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں آتے تھے، وجود پر معنوی سے بہرہ مند ہوتے تھے (یعنی ان کے عقائد اور بھی محکم ہوتے جاتے تھے)۔

اہل مدینہ کہتے تھے:

"جابر کتنا عجیب ہے کہ ظہر کے وقت اس بچے کے پاس آتا ہے، درحالانکہ صحابہ کرام میں وہ آخری شخص ہے جو ابھی تک زندہ ہے"۔

بس کچھ ہی عرصے کے بعد امام سجاد علیہ السلام شہید ہو گئے۔

امام باقر علیہ السلام جابر کو دیکھنے آئے امام باقر علیہ السلام جابر سے خاص محبت رکھتے تھے، کیونکہ وہ ایک باوقار شخصیت کے حامل تھے۔

جی ہاں! وہ صحابی پیامبرؐ تھے اور اسی وجہ سے امام علیہ السلام ان سے بہت محبت کرتے تھے۔

امام باقر علیہ السلام مدینہ کے لوگوں کو کوئی خبر بتاتے یا ان کو حدیثِ رسولؐ سناتے، کہ رسولؐ نے یہ فرمایا ہے تو مدینہ کے لوگ کہتے تھے:

"ہم تعجب کرتے ہیں کسی نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا ہو، وہ کیسے جابر اور لوگوں کے لئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتا ہے"۔

جب جابر کہتے تھے یہ جو فرما رہے ہیں عین حقیقت ہے بالکل اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد مدینہ کے لوگ امام باقر علیہ السلام کے قول کی تصدیق کرتے تھے۔

لہٰذا اس کے بعد معاملہ یہ ہوتا تھا جابر امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آتے تھے، امامؑ کی خدمت میں بیٹھتے تھے اور امام علیہ السلام جابر کو تعلیم دیتے تھے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ جابر ایک حدیث غلط پڑھتے تھے تو امام علیہ السلام اس غلطی کو پکڑتے تھے اور اس کو صحیح حدیث یاد کرواتے تھے۔

اور جابر بھی اپنی غلطی قبول کرتے تھے اور امام علیہ السلام کے قول کو قبول کرتے تھے۔ اور جابر امام علیہ السلام سے کہتے تھے:

"اے باقر، اے باقر، اے باقر"۔

میں خدا کو شاہد بناتا ہوں آپؑ بچپن کی حالت میں بھی حکومت وقضاوت (یعنی امامت) کے مقام پر فائز ہیں۔

جابر، صحابہ جلیل القدر اور اصحابِ بدر میں سے ہیں:۔

جابر ابن عبداللہ بن عمرو حزام الانصاری جلیل القدر صحابی اور اصحاب بدر میں سے ہیں اور بہت سی روایات جابر کی مدح میں وارد ہوئی ہیں۔

جابر وہ ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام امام محمد باقر علیہ السلام تک پہنچایا۔

جابر پہلے شخص ہیں جنہوں نے اربعین پر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی۔[1]

جابر وہ ہیں جنہوں نے لوح آسمانی کو جس میں نص خداوند امامت ولایت آئمہ ہدیٰ علیہم السلام تھی اور جو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے پاس تھا، زیارت کی اور اس سے ایک نسخہ کاپی کیا۔[2]

"کشف الغمہ" سے نقل ہوا ہے امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بڑے بیٹے امام باقر علیہ السلام کے ساتھ جابر کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ امام باقر علیہ السلام اس وقت بہت چھوٹے تھے۔

بس امام سجاد علیہ السلام نے امام باقر علیہ السلام سے فرمایا:

"اے بیٹے! اپنے چاچا کو بوسہ دو"۔

امام باقر علیہ السلام جابر کے نزدیک ہوئے اور جابر کو بوسہ دیا۔

جابر اس وقت آنکھوں سے نابینا تھے، عرض کیا: "یہ کون تھے؟"

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: "میرا بیٹا محمد علیہ السلام ہے"۔

بس جابر نے امام علیہ السلام کو گلے لگایا اور فرمایا:

"اے محمد علیہ السلام! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام پہنچایا ہے"۔

اختصاص سے روایت نقل ہے کہ جابر نے امام باقر علیہ السلام سے درخواست کی:

"امام ضامن بنیں کہ روز قیامت جابر کی شفاعت کریں گے"۔

۱۔ رجوع بہ مقاتل یعنی "لھوف" یا اس کی طرح

۲۔ [illegible]

اور امام علیہ السلام نے قبول فرمایا۔

یہ جابر بہت سے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور صفین میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ بھی تھے اور "حبل اللہ المتین" کے ساتھ متمسک بھی تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام کی اطاعت میں ایک کام بھی ان کی مخالفت میں نہیں کیا۔

اور لوگوں کو امیر المومنین علیہ السلام کی محبت اور دوستی کی دعوت دیتے تھے۔

جب مدینہ کی گلیوں میں لوگوں کی مجلسوں (جہاں پر لوگ بیٹھتے تھے) سے گزرتے تھے کہتے تھے:

"عَلِي خَيْرُ الْبَشَرِ، وَمَنْ أَبَى فَقَدْ كَفَرَ"[1]

"اے صحابہ کے گروہ اپنے بچوں کو علی علیہ السلام کی محبت پر تربیت کرو، جس بچے نے بھی علی علیہ السلام کی محبت سے انکار کیا دیکھو اس کی ماں نے کیا کیا ہے"۔

"محبت شه مردان مجو ازبی پدری
که دست غیر گرفته است پای مادر او"

ترجمہ شعر:۔

محبت شاہ مرداںؑ کو بے پدر میں نہ ڈھونڈھ
کہ جن کی ماؤں کے پاؤں کو غیر ہاتھوں نے چھوا ہو

جابر نے ۷۸ھ میں وفات پائی، اس وقت وہ آنکھوں سے نابینا ہو چکے تھے۔ ۹۰ سال سے زیادہ عمر پائی۔ مدینہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری صحابی تھے جس نے سب سے آخر میں وفات پائی۔

اور ان کے والد عبداللہ الانصاری عارف شخص تھے جنہوں نے جنگ بدر اور اُحد میں شرکت کی اور جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور عبداللہ کو اس کی بہن کے شوہر عمرو بن الجموح کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

معاویہ ملعون کے دور میں شہدائے اُحد کے ساتھ ان کی قبروں پر پانی جاری کرنے اور قبروں کو شگافتہ کرنے کا واقعہ بھی مشہور ہے۔[2]

۱۔ (اعلام الوریٰ، ص ۲۳۶، کنز العمال، ج ۱۱ ص ۶۲۵، حب ۳۳۰۴۵)

"جابر کے بارے میں کچھ روایات":۔

"قَالَ الشیخ فی کتاب الرجال فی باب الصحابه جَابِرَ بن عَبْدِاللّٰه بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزام المدینة شَهدَ بدراً و ثمانیةَ عشر غزوة مع النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مات سنةَ ثمان و سبعین"۔

"جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حزام انصاری جنگ بدر میں حاضر تھے اور جابر ۱۸ غزوات میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب جنگ لڑے اور ۷۸ھ میں دنیا سے گئے"۔

و قال فی مصباح المتهجد فی زیارت الاربعین و هو العشرون من صفر۔

وَفِي اَلْيَوْمِ اَلْعِشْرِينَ مِنْهُ كَانَ رُجُوعُ حَرَمِ سَيِّدِنَا - أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مِنَ اَلشَّامِ إِلَى مَدِينَةِ اَلرَّسُولِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ اَلْيَوْمُ اَلَّذِي وَرَدَ فِيهِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ حَزَامٍ اَلْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ رَضِيَ عَنْهُ مِنَ اَلْمَدِينَةِ إِلَى كَرْبَلاَءَ لِزِيَارَةِ قَبْرِ أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ زَارَهُ مِنَ اَلنَّاسِ. و تستحب زیارته و هی زیارت الاربعین"۔[1]

شیخ طوسی نے "مصباح المتهجد" میں زیارت اربعین (بیس صفر) کے باب میں نقل ہے کہ:

"بیس صفر شام سے امام حسین علیہ السلام کے کاروان کے لوٹنے کا دن ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کی طرف اور یہ وہ دن ہے جس دن صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے جابر نے زیارت امام حسین علیہ السلام کے لئے مدینہ سے کربلا حرکت کی۔ لوگوں میں سے پہلے جابر ہیں جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی"۔

روز اربعین زیارت امام حسین علیہ السلام مستحب ہے۔

"قال ابو الحسن المسعودی فی مروج الذهب مات جابر بن عبدالله الانصاری فی ایام عبد الملك بن مروان بالمدینه وذالك فی سنة ثمانی و سبعین و قد ذهب بصره و هو ابن نیف و تسعین و سنة وقد کان قدم الی معاویه بدمشق فلما اذن له قال یا معاویه اما سمعت رسول الله ص یقول من حجب ذا قافة و حاجة حجبه الله یوم فاقتته و حاجته فغضب معاویة و قال انت قد سمعته یقول انکم ستلقون بعدی اثرة فاصبرو حتیٰ تردوا علی الحوض فهلا صبرت قال ذکرتنی ما نسیت و خرج فاستوی علی راحلته و مضی فوجه الیه معاویة بستمائة دینار فردها و قال لرسوله آل یا بن آکلة الاکباد والله لا وجدت فی صحیفتك سنة انا سببها ابدا انتهی کلام مروج الذهب"۔[1]

مسعودی "مروج الذہب" میں لکھتے ہیں: جابر بن عبداللہ انصاری نے ایام حکومت عبدالملک میں مدینہ میں دنیا سے وفات پائی یعنی ۷۸ھ۔ وہ اس میں آنکھوں سے نابینا اور کمزور ہو چکے تھے۔ ۹۰ سال کی عمر میں معاویہ کی طرف شام گئے۔

جب معاویہ نے ان کو بات کرنے کی اجازت دی تو جابر نے کہا:

اے معاویہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی حاجت مند کی حاجت پوری نہیں کی خدا روزِ قیامت اس کی کوئی حاجت پوری نہیں کرے گا۔

معاویہ غضب ناک ہوا اور کہا: تم نے بھی اس کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد فقر و قحط سے دوچار ہوں گے اور تم صبر کرنا تا کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔ جابر نے کہا:

اس چیز کو مجھے یاد دلایا جس کو میں بھول چکا تھا اور اپنی سواری پر سوار ہو کر معاویہ کے پاس

---

[1] رجال کشی، ج ۱ ص ۲۰۷، مروج الذہب، ج ۳ ص ۱۱۵

سے اُٹھ آئے اور باہر چلے گئے۔ پھر معاویہ نے ۶۰۰ دینار جابر کو بھجوائے لیکن جابر نے قبول نہیں کئے اور دینار معاویہ کی طرف پلٹا دیئے اور معاویہ کے قاصد کو کہا: معاویہ سے کہنا اے جگر خوار کے بیٹے! خدا کی قسم تمہارے اس رویئے وسلوک میں، میں نے سنت کو نہیں پایا کہ میں اس کو قبول کرلوں۔ یعنی میں اس بات کو ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ تمہارا یہ احسان میرے حصّے میں آئے اور میرے لئے باعثِ ننگ وعار بنے"۔

وَرَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي مُسْنَدِهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَيْفَ كَانَ عَلِيُّ أَبِي طَالِبٍ فِيكُمْ قَالَ ذَاكَ بِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ مَا كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ إِيَّاهُ۔[1]

"احمد ابن حنبل مرفوع سند کے ساتھ ابی زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ جابر سے کہا: علی ابن ابی طالب علیہ السلام تمہارے درمیان کیا مقام رکھتے ہیں۔

جابر نے کہا: علی علیہ السلام بہترین بشر ہیں اور ہم منافقین کو نہیں پہچان سکتے تھے مگر ان کے اندر علی علیہ السلام کا بغض ظاہر ہوتا تھا تو پہچان لیتے تھے"۔

وقال ابن عبدالله: عبدالله بن عمرو بن حزام بن ثعلبة ابو جابر شهد العقبة مع السبعين و هو أحد النقباء الاثناء عشر و شهد بدرا و احد و قتل احد۔[2]

"ابن عبداللہ کہتے ہیں: عبداللہ بن عمرو بن حزام بن ثعلبہ جابر کے والد ستر لوگوں کے ساتھ بیعتِ عقبہ میں حاضر تھے اور وہ ۱۲ چنے ہوئے لوگوں میں تھے اور بدر واُحد میں شریک رہے اور جنگ اُحد میں شہید ہوئے"۔

و ابو جابر عبدالله بن عمرو بن حزام باهمال الحاء المكسورة والزاء وقيل حرام بفتح الحاء المهملة والراء ضد الحلال الانصاري كام من النقباء الاثناء عشر ليلة البيعة و من السبعين في بيعة العقبة شهد بدرا و هو من شهداء احد۔[3]

۱۔ رجال کشی، ج ۱ ص ۲۱۰، طرائف، ج ۱ ص ۷۷، بحار الانوار، ج ۳۹ ص ۳۰۳

۲۔ رجال کشی، ج ۱ ص ۲۱۵

۳۔ رجال کشی، ج ۱ ص ۲۱۵

"والد جابر عبداللہ بن عمرو بن حزام (ح کے نیچے زیر ہے اور ز کے نیچے بھی، اور بعض جگہوں پر ان کا نام حرام بھی لکھا گیا ہے۔ ح اور ر پر زبر کے ساتھ، جو کہ حلال کی ضد ہے) تھے جو ۱۲ چنے ہوئے لوگوں میں سے تھے، بیعت عقبہ والی رات تھے، ستر لوگوں کے ساتھ بیعت عقبہ جنگ بدر میں شریک تھے اور وہ شہداء اُحد میں سے ایک تھے"۔

جابر کے بارے میں مطالب فراوان ہیں جس سے خود ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ اسی طرح سلمان وابوذر ومقداد وبلال، لیکن ہم یہاں پر ایک ہی روایت پر کفایت کرتے ہیں۔

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَلْوَلَايَةُ لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ لَمْ يُغَيِّرُوا وَ لَمْ يُبَدِّلُوا بَعْدَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَاجِبَةٌ مِثْلِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ وَ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ وَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ وَ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ وَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ وَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ذِي الشَّهَادَتَيْنِ وَ أبو [أَبِي] سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَ مَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ وَ فَعَلَ مِثْلَ فِعْلِهِمْ وَ الْوَلَايَةُ لِأَتْبَاعِهِمْ وَ الْمُقْتَدِينَ بِهِمْ وَ بِهُدَاهُمْ وَاجِبَةٌ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

افراد با ایمان اہل ولا کی دوستی اور ان کے ساتھ محبت جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی چیز کو نہ تبدیل کیا نہ تغییر کیا واجب ہے، مثل سلمان، ابوذر غفاری، مقداد کندی، عمار یاسر اور جابر بن عبداللہ انصاری، حذیفہ یمانی، ابی ہیثم بن تیہان، واھل بن حنیف، ابو ایوب انصاری، عبداللہ بن صامت، عبادہ بن صامت اور خزیمہ بن ثابت صاحب دو شہادت اور ابی سعید خدری اور اس طرح کے افراد جو تھے، ان کی ولایت، ان کی محبت اور اقتداء واجب ہے"۔

ان کچھ افراد کی محبت رکھنا واجب ہے کیونکہ ان افراد نے عقیدۂ اصل اور حق سے منہ نہیں موڑا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تغییر نہیں کی، مرتد نہیں ہوئے اور حکم کو تبدیل نہیں کیا۔ نہ کتاب خدا نہ

---

[1] خصال، ج ۲ ص ۶۰۸، بحار الانوار، ج ۲۷ ص ۵۲

سنت پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور نہ ہی دین میں بدعت لائے تا آخر عمر اپنے دین کی حفاظت کی۔ ان سب میں جابر بن عبداللہ انصاری ہیں۔

اسی طرح کہا گیا ہے: حدیث شریف کساء کا عمدہ حصہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے وجود پر تمام ہوتا ہے۔ اس بی بی سلام اللہ علیہا کی شناخت سب پر واجب ہے۔ یہ بی بی سلام اللہ علیہا اصحاب کساء میں سے ایک ہیں اور خود خداوند نے اس بی بی سلام اللہ علیہا کا تعارف کروایا ہے اور یہ بی بی سلام اللہ علیہا آسمان وزمین پر اور انبیاء وملائکہ اور انسانوں کے درمیان مشہور اور معروف ہیں۔

یہ بی بی سلام اللہ علیہا وہ ہیں جن کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام اور اس بی بی سلام اللہ علیہا کی اولاد یعنی آئمہ معصومین علیہم السلام نے تعارف کروایا ہے۔

یہ بی بی سلام اللہ علیہا چار عورتوں میں سے ہیں جو کہ اوّل خلقت سے تا آخر خلقت عظمت میں سب سے بڑی ہیں اور ان سب سے بالاتر یہ ہے کہ، یہ بی بی سلام اللہ علیہا مادر آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔

اور یہ بی بی سلام اللہ علیہا چہاردہ معصومین علیہم السلام میں سے ایک ہیں اور خیر النساء اور والد اور شوہر کے بعد سب سے برترین ہیں اور اسی حدیث کساء میں خدا اس بی بی سلام اللہ علیہا کا تعارف کرواتا ہے اور فرماتا ہے:

"هم فاطمة وابوها وبعلها وبنوها"

امام سجاد علیہ السلام نے یزید پلید کے دربار میں فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ أُعْطِينَا سِتّاً وَ فُضِّلْنَا بِسَبْعٍ أُعْطِينَا الْعِلْمَ وَ الْحِلْمَ وَ السَّمَاحَةَ وَ الْفَصَاحَةَ وَ الشَّجَاعَةَ وَ الْمَحَبَّةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ وَ فُضِّلْنَا بِأَنَّ مِنَّا النَّبِيَّ الْمُخْتَارَ مُحَمَّداً وَ مِنَّا الصِّدِّيقُ وَ مِنَّا الطَّيَّارُ وَ مِنَّا أَسَدُ اللَّهِ وَ أَسَدُ رَسُولِهِ وَ مِنَّا سِبْطَا هَذِهِ الْأُمَّةِ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي أَنْبَأْتُهُ بِحَسَبِي وَ نَسَبِي.

أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَ مِنَى أَنَا ابْنُ زَمْزَمَ وَ الصَّفَا أَنَا ابْنُ مَنْ حَمَلَ الرُّكْنَ بِأَطْرَافِ الرِّدَا أَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنِ ائْتَزَرَ وَ ارْتَدَى أَنَا

خَيْرِ مَنْ حَجَّ وَ لَبَّى أَنَا ابْنُ مَنْ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ فِي الْهَوَاءِ أَنَا ابْنُ مَنْ أُسْرِيَ بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَنَا ابْنُ مَنْ بَلَغَ بِهِ جَبْرَئِيلُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى أَنَا ابْنُ مَنْ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ.

قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى أَنَا ابْنُ مَنْ صَلَّى بِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ أَنَا ابْنُ مَنْ أَوْحَى إِلَيْهِ الْجَلِيلُ مَا أَوْحَى أَنَا ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى أَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى أَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ خَرَاطِيمَ الْخَلْقِ حَتَّى قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَنَا ابْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ أَنَا ابْنُ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ۔[1]

ایھا الناس! ہمیں چھ خصلتیں عطا ہوئی ہیں اور سات خصوصیات ہماری فضلیت اور برتری کی سبب بنیں۔

وہ چھ خصلتیں یہ ہیں:

علم، حلم، جوان مردی، فصاحت، شجاعت اور ہماری محبت مومنین کے دلوں میں رکھی گئی ہے۔

اور وہ سات خصوصیات جو ہماری فضلیت کا سبب بنیں وہ یہ ہیں:

محمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صدیق یعنی امیر المومنین علیہ السلام، جعفر طیار، حمزہ، سیدہ نساء العالمین فاطمہ بتول سلام اللہ علیہا اور ان کے دو بیٹے ہم میں سے ہیں۔

جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے، جو نہیں جانتا میں اس کو اپنے حسب ونسب سے آگاہ کرتا ہوں۔

اے لوگو! میں مکہ، منیٰ کا بیٹا ہوں

میں زمزم، صفا کا بیٹا ہوں

میں اس کا بیٹا ہوں جس نے حجر اسود کو اپنی چادر وعباء میں رکھا

میں اس کا بیٹا ہوں جس کو جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے گئے (یمین عرش پر ہے روایات معصومین علیہم السلام کے مطابق علم ملائکہ اور آدمی تو وہاں تک پہنچ سکتا ہے مگر اس سے آگے خدا کی ذات کے علاوہ کسی کو پتا نہیں) اور خداوند نے ان کو مقام قرب (رحمت) تک پہنچایا

میں اس کا بیٹا ہوں جس نے بہترین سعی اور طواف بجالایا

---

[1] مقتل مخنف، ص ۴۰۰

میں اس کا بیٹا ہوں جس نے بہترین حج کیا

میں اس کا بیٹا ہوں جو براق پر سوار ہوا ہوا میں

میں اس کا بیٹا ہوں جس کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف سفر کرایا گیا

میں اس کا بیٹا ہوں جس کو جبرئیل نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا

میں اس کا بیٹا ہوں جو نزدیک ہوا اور بہت نزدیک ہوا اتنا نزدیک کہ دو کمانوں سے بھی کم تر فاصلہ رہ گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کی اقتداء میں فرشتوں نے آسمان پر نماز پڑھی

میں اس کا بیٹا ہوں جس کو خدا نے وحی کی۔

میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں، میں علی مرتضیٰ علیہ السلام کا بیٹا ہوں

میں اس کا بیٹا ہوں جس نے کافروں کو تلوار سے اتنا ڈرایا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے اور ان کی زبانوں پر لا الہ الا اللہ جاری ہوا

میں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا بیٹا، سیدہ نساء سلام اللہ علیہا کا بیٹا، سیدہ پاک بتول سلام اللہ علیہا کا بیٹا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ٹکڑے کا بیٹا ہوں"۔

امام حسین علیہ السلام عاشور کے دن لشکر کوفہ کے سامنے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں:

فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللهَ هَلْ تَعْرِفُونِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، أَنْتَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ وَسِبْطُهُ،

قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ جَدِّي رَسُولُ اللهِ (ص)؟

قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ،

قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللهَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ أُمِّي فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ؟

قَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ۔[1]

"میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں مجھے جانتے ہو

سب نے کہا: جی ہاں! آپ علیہ السلام فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے نواسے ہیں

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم مجھے جانتے ہو کہ میرے جد رسول اللہ

---

[1] لہوف، ص ۱۰۸

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟؟

سب نے کہا: جی ہاں! خدا کی قسم

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میری والدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟

سب نے کہا: اے اللہ! ہاں

سب نے کہا: جی ہاں خدا کی قسم

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو، میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں

سب نے کہا: جی ہاں"۔

"پنجتن کی مثال درخت سی ہے":۔

عن هَمَّامِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مِينَا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَا مِينَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه و آله قُلْتُ بَلَى قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَنَا شَجَرَةٌ وَ فَاطِمَةُ عليها السلام فَرْعُهَا وَ عَلِيٌّ عليه السلام لِقَاحُهَا وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ عليهما السلام ثَمَرَتُهَا وَ مُحِبُّوهُمْ مِنْ أُمَّتِي وَرَقُهَا۔[1]

"ہمام بن نافع کہتا ہے: مینا۔ غلام عبدالرحمٰن بن عوف زہری نے مجھے خبر دی، عبدالرحمٰن نے مجھ سے کہا: اے مینا! تمہیں وہ حدیث نہ بتاؤں جو میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے

میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو کہا:

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا وہ فرما رہے تھے:

"میں درخت ہوں، فاطمہ سلام اللہ علیہا اس کی شاخ ہے، علی علیہ السلام اس کے تنا ہیں اور حسنین علیہم السلام اس کے میوہ ہیں اور ان کے محب (میری امت سے) اس درخت کے پتے ہیں"۔

---

[1] امالی شیخ مفید، ص ۲۷۴، بحار الانوار، ج ۲۷، ص ۱۰۳

"فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں":۔

سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ يَعْنِي اِبْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي مَنْ سَرَّهَا فَقَدْ سَرَّنِي وَمَنْ سَاءَهَا فَقَدْ سَاءَنِي فَاطِمَةُ أَعَزُّ النَّاسِ عَلَيَّ۔[1]

"سعد بن ابی وقاص (سعد بن مالک) کہتا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرما رہے تھے: فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا، جس نے اس کو رنج دیا اس نے مجھے رنج دیا، میرے نزدیک فاطمہ سلام اللہ علیہا تمام مخلوقات میں سب سے افضل و عزیز ہیں"۔

"بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی ولایت تمام معصومین علیہم السلام کی طرح دین کی جڑ ہے":۔

عن أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةِ دَعَائِمَ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ حَجِّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَ الْوَلَايَةِ لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ۔[2]

"امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں۔
نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، ماہ رمضان کے روزے، حج خانہ خدا، اور ہم اہل بیت علیہم السلام کی ولایت (امامت وحکومت پر اعتماد)"۔

وفی روایت اخری۔ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى الصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ الصَّوْمِ وَ الْحَجِّ وَ الْوَلَايَةِ وَلَمْ يُنَادَ بِشَيْءٍ كَمَا نُودِيَ بِالْوَلَايَةِ.[3]

"اور دوسری روایت میں آیا ہے:

---

[1] امالی شیخ مفید، ص ۲۷۹، امالی شیخ طوسی، ص ۲۴، بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۲۳

[2] امالی شیخ مفید، ص ۴۰۴، بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۲۳

[3] کافی، ج ۲ ص ۱۸، بحار الانوار، ج ۶۵ ص ۳۲۹

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج و ولایت جس طرح ولایت کے لئے (غدیر کے دن اور عالم میثاق میں) آواز دی گئی اسی طرح کسی چیز کے لئے فریاد نہیں دی گئی"۔

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ تُقْبِلُ ابْنَتِي فَاطِمَةُ عَلَى نَاقَةٍ مِنْ نُوقِ الْجَنَّةِ مُدَبَّجَةَ الْجَنْبَيْنِ خَطْمُهَا مِنْ لُؤْلُؤٍ رَطْبٍ قَوَائِمُهَا مِنَ الزُّمُرُّدِ الْأَخْضَرِ ذَنَبُهَا مِنَ الْمِسْكِ الْأَذْفَرِ عَيْنَاهَا يَاقُوتَتَانِ حَمْرَاوَانِ عَلَيْهَا قُبَّةٌ مِنْ نُورٍ يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَ بَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا دَاخِلُهَا عَفْوُ اللّٰهِ وَ خَارِجُهَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى رَأْسِهَا تَاجٌ مِنْ نُورٍ لِلتَّاجِ سَبْعُونَ رُكْناً كُلُّ رُكْنٍ مُرَصَّعٌ بِالدُّرِّ وَ الْيَاقُوتِ يُضِيءُ كَمَا يُضِيءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ وَ عَنْ يَمِينِهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ وَ عَنْ شِمَالِهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ وَ جَبْرَئِيلُ آخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَةِ يُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَجُوزَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَا يَبْقَى يَوْمَئِذٍ نَبِيٌّ وَ لَا رَسُولٌ وَ لَا صِدِّيقٌ وَ لَا شَهِيدٌ إِلَّا غَضُّوا أَبْصَارَهُمْ حَتَّى تَجُوزَ فَاطِمَةُ فَتَسِيرُ حَتَّى تُحَاذِيَ عَرْشَ رَبِّهَا جَلَّ جَلَالُهُ فَتَخِرُّ بِنَفْسِهَا عَنْ نَاقَتِهَا وَ تَقُولُ إِلٰهِي وَ سَيِّدِي احْكُمْ بَيْنِي وَ بَيْنَ مَنْ ظَلَمَنِي اللّٰهُمَّ احْكُمْ بَيْنِي وَ بَيْنَ مَنْ قَتَلَ وُلْدِي فَإِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ يَا حَبِيبَتِي وَ ابْنَةَ حَبِيبِي سَلِينِي تُعْطَى وَ اشْفَعِي تُشَفَّعِي فَوَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا جَازَنِي ظُلْمُ ظَالِمٍ فَتَقُولُ إِلٰهِي وَ سَيِّدِي ذُرِّيَّتِي وَ شِيعَتِي وَ شِيعَةَ ذُرِّيَّتِي وَ مُحِبِّي وَ مُحِبِّي ذُرِّيَّتِي فَإِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ أَيْنَ ذُرِّيَّةُ فَاطِمَةَ وَ شِيعَتُهَا وَ مُحِبُّوهَا وَ مُحِبُّو ذُرِّيَّتِهَا فَيُقْبِلُونَ وَ قَدْ أَحَاطَ بِهِمْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ فَتَقْدُمُهُمْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ

حَتّٰی تُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ.[1]

"جابر بن عبداللہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن آپہنچے گا میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا جنت کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہو کر محشر میں آئیں گی۔ اس اونٹ کی مہار مروارید کے موتیوں کی اور اس کے پاؤں سبز زمرد کے، اس کے پیچھے جنت کی مشک ہوگی، اس کی آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی

اونٹ کے قبہ سے نور نکل رہا ہوگا، اس کا اندر سے باہر اور باہر سے اندر بالکل ظاہر ہوگا، اس قبہ کی اندرونی فضاء میں خدا کی عفویت اور قبہ سے باہر خدا کی رحمت ہوگی، اس کے سر پر نور کا تاج ہوگا جس کے ستر رکن ہوں گے اور ہر رکن در اور یاقوت کا ہوگا اور اس طرح چمکتے ہوں گے جس طرح آسمان میں ستارے چمکتے ہیں، اس اونٹ کے دائیں طرف ستر ہزار فرشتے اور ستر ہزار فرشتے بائیں طرف ہوں گے اور جبرئیل اس ناقہ کی مہار کو تھامے ہوں گے اور بلند آواز سے صدا دے رہے ہوں گے:

"اپنی نگاہوں کو جھکا لو! یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو یہاں سے گزر رہی ہیں"

اس وقت میں حتیٰ پیامبر، انبیاء اور صدیقین اور شہداء سب ادب سے نگاہیں جھکا لیں گے یہاں تک کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا گزر جائیں اور بالکل عرش الٰہی کے سامنے رُک جائیں گی

اور اس وقت خدا کی جانب سے آواز آئے گی:

اے میری برگزیدہ و پسندیدہ! اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی! مجھ سے مانگو جو مجھ سے چاہو گی آپؑ کو عطا کروں گا جس کی چاہے آپؑ شفاعت کریں قبول کروں گا

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا خدا کے جواب میں فرمائیں گی:

اے میرے خدا! اے میرے مولا!

میری ذُرّیت، میرے شیعیان اور میری ذُرّیت کے پیروکار اور مجھ سے اور میری ذُرّیت سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟

پھر ندائے پروردگار آئے گی:

---

[1] فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، علامہ امینی، ص ۷۳

کہاں ہیں ذُرّیت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے پیروان کہاں ہیں بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے حبدار اور کہاں ہیں ان کی ذُرّیت کے دوست؟؟

اس وقت ایک جماعت آگے آئے گی اور رحمت کے فرشتے ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لئے ہوں گے، بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا قدم بڑھا کر آگے بڑھیں گی اور سب کو اپنے ساتھ جنت میں لیکر جائیں گی"۔

"اور شائستہ ہے اس واحد اور اللہ کی طرف سے منتخب شدہ کنیز سیدۃ نساء العالمین سلام اللہ علیہا کیلئے کہ جبرئیل امیں ان کے اونٹ کی مہار پکڑیں اور فخر سے ندا دیں:

"اپنی نگاہوں کو نیچا کرلو فاطمہ بنتِ محمدؐ یہاں سے گزر رہی ہیں"۔

غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَجُوزَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ

دوسری روایت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُنَادِي مُنَادٍ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ يَا أَهْلَ الْقِيَامَةِ غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ فَهَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه و آله تَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ فَتَمُرُّ فَاطِمَةُ عليها السلام وَ شِيعَتُهَا عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ۔[1]

"روز قیامت منادی عرش الٰہی سے ندا دے گا:

اے اہل محشر! اپنی آنکھوں کو بند کرو یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو صراط کو عبور کر رہی ہیں۔ وہاں پر فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے شیعوں کے ساتھ بجلی کی سی تیزی سے صراط کو عبور کر جائیں گی"۔

دوسری حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ يَقُولُ جَبْرَئِيلُ (ع) يَا فَاطِمَةُ سَلِي حَاجَتَكِ فَتَقُولِينَ يَا رَبِّ شِيعَتِي۔

فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَتَقُولِينَ يَا رَبِّ شِيعَةُ وُلْدِي فَيَقُولُ اللَّهُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَتَقُولِينَ يَا رَبِّ شِيعَةُ

شِيعَتِي فَيَقُولُ اللّٰهُ انْطَلِقِي فَمَنِ اعْتَصَمَ بِكِ فَهُوَ مَعَكِ فِي الْجَنَّةِ فَعِنْدَ ذٰلِكِ يَوَدُّ الْخَلَائِقُ أَنَّهُمْ كَانُوا فَاطِمِيِّينَ فَتَسِيرِينَ وَ مَعَكِ شِيعَتُكِ وَ شِيعَةُ وُلْدِكِ وَ شِيعَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ آمِنَةً رَوْعَاتِهِمْ۔[1]

"بس اس کے بعد جبرئیل امین کہیں گے:

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا جو چیز چاہیئے آپؑ خدا سے طلب کریں

بی بی سلام اللہ علیہا عرض کریں گی:

خدایا میرے شیعیان کو بخش دے

خطاب قدرت ہوگا: آپؑ کے سب شیعوں کو بخش دیا

دوبارہ بی بی فرمائیں گی: پروردگارا! میرے بیٹے کے شیعیان کو بھی نجات دیں۔

پھر سے ندا آئے گی: سب کو بخش دیا

بی بی سلام اللہ علیہا دوبارہ فرمائیں گی: میرے شیعیان کے شیعہ (یعنی وہ لوگ جو میرے شیعیان کو دوست رکھتے تھے اور دنیا میں ان کی مدد کرتے تھے، ان کو بھی بخش دے)۔

بس خدا کی طرف سے آواز آئے گی:

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! محشر میں جایئے ہر وہ شخص جس نے ان کو پناہ دی ہو، اپنے ساتھ ان کو بھی جنت میں لے جائیں

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اس روز مخلوق آرزو کرے گی کاش ہم فاطمیؑ ہوتے (یعنی شیعیان یا محبان فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوتے)۔

اس دن آپؑ اور آپؑ کے شیعیان اور بیٹے اور اپنے محبوں کے ساتھ اور شیعیان امیر المومنین علیہم السلام اس حالت میں حرکت کریں گے اور ڈر و خوف ختم ہو جائے گا"۔

جابر ایک اور مفصل روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

---

[1] بحار الانوار، ج۸، ص۵۴

واللہ یا جابِرُ إنّها ذلك اليومُ (يعنى القيامة) لَتَلْتَقِطُ شيعتَها و مُحِبّيها كما يَلْتَقِطُ الطَّيْرُ الحَبَّ الجَيِّدَ مِنَ الحَبِّ الرَّدِيءِ، فَإذا صار شِيعتُها معها عِندَ بابِ الجَنَّةِ يُلقِي اللّٰهُ فِي قلوبِهم أنْ يَلتَفِتُوا، فَإذا اِلتَفَتُوا فيقُول اللّٰهُ عزوجل:

يا اِحبائِي ما اِلْتِفاتُكُمْ و قد شَفَّعْتُ فِيكُم فاطمةَ بنتَ حَبِيبِي؟

فَيَقُولُونَ: يارَبِّ! أَحْبَبْنا أنْ يَعرِفَ قَدْرَنا فِي مِثلِ هذا اليومِ.

فيقولُ اللّٰهُ: يا احِبّائِي اِرْجِعُوا و انْظُرُوا مَنْ أَحَبَّكُم لِحُبِّ فاطمةَ، أُنظُرُوا مَنْ أَطْعَمَكُم لِحُبِّ فاطِمَةَ، انظُرُوا مَنْ كَساكُمْ لِحبِّ فاطمةَ، انْظُرُوا مَنْ سَقاكُم شَرْبَةً فِي حُبِّ فاطمةَ، أُنظُرُوا مَنْ رَدَّ عَنكُمْ غِيبَةً فِي حُبِّ فاطمةَ، خُذُوا بِيَدِهِ وَادْخُلُوهُ الجَنَّةَ.[1]

"خدا کی قسم جابر یہ وہ دن ہے جس دن ہماری دادیؑ اپنے شیعوں کو اہل محشر کے درمیان جدا کریں گی

ایک مرغی کی طرح جو اچھے دانوں کو برے دانوں سے جدا کرتی ہے

جب شیعیان بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ جنت میں پہنچیں گے تو خدا ان کے دلوں میں القاء کرے گا کہ اپنے سر کے پیچھے نگاہ کریں وہ اپنے سر کے پیچھے نگاہ کریں گے

خدا کی طرف سے خطاب ہوگا:

کیا سبب ہے کہ تم اپنے سروں کے پیچھے سے بھی دیکھ سکتے ہو؟

کیونکہ میں نے شفاعت فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حق میں قبول کیا ہے

شیعیان عرض کریں گے:

خدایا! ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ہماری قدر و منزلت یعنی شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قدر و منزلت اس دن پہچانی جائے

۱۔ تفسیر فرات، ص ۲۹۹، بحار الانوار، ج ۸ ص ۵۳

خدا کی طرف سے جواب آئے گا:

اے میرے دوستو!

لوٹ جاؤ میدان محشر میں اور نظر دوڑاؤ ہر اس شخص پر جو فاطمہ سلام اللہ علیہا کی محبت کی وجہ سے تمہیں دوست رکھتا تھا، ہر وہ شخص جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خاطر کھانا کھلایا، تمہارے ساتھ نیکی کی یا تمہیں پانی پلایا یا تمہاری غیبت میں تمہاری حفاظت کی اس کا ہاتھ پکڑو اور اس کو جنت لے آؤ"۔

اس کے بعد امام باقر علیہ السلام نے اضافہ کیا:

واللہ لا یبقی فی الناس الا شاك او کافر او منافق

"خدا کی قسم! اس جگہ پر باقی کوئی بھی نہیں رہے گا مگر اس کے جو آل محمد علیہم السلام کے مقام میں شک کرتا تھا یا کافر یا منافق ہوگا"۔

عاصمی اپنی کتاب "زین الفتیٰ" کے باب "اشراط الساعۃ" میں صفوان سے اس طرح روایت کرتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے صفوان! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی مبعوث فرمایا، میں قیامت کے دن دامن جبرئیل (نمائندہ خدا عزوجل) کو پکڑوں گا اور علی علیہ السلام میرے دامن کو اور فاطمہ سلام اللہ علیہا علی علیہ السلام کے دامن کو، حسن علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دامن کو اور حسین علیہ السلام حسن علیہ السلام کے دامن کو پکڑیں گے اور ان کے شیعیان ان کے دامن کو پکڑیں گے

اے صفوان کیا تم گمان کر رہے ہو خدائے متعال اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (جس کو خدا نے پناہ دی) کہاں لے جائے گا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بھائی علی علیہ السلام کو، علی علیہ السلام اپنی زوجہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو، فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے بیٹوں اور اپنے شیعوں کو کہاں لے جائیں گے۔

پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار تکرار فرمایا:

"خدا کی قسم! جنت کی طرف لے جائیں گے۔ یہ وہ وعدہ ہے جسے جبرئیل نے خدا کی طرف سے دیا ہے"۔[1]

---

[1] [illegible]

یہاں پر بہت زیادہ روایات ہیں کہ جو پنجتن علیہم السلام کے فضائل کے باب میں آئیں گے۔

(۱)۔ "حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں":۔

قال [ص] فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ و ذالك قوله تعالى (إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے زہرا سلام اللہ علیہا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔ یہاں پر خداوند متعال فرماتا ہے: وہ لوگ جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں خدا نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے"۔

توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر اذیت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے کے برابر ہے (جو خود اذیت کے باب میں آئے گا)۔

(۲)۔ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي:۔

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا"۔[2]

(۳)۔ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا .يبغضبني ما أَغْضَبها:۔

"فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا"۔[3]

(۴)۔ فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي، يَقْبِضُنِي مَا قَبَضَهَا مَا يَقْبِضُهَا و يَبْسُطُنِي ما بَسَطَهَا مَا يَبْسُطُهَا۔[4]

۱۔ سورہ الاحزاب، آیت: ۵۷، فاطمۃ الزہراء، علامہ امینی، ص ۹۱

۲۔ فاطمہ زہراؑ، علامہ امینی

۳۔ فاطمہ زہراؑ، علامہ امینی

"جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مایوس کیا اس نے مجھے مایوس کیا، جس نے اس کو مسرور کیا اس نے مجھے خوش کیا"۔

(۵)۔ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وينصبني ما انصبها:۔

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، جس نے اس کو تکلیف میں ڈالا اس نے مجھے تکلیف میں ڈالا"۔

(نوٹ):۔ یہ سب احادیث علامہ امینی کی کتاب "فاطمۃ الزہراءؑ" سے ہیں۔

(۶)۔ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يَسعَفُنِي مَا يَسعَفُها:۔

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی مدد کی اس نے میری مدد کی"۔

(۷)۔ فَاطِمَةُ شِجْنَةٌ مِنِّي يَقْبِضُنِي مَا يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُنِي مَا يَبْسُطُهَا يَقْبِضُنِي مَا يَقْبِضُهَا:۔

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا رگ و ریشہ ہیں جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے شاد کیا، جس نے اس کو غمگین کیا اس نے مجھے غمگین کیا"۔

(۸)۔ فاطمة مضغة منّي من آذها فقد آذاني:۔

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی"۔

(۹)۔ فاطمة مضغة منّي، يقبضني ما قبضها ويبسطني يبسطها:۔

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے گوشت کا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو مایوس کیا اس نے مجھے مایوس کیا، جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا"۔

فاطمة مضقة مني يسرني ما يسرها:۔

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہیں، اس کی خوشی میری خوشی ہے"۔

تقریباً اسی مضمون کے ساتھ مگر الفاظ کے اختلاف کے ساتھ شیعہ سنی منابع میں یہ حدیث آئی ہے۔

(۱۰) إِنَّ اللّٰهَ أَغْضَبَ لِغَضَبِ فَاطِمَةَ وَيَرْضَى لِرِضَاهَا

"خداوند تبارک وتعالیٰ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے غضب سے غضبناک ہوتا ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خوشنودی میں خوش ہوتا ہے"۔

إِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ لِغَضَبِكِ وَيَرْضَى لِرِضَاكِ

"اے فاطمہ سلام اللہ علیہا خداوند آپؑ کے غضب سے غضب ناک اور آپؑ کی خوشنودی سے خوش ہوتا ہے"۔

یہ سب احادیث علامہ امینی کی کتاب "فاطمۃ الزہراءؑ" میں ہیں۔

"حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا":۔

۱۔ عن ابی هريرة، قال إِنَّمَا سُمِّيَت ابنتي فاطمةُ لأَنَّ الله عزّ و جلّ فَطَمَها و فَطَمَ مَن أَحَبَّها مِنَ النَّارِ۔[۱]

"ابوہریرہ سے نقل ہوا ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اس وجہ سے نام رکھا گیا کیونکہ بی بی سلام اللہ علیہا کو اور جو بھی ان کو دوست رکھتا ہے خدا نے اسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے"۔

۲۔ عن جابر بن عبدالله الانصاری قال رسول الله إِنَّمَا سُمِّيَتْ اِبْنَتِي فَاطِمَةَ لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَطَمَهَا وَ فَطَمَ مَنْ أَحَبَّهَا مِنَ النَّارِ۔[۲]

"جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی کا نام اس وجہ سے فاطمہ سلام اللہ علیہا رکھا گیا ہے ان پر اور ان کے دوستوں پر جہنم کو حرام قرار دیا گیا ہے"۔

(کلمہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے معنی وہ عورت جو اپنے بیٹے سے دودھ چھڑوا دے)

۳۔ عن ابن عباس قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اِبْنَتِي فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ آدَمِيَّةٌ لَمْ تَطْمَثْ وَلَمْ تَحِضْ وَإِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَطَمَهَا وَ مُحِبِّيهَا مِنَ النَّارِ۔[۳]

۱۔ علل الشرائع، ج ۱ ص ۵۸۲، بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۱۳۳، عوالم العلوم، ج ۱۱ ص ۵۴

۲۔ معانی الاخبار، ص ۶۴، بحار الانوار، ج ۶۵ ص ۱۳۳، عوالم العلوم، ج ۱۱ ص ۵۴

۳۔ بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۱۶، عوالم العلوم، ج ۱۱ ص ۵۴

"ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا حور ہے انسان کی شکل میں اور ہرگز انہوں نے خونِ حیض نہ دیکھا اور نہ دیکھیں گی (کیونکہ وہ معصومہ ہیں) اس کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا رکھا گیا ہے۔ خدا نے اس کو اور اس کے دوستوں کو جہنم کی آگ سے دور رکھا ہے"۔

۴۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ آبَائِهِ عليهم السلام قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرَةَ لِطَهَارَتِهَا مِنْ كُلِّ دَنَسٍ وَ طَهَارَتِهَا مِنْ كُلِّ رَفَثٍ وَ مَا رَأَتْ قَطُّ يَوْماً حُمْرَةً وَلَا نِفَاساً۔[1]

"امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طاہرہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر (پلیدی) نجاست سے پاک مطہر ہیں، انہوں نے کبھی خونِ حیض اور نفاس نہیں دیکھا"۔

۵۔ عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه و آله يَقُولُ: سُمِّيَتْ فَاطِمَةَ لِأَنَّ اللَّهَ فَطَمَهَا وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ النَّارِ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ مِنْهُمْ بِالتَّوْحِيدِ وَ الْإِيمَانِ بِمَا جِئْتُ بِهِ۔[2]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اسی لئے فاطمہ سلام اللہ علیہا کہا گیا ہے کہ خداوند متعال نے ان کے لئے اور ان کی ذُرّیت کے لئے جہنم کو حرام قرار دیا ہے البتہ اگر ان کی ذُرّیت خداوند متعال سے توحید اور اپنے ایمان کی حفاظت کے ساتھ خدا سے ملاقات کریں"۔

ہر وہ چیز جو میں خداوند متعال کی طرف سے لایا ہوں لوگوں کے لئے اس کے معتقد ہوں اور اس پر عمل کریں۔

۶۔ عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله سُئِلَ مَا الْبَتُولُ فَإِنَّا سَمِعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَقُولُ إِنَّ مَرْيَمَ بَتُولٌ وَ فَاطِمَةَ بَتُولٌ فَقَالَ عليه السلام الْبَتُولُ الَّتِي لَمْ تَرَ حُمْرَةً قَطُّ أَيْ لَمْ تَحِضْ فَإِنَّ الْحَيْضَ مَكْرُوهٌ فِي بَنَاتِ الْأَنْبِيَاءِ۔[3]

۱۔ بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۱۹

۲۔ بحار الانوار، ج ۱۸ ص ۴۳

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: بتولؑ کے کیا معنیٰ ہیں؟ کیونکہ آپؐ سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا اور مریم سلام اللہ علیہا دونوں بتول ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بتول اس کو کہتے ہیں جس نے ہرگز سرخی نہیں دیکھی یعنی خون حیض نہیں دیکھتیں کیونکہ حیض انبیاء کی بیٹیوں کے لئے مکروہ ہے"۔

۷۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُعَاوِيَةَ أَتَدْرِي لِمَ سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ فَاطِمَةَ قَالَ لَا. قَالَ لِأَنَّهَا فُطِمَتْ هِيَ وَ شِيعَتُهَا مِنَ النَّارِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه و آله يَقُولُهُ.[1]

"ابن عباس نے معاویہ سے کہا: تم جانتے ہو فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا کیوں رکھا گیا؟ کہا: نہیں۔

ابن عباس نے کہا: اسی لئے خداوند متعال نے اس کو اور اس کے شیعوں کو جہنم کی آگ سے نجات دی ہے اور خدا کی امان میں ہیں۔ یہ مطلب میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا ہے"۔

۸۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله لِعَلِيٍّ هَلْ تَدْرِي لِمَ سُمِّيَتْ فَاطِمَةَ قَالَ عَلِيٌّ لِمَ سُمِّيَتْ فَاطِمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لِأَنَّهَا فُطِمَتْ هِيَ وَ شِيعَتُهَا مِنَ النَّارِ.[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا:

آپؑ جانتے ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا کیوں رکھا گیا کیونکہ وہ اور ان کے شیعیان جہنم سے امان میں ہیں"۔

۹۔ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله لِفَاطِمَةَ: شَقَّ اللهُ لَكِ يَا فَاطِمَةُ اسْماً مِنْ أَسْمَائِهِ فَهُوَ الْفَاطِرُ وَ أَنْتِ فَاطِمَةُ و شبهه.[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! خداوند متعال نے تمہارا نام اپنے ناموں سے مشتق کیا وہ فاطر ہے تم

۱۔ بحار الانوار، ج ۱۴ ص ۴۲

۲۔ بحار الانوار، ج ۱۴ ص ۴۳

فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اس کی صفات کے مشابہ ہو"۔

۱۰۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: لِفَاطِمَةَ عليها السلام وَقْفَةٌ عَلَى بَابِ جَهَنَّمَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُتِبَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ رَجُلٍ مُؤْمِنٌ أَوْ كَافِرٌ فَيُؤْمَرُ بِمُحِبٍّ قَدْ كَثُرَتْ ذُنُوبُهُ إِلَى النَّارِ فَتَقْرَأُ فَاطِمَةُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مُحِبّاً فَتَقُولُ إِلَهِي وَ سَيِّدِي سَمَّيْتَنِي فَاطِمَةَ وَ فَطَمْتَ بِي مَنْ تَوَلَّانِي وَ تَوَلَّى ذُرِّيَّتِي مِنَ النَّارِ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَ أَنْتَ لا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ صَدَقْتِ يَا فَاطِمَةُ إِنِّي سَمَّيْتُكِ فَاطِمَةَ وَ فَطَمْتُ بِكِ مَنْ أَحَبَّكِ وَ تَوَلَّاكِ وَ أَحَبَّ ذُرِّيَّتَكِ وَ تَوَلَّاهُمْ مِنَ النَّارِ وَ وَعْدِيَ الْحَقُّ وَ أَنَا لَا أُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَ إِنَّمَا أَمَرْتُ بِعَبْدِي هَذَا إِلَى النَّارِ لِتَشْفَعِي فِيهِ فَأُشَفِّعَكِ وَ لِيَتَبَيَّنَ مَلَائِكَتِي وَ أَنْبِيَائِي وَ رُسُلِي وَ أَهْلُ الْمَوْقِفِ مَوْقِفُكِ مِنِّي وَ مَكَانَتُكِ عِنْدِي فَمَنْ قَرَأْتِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مُؤْمِناً فَخُذِي بِيَدِهِ وَ أَدْخِلِيهِ الْجَنَّةَ.[1]

محمد بن مسلم ثقفی کہتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام سے سنا وہ فرما رہے تھے:

"حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا قیامت کے دن جہنم کے دروازے کے سامنے توقف کریں گی، وہاں پر ہر کسی کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا یہ کافر ہے، یہ مومن۔ وہاں پر جتنے بھی محبان فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم جا چکے ہوں گے جب بی بی سلام اللہ علیہا ان کی آنکھوں کے درمیان دیکھیں گی کہ یہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے محب تھے کہیں گی:

اے خدایا! اے میرے مولا! تو نے میرا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا رکھا اور مجھے وعدہ دیا کہ میرے وسیلہ سے ہر وہ جو میرا شیعہ ہے یا میرے بچوں کا اسے آتش جہنم سے نجات ملے گی، تمہارا وعدہ حق ہے۔ کبھی تیرے وعدہ میں تخلف نہیں ہوتا۔

پھر خداوند متعال فرمائے گا:

سچ کہتی ہو فاطمہ سلام اللہ علیہا! میں نے تمہارا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا رکھا وہ جو تمہیں یا تمہاری اولاد کو

---

[1] بحار الانوار، ج ۱۴ ص ۴۳، عوالم العلوم، ج ۱۱ ص ۵۵

دوست رکھتا ہے اسے آتش جہنم سے نجات دوں گا، میرا وعدہ حق ہے، میرے وعدہ میں اختلاف نہیں پاؤ گی۔ میں نے اس وجہ سے حکم دیا کہ ان کو جہنم لے جاؤ تا کہ تم ان کے لئے شفیع بنو اور میں تمہاری شفاعت قبول کروں تا کہ تمہاری منزلت جو میرے پاس ہے، ملائکہ اور پیامبر اور اہل محشر کو معلوم ہو اب ہر اس کا جس کی آنکھوں کے درمیان مومن لکھا ہے اس کا ہاتھ پکڑو اور بہشت لے جاؤ"۔

۱۱۔ أَبُو هَاشِمٍ الْعَسْكَرِيُّ: سَأَلْتُ صَاحِبَ الْعَسْكَرِ عليه السلام لِمَ سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءَ عليها السلام فَقَالَ كَانَ وَجْهُهَا يَزْهَرُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ كَالشَّمْسِ الضَّاحِيَةِ وَ عِنْدَ الزَّوَالِ كَالْقَمَرِ الْمُنِيرِ وَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ كَالْكَوْكَبِ الدُّرِّيِّ.[1]

"ابو ہاشم عسکری کہتا ہے میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا کیوں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام "زہرا" رکھا گیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرہ کا نور امیر المومنین علیہ السلام کے لئے دن کی شروعات میں سورج کی مانند چمکتا تھا اور شام کے وقت چاند کی طرح چمکتا تھا اور رات کے وقت ستاروں کی طرح چمکتا تھا"۔

۱۲۔ الْحَسَنُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام لِمَ سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءَ قَالَ لِأَنَّ لَهَا فِي الْجَنَّةِ قُبَّةً مِنْ يَاقُوتٍ حَمْرَاءَ ارْتِفَاعُهَا فِي الْهَوَاءِ مَسِيرَةُ سَنَةٍ مُعَلَّقَةً بِقُدْرَةِ الْجَبَّارِ لَا عِلَاقَةَ لَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَتُمْسِكَهَا وَ لَا دِعَامَةَ لَهَا مِنْ تَحْتِهَا فَتَلْزَمَهَا لَهَا مِائَةُ أَلْفِ بَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ أَلْفُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَرَاهَا أَهْلُ الْجَنَّةِ كَمَا يَرَى أَحَدُكُمُ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الزَّاهِرَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ هَذِهِ الزَّهْرَاءُ لِفَاطِمَةُ عليها السلام.[2]

۱۔ بحار الانوار، ج ۱۶ ص ۳۴

۲۔ مناقب آل ابی طالب، ج ۳ ص ۳۳۰ [illegible]

"حسن بن یزید کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیوں بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو "زہراء" کہا جاتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ بی بی سلام اللہ علیہا کے پاس جنت میں سرخ یاقوت کا خیمہ ہے جس کی بلندی ہوا میں اتنی ہے جس کا سفر ایک سال ہے اور خدا کی قدرت سے وہاں پر رُکا ہے، کوئی بھی اس کو پکڑنے والی چیز نہیں اور نیچے سے کوئی ستون بھی نہیں جو اسے سنبھال کر رکھے۔

اور اس میں ایک لاکھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے پر ایک ہزار ملک کھڑے ہیں اور اہل بہشت ان کو دیکھیں گے، اسی طرح جس طرح ستاروں میں سے ایک چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو، ملائکہ کہیں گے یہ سب کچھ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ہے"۔

۱۳۔ ابن اثیر اہلسنت سے لکھتے ہیں:

سمیت فاطمہ ص بالبتول لانقطاعها عن نساء زمانها فضلا ودینا و حسبا۔[1]

"فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام بتول رکھا گیا۔ دین، حسب، نسب اور شرف پر تمام عالمین کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں"۔

۱۴۔ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ(ع) أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَتْ فَاطِمَةَ لِأَنَّ الْخَلْقَ فُطِمُوا عَنْ مَعْرِفَتِهَا۔[2]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس وجہ سے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا رکھا گیا کہ مخلوق ان کی مکمل معرفت حاصل نہیں کر سکتی"۔

۱۵۔ أَمَّا ابنَتِي فاطِمَةُ فَإِنَّها سَيِّدَةُ نِساءِ العالَمِينَ مِنَ الأَوَّلِينَ و الآخِرِينَ، و هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي، و هِيَ نورُ عَينِي، و هِيَ ثَمَرَةُ فُؤادِي، و هِيَ روحِي الَّتِي بَينَ جَنبَيَّ، و هِيَ الحَوراءُ الإِنسِيَّةُ مِنِّي، قامَت فِي مِحرابِها بَينَ يدَي رَبِّها جَلَّ جَلالُهُ ظَهَرَ نورُها لِمَلائِكَةِ السَّماءِ كما يظهَرُ نورُ الكواكِبِ لِأَهلِ الأَرضِ، و يقولُ اللهُ عز و جلل

۱۔ فاطمۃ الزہراء، ص ۶۶

مَلائِكَتِهِ: يا مَلائِكَتي انظُروا إلى أمَتي فاطِمَةَ سَيِّدَةِ إمائي قائِمَةً بَينَ يَدَي تَرتَعِدُ فَرائِصُها مِن خيفَتي و قَد أقبَلَت بِقَلبِها عَلى عِبادَتي، اشهِدُكم أنّي قد أمِنتُ شيعَتَها مِنَ النّارِ۔[1]

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا بے شک سیدۃ النساء العالمین اوّلین وآخرین ہیں۔ وہ میرا ٹکڑا ہیں وہ میری آنکھوں کا نور، دل کی ٹھنڈک اور میرے دو پہلوؤں کے درمیان روح ہے۔

انسان کی شکل میں حور ہیں، وہ جب محراب میں خدا کے سامنے کھڑی ہوتی ہیں اس کا نور ملائکہ کے لئے اس طرح چمکتا ہے جس طرح اہل زمین والوں کے لئے آسمان میں ستارے چمکتے ہیں۔ اسی وقت خدا ملائکہ سے فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میری کنیز کی طرف نگاہ کرو۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا میری کنیزوں کی سردار ہے جو میری بارگاہ میں کھڑی لرز رہی ہے۔ تمہیں گواہ بناتا ہوں کے اس کے پیروکاروں کو آتش جہنم سے امان دے دی ہے"۔

۱۶۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: فَاطِمَةُ بَهْجَةُ قَلْبِي وَ اِبْنَاهَا ثَمَرَتَا فُؤَادِي وَ بَعْلُهَا نُورُ بَصَرِي وَ الْأَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِهَا أُمَنَاءُ رَبِّي وَ حَبْلُهُ الْمَمْدُودُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ خَلْقِهِ مَنِ اعْتَصَمَ بِهِمْ نَجَا وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُمْ هَوَى۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے دل کی شادمانی اور اس کے بیٹے میرے میوۂ دل اور اس کا شوہر میری آنکھوں کا نور ان کے بیٹوں سے چلنے والا سلسلۂ امامت پروردگار کی امانت اور خدا اور بندوں کے درمیان خدا کی رسی (یعنی واسطہ فیض ہیں)۔ اگر کوئی ان کی ولایت سے متمسک ہے، وہ اہل نجات ہے جس نے مخالفت کی وہ ہلاک ہوگا"۔

۱۷۔ قال الكاظم إنَّ فاطِمَةَ ع صِدّيقَةٌ شَهيدَةٌ۔[3]

"امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا صدیقہ شہیدہ ہیں"۔

۱۔ امالی، شیخ صدوق، ج ۹۹ ص ۱۰۰

۲۔ ارشاد القلوب، ج ۳ ص ۴۲

۱۸۔ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ أَحداً أَشْبَهَ كَلَاماً وَ حَدِيثاً بِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا وَ قَبَّلَ يَدَيْهَا وَ أَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ فَإِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَرَحَّبَتْ بِهِ وَ قَبَّلَتْ يَدَيْهِ۔[1]

"عائشہ کہتی ہے: میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبیہ تر رفتار، گفتار میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔ جب فاطمہ سلام اللہ علیہا آتی تھی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں مرحبا کہتے تھے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاتھوں کو لیتے اور ان کو چومتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے"۔

۱۹۔ عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان اذا سافر کان آخر الناس عهدا به فاطمة (ع) واذا قدم من سفر کان اول الناس به عهدا فاطمة"۔[2]

"ابن عمر کہتا ہے: بیشک جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر جاتے تھے تو جس سے سب سے آخر میں خدا حافظی کرتے تھے فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں اور سفر سے لوٹنے کے بعد جس کا سب سے پہلے دیدار کرتے تھے وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں"۔

۲۰۔ كَانَ النَّبِي (ص) إِذا قَدِمَ مِن سَفَرٍ قَبَّلَ نَحر فَاطِمَة (ع)، وَ قَالَ: مِنهَا أَشم رائِحَةَ الجَنَّه۔[3]

"عائشہ کہتی ہے: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے لوٹتے تھے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے گلے کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے جنت کی خوشبو کو حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے سونگھتا ہوں"۔

۲۱۔ قال ابن ابی الحدید قد تواتر الخبر عنه انه قال فاطمة سیدة النساء العالمین۔[4]

"ابن ابی الحدید اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تواتر کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ بی بی سلام اللہ علیہا

۱۔ المستدرک الصحیحین، ج ۳ ص ۱۵۴

۲۔ المستدرک، ذخائر العقبی، ص ۳۷

۳۔ ینابیع المودۃ، ج ۱۷۴

تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں"۔

۲۲۔ رسول اللہ (ص): فَأَيُّمَا امْرَأَةٍ صَلَّتْ فِي الْيَوْمِ وَ اللَّيْلَةِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَ صَامَتْ شَهْرَ رَمَضَانَ وَ حَجَّتْ بَيْتَ اللهِ الْحَرَامَ وَ زَكَّتْ مَالَهَا وَ أَطَاعَتْ زَوْجَهَا وَ وَالَتْ عَلِيّاً بَعْدِي دَخَلَتِ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ ابْنَتِي فَاطِمَةَ و انها لسيدة نساء العالمين فقيل يا رسول الله ص أهي سيدة لنساء عالميها؟؟
فقال ذاك لمريم بنت عمران فأما ابنتي فاطمة فهي سيدة نساء العالمين من الاولين و الآخرين۔[1]

"ہر عورت جو ہر روز دن رات نماز پنجگانہ پڑھے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، خدا کے گھر کی زیارت کرے، اپنے مال کو پاکیزہ کرے (زکوٰۃ دے)، اپنے شوہر کی اطاعت کرے (اس چیز میں جس میں شوہر کی اطاعت ہو) اور میرے علی علیہ السلام سے محبت رکھے اور اس کو اپنا امام مانے، میری بیٹی کی شفاعت سے جنت میں جائے گی، وہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ کسی نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے دور کی تمام عورتوں کی سردار ہیں؟؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ مریم بنت عمرانؑ کے لئے تھا لیکن میری بیٹی تو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں"۔

۲۳۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: يَا سَلْمَانُ مَنْ أَحَبَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِي فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ مَعِي وَ مَنْ أَبْغَضَهَا فَهُوَ فِي النَّارِ يَا سَلْمَانُ حُبُّ فَاطِمَةَ يَنْفَعُ فِي مِائَةِ مَوْطِنٍ أَيْسَرُ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ الْمَوْتُ وَ الْقَبْرُ وَ الْمِيزَانُ وَ الْمَحْشَرُ وَ الصِّرَاطُ وَ الْمُحَاسَبَةُ فَمَنْ رَضِيَتْ عَنْهُ ابْنَتِي فَاطِمَةُ رَضِيتُ عَنْهُ وَ مَنْ رَضِيتُ عَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ مَنْ غَضِبَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ غَضِبْتُ عَلَيْهِ وَ مَنْ غَضِبْتُ عَلَيْهِ غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ يَا سَلْمَانُ وَيْلٌ لِمَنْ يَظْلِمُهَا وَ يَظْلِمُ ذُرِّيَّتَهَا وَ شِيعَتَهَا۔[2]

۱۔ امالی، شیخ صدوق، ج ۳۹۳ ص ۳۹۴

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے سلمان! جو فاطمہ سلام اللہ علیہا سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے دشمنی کی وہ جہنم میں ہوگا۔

اے سلمان! فاطمہ سلام اللہ علیہا کی محبت ۱۰۰ جگہ پر کام آئے گی، ان میں سے کمترین جگہ موت، قبر، میزان، حشر، صراط اور حساب ہوگا۔

جس سے فاطمہ سلام اللہ علیہا راضی ہیں، میں اس سے راضی ہوں اور جس سے میں راضی ہوں اس سے خدا راضی ہے۔

جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا پر غضب کیا میں اس پر غضب کروں گا اور جس پر میں غضب کروں خدا اس پر غضبناک ہوگا، وائے ہو اُن پر جو فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے شوہر امیر المومنین علیہ السلام پر ظلم کرے۔ وائے ہو اُن پر جو ان کے بیٹوں اور شیعوں پر ظلم کرے"۔

۲۴۔ قالت فاطمه (ع) يا فاطمةُ، مَنْ صَلّى عَلَيكِ، غَفَرَ اللهُ لَهُ، وَأَلْحَقَهُ بِي حَيثُ كُنتُ مِنَ الْجَنَّةِ۔[1]

"حضرت زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جو تجھ پر صلوات بھیجے گا خدا اسے معاف کرے گا اور اس کو جنت میں جہاں پر میں ہوں گا خدا اس کو مجھ سے ملحق کرے گا"۔

۲۵۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اِخْتَارَ مِنَ النِّسَاءِ أَرْبَعاً مَرْيَمَ وَآسِيَةَ وَخَدِيجَةَ وَفَاطِمَةَ الْخَبَرَ۔[2]

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند متعال نے دنیا کی عورتوں میں چار عورتوں کو منتخب کیا، مریم، آسیہ، خدیجہ، فاطمہ سلام اللہ علیہا"۔

۲۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَطَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوطٍ..... فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ

۱۔ کشف الغمہ، ج ۲ ص ۹۸، بیت الاحزان، ص ۳۷

وَسَلَّمَ: اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ)، وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔[1]

"ابن عباس کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر ۴ لکیریں کھینچیں اور اس کے بعد فرمایا:
جنتی عورتوں میں سے افضل ترین عورتیں خدیجہ سلام اللہ علیہا دختر خویلد، فاطمہ سلام اللہ علیہا دختر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مریم دختر عمرانؑ، آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی"۔

۲۷۔ قَالَ خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ وَ آسِيَةُ وَ خَدِيْجَةُ وَ فَاطِمَةُ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
خیر النساء العالمین مریم، آسیہ، خدیجہ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں"۔

۱۔ خصال، ج ۱ ص ۲۲۶، اسد الغابہ، ج ۵ ص ۴۱۹

"نام اور القابات حضرت زہرا سلام اللہ علیہا"

أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ تِسْعَةُ أَسْمَاءٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَاطِمَةُ وَ الصِّدِّيقَةُ وَ الْمُبَارَكَةُ وَ الطَّاهِرَةُ وَ الزَّكِيَّةُ وَ الرَّاضِيَةُ وَ الْمَرْضِيَّةُ وَ الْمُحَدَّثَةُ وَ الزَّهْرَاءُ ثُمَّ قَالَ أَ تَدْرِي أَيُّ شَيْءٍ تَفْسِيرُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ.

قُلْتُ أَخْبِرْنِي يَا سَيِّدِي قَالَ فُطِمَتْ مِنَ الشَّرِّ قَالَ ثُمَّ قَالَ لَوْ لَا أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَزَوَّجَهَا مَا كَانَ لَهَا كُفُوٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ.[1]

یونس بن ظبیان امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے خداوند کے نزدیک نو نام ہیں۔ فاطمہ، صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، محدثہ اور زہرا سلام اللہ علیہا۔

اس کے بعد فرمایا: کیا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا کی تفسیر جانتے ہو؟؟

میں نے عرض کیا: مولا فرمایئے: امام علیہ السلام نے فرمایا: جس سے شر اور بدی دور ہو۔

وہاں پر فرمایا: اگر امیر المومنین علیہ السلام بی بی سلام اللہ علیہا سے شادی نہ کرتے تو قیامت تک ان سے کوئی ازدواج نہ کرتا، ان کا روئے زمین پر کوئی ہم پلہ نہیں تھا۔

آدم علیہ السلام سے لیکر آخر تک اُن کا کوئی ہم پلہ نہ ہوتا"۔

[بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں بہت زیادہ مطالب ہیں۔ اگر ادھر لکھنا جمع کرنا شروع کریں تو کئی جلدوں کی کتاب بن جائے گی اور ہم اپنے اصل موضوع سے نکل جائیں گے لیکن پھر کسی اور جگہ پر معصومین علیہم السلام کے خصوصاً اصحاب کے فضائل میں شرح کریں گے۔ ان شاء اللہ]

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے لقب حد سے زیادہ ہیں کہ جو عوام العلوم اور بحار اور چھ کتابوں میں ذکر ہیں جیسے "جنة العاصمة و بهيجة قلب مصطفى" مشہور ہیں۔ یہاں ذکر کرتے ہیں۔

ألقاب بنت المصطفى كثيرة

نظمت منها نبذة يسيرة

نفسي فداها وفدا ابيها

وبعلها الولي مع بنيها

سيدة انسية حوراء

نورية حانية عذراء

كريمة رحيمة شهيدة

عفيفة قانعة رشيدة

شريفة حبيبة محترمة

صابرة سليمة مكرمة

صفية عالمة عليمة

معصومة مغضوبة مظلومة

ميمونة منصورة محتشمة

جميلة جليلة معظمة

حاملة البلوى بغير شكوى

خليفة العبادة والتقوى

حبيبة الله وبنت الصفوة

ركن الهدى وآية النبوة

شفيعة العصاة ام الخبيرة

تفاحة الجنة والمطهرة

سيدة النساء بنت المصطفى

صفوة ربها ومون الهدى

مهجة قلبه كذا بقيته

حكيمة فهيمة عقيلة

محزونة مكروبة عليلة

عابدة زاهدة قوامة

باكية صابرة صوامة

عطوفة رأوفة حنانة

البرة الشفيقة الانانة

والدة السبطين دوحة النبى

نور سماوى وزوجة الوصى

بدر تمام غرة غراء

روح ابيه درة بيضاء

واسطة قلادة الوجود

درة بحر الشرف والجود

ولية الله وسر الله

امينة الوحى وعين الله

مكينة فى عالم السماء

جمال الآباء شرف الابناء

درة بحر العلم والكمال

جوهرة العزة والجلال

قطب رحى المفاخر السنية

مجموعة المآثر العلية

مشكوة نور الله والزجاجة

كعبة الآمال لأهل الحاجة

ليلة قدر ليلة مباركة

ابنة من صلت به الملائكة

قرار قلب امها المعظمة

عالية المحل سر العظمة

مكسورة الضلع رضيض الصدر

مغصوبة الحق خفي القبر

اور جو یہاں پر القاب شعر میں آئے ہیں ان کے معنی کرتے ہیں۔

۱۔ سیدۃ: سردار۔

۲۔ انیسة الحوراء: انسان کی شکل میں حور۔

۳۔ نوریة: جس کی حقیقت نور ہو۔

۴۔ حانیة: دلسوز اور اولاد پر مہربان۔

۵۔ عذراء: دوشیزہ۔

۶۔ کریمة: بزرگوار۔

۷۔ رحیمة: انتہائی نرم دل اور رحم کرنے والی۔

۸۔ شهیدة: شہیدہ ہوئی۔ شاہد گواہ۔

۹۔ عفیفة: پاکدامن۔

۱۰۔ قانعة: قانع کم توقع۔

۱۱۔ رشیدة: انتہائی کامل عقلمند۔ اور ہدایت کرنے والی۔

۱۲۔ شریفة: شرافت مند۔

۱۳۔ حبیبة: دوست با محبت۔

۱۴۔ محرمة: گرامی محترم۔

۱۵۔ صابرة: صبر کرنے والی۔

۱۶۔ سلیمة: سالم بغیر کسی عیب و نقص کے۔

۱۷۔ مکرمة:۔ بزرگوار و گرامی۔

۱۸۔ صفیة: منتخب شدہ اور بہت خالص و شفاف۔

۱۹۔ عالمة: داسمند۔

۲۰۔ علیمة: دانا۔

۲۱۔ معصومة: بے گناہ، معصوم۔

۲۲۔ مظلومة: جس پر ظلم ہوا ہو۔

۲۳۔ مغصوبة: جس کا حق غصب کیا گیا ہو۔

۲۴۔ میمونة: بابرکت۔

۲۵۔ منصورة: مدد ہوئی خداوند نے اس کی مدد کی۔

۲۶۔ محتشمة: حشمت والی اور احترام والی۔

۲۷۔ جمیلة: حسین وجمیل۔

۲۸۔ جلیلة: بزرگ وجلال والی۔

۲۹۔ معظمة: عظیم اور جس کا احترام کیا گیا ہو۔

۳۰۔ حاملة البلوی بغیر شکوی: اللہ کی راہ میں بغیر کسی شکایت کے مصائب دیکھنے والی۔

۳۱۔ حلیفة العبادو التقویٰ: تقویٰ اور پرہیز گاری کا حلف اُٹھانے والی۔

۳۲۔ حبیبة الله: خدا کی پسندیدہ۔

۳۳۔ بنت الصفوة: منتخب شدہ کی بیٹی (دختر برگزیدہ)۔

۳۴۔ رکن الهدیٰ: ہدایت کا رکن وستون۔

۳۵۔ آیة النبوة: نبوت کی آیت اور نشانی۔

۳۶۔ شفیعة العصاء: گناہگاروں کی شفاعت کرنے والی۔

۳۷۔ ام الخیرة: نیکی انجام دینے والوں کی ماں۔

۳۸۔ تفاحة الجنة: جنتی سیب۔

۳۹۔ مطهرة: پاکیزہ۔

۴۰۔ سیدة النساء: عورتوں کی سردار۔

۴۱۔ بنت المصطفیٰ: مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی۔

۴۲۔ صفوۃ ربہا: اپنے خدا کی منتخب شدہ۔

۴۳۔ موطن الھدیٰ: ہدایت کی جگہ۔

۴۴۔ قرۃ عین المصطفیٰ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک۔

۴۵۔ بضعۃ المصطفیٰ: مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹکڑا۔

۴۶۔ مھجۃ قلب المصطفیٰ: مصطفیٰ کے قلب کی رگوں کا خون
(وہ آخری قطرات خون جو انسان کی حیات کا سبب ہیں)

۴۷۔ بقیۃ المصطفیٰ: مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بقیہ۔

۴۸۔ حکیمۃ: حکمت والی۔

۴۹۔ فھیمۃ: سمجھدار۔

۵۰۔ عقیلۃ: عاقلہ۔

۵۱۔ محزونۃ: غمگین اور رنجیدہ۔

۵۲۔ مکروبۃ: دل شکستہ اور دکھیا۔

۵۳۔ علیلۃ: بیمار مریض۔

۵۴۔ عابدۃ: عبادت کرنے والی۔

۵۵۔ زاھدۃ: زہد اختیار کرنے والی (پارسا)۔

۵۶۔ انانۃ: دردمند نالہ اور آہیں کرنے والی۔

۵۷۔ قوامۃ: راتوں کو جاگنے والی۔

۵۸۔ باکیۃ: گریہ کرنے والی۔

۵۹۔ بقیۃ النبوۃ: نبوت کا بقیہ۔

۶۰۔ صوامۃ: روزے رکھنے والی۔

۶۱۔ عطوفۃ: انتہائی مہربان، محبت کرنے والی۔

۶۳۔ حنانة: نخوار، محبت والی۔

۶۴۔ برة: نیکوکار۔

۶۵۔ شفیقة: دلسوز، مہربان۔

۶۶۔ والدة السبطین: دونواسوں کی والدہ۔

۶۷۔ دوحة النبی: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاخ۔

۶۸۔ نور سماوی: نور آسمانی۔

۶۹۔ زوجة الوصی: ہمسر، جانشین پیغمبرؐ۔

۷۰۔ بدر تمام: چودھویں کا چاند۔

۷۱۔ غرة غراء: سفید نورانی چہرہ والی۔

۷۲۔ روح أبیه: والد کی روح رواں۔

۷۳۔ درة بیضاء: چمکتا ہوا نورانی گوہر۔

۷۴۔ واسطة قلادة الوجود: موجود کے وجود کا سبب۔

۷۵۔ درة بحر الشرف والجود: شرف وسخاوت کے سمندر کا گوہر۔

۷۶۔ ولیة الله: ولی اور دوست خدا یا پھر جس کو خدا نے امت پر حاکم اور ولی بنایا ہو۔

۷۷۔ سر الله: راز خدا۔

۷۸۔ أمینة الوحی: امین وحی الٰہی۔

۷۹۔ عین الله: خدا کی آنکھ۔

۸۰۔ مکینة فی عالم السماء: عالم آسمان میں رہنے والی۔

۸۱۔ جمال الآباء: والدوں کی زینت اور جمال۔

۸۲۔ شرف الأبناء: اپنے بیٹوں کی شرافت، بزرگواری اور افتخار۔

۸۳۔ درة بحر العلوم: علوم کے سمندر کا گوہر۔

۸۴۔ جوهرة العزة والجلال: عزت وجلال کا جوہر۔

۸۶۔ مجموعة المآثر العلیة: اعلیٰ نعمتوں اور بزرگواریوں کا مجموعہ۔

۸۷۔ مشکوٰة نور الله: نور الٰہی کا چراغ۔

۸۸۔ زجاجة: اللہ کے نورانی چراغ کی چمنی۔

۸۹۔ کعبة الآمال لاهل الحجاج: حاجتمندوں کی حاجت پوری کرنے والا کعبہ

۹۰۔ لیلة القدر: شب قدر۔

(لیلۃ القدر جو قرآن میں ہے اس کا مصداق بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا ہیں)۔

۹۱۔ لیلة المبارکة: بابرکت رات

(اشارہ ہے "انا انزلناہ فی لیلة المبارکة")۔

۹۲۔ ابنة من صلت به الملائکة: اس کی بیٹی فرشتوں نے جس کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

۹۳۔ قرار قلب امها المعظمة: معظمہ ماں کے دل کا سکون۔

۹۴۔ عالیة المحل: بلند مرتبہ و مقام والی۔

۹۵۔ سر العظمة: بہت بڑا راز۔

۹۶۔ مکسورة الضلع: پہلو شکستہ۔

۹۷۔ رضیض الصدر: سینہ شکستہ۔

۹۸۔ مغصوبة الحق: جس کا حق غصب کیا گیا۔

۹۹۔ خفی القبر: جس کی قبر پوشیدہ ہے۔

۱۰۰۔ مجهولة القدر: جس کی قدر و منزلت کا پتا نہیں۔

۱۰۱۔ ممتحنة: آزمائی ہوئی۔

۱۰۲۔ المظلومة زوجها: جس کے شوہر نے ظلم دیکھے ہوں۔

۱۰۳۔ المقتول ولدها: جس کے بیٹے قتل ہوئے ہوں۔

۱۰۴۔ کوثر: صاحب خیر کثیر اور جس کی اولاد زیادہ ہو۔

بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں اشعار

تیرے جیسا جننے کو اے نبوت کے دُرِ یتیم
محشر تک ماؤں کی صف رہ گئی عقیم

****

تمام انبیاء تیری ہی پناہ میں ہیں
رہتے سبھی تیری بارگاہ میں ہیں

****

تو خورشید ہے وہ سب ستارے تیرے
تو وہ سلطان کہ یہ لشکر پیارے تیرے

****

ملائک سبھی نوکر تیرے فرمان کے
خلائق ہیں محتاج تیرے احسان کے

****

تیری ذات سے جلوہ کیا ذاتِ خدا نے
تیرے پیکر میں گھر کیا صفاتِ خدا نے

****

تو وہ درۃ البیضاء، میں قرباں تیری ذات پر

مکہ، بیت الحرم، رکن و مقام سبھی
حطیم و زمزم، قربان آثار رحمان سارے

****

فاطمہ زہراؑ کی بارگاہ عزت پناہ میں
ملائکہ کو ملیں حدیث کے امکان سارے

****

فاطمہؑ ہیں سارے علوم الٰہی کا خزانہ
بلایا، منایا، غیب، لم یکن و ما کان سارے

****

ان کے قدموں تلے دریائے فضیلت بہتے ہیں
ان کے سوا یتیم ہیں، عارف و عرفان سارے

****

اے وہ جسے سوچنا ہے مثل تقدیر محال
جسے دیا خدا نے ہر مقام بے مثل و مثال

****

تیری عصمت کا خیمہ، وہم کی بینائی کا پردہ
عفت پر مقنعہ اور صراط مستقیم خیال

****

تیرے صفات کو کیا سوچ سکے گستاخ فکر

یہاں فکر و تعقل کے ٹوٹ جائیں پر و بال

****

فاطمہؑ مرضاتِ ربّ کی ہیں تخت نشین
وجود زہراؑ نے دیا ہے رضایت کو جمال

****

مبارکہ، رضیہ، راضیہ، مرضیہ حدیثہ ہیں
صدیقہ ہیں کہ صداقت کو دیں جاہ و جلال

****

مرتبہ زہراؑ کو بشر کیسے بھلا احصا کرے
قطرہ قطرہ رہ کر کیسے وصف دریا کرے

****

اگر سب درخت قلم اور دریا بنیں سیاہی
خدا تبدیل کاغذ میں ارض و سما کرے

****

جن و بشر، حاملان عرش و فرش لکھیں
نہ کر سکیں شمار، کیسے تعریفِ زہراؑ کرے

****

اے سیدہؑ! مظہر صفات حق
نام تیرا ہوا نام خدا سے مشتق

بریاء کے چہرے کا آئینہ ہے تو
علوم مصطفیٰ کا گنجینہ ہے تو

****

یکتائی میں خواتین سے سبقت لی
بے مثال و نظیر ہونے میں شہرت لی

****

تو ہی تو سیدۂ عالم امکان ہے
تو اکیلی بحر فیض رحمان ہے

****

جلال ذوالجلال کا سورج کمال ہو
جہاں میں آئینۂ جمال لا یزال ہو

****

رسالت و ولایت کا چمکتا چراغ ہو
مشکات ہو نورانیت کا آباد باغ ہو

****

کیا مقام و مرتبہ دیا ہے رحمان نے
احدی الکبر سا قصیدہ گایا قرآن نے

****

تو واسطہ ہے تمام وجوب و امکان کا
دھڑکتا ہوا دل ہے تمام جان جہان کا

****

خاص ٹکڑا ہو خود خاتم انبیاء کا

تا قیامت نہ ہوتا آپؐ کا کوئی ہمسر

****

کون ہے خواتین میں آپؐ سا عالم امکان میں
انسان پر احسان کیا، آ کر صورت انسان میں

****

تیری سانس کے فیض سے زندہ ہے عیسیٰؑ
مبہوت تیرے رخ میں رہتے ہیں آدمؑ و حواؑ

****

تو ہی محبوب ذات کردگار ہے
روز جزا کی حشر میں سردار ہے

****

اپنی تلی پر رکھتی ہیں لواء شاہی کو
اپنے فرمان میں رکھیں حکومت الٰہی کو

****

جبرائیل امین بھی ہے ثناء خوان تیرا
جنتیں، حوریں خادم، نوکر رضوان تیرا

****

اے حق کی عصمت، اے ولیۂ رب اکبر
اے خدا کا راز، اے شفیعۂ روز محشر

****

میں مجرم ہوں عاصی و گنہگار ہوں

اپنے گناہوں سے بہت ہی شرمسار ہوں
عاصی ہوں ،گناہوں کا رکھتا انبار ہوں

****

پشیمان ہوں اپنے کئے گناہوں سے
شرمندہ ہوں میں اپنی خطاؤں سے

****

دونوں جہاں میں میرا بار گران ہے
روسیاہی نے درد سے بھرا وجدان ہے

****

اگر آپؐ احسان کر کے میرے دستگیر بنو
تو پھر کیوں نہ میرے دردوں کا علاج ہو

****

اے وہ جس کی محبت حفاظت جاں ہے
جس کی طاعت و ولایت راحت جاں ہے

****

میں آپؐ کے عزیزوں کا محب ہر دم
رہا تھا، رہتا ہوں، اور رہوں گا ثابت قدم

****

جانتی ہیں آپؐ کی صداقت رکھتا ہوں
اور آپؐ سے طلب شفاعت رکھتا ہوں

****

بس اسی حب کی وجہ سے امیدوار ہوں

ایک عمر آپؑ کی کی ہے مدح خوانی
امید ہے کہ نہ دو گے قطمیر کو حیرانی

****

کون کرے شمار قدر و فضل زہراؑ کو
کیسے قطرہ سمجھے مقدار دریا کو

****

کیسے بشر کے عقل درک کر سکیں
مقام عز و جلال بتولؑ عذرا کو

****

سیدہؑ وہ حقیقت کا معما ہیں کہ
سواء خدا کون کرے، حل اس معمہ کو

****

کون ہے جو ان کے شوہرؑ و پدرؐ کے بغیر
پہچانے، پہچنوائے ان کے مقام علیا کو

****

اگر ان کے جمال کے نور کا چراغ نہ جلتا
تو رونق دیتا کون، عرش اعلیٰ کو

****

نہ جن سکے کوئی ماں جہاں میں ان کی مثل
بے مثال رسولؐ کہے "ماں" اُم ابیہا کو

****

پاک رسولؐ کی ماں، جان علیؑ کا جہاں

صفات حق کا آئنہ ہے ذات فاطمہؑ
گر چاہو دیکھو خدا، دیکھو صفات فاطمہؑ

****

بارگاہ خدا میں ہر شئ سے جو بے نیاز کریں
ایسی مخلوق پر ہوئی ہیں عنایات فاطمہؑ

****

کبھی نہ کر سکے خدا کے امر کے مطیع
ایسی عظیم ہیں جہاں میں عبادات فاطمہؑ

****

وہ بے مثال خاتون کہ جس کی چوکھٹ پر
ہیں ملائک منتظر امر و اشارات فاطمہؑ

****

علم و حلم و کمالات و عز و جاہ کے ارباب
رہتے ہیں ہمیشہ محو جلوۂ کمالات فاطمہؑ

****

جس کے در پر سید انبیاءؐ بھی دست دراز کرے
رسولؐ کو رہتی ہے امید شفاعات فاطمہؑ

****

محشر میں میزان عدل و حق جب برپا ہوگا
مخلوق ہوگی مات و مبہوت کرامات فاطمہؑ

****

ہاتھ اٹھائے جیسے شفاعت کے واسطے

پہلی پہلی صنعت صانع ازلی کی
نورِ پاک محمدؐ ہے اور نور علیؑ

****

فاطمہؑ بھی دقیقا یہی نور ہے
وہی سیاہیٔ کتاب مسطور ہے

****

مرتضیٰؑ لوح ہے، مصطفیٰ قلم ہے
سواء خدا سب انہی سے رقم ہے

****

اگر نہ ہوتے لوح و قلم و سیاہی
کچھ نہ ہوتا، ہوتی ہر سو تباہی

****

سب ہوتے ظلمت کے دریا میں غرق
نہ ہوتے اطراف نہ سمت نہ غرب و شرق

****

لیکن جہاں کا نقاش بے مثال ہے
کہ نقشہ جہان اس کا ہی کمال ہے

****

اپنے دست قدرت سے یہ کتاب لکھی
حکمت کے مطابق حیات کی شباب لکھی

****

امکان کا نقشہ بھی اسی نور سے عیاں ہے

حقیقت میں یہ تینوں ایک ہی نور ہیں
اپنے جاہ و جلال کے ساتھ مشہور ہیں

****

مخلوق خدا کا نقشہ بنا تھا ان ہی تین سے
بنے ان کے وسیلے ہوں نور سے یا طین سے

****

الٰہی عصمت و عرش کا زیور میں ہوں
حبیبہ خدا حجاب نور رب اکبر میں ہوں

****

میری رضا اس کی رضا میری وِلا اس کی وِلا
ولیۃ اللہ ہوں، ہر بدی سے مطہر میں ہوں

****

علیؑ نفس نبیؐ، میں ہوں حقیقت محمدیؐ
سبھی اوصاف میں علیؑ کے برابر میں ہوں

****

ان کی اقتدار کے تخت پر جلوہ افروز ہوں
ان کے افتخار کے تاج کا گوہر میں ہوں

****

محمدؐ و علیؑ کے سواء کہ ہم ایک نور ہیں
باقی تمام انبیاء، اولیاء سے بہتر میں ہوں

****

نبیؐ نے کہا برملا، میرا کفو ہے فقط مرتضیٰ

علیؑ شہاب ثاقب، میں ہوں فروغ زہروی
اوج عصمت و حیا سے منور میں ہوں

****

عشق ایزدی کی ہوں ڈالی، حسن سرمدی کی بہار عالی
محمدیؐ شکوفہ اور عطائے رب، کوثر میں ہوں

****

حسینؑ، حسنؑ کے ساتھ میری زینت کے گوشوارے
علیؑ گردن بند میرا، محمدؐ کا جگر میں ہوں

****

محمدؐ و علیؑ و میں، تمام خلقت کا سبب ہیں
خلقت کا باب، اور سب کی مادر میں ہوں

****

فدک کیا ہے میری تمام مملکتوں کے سامنے
بہشتوں کی مالکن، مثل حیدرؑ میں ہوں

****

غاصب فدک کے خلاف قیام کیا اس لئے
کہ رہ حق بتاؤں، زینبؑ پرور میں ہوں

****

میری مودت کا حسن اور آل مصطفیؐ کا عشق
سبب نجات ہے، حاسب روز حشر میں ہوں

****

"قطمیر آلِ اللہ"

میری فکر کی باکرہ لڑکی، جب بات کی ابتدا کرے
تو اپنے حسین کلام سے حق نمک ادا کرے

****

طوطے جیسی طبیعت میری، جب مٹھاس نثار کرے
تو حیات بخش بن کر، جہاں کا منہ میٹھا کرے

****

میرے نطق کا بلبل، جب عاشقانہ نغمے کہے
زمزمے دے کر گلشن کو، مجسم قصیدہ کرے

****

عرفان چھڑکتا قلم میرا، اگر نقشے بنائے تو
دنیا کے صفحے پر نقش ربانی نقشہ کرے

****

مطرب اگر اسی طرح، بجائے ساز جب کبھی
تو دائرۂ موجود کو جنت دل گشا کرے

****

فلک کے چراغ میں، آتش غیرت و حسد جلے
جلوۂ دلربا سے تمام، ظاہر میری معنی کرے

عیسیٰؑ کے دم سے، ناظم، نظم کرے منظم
ایسا دم بنے جس کی، خود عیسیٰؑ ثنا کرے

****

الٰہی ناموس کے اوج تک، وہم کی کب رسائی ہے؟
خاتون خلوت خدا کی، ثنا، فہم کیا کیا کرے؟

****

میرے نفس ناطقہ کی اگر، روح قدس کرے مدد
تو پھر کہیں جا کر، ثناء سیدۂ نساءؑ کرے

****

فیض الٰہی کا مبدا و خاتمہ، ہے نور جمال فاطمہؑ
چشم دل مبدا و انتہا میں، یہ منظر دیکھا کرے

****

شاہد ازل کی صورت، حسن لم یزل کی مورت
وہم کس طرح، تعریف آئینۂ حق نما کرے

****

نور ایزدی کا مطلع، فیض سرمدی کا مبدأ
جس میں خاتم انبیا کا، جلوہ بسا و جیا کرے

****

صحیفۂ فضل و کمال و معرفت کی بسم اللہ
کبھی نقطۂ باء بسم اللہ سے جلوے دیا کرے

****

دائرۂ شہود کی ملاقات کا بھی مرکز تھیں

سر مستتر کی حامل، علم غیب کا دھڑکتا دل
ما کان و ما یکون و لم یکن پر بھی قبضہ کرے

****

معارف و حکم کا چشمہ، مکارم و کرم کا دریا
چاہے تو سخاوتوں کو قطرے میں ڈھال دیا کرے

****

اولیاء کی لیلۃ القدر، اصفیاء کا نہار منور
جس کے جمال کی صبح افق علاء سے نکلا کرے

****

بضعۂ سیدؐ بشر، بارہ اماموںؑ کی مادرؑ
کون اس کے بغیر، شہ لافتیٰ سے ہمسری کیا کرے

****

وحی و نبوت ان کا نسب، جود و فتوت ان کا حسب
جس کی مروت کا ذکر، سورہ ھل اتیٰ کرے

****

ان کا کبریائی دامن، خیال کے دسترس میں کہاں
ان کا مرتبہ ہی سب مرتبوں کو زیر پا کرے

****

لوح قدر ان کے ہاتھ میں، قلم قضا ہے انگوٹھے پر
جو چاہے لکھ دے، جو چاہے مٹا دیا کرے

****

جبروت میں حکمران، ملکوت میں قہرمان

عصمت ان کا حجاب ہے، عفت ان کا نقاب ہے
ان کے قدم کا راز، بیاں حدیث مصطفیٰ کرے

****

قدس کا دم خوشبو تیری، انس کا جذبہ خو تیری
کلام بھی مثل نبی، لاینطق عن ھویٰ کرے

****

خلق کا قبلہ چہرہ تیرا، عشق کا کعبہ کوچہ تیرا
امیدوں کو سہارہ تیرا، تو جسے چاہے عطا کرے

****

زہرہ بنے نوکر تیرا، مشتری بھی ہے کمتر تیرا
سہا پر گر نگاہ کرے، اسے سورجوں کا چشمہ کرے

****

مفتقرا! ان کے در سے، منہ کبھی نہ پھیرنا
جن کی فضہؑ، جہان کے پیتل کو سونا کرے

****

"تسلسل حدیثِ کساء"

سَمِعْتُ فاطِمَةَ اَنَّها قالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبی رَسُولُ اللهِ فی بَعْضِ الاَیّامِ فَقالَ السَّلامُ عَلَیْكِ یا فاطِمَةُ فَقُلْتُ عَلَیْكَ السَّلامُ قالَ اِنّی اَجِدُ فی بَدَنی ضُعْفاً فَقُلْتُ لَهُ اُعیذُكَ بِاللهِ یا اَبَتاهُ مِنَ الضُّعْفِ فَقالَ یا فاطِمَةُ ایتینی بِالْکِساءِ الْیَمانی فَغَطّینی بِهِ فَاَتَیْتُهُ بِالْکِساءِ الْیَمانی فَغَطَّیْتُهُ بِهِ وَصِرْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاِذا وَجْهُهُ یَتَلالَؤُ کَاَنَّهُ الْبَدْرُ فی لَیْلَةِ تَمامِهِ وَ کَمالِهِ۔

"بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے سنا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک آئے اور فرمایا:

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! تجھ پر سلام ہو (حاشیہ سلام خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے سلامت ہو، ہر مصیبت سے یا عیبوں سے پاک کو بھی کہتے ہیں تسلیم ہونا تحیت قلب سلیم دل سالم کو بھی کہتے ہیں"۔

سلم بالامر: اس کام پر راضی ہوا، مائل ہوا، تسلم مسلمان ہوا، اسلام لایا، خطا نہیں کی

سلم من الافة سلاما: نجات پائی آفت سے، سالم ہوا

انا سلم لمن سالمنی: میں صلح کرنے والا ہوں اس سے جو مجھ سے صلح کرے گا دار السلام بہشت برین (فرہنگ جامع وعمید)

السلم والسلام: ظاہری اور باطنی بیماری سے محفوظ ہونا پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

بقلبٍ سلیم۔[1]

یعنی دل اور دماغ دھوکہ سے پاک ہو، یہ باطنی سلامتی ہے

اور اسی طرح ایک جگہ اور ارشاد فرمایا ہے:

(مسلمة لا شية فيها)

"سالم ہے اس میں کوئی داغ دھبہ یا عیب نہیں"۔[1]

یہ ظاہری سلامتی کی طرف اشارہ ہے اس کے فعل

سلم یسلم سلامة سلاما هين سلمه الله

(سلامیہ جملے ہیں خدا اس کو سلامت رکھے)

ارشاد ربانی ہو رہا ہے:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ۔[2]

"لیکن اللہ نے تم کو سلامتی دی (بچالیا)"۔

اسی طرح وہ آیت ہے کہ جس میں حضرت نوحؑ کا زمین (خشکی) پر آنا اور ان سے اللہ کا کلام کرنا:

کہ تمہارا اسلام اور رحمتیں ہوں تم پر جو سلامتی کے ساتھ خشکی پر آئے لیکن حقیقی سلامتی۔

لیکن حقیقی سلامتی جنت کے سوا نہیں ہے کیونکہ وہاں پر بقاء ہے فناء کے بغیر

بے نیازی ہے فقر و نیاز مندی نہیں، عزت ہے بغیر ذلت و خواری کے، صحت ہے بغیر بیماری کے

"لهم دار السلام عند ربهم"[3]

یعنی سلامتی کامل و مطلق۔۔۔۔۔(مفردات راغب)۔

میں نے عرض کیا: آپؐ پر بھی سلام ہو ہے اے بابا جان۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بدن میں ضعف محسوس کر رہا ہوں۔

عرض کیا: بابا میں آپؐ کو ضعف سے خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔

اس وقت حضرتؐ نے فرمایا:

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! میرے لئے ردائے یمنی لائیں اور مجھے پہنائیں۔ میں بابا کے لئے ردائے یمنی لے آئی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُڑھائی اور اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھنے میں مشغول ہوگئی جو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا"۔

---

[1] سورۂ بقرہ، آیت: ۷۱

[2] سورۂ انفال، آیت: ۴۳

"لغت سلام"

پاکی کے معنی میں اور عیب و آفت سے دوری، بے عیب، تندرستی، سلام اور تحیت ان سب لفظوں کے معنی عیب، نقص سے پاک ہونے کے ہیں۔ بس جو سلام کرتا ہے یعنی کہتا ہے میں تمہارے لئے کوئی گلا، شکوہ، حسادت، کینہ، بغض نہیں رکھتا اور میرا دل ہر عیب اور مرض سے پاک ہے۔

"قرآن میں سلام":۔

کلمہ سلام قرآن میں ۴۲ مرتبہ آیا ہے ان آیات کے ساتھ:

۱۔ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا۔[۱]

۲۔ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ۔[۲]

۳۔ قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَ۔[۳]

۴۔ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔[۴]

۵۔ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ۔[۵]

۶۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ۔[۶]

۷۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا۔[۷]

۱۔ سورہ نساء، آیت: ۸۶

۲۔ سورہ یونس، آیت: ۲۵

۳۔ سورہ ھود، آیت: ۴۸

۴۔ سورہ الرعد، آیت: ۲۴

۵۔ سورہ الحجر، آیت: ۴۶

۶۔ سورہ النحل، آیت: ۳۲

۸۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔

۹۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ۔[۲]

۱۰۔ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ۔[۳]

۱۱۔ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔[۴]

۱۲۔ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ۔[۵]

۱۳۔ سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ۔[۶]

۱۴۔ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔[۷]

۱۵۔ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ۔[۸]

۱۶۔ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔[۹]

ہمارے مطلب کے لئے آیت اوّل ہی کفایت کر رہی ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے:

"جب کوئی تمہیں تحیت کہے اس کا بہتر طریقہ سے جواب دو یا کم از کم اسی طرح سے جواب دو۔ خدا ہر چیز کا حساب رکھتا ہے"۔

اگرچہ اس آیت میں لفظ سلام نہیں آیا ہے مگر تحیت کا لفظ آیا ہے جس کے معنیٰ بھی ایک طرح کی دعا ہے اور سلام بھی دعا ہے۔

تحیت لغت میں حیاۃ کے مادہ سے ہے اور دوسرے کے لئے دعا کرنے کے معنی میں ہے۔

چاہے وہ دعا سلام علیك (خداوند تمہیں سلامت رکھے) یا پھر حیاك الله (خداوند

۲۔ سورہ الانبیاء، آیت: ۶۹

۳۔ سورہ یٰسین، آیت: ۵۸

۴۔ سورہ الصافات، آیت: ۷۹

۵۔ سورہ الصافات، آیت: ۱۰۹

۶۔ سورہ الصافات، آیت: ۱۲۰

۷۔ سورہ الصافات، آیت: ۱۳۰

۸۔ سورہ الزمر، آیت: ۷۳

تمہیں زندگی دے) یا اسی طرح ہو، جی ہاں یہ کلمے اظہار محبت ہیں کہ جو افراد آپس میں بات کرتے وقت ایک دوسرے کو ان دعائیہ کلمات میں شامل کرتے ہیں اور اس کا واضح اور روشن مصداق سلام کرنا ہے۔

بس تحیت، سلام، درود کہنے اور خوش آمدید کہنے کے معنی میں ہے۔

اور سورہ نور کی آیت نمبر ۶۱ کا بھی یہی مضمون ہے۔

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً۔

"جب گھروں میں داخل ہو جاؤ کم از کم اپنے ہی اوپر سلام کر لیا کرو۔ یہ پروردگار کی طرف سے نہایت ہی پاکیزہ تحفہ ہے"۔

اس آیت میں سلام بعنوان تحیت الٰہی جو مبارک اور پاکیزہ ہے معرفی ہوا ہے۔ ضمناً اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس طرح کہا جائے "سلام علیکم" دراصل "سلام اللہ علیکم" ہے یعنی خدا کا درود ہو تم پر یا خدا کی سلامتی ہو آپ پر۔

امن و امان میں ہو اس جہت سے سلام کرنا ایک دوستی و صلح کی نوع بھی ہے اور سلام کرنے سے لڑائی جھگڑے جنگ بھی ترک کرنے کے حساب میں شامل ہوتا ہے۔

اسی ضمن میں توجہ کے ساتھ کہ تحیت کا جواب احسن طریقے سے دینے کا مطلب یہ ہے کہ سلام کو ایک اور عبارت کے ساتھ جواب دیں "رحمۃ اللہ"۔

(یعنی اگر آپ کو کوئی کہے سلام علیکم خدا فرماتا ہے آپ اس کی تحیت، دعا کا اس سے اچھے انداز میں جواب دیں۔

اگر سامنے والا خالی کہے سلام علیکم تو جواب میں اس کا بہترین جواب یہ بنے گا و علیکم السلام و رحمۃ اللہ۔

"روایات سلام"

تفسیر در منثور میں آیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آ کر کہا:۔

(السلام علیك)۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

(السلام علیك و رحمة الله)۔

دوسرے نے کہا: (السلام علیك و رحمة الله)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا:

(السلام علیك و رحمة الله و برکاته)۔

ایک اور شخص آیا اس نے کہا:

(السلام علیك و رحمة الله و برکاته)۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (وعلیك)۔

اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے جواب کو آپؐ نے چھوٹا کیوں بیان کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قرآن کہتا ہے تحیت کا جواب نیکوتری سے دو، لیکن تم نے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔

حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اور اس کی تحیت کا جواب احسن انداز سے دیا لیکن تیسرے شخص کے مقابلہ میں اسی کے مساوی دیا کیونکہ یہ جملہ (وعلیك) اس کا مفہوم یہ ہے وہ سب جو تم نے کہا تم پر بھی ہو۔[1]

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالتَّحِيَّةِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَ

إِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ اَلسَّلَامُ وَ غَيْرُهُ مِنَ اَلْبِرِّ وَ اَلْإِحْسَانِ.[1]

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں تحیت سے مراد قول خداوند میں (جب تم پر سلام ہو۔۔) سلام یا تحیت نیکی اور احسان سے ہونی چاہیئے۔

۳۔ عَنْ أَبَانٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْمُنْذِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ يَقُولُ: مَنْ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَهِيَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ مَنْ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اَللَّهِ فَهِيَ عِشْرُونَ حَسَنَةً وَ مَنْ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اَللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ فَهِيَ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً۔[2]

"ابان حسن بن منذر سے نقل کرتا ہے کہتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، انہوں نے فرمایا:

اگر کوئی کہے السلام علیکم اس کیلئے دس نیکیاں ہیں۔

کوئی کہے السلام علیکم و رحمۃ اللہ اس کیلئے بیس نیکیاں ہیں۔

اگر کوئی کہے السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ اس کیلئے تیس نیکیاں ہیں۔

۴۔ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ: اَلسَّلَامُ تَطَوُّعٌ وَ اَلرَّدُّ فَرِيضَةٌ.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلام کرنا مستحب اس کا جواب واجب ہے"۔

۵۔ عَنْهُ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ قَالَ: اَلْقَلِيلُ يَبْدَؤُنَ اَلْكَثِيرَ بِالسَّلَامِ وَ اَلرَّاكِبُ يَبْدَأُ اَلْمَاشِيَ وَ أَصْحَابُ اَلْبِغَالِ يَبْدَؤُنَ أَصْحَابَ اَلْحَمِيرِ وَ أَصْحَابُ اَلْخَيْلِ يَبْدَؤُنَ أَصْحَابَ اَلْبِغَالِ۔[3]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"کم گروہ زیادہ گروہ پر سلام کی ابتدا کرے، سوار پیادہ کو سلام کی ابتدا کرے، خچر والے ان کو جن کے پاس گدھا ہے ان کو سلام کی ابتدا کریں"۔

۱۔ تفسیر قمی، ج ۱ ص ۱۴۵، عوالی اللئالی، ج ۲ ص ۵۱، بحار الانوار، ج ۷ ص ۷۳، تفسیر نور الثقلین، ج ۱ ص ۵۲۶

۲۔ کافی، ج ۲ ص ۶۴۵، تفسیر نور الثقلین، ص ۵۲۵

أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْبَادِي بِالسَّلَامِ أَوْلَى بِاللهِ وَبِرَسُولِهِ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سلام میں جلدی کرنے والا (یعنی جو پہلے سلام کرے) وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تر ہے"۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا تُسَلِّمُوا عَلَى الْيَهُودِ وَلَا النَّصَارَى، وَلَا عَلَى الْمَجُوسِ وَلَا عَلَى عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَلَا عَلَى شُرَّابِ الْخَمْرِ وَلَا عَلَى صَاحِبِ الشِّطْرَنْجِ وَالنَّرْدِ وَلَا عَلَى الْمُخَنَّثِ وَلَا عَلَى الشَّاعِرِ الَّذِي يَقْذِفُ الْمُحْصَنَاتِ وَلَا عَلَى الْمُصَلِّي وَذَلِكَ أَنَّ الْمُصَلِّيَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَرُدَّ السَّلَامَ لِأَنَّ التَّسْلِيمَ مِنَ الْمُسْلِمِ تَطَوُّعٌ وَالرَّدَّ فَرِيضَةٌ وَلَا عَلَى آكِلِ الرِّبَا وَلَا عَلَى رَجُلٍ جَالِسٍ عَلَى غَائِطٍ وَلَا عَلَى الَّذِي فِي الْحَمَّامِ وَلَا عَلَى الْفَاسِقِ الْمُعْلِنِ بِفِسْقِهِ۔ [2]

"امام جعفر صادق علیہ السلام امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امامؑ نے فرمایا:

افراد یہودی مذہب، مسیحی، مجوسی، بت پرست اور جس دسترخوان پر شراب ہو، جو شطرنج کھیلتا ہو نرد بازی (یہ قدیمی شطرنج جیسا کھیل جو شطرنج سے پہلے کھیلا جاتا تھا اس کی تاریخ تقریباً ۵ ہزار سال پرانی ہے جس کو انگریزی میں (Backgammon) کہتے ہیں)، مخنث پر (وہ مرد جو حرکات اطوار کو عورتوں کی طرح ظاہر کرے)، اس شاعر پر جو پاکدامن عورتوں کو بد کی طرف نسبت دیتا ہو (یعنی ان کی پاکدامنی پر انگلی اٹھاتا ہو) اور نماز پڑھنے والے (کیونکہ نماز والا جواب نہیں دے سکتا) پر سلام مت کرو (اگرچہ اس پر جواب دینا واجب ہے)، نہ سود کھانے والے پر اور نہ اس پر جو رفع حاجت کر رہا ہو، نہ اس شخص پر جو حمام میں ہو، نہ اس شخص پر جو علناً گناہ کرتا ہو، فسق کرتا ہو اس پر سلام نہ کرو"۔

قَالَ: مَنْ بَدَأَ بِالْكَلَامِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيبُوهُ۔ [3]

---

[2] جامع الاخبار، ص ۸۸، کافی، ج ۲ ص ۶۴۵، بحار الانوار، ج ۱۱ ص ۸۳، تفسیر نور الثقلین، ص ۵۲۶

[3] خصال، ج ۲ ص ۴۸۴، مشکوۃ الانوار، ص ۱۹۷، بحار الانوار، ج ۹ ص ۸۳، ج ۸۱ ص ۳۰۹ تفسیر نور الثقلین، ص ۵۲۷

اسی طرح رسول اللہ نے فرمایا:

"جو سلام کرنے سے پہلے کلام کرے اس کو جواب نہ دو (پہلے سلام پھر کلام)"۔

۹۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِفْشَاءَ السَّلَامِ۔[1]

"امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا آشکار سلام کرنے کو دوست رکھتا ہے"۔

۱۰۔ قَالَ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَ الْقَائِمُ عَلَى الْقَاعِدِ۔[2]

"سوار شخص پیادے پر اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے پر سلام کرے"۔

۱۱۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)، قَالَ: »دَخَلَ يَهُودِيٌّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) وَ عَائِشَةُ عِنْدَهُ، فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ): عَلَيْكُمْ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَى صَاحِبِهِ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) كَمَا رَدَّ عَلَى صَاحِبَيْهِ، فَغَضِبَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَتْ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَ الْغَضَبُ وَ اللَّعْنَةُ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَ يَا إِخْوَةَ الْقِرَدَةِ وَ الْخَنَازِيرِ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ): يَا عَائِشَةُ، إِنَّ الْفُحْشَ لَوْ كَانَ مُمَثَّلاً لَكَانَ مِثَالَ سَوْءٍ، وَ إِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يُوضَعْ عَلَى شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَ لَا يُرْفَعُ عَنْهُ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَمَا سَمِعْتَ إِلَى قَوْلِهِمْ: السَّامُ عَلَيْكُمْ؟ فَقَالَ: بَلَى، أَمَا سَمِعْتَ مَا رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ؟ قُلْتُ: عَلَيْكُمْ، فَإِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ مُسْلِمٌ فَقُولُوا: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، وَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ كَافِرٌ فَقُولُوا: عَلَيْكَ۔[3]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

۱۔ کافی، ج ۲ ص ۶۴۵، بحار الانوار، ج ۷۵ ص ۱۸۱

۲۔ کافی، ج ۲ ص ۶۴۷

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، عائشہ بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں، کہا:

السام علیکم (یعنی آپؐ کے لئے موت ہو)۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا:

علیکم (تم پر بھی ہو) دوسرا شخص آیا اس نے بھی اس طرح سلام کیا، اسے ویسے جواب ملا۔

تیسرا شخص آیا اس نے بھی اسی طرح سلام کیا اس کو بھی ویسا ہی جواب ملا۔

عائشہ کو غصہ آیا اس نے کہا: تمہارے لئے موت ہو، غضب ولعنت ہو خدا کی تم پر اے یہودی خدا اور خنزیروں کے بھائیو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر گالی مجسم ہوتی تو بہت بری شکل کی ہوتی اور نرمی اور رواداری کرنے سے بری چیزوں کو بھی خوبصورت بنایا جا سکتا ہے۔

عائشہ نے کہا: آپؐ نے نہیں سنا انہوں نے سام علیکم کہا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم نے نہیں سنا، میں نے ان کو کس طرح جواب دیا، بس اسی طرح اگر کوئی مسلمان تم پر سلام کرے کہو سلام علیکم اگر کوئی کافر سلام کرے کہو علیکم"۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه و آله: خَيْرُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَفْشَى السَّلَامَ وَصَلّى وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ [1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہترین وہ ہے جو کھانا کھلائے، واضح اور بلند سلام کرے، نماز پڑھے اس وقت جب لوگ سو رہے ہوں (نماز شب)"۔

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِنَّ أَعْجَزَ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ وَإِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔ [2]

فرمایا: سب سے زیادہ بے بس تم میں وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں بے بس اور ناتواں ہو بخیل ترین ہے وہ شخص جو سلام کرنے سے بخل کرے"۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِذَا تَلَاقَيْتُمْ فَتَلَاقَوْا

بِالتَّسْلِيمِ وَ التَّصَافُحِ وَإِذَا تَفَرَّقْتُمْ فَتَفَرَّقُوا بِالِاسْتِغْفَارِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ایک دوسرے سے ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کے ساتھ ملاقات کرو، جب ایک دوسرے سے جدا ہو تو استغفار کے ساتھ جدا ہو"۔

۱۵۔ قَالَ الْحُسَيْنُ (ع): الْبَخِيلُ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔[2]

"امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: بخیل ہے وہ جو سلام کرنے سے بخل کرے"۔

۱۶۔ وَهْبٍ الْيَمَانِيِّ قَالَ: لَمَّا أَسْجَدَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ الْمَلَائِكَةَ لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَبَى إِبْلِيسُ أَنْ يَسْجُدَ قَالَ لَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ثُمَّ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ لِآدَمَ يَا آدَمُ انْطَلِقْ إِلَى هَؤُلَاءِ الْمَلَإِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ لَهُ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى هَذِهِ تَحِيَّتُكَ وَ تَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ فِيمَا بَيْنَهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[3]

"وھب کہتا ہے: جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو بہ امر خدا سجدہ کیا، ابلیس نے تکبر کیا اور سجدہ نہیں کیا۔ خدائے متعال نے اسے فرمایا: باہر نکلو تم لعنتی ہو گئے ہو، سنگسار ہوئے، تم پر تا قیامت لعنت ہوگی۔

وہاں پر خدا نے آدم علیہ السلام کو فرمایا: جاؤ اور ملائکہ کو سلام کرو، کہو:

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته۔ بس آدم علیہ السلام نے ان کو سلام کیا۔ خداوند متعال نے فرمایا ہے سلام تحیت ہو تمہاری اولادوں کے لئے، تمہارے بعد قیامت کے روز تک آپس میں ملاقات کریں تو ایک دوسرے کو سلام کریں"۔

۱۷۔ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ:

۱۔ کافی، ج ۴ ص ۱۹۱، امالی، شیخ طوسی، ص ۲۱۵، بحار الانوار، ج ۷۳ ص ۵، عدۃ الداعی، ص ۱۸۹

۲۔ معانی الاخبار، ص ۲۴۶، بحار الانوار، ج ۷۳ ص ۵

۳۔ سورہ الصافات، آیات: ۷۷۔۷۸، علل الشرائع، ج ۱ ص ۹۶، بحار الانوار، ج ۷۳ ص ۶

سِتَّةٌ لاَ يَنْبَغِي أَنْ يُسَلَّمَ عَلَيْهِمْ - اَلْيَهُودُ وَ اَلنَّصَارَى وَ أَصْحَابُ اَلنَّرْدِ وَ اَلشِّطْرَنْجِ وَ أَصْحَابُ اَلْخَمْرِ وَ اَلْبَرْبَطِ وَ اَلطُّنْبُورِ وَ اَلْمُتَفَكِّهُونَ بِسَبِّ اَلْأُمَّهَاتِ وَ اَلشُّعَرَاءُ.[1]

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

چھ (۶) گروہ کو سلام کرنا مناسب نہیں۔

۱۔ یہود و نصاریٰ کو۔

۲۔ نرد باز کو (شطرنج کی طرح کا ایک کھیل کھیلنے والوں کو)۔

۳۔ شطرنج کھیلنے والوں کو۔

۴۔ اصحاب طنبور کو (آلاتِ موسیقی میں سے ہے)۔

۵۔ وہ جو مذاق میں ایک دوسرے کی ماں کو گالیاں دیتے ہیں

۶۔ وہ شعراء جو اپنے شعر میں حرف باطل بولتے ہیں"۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ (ص) خَمْسٌ لاَ أَدَعُهُنَّ حَتَّى اَلْمَمَاتِ اَلْأَكْلُ عَلَى اَلْحَضِيضِ مَعَ اَلْعَبِيدِ وَ رُكُوبِي اَلْحِمَارَ مُؤْكَفاً وَ حَلَبَ اَلْعَنْزِ بِيَدِي وَ لُبْسُ اَلصُّوفِ وَ اَلتَّسْلِيمُ عَلَى اَلصِّبْيَانِ لِتَكُونَ سُنَّةً مِنْ بَعْدِي.[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں جب تک زندہ ہوں ان کو نہیں چھوڑوں گا۔ زمین پر بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا، گدھے کی سواری اور بکری، بھیڑ کا اپنے ہاتھوں سے دودھ نکالنا، اون کا لباس پہننا اور بچوں کو سلام کرنا یہاں تک کہ میرے بعد یہ سنت بن جائے"۔

وَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلسَّلاَمُ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ فَأَفْشُوهُ بَيْنَكُمْ فَإِنَّ اَلرَّجُلَ اَلْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِالْقَوْمِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَإِنْ لَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِ يَرُدُّ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَ أَطْيَبُ.[3]

۱۔ خصال، ج ۱ ص ۳۳۱، بحار الانوار، ج ۷۳ ص ۹

۲۔ شیخ صدوق، ص ۷۲، خصال، ج ۱ ص ۲۷۱، بحار الانوار، ج ۷۳ ص ۱۰

"اور فرمایا: سلام خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے، بس اپنے درمیان سلام کو بلند اور واضح کرو، بیشک ایک مسلمان اس وقت جب ایک گروہ سے گزرے اگر سلام کرے اور اس کو جواب نہ دیا جائے تو ان میں سے بہتر و پاک ہے جو وہ اس کو جواب دیتا ہے (شاید جواب دینے والے ملائکہ ہوں جو اس بندہ صالح کو جواب دیں)"۔

۲۰۔ امام جعفر صادقؑ: مِنَ التَّوَاضُعِ أَنْ تُسَلِّمَ عَلَى مَنْ لَقِيتَ۔[1]

"یہ تواضع کی نشانی ہے کہ اگر کسی سے ملاقات کرو تو سلام کرو"۔

۲۱۔ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَلسَّلَامُ سَبْعُونَ حَسَنَةً تِسْعَةٌ وَ سِتُّونَ لِلْمُبْتَدِي وَ وَاحِدَةٌ لِلرَّادِّ۔[2]

"امام علی علیہ السلام نے فرمایا: سلام کے لئے ۷۰ حسنہ ہیں۔

۶۹ اس کے لئے جو سلام کرے اور ایک اس کے لئے جو جواب دے"۔

۲۲۔ امام جعفر صادقؑ: عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ وَ سَلِّمْ عَلَى أَهْلِكَ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ أَحَدٌ فَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَ سَلَامٌ عَلَى رَسُولِهِ وَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ اَلصَّالِحِينَ فَإِذَا قُلْتَ ذَلِكَ فَرَّ اَلشَّيْطَانُ مِنْ مَنْزِلِكَ۔[3]

"امام علیہ السلام فرماتے ہیں: جب اپنے گھر میں داخل ہو تو کہو: بسم اللہ و باللہ اور سلام کرو اپنے اہل خانہ پر، بس اگر کوئی گھر میں نہ ہو تو کہو:

بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ وَ سَلَامٌ عَلَى رَسُولِهِ وَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ اَلصَّالِحِينَ

"جب تم نے یہ کہا تو شیطان گھر سے بھاگ جائے گا"۔

۲۳۔ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ

۱۔ کافی، ج ۲ ص ۶۴۶، خصال، ج ۱ ص ۱۱، بحار الانوار، ج ۷۳ ص ۱۱

۲۔ تحف العقول، ص ۲۴۸، بحار الانوار، ج ۸۳ ص ۱۱

أَخْلَاقِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ إِفْشَاءُ السَّلَامِ فِي الْعَالَمِ.[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیا چاہتے ہو کہ تمہیں دنیا و آخرت میں بہترین اخلاق کی خبر دوں۔ لوگوں نے کہا: فرمایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آشکار سلام کرو"۔

قال رسول الله ص اَلسَّلَامُ تَحِيَّةٌ لِمِلَّتِنَا وَ أَمَانٌ لِذِمَّتِنَا.[2]

اور فرمایا: سلام ہماری ملت کے لئے تحیت ہے اور امان ہے ان کفار کے لئے جو ذمی کافر ہیں یعنی ہمارے ذمہ پناہ میں ہیں"۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ بَدَأَ بِالْكَلَامِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيبُوهُ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَدْعُ إِلَى طَعَامِكَ أَحَداً حَتَّى يُسَلِّمَ.[3]

نیز فرمایا: اگر کوئی سلام کرنے سے پہلے کلام کرے اس کی بات کا جواب نہ دو۔ کسی کو اپنی غذا و طعام پر بھی دعوت نہ دو جب تک سلام نہ کرے"۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَوْماً: يَا أَنَسُ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ تَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ مَرَّ السَّحَابِ أَفْشِ السَّلَامَ يَكْثُرْ خَيْرُ بَيْتِكَ أَكْثِرْ مِنْ صَدَقَةِ السِّرِّ فَإِنَّهَا تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ.[4]

انس بن مالک کہتا ہے، ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

وضو مکمل کیا کرو تا کہ پل صراط سے بادل کی طرح گزر رو، سلام کو بلند اور آشکار کہو تا کہ تمہارے گھر میں خیر کا اضافہ ہو، صدقہ چھپا کر کثرت سے دو تا کہ خداوند کے غضب سے بچ سکو"۔

---

[1] [illegible] ج ۷۳ ص ۱۲

[2] [illegible] ج ۷۳ ص ۱۲، کنز العمال، ج ۹ ص ۱۱۴ ح ۲۵۲۴۲

[3] [illegible] ج ۷۳ ص ۳۰

۲۷۔ رسول الله ص: إِنَّ مِنْ مُوجِبَاتِ اَلْمَغْفِرَةِ بَذْلَ اَلسَّلاَمِ وَ حُسْنَ اَلْكَلاَمِ۔[۱]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"سلام مغفرت اور بخشش کا سبب اور کلام کا حُسن ہے"۔

۲۸۔ قال الامام الحسین: تَأْذَنُوا لِأَحَدٍ حَتَّى يُسَلِّمَ۔[۲]

"امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جب تک کوئی سلام نہ کرے اسے بات کرنے کی اجازت نہ دو"۔

۲۹۔ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: لاَ تَبْدَءُوا أَهْلَ اَلْكِتَابِ بِالسَّلاَمِ فَإِنْ سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ فَقُولُوا عَلَيْكُمْ۔[۳]

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اہل کتاب پر سلام کرنے کی ابتداء نہ کرو، اگر وہ سلام کریں (بس) تو کہیں "علیکم"۔

۳۰۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يُسَلِّمُ عَلَى اَلنِّسَاءِ وَ يَرْدُدْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمَ وَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُسَلِّمُ عَلَى اَلنِّسَاءِ وَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَى اَلشَّابَّةِ مِنْهُنَّ وَ يَقُولُ أَتَخَوَّفُ أَنْ يُعْجِبَنِي صَوْتُهَا فَيَدْخُلَ عَلَيَّ أَكْثَرُ مِمَّا أَطْلُبُ مِنَ اَلْأَجْرِ۔[۴]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کو سلام کرتے تھے اور عورتیں انؐ کے سلام کا جواب دیتی تھیں۔ امیر المومنین علیہ السلام بھی عورتوں کو سلام کرتے مگر مکروہ جانتے تھے کہ جوان عورتوں کو سلام کریں۔ فرماتے تھے خوف ہے کہیں ان کی آواز کی جانب میری توجہ میرا اجر کم کر دے"۔

۱۔ جامع الاخبار، ص ۸۵، بحار الانوار، ج ۸۳ ص ۱۱

۲۔ تحف العقول، ص ۲۵۰، بحار الانوار، ج ۷۵ ص ۱۱۷

۳۔ قرب الاسناد، ص ۱۳۳، بحار الانوار، ج ۷۲ ص ۳۸۹

"سلام فقہ اسلامی میں"

فقہاء ومراجع فرماتے ہیں:

نماز کی حالت میں ضروری ہے کسی کو سلام نہ کیا جائے۔ اور اگر کوئی سلام کرے تو اس طرح جواب دے کہ سلام مقدم ہو جیسے کہے: السلام علیکم یا سلام علیکم اس طرح نہیں کہہ سکتا علیکم السلام لیکن ضروری ہے کہ سلام کا جواب دے چاہے نماز میں ہو، چاہے ویسے، کیونکہ جواب دینا ہے۔ اگر کوئی عمداً جواب نہ دے اس نے گناہ کیا۔

اگر نماز میں ہو اور سلام کا عمداً یا سہواً جواب نہ دے اور اتنی دیر ہو جائے پھر جواب دے تو جواب سلام شمار نہ ہو، تو لازمی ہے جواب نہ دے۔ اگر نماز تمام ہو جائے اور جواب سلام نہیں دیا پھر جواب واجب نہیں ہے۔ لازمی ہے نماز گزار قصد جواب دے نہ کہ قصد دعا کی نیت سے۔ اگر سلام کے جواب کو عمداً ترک کرے جواب نہ دے اس نے گناہ کیا لیکن اس کی نماز صحیح ہے"۔

لایجوز ابتداء السلام للمصلی و کذا سائر التحیات مثل صبحك الله بالخیر او مساك الله بالخیر او فی امان الله او ادخلوها بسلام ا اذا قصد مجرد التحیة اما اذا قصد الدعاء بالسلامة اوالإصباح والامساء بالخیر ونحو ذالك فلا بأس به و کذا اذا قصد القرآنیة من نحو قوله: سلام علیکم او ادخلوها بسلام ان کان الغرض منه السلام او بیان المطلب بأن یکون من باب الداعی علی الدعاء أو قراءة القرآن. یجوز رد سلام التحیة فی اثناء الصلاة بل یجب وان لم یکن السلام اوالجواب بالصیغة القرآنیة ولو عصی ولم

على الاقوى يجب ان يكون الرد فى اثناء الصلاة بمثل ما سلم فلو قال: سلام عليكم يجب ان يقول فى الجواب: سلام عليكم مثلا بل الاحوط المماثلة فى التعريف والتنكير والافراد والجمع فلا يقول: سلام عليكم فى جواب السلام عليكم او فى جواب سلام عليك مثلا و بالعكس وان كان لا يخلو من منع نعم لو قصد القرآنية فى الجواب فلا بأس بعدم المماثلة۔[1]

"نماز پڑھنے والے کے لئے سلام کی ابتداء کرنا یا پھر دوسرے آداب وتسلیمات میں سے جیسے صبح بخیر (یعنی خدا آپ کی صبح کو خیر سے کرے) یا شام بخیر یا خدا کی امان میں رہو اگر صرف آداب وتسلیمات ہوں یہ جائز نہیں۔

لیکن اگر سلام کرنے کے وسیلہ سے یا کہنا صبح یا شام بخیر شب بخیر اس میں دعا کا قصد ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح قصد قرآنی ہو جیسے اس آیت کو تلاوت کرے (سلام علیکم) یا (ادخلوها بسلام آمین)، اگر اس کا مقصد سلام کرنا ہو یا کوئی مطلب بیان کرنا ہو، پھر باب دعا سے دعا کے ذریعے ہو، قرآن پڑھنے کے ذریعے ہو کوئی حرج نہیں۔

سلام کا جواب دینا جائز ہے بلکہ واجب ہے، اگرچہ سلام یا جواب قرآنی صیغہ کے ساتھ ہو۔ اگر نماز کے بیچ میں سلام کا جواب نہیں دیا تو اس نے گناہ کیا ہے۔

واجب ہے کہ نماز کے دوران جواب سلام اسی طرح ہو جو سلام کرنے والے نے کہا ہے۔

بس اگر کہے سلام علیکم واجب ہے کہ جواب میں کہے سلام علیکم۔ بلکہ احتیاط کے ضروری ہے معرفہ اور نکرہ کو لانا یا پھر مفرد جمع لانا اسی طرح ہو جس طرح سلام کیا۔

السلام علیکم کے جواب میں سلام علیکم نہ کہیں یا سلام علیك کے جواب میں السلام علیك نہ کہیں، اگرچہ منع نہیں ہے ہاں اگر جواب میں قصد قرآن ہو تو کوئی حرج نہیں کہ سلام کا جواب بھی مماثلت رکھے۔

یعنی کر سکتا ہے کہ اسی طرح جواب نہ دے بلکہ کسی اور لفظ کو استعمال کرے"۔

---

[1] عروۃ الوثقیٰ، جلد ۲، ص ۵۵۵

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہل بیت علیہم السلام پر سلام"

حضرت صدیقہ طاہرہ زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

پدر بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض دن مجھ سے فرماتے: سلام ہو آپؑ پر اے فاطمہ سلام اللہ علیہا

اور یہ اشارہ اس طرف ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روش اس طرح تھی۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ترین حضرت زہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا مشک میں اتنا پانی لاتی تھیں کہ مشک اٹھانے کا نشان سینے پر پڑ گیا تھا اور اس قدر کھانا تیار کرتیں کہ دھوئیں سے لباس کالا ہو جاتا اور اس قدر چکی پیستیں کہ ہاتھ پر چھالے پڑ جاتے اور اس قدر گھر میں جھاڑو لگایا کرتیں اور دیگر صفائی ستھرائی کیا کرتیں کہ لباس گرد آلود ہو جاتا تھا۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا ان سب کاموں کی انجام دہی میں شدید تھک جاتیں کہ ایک دن میں نے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اپنے بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں اور ان سے درخواست کریں کہ آپؑ کے لئے کنیز خریدیں تا کہ آپؑ کے کچھ کام سنبھال سکے۔

جب بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئیں، کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے، حیا مانع ہو گئی کہ کچھ بولیں، بی بی سلام اللہ علیہا کچھ بولے بغیر واپس پلٹ آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ گئے کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو کچھ کام تھا جس کی وجہ سے ان کے پاس آئی تھیں۔

دوسرے روز کی صبح کو ہمارے پاس آئے، ہم ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام

کیا، ہم شرم کی وجہ سے جواب نہ دے سکے، پھر دوبارہ سلام کیا۔

ہم نے جواب نہ دیا، جب تیسری مرتبہ سلام کیا ہم ڈر گئے۔ اگر ہم جواب نہیں دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے جائیں گے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت میں تھا کہ وہ تین مرتبہ سلام کرتے تھے، اگر کوئی جواب نہ دیتا تھا یا نہیں سنتا تھا تو وہ چلے جاتے تھے۔

میں نے کہا علیك السلام یا رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسول اللہ داخل ہوئے اور ہمارے بستر پر بیٹھے۔

فرمایا: اے میری بیٹی! کیا حاجت تھی کہ کل میرے پاس آئیں اور چلی گئیں؟

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے جواب دینے سے شرم محسوس کی اور کچھ نہ کہا۔ مجھے ڈر ہوا کہیں اگر جواب نہیں دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے جائیں گے۔ میں نے جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں ایسی چیز کی تعلیم دوں جو کنیز سے بہتر ہو۔ جب بھی سونے جاؤ بستر پر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے جب یہ سنا تو تین مرتبہ کہا: میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راضی ہوگئی"۔[1]

۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يُرِيدُ فَاطِمَةَ وَ أَنَا مَعَهُ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَابِ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَدَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ، وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَدْخُلُ قَالَتِ ادْخُلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ أَدْخُلُ أَنَا وَ مَنْ مَعِي قَالَتْ لَيْسَ عَلَيَّ قِنَاعٌ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ خُذِي فَضْلَ مِلْحَفَتِكِ فَقَنِّعِي بِهِ

رَأْسَكِ فَفَعَلَتْ ثُمَّ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ فَقَالَتْ وَ عَلَيْكَ اَلسَّلَامُ يَا رَسُولَ اَللّٰهِ قَالَ أَدْخُلُ قَالَتْ نَعَمْ يَا رَسُولَ اَللّٰهِ، قَالَ أَنَا وَ مَنْ مَعِي قَالَتْ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ جَابِرٌ فَدَخَلَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ دَخَلْتُ وَ إِذَا وَجْهُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلَامُ أَصْفَرُ كَأَنَّهُ بَطْنُ جَرَادَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا لِي أَرَى وَجْهَكِ أَصْفَرَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اَللّٰهِ اَلْجُوعُ فَقَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَللّٰهُمَّ مُشْبِعَ اَلْجُوعَةِ وَ دَافِعَ اَلضَّيْعَةِ أَشْبِعْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، قَالَ جَابِرٌ فَوَ اَللّٰهِ لَنَظَرْتُ إِلَى اَلدَّمِ يَتَحَدَّرُ مِنْ قُصَاصِهَا حَتَّى عَادَ وَجْهُهَا أَحْمَرَ فَمَا جَاعَتْ بَعْدَ ذَلِكَ اَلْيَوْمِ۔[1]

"جابر بن عبداللہ الانصاری نے فرمایا:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے، میں ان کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم بی بی سلام اللہ علیہا کے گھر پہنچے، اپنا ہاتھ در پر رکھ کر دروازہ کو زور دیا اور فرمایا: السلام علیکم

بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: علیك السلام یا رسول اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں گھر میں داخل ہو سکتا ہوں؟

بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: داخل ہو جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ بھی داخل ہو سکتا ہے جو میرے ہمراہ ہے؟

بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میں نے مقنع نہیں پہنا ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چادر سے حجاب کر لیں اور اپنے سر اور بدن کو ڈھانپ لیں۔

اس کے بعد فرمایا: السلام علیکم

بی بی سلام اللہ علیہا نے جواب دیا: وعلیکم السلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: داخل ہو جاؤں

بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: داخل ہو جایئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور جو میرے ساتھ ہے

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جی آپؐ اور جو آپؐ کے ساتھ ہے، وہ بھی داخل ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے اور میں (جابر) بھی اُنؐ کے ساتھ داخل ہوا۔

دیکھا بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی صورت زرد ہو چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی آپؑ کی صورت کیوں زرد دیکھ رہا ہوں

بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: بھوک کی وجہ سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے خدا کہ جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اور گرنے والوں کا ہاتھ پکڑتا ہے زہرا سلام اللہ علیہا کو سیر کر

جابر کہتا ہے: خدا کی قسم اس دعا کے بعد بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرے پر تازگی کے آثار نمایاں ہو گئے، صورت سرخ گلابی ہو گئی اور اس دن کے بعد ہرگز بھوکی نہیں رہیں"۔

اس روایت بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے باوجود بیٹی اور داماد کا گھر ہے، باحرمت، باادب، بااذن تین بار سلام کرتے تھے، اگر جواب سنتے تھے تو آتے تھے ورنہ واپس چلے جاتے تھے۔ یہ ایک دستور الٰہی ہے۔

قرآن کہتا ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔[1]

"اے وہ جو ایمان لے آئے ہیں گھروں کی طرف جو کہ تمہارے نہیں ہیں اس طرح داخل نہ ہو، پہلے پہچان کروائیں پھر اجازت لیں اور پھر وہاں پر رہنے والوں کو سلام کریں۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ شاید تم اس سے نصیحت حاصل کر سکو"۔

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ۖ هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۔[1]

"اگر تم گھر میں کسی کو نہ پاؤ داخل نہ ہو، جب تک تمہیں اجازت نہ ملے، اگر تم کہیں چلے جاؤ تو واپس پلٹ جانا کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، تم جو کچھ کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے"۔

یہاں پر لازم ہے کہ یہ کہیں:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ اس وقت کہاں تھے جب لوگ اجازت کے بغیر خاندان وحی کے گھر میں داخل ہوئے، وہ گھر جس میں ملائکہ و جبرئیل و میکائیل و عزرائیل بغیر اجازت کے داخل ہوتے تھے اس میں آگ لگائی، اور دروازے کو پہلوئے صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا پر گرایا گیا، ان کے محسن کو شہید کر دیا اور خود بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو شہید کیا"۔

"الا لعنۃ اللہ علی قوم الظالمین"

"تسلسل حدیثِ کساء"

اِنّی اَجِدُ فی بَدَنی ضُعفاً فَقُلتُ لَهُ اُعیذُك بِاللّٰهِ یا اَبَتاهُ مِنَ الضُّعفِ۔

"حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا (اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے) اور فرمایا:

میں اپنے بدن میں ضعف محسوس کر رہا ہوں"۔

میں نے کہا: آپ کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں ضعف اور سستی سے"۔

"لغت ضعف":۔

بہ معنی سستی، ناتوانی، ضعف (ضاد زیر کے ساتھ)۔

اس کے علاوہ دگنا یا کئی گنا دو برابر کے معنیٰ میں بھی آیا ہے۔

ضعاف و ضعفاء جمع ضعف ضعفاً و ضعفا و ضعافة و ضعافیة

سست ہو گیا، ضعف (مصدر) سستی، کمزوری بدن ضعف (ضاد پر فتح) (مصدر) سستی

ضعفة المرضی بیمار اور کمزور کر دیا ضعف و ضعف سستی اور کمزور۔[1]

الضعف نقطہ مقابل طاقت لشکر ہے۔ وقد ضعف فھو، ضعیف کمزور ہوا کمزور ہے۔

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ۔[2]

"لفظ ضعف حالت، بدن اور حال کیلئے استعمال ہوتا ہے"۔

کہا گیا ہے ضَعف اور ضُعف دو لفظ ہیں۔ ایک کے ض پر پیش لگا ہے اور ایک کے ض پر زبر اور دونوں کے معنیٰ مختلف ہیں۔

۱۔ فرہنگ جامع عمید۔

وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا۔[1]

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُو۔[2]

خلیل رح نے کہا: الضعف حرف "ض" پر جب پیش ہو تو اس ضُعف کے معنیٰ بدن کی کمزوری اور ناتوانی ہے۔

الضعف جب "ض" پر زبر ہو تو اس ضَعف کے معنیٰ، عقل کی کمی اور رائے کی کمزوری اور نادانی ہے۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت میں آیا ہے کہ:

فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا۔[3]

جمع ضعیف ضعاف ضعفاء ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ۔[4]

---

[1] سورہ الانفال، آیت: ٦٦

[2] سورہ القصص، آیت: ٥

"لفظِ "ضعف" قرآن میں"

لفظ "ضعف" قرآن میں اپنے تمام مشتقات کے ساتھ ۵۲ مرتبہ آیا ہے اور مختلف معنیٰ ہیں بہ معنی ضعف، ناتوانی اور اس کے علاوہ مالی لحاظ سے کمزوری کے عنوان سے بھی آیا ہے۔

جیسا کہ ان آیات میں ذکر ہوا ہے:

۱۔ يُرِيدُ اللهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا۔ [۱]

۲۔ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي۔ [۲]

۳۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ۔ [۳]

۴۔ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ۔ [۴]

۵۔ اللهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ۔ [۵]

"اس حدیث میں ضعف سے کیا مراد ہے":۔

اسی طرح اشارہ ہوا ہے کہ ضعف کے مختلف معانی ہیں۔ بہ معنی دو برابر، زیادہ۔

جس طرح قرآن میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ [۶]

۱۔ سورہ النساء، آیت: ۲۸

۲۔ سورہ الاعراف، آیت: ۱۵۰

۳۔ سورہ الحج، آیت: ۷۳

۴۔ سورہ القصص، آیت: ۵

۵۔ سورہ الروم، آیت: ۵۴

"اے ایمان والو! سود دوگنے پر دوگنا (کئی گنا) نہ کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا چھٹکارا ہو"۔

یہاں پر مضاعف معنی دوگنا کے ہے۔

ضعف بمعنی ضعف دینی ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق مستضعف دینی وہ ہیں جو رہنما نہیں رکھتے، دین حاصل کرنا ان کی دسترس سے باہر ہے یا پھر کفر اور گناہ کے شہر میں گھر چکے ہیں اور یہاں سے ہجرت یا فرار کرنے کا کوئی راستہ ان کے پاس نہیں ہے۔

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا۔[1]

"مگر مردوں، عورتوں، بچوں میں سے وہ گروہ کہ بیشک وہ کمزور تھے (فکر کے حساب سے یا ہجرت کے مسائل فراہم نہ تھے یا دباؤ کے نیچے تھے) اور ان کے لئے کوئی راستہ نہیں تھا اور نجات کی راہ (کفر سے) نہیں پا سکتے تھے"۔

یہ بشر کے حالات کا طبیعی ہونا ہے کہ خداوند نے فرمایا:

وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا۔[2]

"ہم نے انسان کو ضعیف خلق کیا، کمزور"۔

اس کو نطفہ سے خلق کیا کہ اور ضعیف جو اس کا لازمی حصہ ہے، اور اسی وجہ سے ہے کہ انسان دچار مرض و بیماری بلاء و حوادث ہوتا ہے۔

بیماری (جسمانی) انبیاء و اولیاء اللہ کی عصمت کے منافی نہیں":۔

انبیاء و اولیاء اللہ بھی دوچار امتحان بلاء و مرض بیماری ہوتے ہیں۔

حتیٰ وجود اشرف مخلوقات و موجودات یعنی حضرت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ مطالب

---

[1] سورۂ النساء آیت: ۹۸

ان کی عصمت کے باعث منافی نہیں ہیں (یعنی ان کی عصمت پر کوئی فرق نہیں پڑتا)۔

اگر فقط پنجتن آل عباء اور معصومین علیہم السلام نہ ہوتے تو خدا کسی چیز کو خلق نہ کرتا۔

اور لوگوں کی ہدایت کے لئے ان کے راستے میں صرف کمزوری اسی طرح بیماری و بلاء ہوتی ہیں مگر یہ مقام عصمت میں نقص نہیں ہے، بس بیماری اور کمزوری جسمی (ظاہری) مقام عصمت و نبوت امام کو نقصان نہیں دیتی۔[1]

"شرائط امام"

مرحوم خواجہ نصیر الدین طوسی (رح) اپنے کچھ رسالوں میں امامؑ کے لئے ۸ شرائط کو معتبر جانتے ہیں۔

"شرط اوّل":۔

معصوم ہونا گناہان کبیرہ صغیرہ سے (آیہ تطہیر میں آئے گا ان شاء اللہ)۔

"شرط دوم":۔

وہ کچھ جو امامت کے لئے ضروری ہے اس میں علوم دینی، دنیوی، احکام شریعہ مدنی، آداب حرب، دفع دشمنان دین، رفع شبہات اور فتنے سے مقابلہ کر کے اہل باطل کو شکست دینا شامل ہے۔ امام وہ ہے جو حق کو غلبہ دلانا جانتا ہو کیونکہ اگر ان تے رُخ موڑ لے یا ان مسائل سے فرار حاصل کرے تو دین کو بڑے نقصان کا سامنا ہوگا۔

"شرط سوم":۔

شجاعت یعنی دشمن کو دور کرنے اور فتنے اور اہل باطل کو شکست دے کر حق کو غالب کرنے کی صلاحیت، کیونکہ اگر امام خود ہی فرار کا راستہ اختیار کرے جو کہ رہبر و رہنما ہے تو اس کا یہ فرار کرنا دین کو بڑا نقصان پہنچائے گا رعایا کے فرار کرنے کے مقابلے میں۔

"شرط چہارم":۔

اس میں سب صفات کمال ہوں، یعنی شجاعت، سخاوت، مروت، کرم، علم۔

ہر وہ صفت جو صفات کمال میں سے ہو اور اپنی ساری رعیت سے کامل تر ہو ورنہ فضیلت کم اگر ہو تو قبیح (بد)۔

"شرط پنجم":۔

ہر عیب جو لوگوں کے لئے باعث نفرت ہو، چاہے جسمانی کمزوری اور عیب ہو جیسے:
اندھاپن، برص۔
یا چاہے عادت میں ہو، خلق میں ہو جیسے: کنجوس، لالچی، غصہ۔
یا چاہے اس کی بنیاد میں ہو یعنی حسب ونسب (ولد حرام ہونا) نسب میں تہمت، پھر چاہے وہ تہمت باپ کے ساتھ ہو یا اس کی فرع میں یا پست صنعت اور وہ کام جو امامت کے لئے منافی ہیں ان سب سے پاک ہو۔

"شرط ششم":۔

اس کا قرب اور منزلت خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ہو۔

"شرط ہفتم":۔

وہ معجزہ جو اس سے ظاہر ہو اور لوگ اس سے عاجز ہوں، یہاں تک کہ ضرورت کے وقت اس کی حقانیت کی دلیل بنے۔

"شرط ہشتم":۔

اور اس کی امامت عام اور اسی تک منحصر ہو ورنہ لوگوں کے درمیان فساد کا موجب ہوگا۔
اس دعوے کا ثبوت اجماع اور پہلی احادیث متواترہ پر مبنی ہے۔[1]
خلاصہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امامؑ دوسرے لوگوں کی طرح آفات مرض میں مبتلا ہوتے ہیں البتہ وہ بلاء یا مرض جو ان کی شان میں نہ ہو یا کچھ ایسے مسائل کا سبب بنیں جو ان کی عصمت (معصوم ہونا) پر سوال اٹھائیں تو پیغمبر اور امام ایسے امراض اور بلاء سے مبرہ ہیں۔
کیونکہ وہ رہبر الٰہی ہیں۔ لازم ہے کہ ایسی بیماری میں مبتلا نہ ہوں جو لوگوں کی نفرت کا موجب بنے اور مقام عصمت کے منافی ہوں۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ۔[1]

إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ۔[2]

مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ۔[3]

"بالآخر وہ مخلوق بشر ہیں دوسرے لوگوں کی طرح نیند، بیداری، کام، کوشش، کھانا، پہننا، بیماری، بلاء، آفات میں دوسرے لوگوں کی طرح مساوی اور ان کے جیسے ہوں تا کہ لوگ اثرات معجزات سے خیال نہ کریں کہ یہ خدا ہیں نعوذ باللہ، بلکہ یہ مخلوق ہیں کبھی دشمنوں پر غالب ہو جاتے ہیں کبھی مغلوب"۔[4]

پس غم، حزن، خوشی، سلامت جسم، آفت، غذا لوگوں کی زندگی، بلا، آفات، ہنسنا، رونا میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں کیونکہ وہ بھی مخلوق ہیں اس کے علاوہ ان بیماریوں اور درد و تکلیفوں پر صبر کا مظاہرہ کرنا بھی ثواب اور درجات میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

---

[1] سورہ کہف، آیت: ۱۱۰

[2] سورہ ابراہیم، آیت: ۱۱

"روایات"

(۱)۔ بخار کا ثواب:۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : اَلْحُمّٰى رَائِدُ الْمَوْتِ وَ سِجْنُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ وَ فَوْرُهَا وَ حَرُّهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَ هِيَ حَظُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنَ النَّارِ۔[۱]

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخار موت کی جاسوس ہے اور زمین پر خدا کا زندان ہے اور اس کی گرمائش جہنم سے ہے اور یہ مومن کا نصیب ہے اور یہ مومن کیلئے دوزخ سے ڈھال ہے"۔

(۲)۔ اس کے لئے خیر نہیں جو تکلیف میں مبتلاء نہ ہو:۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: نِعْمَ الْوَجَعُ الْحُمّٰى تُعْطِي كُلَّ عُضْوٍ قِسْطَهُ مِنَ الْبَلَاءِ وَ لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُبْتَلَى۔[۲]

"امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: بخار ایک اچھی تکلیف ہے جو جسم کے ہر ایک عضو تک تکلیف کو پہنچاتا ہے اور جو بلاء مصیبت کو نہ دیکھے اس کے لئے خیر و خوبی نہیں"۔

(۳)۔ بلاؤں میں گرفتاری مومن کے گناہوں کا کفارہ ہے:۔

عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَلْمَرَضُ لِلْمُؤْمِنِ تَطْهِيرٌ وَ رَحْمَةٌ وَ لِلْكَافِرِ تَعْذِيبٌ وَ لَعْنَةٌ وَ إِنَّ الْمَرَضَ لَا يَزَالُ بِالْمُؤْمِنِ حَتّٰى لَا يَكُونَ عَلَيْهِ ذَنْبٌ۔[۳]

۱۔ کافی، ج ۳ ص ۱۱۲، ثواب الاعمال، ص ۴۱۲، بحار الانوار، ج ۸۷ ص ۱۸۳

۲۔ ثواب الاعمال، ص ۴۱۲، بحار الانوار، ج ۸۷ ص ۱۸۳

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: مومن کی بیماری گناہوں سے اور لغزشوں سے پاک ہونے کا سبب ہے۔ رحمت خداوند ہے اور کافر کے لئے عذاب اور لعنت کا سبب ہے۔ مومن سے بیماری ختم نہیں ہوتی اس وقت تک جب تک اس کے گناہوں کو نہ دھولے"۔

(۳)۔ ایک رات کا بخار ایک سال کا کفارہ ہے:۔

عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَقُولُ: حُمَّى لَيْلَةٍ كَفَّارَةُ سَنَةٍ وَ ذَلِكَ أَنَّ أَلَمَهَا يَبْقَى فِي الْجَسَدِ سَنَةً۔[1]

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کی تکلیف ایک سال تک بدن میں باقی رہتی ہے"۔

(۴)۔ یوسف بن اسماعیل کی سند سے:۔

إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حُمَّ حُمَّى وَاحِدَةً تَنَاثَرَتِ الذُّنُوبُ مِنْهُ كَوَرَقِ الشَّجَرِ فَإِنْ صَارَ عَلَى فِرَاشِهِ فَأَنِينُهُ تَسْبِيحٌ وَ صِيَاحُهُ تَهْلِيلٌ وَ تَقَلُّبُهُ عَلَى فِرَاشِهِ كَمَنْ يَضْرِبُ بِسَيْفِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ أَقْبَلَ يَعْبُدُ اللَّهَ بَيْنَ إِخْوَانِهِ وَ أَصْحَابِهِ مَغْفُوراً لَهُ فَطُوبَى لَهُ إِنْ مَاتَ وَ وَيْلٌ لَهُ إِنْ عَادَ وَ الْعَافِيَةُ أَحَبُّ إِلَيْنَا۔[2]

"یوسف بن اسماعیل اپنی سند سے امام معصوم علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا: بیشک جب مومن کو بخار ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے زمین پر گرتے ہیں۔ اگر وہ اپنے بستر پر کراہے (بخار کی تکلیف کی وجہ سے) اس کا وہ کراہنا تسبیح ہے اور اس کی فریاد کرنا لا الہ الا اللہ کا ثواب رکھتی ہے اور کوئی بخار کی وجہ سے اپنے بستر پر تڑپے اس کا ثواب اس طرح ہے کہ کوئی تلوار کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور ٹھیک ہونے کے بعد اپنے دوستوں میں جا کر عبادت کرے۔ خوش نصیب ہے وہ جو توبہ کرے اپنے گناہوں سے

---

[1] ثواب الاعمال، ص ۴۱۴، بحار الانوار، ج ۸۷ ص ۱۸۲

اور لعنت ہو اس پر جو دوبارہ گناہوں کی طرف پلٹ جائے البتہ عاقبت ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے"۔

(۶)۔ ایک رات کا سر درد سب گناہوں اور خطاؤں کو محو کر دیتا ہے:۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: صُدَاعُ لَيْلَةٍ يَحُطُّ كُلَّ خَطِيئَةٍ إِلَّا الْكَبَائِرَ۔[1]

"امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک رات کا سر درد سب گناہوں اور خطاؤں کو محو کر دیتا ہے، مٹا دیتا ہے بعلاوہ گناہان کبیرہ (وہ توبہ کے محتاج ہیں)"۔

(۷)۔ بیمار (مومن) کے لئے ۴ فائدے:۔

لِلْمَرِيضِ أَرْبَعُ خِصَالٍ، يُرْفَعُ عَنْهُ الْقَلَمُ وَ يَأْمُرُ اللّٰهُ الْمَلَكَ يَكْتُبُ لَهُ كُلَّ فَضْلٍ كَانَ يَعْمَلُهُ فِي صِحَّتِهِ، وَ يَتَّبِعُ، مَرَضُهُ كُلَّ عُضْوٍ فِي جَسَدِهِ فَيَسْتَخْرِجُ مِنْهُ ذُنُوبَهُ فَإِنْ مَاتَ، مَاتَ مَغْفُوراً لَهُ، وَإِنْ عَاشَ، عَاشَ مَغْفُوراً لَهُ۔[2]

"امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ: بیمار کیلئے ۴ فائدے ہیں۔

۱۔ قلم (گناہ لکھنا) اس سے اٹھالیا جاتا ہے (اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے)۔

۲۔ خدا اپنے ملائکہ کو حکم کرتا ہے جو بھی اس نے اپنے بدن کی سلامتی کے وقت عبادت انجام دی اس حال میں اس کی وہی عبادت لکھو۔

۳۔ اس کی بیماری ہر اس عضو میں جہاں سے اس نے سرایت کی اس کے گناہوں کو باہر کرتی ہے۔

۴۔ اگر مر جائے بخشا ہوا مرے گا، اگر بچ جائے بخشا ہوا زندگی گزارے گا (یعنی اس کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے)۔

۱۔ ثواب الاعمال، ص ۴۱۴، بحار الانوار، ج ۷۸ ص ۱۸۴

لَيْسَ لِلْأَجْسَامِ نَجَاةٌ مِنَ الْأَسْقَامِ:۔[1]

"امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: بدن کے لئے درد سے نجات نہیں ہے (یعنی چاہے نہ چاہے اس کا بدن دو چار بیمار و تکلیف ہوگا یا اس کے ثواب کیلئے یا گناہوں کا کفارہ ہو)"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان:۔

قِيلَ لِرَجُلٍ كَيْفَ حَالُكَ فَقَالَ كَيْفَ حَالُ مَنْ يَفْنَى بِبَقَائِهِ وَ يَسْقُمُ بِسَلَامَتِهِ وَ يُؤْتَى فِي مَنَامِهِ۔[2]

"ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا حال کیسا ہو گا جس کی بقاء اس کو فناء کی طرف لے جا رہی ہو اور صحت و سلامتی بیماری کی طرف"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان:۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ:

لَا يَمْرَضُ مُؤْمِنٌ وَ لَا مُؤْمِنَةٌ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهِ مِنْ خَطَايَاهُ۔[3]

"کوئی مرد عورت مومن اور مسلمان بیمار نہیں ہوتا مگر یہ کہ خداوند اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے"۔

قَالَ عَجِبْتُ مِنَ الْمُؤْمِنِ وَ جَزَعِهِ مِنَ السُّقْمِ وَ لَوْ يَعْلَمُ مَا لَهُ فِي السُّقْمِ مِنَ الثَّوَابِ لَأَحَبَّ أَنْ لَا يَزَالَ سَقِيماً حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ۔[4]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تعجب کرتا ہوں مومن پر اس کی بیماری پر بے تابی سے کہ اگر جانتا کہ اس کی بیماری میں کتنا ثواب رکھا ہے تو اس چیز کو پسند کرتا کہ خدا اس کو بیمار رکھے یہاں تک کہ جا کر خدا سے ملاقات کرے"۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَرْبَعٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ كِتْمَانُ

---

[1] غرر الحکم، فصل ۷۳، ص ۵۹۳

[2] نہج البلاغہ، حکمت: ۱۱۵

[3] الترغیب والترہیب، ج ۴ ص ۵۵ ح: ۲۹۴

اَلْفَاقَةِ وَ كِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَ كِتْمَانُ الْمُصِيبَةِ وَ كِتْمَانُ الْوَجَعِ ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

چار چیزیں جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔

۱۔ فقر کو چھپانا ۲۔ صدقہ چھپانا

۳۔ گناہ (معصیت) کو چھپانا ۴۔ درد بیماری چھپانا

(۱۳)۔ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَلْجَسَدُ إِذَا لَمْ يَمْرَضْ أَشِرَ وَ لَا خَيْرَ فِي جَسَدٍ لَا يَمْرَضُ بِأَشِرٍ ۔[2]

"امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس جسم کو کوئی بیماری نہ لگے اس جسم میں خیر نہیں اور بدترین بدن ہوگا"۔

(۱۴)۔ الإمامُ الصّادقُ علیہ السلام: مَن عادَ مَريضا شَيَّعَهُ سَبعونَ ألفَ ملَكٍ يَستَغفِرونَ لَهُ حتّى يَرجِعَ إلى مَنزِلِهِ ۔[3]

"امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر کوئی مریض کی عیادت کرتا ہے ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس کے لئے طلب استغفار کرتے ہیں۔ اس وقت تک جب تک واپس اپنے گھر نہیں پہنچ جاتا"۔

(۱۵)۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عَائِدُ الْمَرِيضِ يَخُوضُ فِي الرَّحْمَةِ ۔[4]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مریض کی عیادت کرنے والا رحمت خداوندی میں غوطہ ور ہوتا ہے"۔

(۱۶)۔ ابو الصباح کنانی کہتا ہے ہم امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھے۔ ایک بوڑھا شخص امام جعفر علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مولاؑ اپنے اور بھائیوں کے ظلم جو مجھ پر ہے آپؑ سے شکایت کرتا ہوں۔

۱۔ مستدرک الوسائل، ج ۲ ص ۵۶ ح ۱۴۳۵

۲۔ کافی، ج ۳ ص ۱۱۴

۳۔ کافی، ج ۳ ص ۱۲۰

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے مرد! حق کے لئے حکومت اور شہنشاہی ہے اور باطل کے لئے بھی حکومت اور شہنشاہی ہے، ان میں سے کوئی بھی ایک پر تسلط کے وقت دوسرا ذلیل ہوگا بالکل چھوٹی سی مصیبت مومن کے لئے جو حکومتِ باطل کے تسلط پر جس میں گرفتار ہوگا وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کی جفا ہے۔ اگر کوئی مومن باطل حکومت میں خوشحالی دیکھے گا تو وہ مرنے سے پہلے اس مصیبت میں (اپنوں کی جفا) گرفتار ہوگا یا پھر اس کے مال میں نقصان ہوگا یا بیماری لگے گی یا اس کے بیٹے ہلاک ہوں گے۔ خداوند اسے ان مصیبتوں میں گرفتار کرتا ہے تا کہ حکومتِ حق سے اس کو بہرہ مند کرے، بس چپ ہو جاؤ کوئی بات نہ کرو"۔[1]

(۱۰)۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے زمین پر فرشتہ بھیجا اس نے ایک عرصہ زمین پر گزارا اور اس کے بعد آسمان کی طرف لوٹا۔ جب اس سے پوچھا گیا زمین پر کیا مشاہدہ کیا؟ اس نے کہا: وہاں پر زیادہ عجیب، شگفت انگیز چیزیں دیکھیں۔

فرشتہ نے کہا: میں نے دیکھا جو تمہاری نعمت کھا رہا تھا مگر خدا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ میں نے تعجب کیا اس مرد نے کس طرح خود کو جرات دی کہ اتنا بڑا اس طرح کا دعویٰ کیا اور آپ کے حلم سے سوئے استفادہ کیا اور اس کو سزا نہیں ہوئی۔

خداوند متعال نے فرمایا: آیا میرے حکم میں عجیب شئے دیکھی۔ میں نے اس کو ۴۰۰ سال عمر دی جو اس نے چاہا اسے دیا اور ہر غذا جو اس نے چاہی اس کے اختیار میں دی۔ (فرعون)۔[2]

(۱۱)۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے محضر میں مومنوں کے مصیبتوں میں گرفتار ہونے کے بارے میں پوچھا گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے لوگ سب سے زیادہ مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] تحف العقول ص ۲۶۵

انبیاء سب سے زیادہ مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے، اس کے بعد دوسرے طبقوں کی باری آتی ہے۔ انبیاء کے بعد اوصیاء اور پھر مومنین مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے۔

اور یہ بھی ایمان کے مراتب کے حساب سے آپس میں فرق رکھتے ہیں، جس کا ایمان زیادہ اور عمل بہتر ہے اس کی مشکلات زیادہ ہے۔ مشکلات اور آزمائشیں مومن کے مراتب اور درجات بلند کرنے میں مؤثر ہیں۔[1]

(۱۹)۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا ام ملدم بخار میں مبتلا ہو؟

اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ام ملدم کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک سر درد ہے جو اس علاقے کے لوگوں کو ہوتا ہے، اس بیماری کی علامت یہ ہے کہ انسان کا سر گرم ہو جاتا ہے اور سینے میں جلن پیدا ہو جاتی ہے۔

اس مرد نے کہا: میں ابھی تک اس بیماری میں مبتلا نہیں ہوا، اس کے بعد وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل سے چلا گیا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اگر چاہتے ہو کہ اہل جہنم کے مرد کو دیکھو تو یہی وہ شخص ہے۔

اس کے بعد فرمایا: منافق کی مثال اس درخت کی سی ہے جس کو اس کا مالک ایک عمارت میں استعمال کرنا چاہتا ہے مگر اس کی شاخیں اجازت نہیں دیتیں کہ اس میں استعمال ہوں پھر اس درخت کا انجام جلنا ہوتا ہے۔

اور مومن کی مثال اس زراعت کی سی ہے جو تازہ سبز ہے اور اس کو ہوا ہر طرف جھولا دیتی ہے مگر وہ اپنی جگہ ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی کٹائی کی فصل پہنچتی ہے۔[2]

(۲۰)۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ مرد ہمیشہ آرام و آسائش میں

---

[1] مشکاۃ الانوار ص ۲۲۲ ج ۲

ہو اور کہیں پر بھی مصیبت میں گرفتار نہ ہو۔[1]

(۲۱)۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند متعال فرماتا ہے:

میرے کچھ مومن بندوں میں شائستگی پیدا نہیں کرتے اور ان کا دین کامل نہیں ہوتا مگر فقر، مسکینیت، بیماری اور رنج اٹھانے سے۔[2]

(۲۲)۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: بندہ خدا کے نزدیک مقام رکھتا ہے۔ اس تک پہنچنے کے لئے دو خصلتیں ہیں۔

یا وہ فقیر ہو جاتا ہے یا بیمار ہو جاتا ہے۔[3]

وہ حوادث وہ بلائیں یا گناہ نافرمانی کی وجہ سے ہیں یا بلندی درجات کیلئے ہیں یا امتحان کیلئے ہیں یا اس کیلئے کہ انسان اپنے اندر ضعف اور کمزوری کو سمجھے تا کہ فرعون کی طرح خدا ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔ ایک انسان پانی، غذا، دوا، نیند، سکون کا محتاج ہے۔ اگر پانی، غذا، دوا اس تک نہ پہنچے تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

کہاں دعوائے خدائیت کہاں یہ کمزور انسان

یہ تمام موارد خداوند کی معرفت کیلئے ہیں کہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ وہ قادر المطلق ہے، تمام مخلوقات، موجودات، مصنوعات اسکے ہاتھ میں اور اس کے کنٹرول میں ہیں۔

"وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔[4] ..... "مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ"۔[5]

"ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جس طرح کرنی چاہیئے تھی"۔

"امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک شب کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کا درد ایک سال تک جسم میں رہتا ہے"۔

۱۔ مشکوۃ الانوار، ص ۲۷۷

۲۔ مشکوۃ الانوار، ص ۲۷۷

۳۔ مشکوۃ الانوار، ص ۲۷۹

۴۔ [illegible] اعمال، ص ۴۱۴، بحار الانوار، ج ۷۸ ص ۲۰۵

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ اِیْتِیْنِیْ بِالْکِسَآءِ الْیَمَانِیْ فَغَطِّیْنِیْ بِہٖ، فَاَتَیْتُہٗ بِالْکِسَآءِ الْیَمَانِیْ فَغَطَّیْتُہٗ بِہٖ۔

"اس کے بعد بابا نے مجھ سے فرمایا:

میرے لئے چادر یمانی لائیں اور مجھے پہنائیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چادر لائی اور انہیں پہنائی"۔

"لغت ایتینی":۔

"میرے لئے لائیں"۔

"لغت کساء":۔

معنی "جامہ لباس عباء"۔ اکسبہ جمع کساء الثواب کسوا وا چادر کو پہنا۔

(حاشیہ کساہ میں شعراء نے اس کی شعر میں تعریف کی۔

"کسی الثواب" چادر پہنی۔

"کسی بالکساء تکسیا" اس کو چادر پہنائی۔

"کسی" و "کساء" جمع "کسوۃ" جامہ لباس پہننا۔

"کساء" بزرگی، بلندیٔ مراتب چادر بلند مرتبہ۔[1]

"الکساء والکسوۃ" لباس اور اوڑھنی۔

أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ۔[1]

"کسوته و اکتسی" میں نے اس کو لباس پہنایا۔

ارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ۔[2]

"ان کے کھانے اور ان کے کپڑوں کا انتظام کردو"۔

فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْماً۔[3]

"پھر ہم نے ان کی ہڈیوں کو گوشت سے ڈھانپا، پہنایا"۔

"اکتست الارض بالنبات"۔

"زمین گھاس کے ساتھ چھپائی گئی"۔[4]

یہ عبارت قرآن میں ۵ مرتبہ ہے۔

۱۔ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔[5]

۲۔ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا۔[6]

۳۔ ارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ۔[7]

۴۔ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ۔[8]

۵۔ فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْماً ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقاً آخَرَ۔[9]

کہ "کلمہ کسوت اور کساء" کا مطلب آیات میں پہننا اور پہنانا ہے۔

مثلاً ۵ ویں آیت سورہ النساء میں خدا فرماتا ہے:

۱۔ سورہ المائدہ، آیت: ۸۹

۲۔ سورہ النساء، آیت: ۵

۳۔ سورہ المومنون، آیت: ۱۴

۴۔ مفردات راغب

۵۔ سورہ النساء، آیت: ۵

۶۔ سورہ بقرۃ، آیت: ۲۵۹

۷۔ سورہ النساء، آیت: ۵

۸۔ سورہ المائدہ، آیت: ۸۹

"اپنے اموال کو جن کو خدا نے تمہیں زندگی گزارنے کا وسیلہ قرار دیا ہے سفہاء (دیوانے وہ لوگ جو کم ذہن ہیں) کے ہاتھ میں نہ دو لیکن اس مال سے انہیں روزی دو اور ان کو لباس پہناؤ اور ان کے ساتھ نرم گفتگو کرو"۔

اور سورہ مائدہ آیت ۸۹ میں فرماتا ہے:

"اس طرح کی قسموں کا کفارہ دس نیازمند لوگوں کو غذا دینا معمولی غذا سے جو تم اپنے گھر والوں کو دیتے ہو یا لباس پہنانا دس لوگوں کو۔۔۔۔۔۔"

"لغت فغطینی و فغطیته":۔

"غطی" لغت عربی میں پہنانے کے معنی میں آیا ہے۔

غطی یغطی غیطیا، "غطی اللیل" شب تاریک ہوئی۔

"غطی" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں دو جگہ آیا ہے۔

۱۔ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي۔[1]

۲۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔[2]

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

چادرِ یمانی میرے لئے لائیں۔ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا بھی چادر لائیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر ڈالی اور ان کو پہنائی"۔

پہننے کی دو قسمیں ہیں:

ظاہری: کہ اسی سے ظاہری عیب چھپ جاتے ہیں۔

باطنی: جو پردہ معنوی ہے کو توبہ کرنے سے عیب اور گناہ چھپ جاتے ہیں۔ خداوند "ستار العیوب" (عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے) اور کبھی وہ پردہ کفار اور منافقین جو قابل ہدایت نہیں ہیں ان کے دل اور آنکھوں پر رکھتا ہے تا کہ حقائق کو نہ سنیں۔

۱۔ سورہ الکہف، آیت: ۱۰۱

جس طرح امام حسین علیہ السلام نے عاشورا کے دن اپنے قاتلوں کے لئے فرمایا: "ان کے پیٹ حرام اور شبہ سے پُر ہیں اور میرے خطبات کو درک نہیں کر سکتے اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں"۔

اَلَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَ كَانُوا لاَ يَسْتَطِيعُونَ سَمْعاً فَقَالَ إِنَّ غِطَاءَ الْعَيْنِ لاَ يَمْنَعُ مِنَ الذِّكْرِ وَ الذِّكْرُ لاَ يُرَى بِالْعَيْنِ وَ لَكِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ شَبَّهَ الْكَافِرِينَ بِوَلاَيَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِالْعُمْيَانِ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَثْقِلُونَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِيهِ وَ لاَ يَسْتَطِيعُونَ لَهُ سَمْعاً فَقَالَ الْمَأْمُونُ فَرَّجْتَ عَنِّي فَرَّجَ اللَّهُ عَنْكَ.[1]

"میرے بابا نے احمد بن علی انصاری سے، اس نے عبدالسلام بن صالح الہروی سے، اس نے کہا: مامون نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس قول خداوند سے کیا مراد ہے؟

اَلَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَ كَانُوا لاَ يَسْتَطِيعُونَ سَمْعاً

"وہ لوگ جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور (حق کو) سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "آنکھوں کا بند ہونا تو ذکر سے منع نہیں کرتا اور ذکر آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا لیکن خدائے عزوجل نے ان کو جو ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کافر ہو چکے تھے، ان کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ یہ گفتار پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی علیہ السلام کی شان میں گراں شمار کرتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ سنیں"۔

مامون نے کہا: آپؑ نے میری پریشانی دور کی خدا آپؑ کی پریشانی دور کرے۔

عن أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: فِي قَوْلِهِ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَعْنِي فِي الْخَلْقِ أَنَّهُ مِثْلُهُمْ مَخْلُوقٌ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً

وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً قَالَ لاَ يَتَّخِذُ مَعَ وَلاَيَةِ آلِ مُحَمَّدٍ غَيْرَهُمْ وَلاَيَتُهُمُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فَمَنْ أَشْرَكَ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِوَلاَيَتِنَا وَ كَفَرَ بِهَا وَ جَحَدَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حَقَّهُ وَ وَلاَيَتَهُ قُلْتُ قَوْلُهُ: اَلَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي قَالَ يَعْنِي بِالذِّكْرِ وَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ هُوَ قَوْلُهُ ذِكْرِي قُلْتُ قَوْلُهُ: لاَ يَسْتَطِيعُونَ سَمْعاً قَالَ كَانُوا لاَ يَسْتَطِيعُونَ إِذَا ذُكِرَ عَلِيٌّ عِنْدَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا ذِكْرَهُ لِشِدَّةِ بُغْضِ لَهُ وَ عَدَاوَةٍ مِنْهُمْ لَهُ وَ لِأَهْلِ بَيْتِهِ۔[1]

"ابوبصیر نے امام صادق علیہ السلام سے آیۃ: "انما انا بشر مثلکم" کے بارے سوال کیا کہ:

آپؑ نے فرمایا:

"میں آپؐ جیسا ہوں خلق کی جہت سے"۔

يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً۔

"فرمایا: ولایت آل محمد علیہم السلام کے ساتھ کسی اور ولایت کو قبول نہیں کرے گا اس خاندان کی ولایت عمل صالح ہے۔ جس نے خدا کی عبادت میں کسی کو شریک کیا اس نے ہماری ولایت کے لئے شریک کیا۔ وہ کافر اور منکر حق امیر المومنین علیہ السلام اور ولایت ہوا"۔

میں نے کہا:

اَلَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي۔

فرمایا: اس ذکر سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے۔

لاَ يَسْتَطِيعُونَ سَمْعاً۔

فرمایا: جب علی علیہ السلام کے بارے میں گفتگو ہوتی تھی تو ان میں سننے کی طاقت نہیں ہوتی تھی کینے کی شدت سے اور علی علیہ السلام اور ان کی آلؑ سے دشمنی کی وجہ سے۔

"کساء الیمانی":۔

"لغت کساء":۔

کلمہ "کساء" بمعنی قالین ہے۔ قالین لغت میں ایسے فرش (جس کو زمین پر بچھایا جاتا ہے) کو کہتے ہیں جو کپاس یا اون سے بنتا ہے اور اس میں پرز نہیں ہے (پرز کھال کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جو کچھ پھلوں کے اوپر بھی ہوتی ہے جیسے آڑو)۔

اور "نصاب الصبیان" میں آیا ہے:

"مشط است شانہ دو چہ نگین مسأۃ عصا۔

"مرط و کساء گلیم خو سیارہ قافلہ"

"کساء" الف ممدودہ کے ساتھ ہے اور گلیم یہاں پر پوشاک کے معنی میں ہے۔

"خصوصیت یمانی":۔

یہاں پر کیوں اس صفت کے ساتھ فرمایا:

"کساء یمانی کو لائیں تا کہ میں اس چادر کو پہنوں"۔

شاید چادر یمانی کی خصوصیت یہ ہو کو یہ بڑی اور موٹی ہے۔ وہ قسم فرش یا قالین کی ہے۔ ساری چادر شالیں اس طرح کی خصوصیت نہیں رکھتیں یا یہ کہ وہ بڑی اور موٹی ہوتی ہیں۔ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ تھی۔ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

"میرے لئے چادر لاؤ اور مجھے پہناؤ"۔

یہ چادر بہت بڑی تھی کیونکہ وجود مقدس نازنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے علم سے جانتے تھے کہ ابھی اہل بیت علیہم السلام آئیں گے، چادر کے نیچے آئیں گے، اسی لئے بڑی چادر چاہتے تھے۔ یا شاید بناوٹ اور بُنائی کے لحاظ سے پسندیدہ تھی کیونکہ اس زمانہ میں عربستان اور یمن کے درمیان زیادہ تجارت ہوتی تھی۔ بہترین جنس اور پرکشش چیزیں وہاں سے لاکر فروخت کی جاتی تھیں۔ چادر یمانی یا اسی طرح عقیق یمانی (پہاڑ یمن سے) جس کی روایات میں توصیف

"یمنی عقیق کے بارے میں روایات"

۱۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَنِ اتَّخَذَ خَاتَماً فَصُّهُ عَقِيقٌ لَمْ يَفْتَقِرْ وَلَمْ يُقْضَ لَهُ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۔[۱]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ہر وہ شخص جو انگوٹھی پہنے اور اس کا پتھر عقیق ہوگا تو خدا اس کو محتاج نہیں کرے گا اور اس کی مراد پوری نہیں ہوگی مگر ہر وہ جو اس کے لئے بہتر ہوگی (یعنی عاقبت خیر ہوگی)"۔

۲۔ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : اَلْعَقِيقُ حِرْزٌ فِي اَلسَّفَرِ ۔[۲]

"عقیق کی انگوٹھی سفر میں حرز (حفاظت کرنے والی) ہے"۔

۳۔ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : تَخَتَّمُوا بِالْعَقِيقِ يُبَارَكْ عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا فِي أَمْنٍ مِنَ اَلْبَلَاءِ ۔[۳]

"امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اپنے ہاتھ کے لئے عقیق کی انگوٹھی منتخب کرو، خدا تمہیں برکت دے گا اور ہر بلاء سے امان میں رکھے گا"۔

۴۔ عَنْ عَقِيلِ بْنِ اَلْمُتَوَكِّلِ اَلْمَكِّيِّ يَرْفَعُهُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ صَاغَ خَاتَماً عَقِيقاً فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ نَبِيُّ اللّٰهِ وَ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَقَاهُ اللّٰهُ مِيتَةَ اَلسَّوْءِ وَ لَمْ يَمُتْ إِلَّا عَلَى اَلْفِطْرَةِ.

۱۔ کافی، ج ۶ ص ۴۷۱، ثواب الاعمال، ص ۱۷۳، عدۃ الداعی، ص ۱۲۹، وسائل الشیعہ، ج ۵ ص ۸۶

"عقیل بن متوکل مرفوع سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو انگوٹھی بنائے اور اس کا نگینہ عقیق رکھے اور اس پر لکھے: مُحَمَّدٌ نَبِيُّ اللّٰهِ وَ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ ، خدا اس کو بری موت سے بچائے گا اور نہیں مرے گا مگر اس فطرت پر جس پر پیدا ہوا تھا"۔

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: مَا رُفِعَتْ كَفٌّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ كَفٍّ فِيهَا خَاتَمُ عَقِيقٍ.[1]

"علی ابن محمد ابن اسحاق اپنی مرفوع سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہاتھوں میں محبوب ترین ہاتھ جو خدا کی طرف بلند ہوتے ہیں جس کے ہاتھ میں عقیق ہو اس سے بڑھ کر نہیں"۔

عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ آبَائِهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ كَلَّمَهُ عَلَى طُورِ سَيْنَاءَ ثُمَّ اطَّلَعَ إِلَى الْأَرْضِ اطِّلَاعَةً فَخَلَقَ مِنْ نُورِ وَجْهِهِ الْعَقِيقَ قَالَ آلَيْتُ بِنَفْسِي عَلَى نَفْسِي أَنْ لَا أُعَذِّبَ كَفّاً لَابِسَةً بِهِ إِذَا تَوَلَّى عَلِيّاً بِالنَّارِ.[2]

"امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے آباء و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ جب خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خلق کیا تو اس کے ساتھ طور سینا پر گفتگو کی۔ جب زمین پر نظر کی اپنے چہرے کے نور سے عقیق کو خلق کیا اور اس کے بعد فرمایا: مجھے اپنی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عقیق ہو اور علی علیہ السلام سے محبت رکھتا ہو، اس کو جہنم کا عذاب نہیں کروں گا وہ جہنم کے عذاب سے امان میں ہوگا"۔

البتہ یہ سند ولایت علی علیہ السلام اور ان کے گیارہ بیٹوں کی ولایت قبول کرنے کی وجہ سے ان صفات میں ممتاز ہوئی ہے۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

وَصِرْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاِذا وَجْهُهُ یَتَلاَلَؤُ کَاَنَّهُ الْبَدْرُ فی لَیْلَهِ تَمامِهِ وَ کَمالِهِ۔

"میں دیکھ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے"۔

"لغت صِرتُ":۔

"کھڑی ہوئی" یعنی اس کے بعد اُٹھی اور اپنے بابا کی طرف نگاہ کی"۔[1]

"صار قرآن میں":۔

یہ لغت اور اس کے مشتقات ۲۹ بار قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ عَنْ سَبِیلِهِ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِیرَکُمْ إِلَی النَّارِ۔[2]

۲۔ لاحُجَّةَ بَیْنَنا وَبَیْنَکُمُ اللهُ یَجْمَعُ بَیْنَنا وَإِلَیْهِ الْمَصِیرُ۔[3]

۳۔ مَأْوَاکُمُ النَّارُ هِیَ مَوْلَاکُمْ وَبِئْسَ الْمَصِیرُ۔[4]

"لغت اُنظر":۔

واحد متکلم: یعنی میں نے دیکھا۔[5]

"لفظ "نظر" قرآن میں":

یہ کلمہ اپنے مشتقات کے ساتھ ۹۸ جگہ پر قرآن میں آیا ہے۔

۱۔ صار یصیرُ صیراً صیرورۃ مصیراً۔ پلٹ آیا منتقل ہوا ڈھونڈ لیا ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہو

۲۔ سورہ ابراہیم، آیت: ۳۰

۳۔ سورہ شوریٰ، آیت: ۱۵

۴۔ سورہ حدید، آیت: ۱۵

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔[1]

انْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُبِينًا۔[2]

انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ۔[3]

لغت وجهه":۔

وجہ بمعنی شکل صورت چہرہ طریقہ قصد نیت ہے اور فارسی میں پیسوں کو بھی کہا جاتا ہے۔[4]

---

[1] سورہ بقرہ، آیت:۵۵

[2] سورہ النساء، آیت:۵۰

[3] سورہ المائدہ، آیت:۷۵

[4] وجوہ جمع وجہہ ہے کسرہ بمعنی طرف جانب جو کہ ہو اس کی طرف توجہ کی۔ (فرہنگ عمید)۔

وَجَهَ فُلَانًا وَجْهًا۔۔اس کے چہرہ پر مارا۔ وَاجَهَهُ مُوَاجَهَةً۔۔اس کی طرف چہرہ کیا۔ اَوجَه وَوُجُوه، وَاُجُوه۔۔ یعنی ہر وہ شئے جس کی شکل انسان یا حیوان کی طرح ہو یعنی اس کی دو آنکھیں، ناک، منہ اور چہرہ ہو۔ (فرہنگ جامع)۔

معنی اصلی وجہ وہی چہرہ صورت ہے۔

فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ (سورہ المائدہ، آیت:۶)۔

وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ (سورہ الابراہیم، آیت:۵۰)۔

وجہ یا صورت مرکزی عضو ہے جو نظر آتا ہے اور ظاہری بدن کا بہترین حصہ ہے اور ہر چیز کی شروعات کے لئے کہا گیا جس چیز کا سب سے پہلے کام ہو، اسی کام کو وجہ چہرہ کہتے ہیں اور خدا کی ذات بھی اسی وجہ سے تعبیر کی گئی ہے جیسے:

وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (سورہ الرحمٰن، آیت:۲۷)۔

کہا گیا ہے اس آیت سے مراد وہی خدا کی ذات ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے مقصود از وجہ آیت میں اپنے شائستہ اچھے اعمال کے ساتھ خداوند متعال کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونا۔

فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ (سورہ البقرۃ، آیت:۱۱۵)۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (سورہ القصص، آیت:۸۸)۔

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ (سورہ روم، آیت:۳۸)۔

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ (سورہ الانسان، آیت:۹)۔

وجہ ان تمام آیات میں ذات خداوند متعال ہے یعنی سب چیزیں ہلاک ہو جائیں گی مگر وہ باقی ہے اور اسی طرح آیات ذکر ہوئی ہیں، روایت ہوئی ہے۔ اس معنی کو امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ سبحان اللہ ایک بہت بڑا اور بھاری جملہ بولا: اس

"لفظ "وجھہ" قرآن میں"

یہ لغت قرآن میں ۷۸ مرتبہ آئی ہے۔

۱۔ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ۔[۱]

۲۔ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔[۲]

۳۔ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ۔[۳]

۴۔ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔[۴]

"معانی "وجھہ" قرآن میں":۔

(۱)۔شکل وصورت (۲)۔طرف سامنے

(۳)۔رضائے حق تعالیٰ (۴)۔پہلا دن

(۵)۔سامنے لانا (۶)۔ذات

(۷)۔تغیر (۸)۔توجہ

(۹)۔راستہ (۱۰)۔طرف

(۱۱)۔مقصد (۱۲)۔ہدف

(۱۳)۔عزت دار (۱۴)۔مقرب محترم

"لغت یتلالؤ":۔

بمعنی چمکنا، روشن، درخشاں۔

۱۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۱۱۲

۲۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۱۱۵

۳۔ سورہ الانعام، آیت: ۷۹

"لؤلؤ قرآن میں"

یہ لفظ قرآن میں ۶ مرتبہ آئی ہے۔[1]

۱۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَكْنُونٌ۔[2]

۲۔ مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ۔[3]

۳۔ مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ۔[4]

۴۔ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ۔[5]

۵۔ وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ۔[6]

۶۔ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا۔[7]

لغت بدر (پورا چاند):۔

مہینہ کی چودہویں تاریخ کو آدھے ماہ کا چمکتا چاند "بدور" جمع بدر نامی ایک مدینہ اور مکہ کے

۱۔ لألأت المرئة بعينها۔ اس حسینہ عورت نے اپنی آنکھیں کھول کر تیز دیکھا۔

لألئت النار۔ آگ شعلہ ور ہوئی۔

لؤلؤ جمع لئالی، مروارید (در، گوہر) دشت کی گائے۔

لون لؤلوئی مروارید کی رنگ مروارید بیچنے والا۔

لألاء شادمانی، تلاء لؤ۔ بجلی چمکنا وغیرہ۔ (فرہنگ جامع)۔

مروارید میم پر فتح کے ساتھ ایک سفید اور چمکنے والا گوہر ہے صدف کے اندر مروارید وجود میں آتا ہے، جب ریت سا ذرہ صدف کے اندر آتا ہے تو جانور آہستہ آہستہ اس ذرہ کے پاس پانی چھوڑتا ہے اور آہستہ آہستہ مروارید وجود میں آتا ہے۔ (فرہنگ عمید)

۲۔ سورہ طور، آیت: ۲۴

۳۔ سورہ الحج، آیت: ۲۳

۴۔ سورہ فاطر، آیت: ۳۳

۵۔ سورہ الرحمٰن، آیت: ۲۲

۶۔ سورہ واقعہ، آیات: ۲۲۔ ۲۳

درمیان جگہ کے نام پر ایک کنواں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ رمضان ہجرت کے دوسرے سال اس کے نزدیک کفار قریش سے جنگ کی اور کامیاب ہوئے۔ اس دن کو (یوم بدر) اور اس جنگ کو "غزوہ بدرۃ الکبریٰ" کہتے ہیں۔ لیلۃ البدر چاند کی چودھویں کی رات۔[1]

قال رسول الله ص ان احدکم مرآة اخیه فاذا رأی به اذی فلیمطه عنه۔[2]

"تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے جب تم اس میں کوئی عیب دیکھو ضرور اس کو دور کرو"۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةٌ لِأَخِيهِ اَلْمُؤْمِنِ۔[3]

"اور یہ بھی فرمایا: مومن اپنے مومن بھائی کے لئے آئینہ کی طرح ہے"۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مومن جب آئینہ کی طرف نگاہ کرے تو کہے:

إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ فِي اَلْمِرْآةِ فَلْيَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلَّذِي خَلَقَنِي فَأَحْسَنَ خِلْقَتِي وَ صَوَّرَنِي فَأَحْسَنَ صُورَتِي وَ زَانَ مِنِّي مَا شَانَ مِنْ غَيْرِي وَ أَكْرَمَنِي بِالْإِسْلَامِ۔[4]

"حمد ہے اللہ کی جس نے مجھے احسن خلقت میں خلق کیا، اور میری خلقت کو احسن کیا، اور زینت دی مجھے اس چیز سے جو میرے غیر کے عیب تھا، اور مجھے اسلام کے وسیلے سے عزت و

۱۔ بدر جمع "بدرہ" پیسوں کی تھیلی۔۔۔۔ وہ تھیلی جس میں ۱۰ ہزار درہم رکھے جائیں۔ (جامع عمید)۔
"بدر الغلام بدرا" کامل اور تمام ہوا بدرہ والیہ جلدی کرو اس کو اس کی طرف۔ ابدار:۔ ۱۳، ۱۴، ۱۵ ویں کے چاند کا چلنا۔
بادرہ والیہ مبادرۃ و بخارا۔۔۔۔ اس کو آگے سے پکڑو، جلدی کرو اس کی طرف۔
"بدر" پورا چاند:۔
(کیونکہ تمام اور کامل ہونے کی جہت سورج کے غروب ہونے سے پہلے اس کے آگے آتا ہے اور طلوع کرتا ہے) اہم تمام و کامل ہر چیز سے تمام۔ طبق یوم بدر۔ بدر ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے سال بدر بن قریش نے وہاں پر کنواں کھودا ہوا تھا اور کفار نے قریش کے ساتھ جنگ کی۔۔۔۔ (فرہنگ جامع)

۲۔ نہج الفصاحہ، ص ۹

۳۔ نہج الفصاحہ، ص ۹

کرامت بخشی"۔

امام رضا علیہ السلام سے سند معتبرہ کے ساتھ منقول ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خداوند عالمیان جنت کو اس جوان کے لئے جو آئینہ میں بہت دیکھے اور خدا کی حمد کرے یعنی خداوند نے اس کی صورت حسین بنائی ہے اور بے عیب بنائی ہے اس پر واجب ہے کہ حمد کرے (یعنی آئینہ دیکھ کر حمد کرنے والے پر جنت واجب ہے)"۔

اور کچھ روایات میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئینہ میں دیکھتے تھے اور اپنے سر مبارک کے بالوں اور داڑھی کو کنگھی کرتے تھے۔

اور اپنے اصحاب اور ازواج کے لئے خود کو زینت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ "خدا اس بندے کو دوست رکھتا ہے، اس سے محبت کرتا ہے جو اپنے مومن بھائی سے ملنے جائے اور اس مومن کے لئے خود کو آراستہ کرے"۔

اور "فقہ الرضا" وغیرہ میں منقول ہے کہ جب چاہو کہ آئینہ کی طرف نگاہ کرو، آئینہ اپنے بائیں ہاتھ میں لو اور کہو: بسم اللہ۔ جب اس میں نظر کرو تو اپنا دائیاں ہاتھ اپنی پیشانی پر پھیرو اور آکر داڑھی کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑو اور آئینہ میں نظر کر کے کہو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلَّذِی خَلَقَنِی بَشَراً سَوِیّاً وَ زَانَنِی وَ لَمْ یَشِنِّی وَ فَضَّلَنِی عَلَی کَثِیرٍ۔

"حمد ہے اللہ کی جس نے مجھے کامل بشر بنایا اور مجھے زینت دی اور عیب نہ دیا اور بہت چیزوں پر فضیلت دی"۔

مِنْ خَلْقِهِ وَ مَنَّ عَلَیَّ بِالْإِسْلَامِ وَ رَضِیَهُ لِی دِیناً۔[1]

"اپنی مخلوق سے، اور مجھ پر احسان کیا اسلام کے ذریعے اور مجھ سے راضی ہوا اسلام دین پر"۔

اور آئینہ کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دو اور کہو:

اَللّٰهُمَّ لَا تُغَیِّرْ مَا بِنَا مِنْ نِعْمَتِكَ وَ اِجْعَلْنَا لِأَنْعُمِكَ مِنَ الشَّاکِرِینَ مِنَ الذَّاکِرِینَ۔[2]

---

[1] مکارم الاخلاق، ص ۶۹

"خدایا! ہمارے وسیلے سے ہم پر نعمتوں کو تبدیل نہ کر اور ہمیں قرار دے اپنی نعمتوں کا شاکر اور ذاکر بنا"۔

اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ آئینہ کو بائیں ہاتھ میں لو اور اپنے چہرہ کو آئینہ میں دیکھو تو کہو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَحْسَنَ وَ أَكْمَلَ خَلْقِی وَ حَسَّنَ خُلُقِی وَ خَلَقَنِی خَلْقاً سَوِیّاً وَ لَمْ یَجْعَلْنِی جَبّاراً شَقِیّاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی زَیَّنَ مِنِّی مَا أُشَانُ مِنْ غَیْرِی اَللّٰهُمَّ كَمَا أَحْسَنْتَ خَلْقِی فَصَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ حَسِّنْ خُلُقِی وَ تَمِّمْ نِعْمَتَكَ عَلَیَّ وَ زَیِّنِّی فِی عُیُونِ خَلْقِكَ وَ جَمِّلْنِی فِی عُیُونِ بَرِیَّتِكَ وَ ارْزُقْنِی الْقَبُولَ وَ الْمَهَابَةَ وَ الرَّأْفَةَ وَ الرَّحْمَةَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ۔ [1]

اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا:

یَا عَلِیُّ إِذَا نَظَرْتَ فِی الْمِرْآةِ فَقُلِ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِی وَ رِزْقِی۔ [2]

"یا علی علیہ السلام جب آئینہ میں نظر کریں تو کہیں: خدایا: جس طرح میری خلقت کو حسین قرار دیا ہے، میرے اخلاق اور رزق کو بھی حسین قرار دے"۔

"تلألؤ وجہہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم":۔

کیا رسول اللہ کا چہرہ نور متلألؤ تھا؟؟

اگر اس طرح ہو تو یہ خارق العادہ ہے یا پھر یہ کہ جو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: تشبیہ ہے؟

اس تشبیہ میں دو احتمال ہیں۔

جس میں پہلا درست تر ہے یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ بہت نورانی تھا۔

---

[1] [illegible]

"بدر قرآن میں"

یہ عبارت قرآن میں دو مرتبہ آئی ہے۔

۱۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ۔[1]

۲۔ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا۔[2]

"لیلۃ البدر":۔

اس کلمہ کے لغوی معنی کی وضاحت کر چکے ہیں۔اس کا خلاصہ یہ ہے:

بدر روشنی اور چاندنی کے معنی میں ہے۔

"ایام البیض":۔

وہ دن جن کی راتوں میں چاند ہوتا ہے۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ہر مہینہ کی چاند والی راتوں کو "ایام البیض" کہتے ہیں، کیونکہ چاند ان راتوں میں زیادہ چاندنی کے ساتھ ہوتا ہے، خصوصاً شب لیلۃ البدر یعنی ۱۵ ویں کی رات۔

"نعمت تمامہ":۔

التمام التام التمام کامل کمال پر پہنچنا یا وہ چیز جس سے کسی چیز کو تمام کیا جائے۔[3]

۱۔ سورۃ آل عمران، آیت: ۱۲۳

۲۔ سورۃ النساء، آیت: ۶

"تمام قرآن میں"

یہ کلمہ اپنے مشتقات کے ساتھ قرآن میں ۲۲ جگہ پر آیا ہے۔

۱۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ۔[1]

۲۔ وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ۔[2]

۳۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا۔[3]

"لغت کمالہ":۔

الکمال (مصدر) تمام اور مکمل ہونا۔[4]

۱۔ سورہ الانعام، آیت: ۱۱۵

۲۔ سورہ الاعراف، آیت: ۱۴۲

۳۔ سورہ یوسف، آیت: ۶

"لفظ "کمال" قرآن میں"

یہ کلمہ اپنے مشتقات کے ساتھ ۵ جگہ پر قرآن میں آیا ہے۔

۱۔ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي۔[۱]

۲۔ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔[۲]

۳۔ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔[۳]

۴۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي۔[۴]

"چار چیزیں چہرے کو روشن کرتی ہیں":۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَرْبَعٌ يُضِئْنَ الْوَجْهَ النَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ وَ النَّظَرُ إِلَى الْمَاءِ الْجَارِي وَ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَ الْكُحْلُ عِنْدَ النَّوْمِ۔[۵]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: چار چیزیں چہرے کو روشن کرتی ہیں:

۱۔ نیک یا حسین کی طرف نگاہ کرنا (جیسے عالم یا نماز شب گزار)۔

۲۔ آب جاری کی طرف دیکھنا (تیز مزاج کو سکون دینے والا ہے)۔

۳۔ سبز جگہ کو دیکھنا، باغ وغیرہ۔

۴۔ سونے سے پہلے سرمہ لگانا کیونکہ یہ آنکھوں کو زندگی دیتا ہے۔

۱۔ سورہ المائدہ، آیت: ۳

۲۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۱۸۵

۳۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۲۳۳

۴۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۱۹۶

"آئینے کے فائدے"

آئینہ ظاہری بدن کے عیب خصوصاً چہرہ کے عیب دکھاتا ہے اور عمل صالح اندرون جسم کو زینت دیتا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت میں آیا ہے کہ:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ۔[1] "مومن مومن کا آئینہ ہے"۔

کیونکہ انسان کے عیب اس کے سامنے بتاتا ہے اور نصیحت کرتا ہے اور یہ اچھی نصیحت کرتا ہے، اس کا خیر خواہ ہے اور کوئی لالچ مقصد نہیں رکھتا۔

یہ خود ایک امر خارق العادہ ہے اور اعجاز، اور اس وجہ سے ہے کہ جس کا ذکر سبب بنتا ہے کہ لوگ اپنا عقیدہ اور محبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ کرام علیہم السلام کی طرف زیادہ کریں اور اسی طرح ہوگا کیونکہ یہ مطلب مادیوں کے عقیدہ کے خلاف ہے کہ فقط غم اور مصیبت مادی مسائل کی طرف ہوگا اور سب ظاہری آنکھوں سے دیکھیں اور ماورائے طبیعت کو نہیں دیکھتے اور ان کا عالم غیب سے کوئی تعلق نہیں۔

اور ہاں اپنی گفتگو میں تشبیہ لانا جائز ہے جہاں پر مقصد کار خیر ہو، رجحان پیدا ہوتا ہے یا وہ امر مہم یا وہ شخص خود اولیاء اللہ میں ہو، خود بخود اس کو ترجیح دی جائے گی۔

یہ فرمایا ہے: (کأنه البدر فی لیلة)

یہ مطلب قرآن کی اس آیت کی منزلت پر ہے۔

(أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ)۔[2]

۱۔ کنز العمال، ج ۱ ص ۱۵۱ ح ۷۵۶

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے کلمہ طیبہ کی مثال کس طرح شجرہ طیبہ سے کی ہے جس کی اصل ثابت اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے"۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ فرمایا:

(فی لیلة تمامه و کماله)

یہ مطلب مسائل واضح استوار اور محکمات میں سے ہے۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلاً فَلْيُتْقِنْ۔[1]

"تم میں سے اگر کوئی ایک کام کو انجام دے تو بس اس کو یقین محکم کے ساتھ انجام دے"۔

شب بدر ۱۳، ۱۴، ۱۵ اور کیونکہ چاند ۱۳ سے ۱۵ تک کامل دیکھا جاتا ہے۔

"ظاہراً تمام اور کمال کے درمیان":۔

مقدار اور کیفیت کے حساب سے فرق ہے یعنی کم و کیف میں مختلف ہیں۔ مثلاً غذا کبھی تام ہے مگر کامل نہیں ہے، کبھی کامل ہے پر تام نہیں۔

ہاں لیکن جب "کامل" اور "تام" ہو، از حیثیت کم اور کیفیت اس کو "تامہ کامل" کہا جائے گا۔

مثلاً چاند چودہویں کی رات تمام اور کامل ہوگا، ہاں البتہ جب بادل نہ ہو یا غبار (طوفان) نہ ہو جو مانع ہو چاند کا نور دیکھنے والوں کے لئے، مشخص ہو کہ اس صورت میں اس کا کمال ثابت ہوگا۔

کیا مراد "تمام" اور "کامل" کی، چاند کے نور کی شدت ہوگی کہ اس کا کامل ہونا ثابت ہو جائے گا۔

"والد کے چہرے کی طرف نگاہ کرنا"

والد کے چہرے کی طرف دیکھنا مستحب ہے اور والد کے چہرے کو دیکھتے رہنا، زیادہ دیکھنا بھی ثواب ہے اور اس نگاہ کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور روایات میں بھی آیا ہے کہ والدین کی طرف نگاہ کرنا بھی ثواب ہے۔

۱۔ مَا وَلَدٌ بَارٌّ نَظَرَ فِي كُلِّ يَوْمٍ إِلَى أَبَوَيْهِ بِرَحْمَةٍ إِلَّا كَانَ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"کوئی بھی اولاد والدین کی نیک نہیں ہے مگر یہ کہ رحمت اور محبت کی نگاہ سے دیکھے اور ہر نظر کے بدلے اس کے لئے ایک مقبول حج کا ثواب ہے"۔

کسی نے کہا: حتی اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جی ہاں ہر نظر ایک حج کا ثواب رکھتی ہے"

۲۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: النَّظَرُ إِلَى الْعَالِمِ عِبَادَةٌ وَالنَّظَرُ إِلَى الْإِمَامِ الْمُقْسِطِ عِبَادَةٌ وَالنَّظَرُ إِلَى الْوَالِدَيْنِ بِرَأْفَةٍ وَرَحْمَةٍ عِبَادَةٌ وَالنَّظَرُ إِلَى الْأَخِ تَوَدُّهُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عِبَادَةٌ۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عالم (دین) کی طرف دیکھنا، امام عادل کی طرف دیکھنا، والدین کی طرف مہربانی اور لطافت سے دیکھنا اور اس بھائی کی جس کو راہ خدا میں اس سے محبت رکھتا ہے دیکھنا عبادت ہے"۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۷۱ ص ۷۳

۲۔ بحار الانوار، ج ۷۱ ص ۷۳

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ: النظر فی ثلاثۃ اشیاء عبادۃ۔ النظر فی وجہ الوالدین وفی المصحف وفی البحر۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تین چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ والدین کے چہرے کی طرف، قرآن کی طرف، دریا کے پانی کی طرف"۔

اور اسی طرح روایت ہوئی ہے کہ عالم کے گھر کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور یہ بعید نہیں ہے کیونکہ ایک شخص صاحب کمال سے جو چیز تعلق رکھتی ہے، وہ بھی انسان کو کمال کے نزدیک کرتی ہے اور یہ قابل ستائش ہے اور یہ کام خود ایک تشویق (حوصلہ افزائی) عمل صالح ہے، کیونکہ باعث بنتا ہے کہ ایک شخص ایک عالم کی اقتداء کرے تو اس کے مثبت اثرات زندگی میں پائے گا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کا پیراہن اپنی آنکھوں پر لگایا اور بینائی واپس آ گئی۔

(فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا)۔[2]

"جب بشیر نے بشارت یوسف علیہ السلام آ کر دی اور یوسف علیہ السلام کا پیراہن ان کے چہرے پر لگایا اور اس کے بعد یعقوب علیہ السلام دیکھنے لگے"۔

جب بیٹے کا لباس اس طرح ہو کہ شفا دے، پھر مرقد مطہر معصومین علیہم السلام دار العلم اس پر حق اولی رکھتے ہیں (یوسف کا کرتا شفاء دے سکتا ہے تو معصومین علیہم السلام کے مرقد تو شفاء دینے کا زیادہ حق رکھتے ہیں)۔

اس طرح خداوند قصہ سامری میں فرماتا ہے:

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا۔[3]

سامری نے کہا:

"اس نے کہا: میں نے وہ دیکھا ہے جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے تو میں نے نمائندۂ

---

[1] صحیفۃ الامام رضا، ص ۹۰ ح ۱۹، بحار الانوار، ج ۱۰ ص ۳۶۸

[2] سورہ یوسف، آیت: ۹۶

پروردگار کے نشانِ قدم کی ایک ھی خاک اٹھالی اور اس کو گو سالہ کے اندر ڈال دیا اور مجھے میرے نفس نے اسی طرح سمجھایا تھا"۔

جب جبرئیل کا گھوڑا اس طرح ہو تو تو اثر محبت معصومین علیہم السلام خدا کے نزدیک مخلوق کے لئے کیا ہوگا۔

اور اس کے ساتھ کہ جبرئیل اور تمام آسمانوں کے فرشتے خادم اہل البیت علیہم السلام ہیں۔[1]

اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کی خاک لیکر مشہور شعر پڑھنا:

ما ذا علی من شمّ تربة أحمد
أن لا یشمّ مدی الزّمان غوالیا [2]

"وہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی مٹی سونگھے اور اگر بہت عرصہ کسی خوشبو کو نہ سونگھے تو کیا ہوگا (یعنی یہی ایک خوشبو کافی ہے)"۔

(مترجم:۔ اس مشہور شعر سے مراد جو ہر شیعہ بچے کو یاد ہے)۔

ماذا علی من شمّ تربة أحمد
أن لا یشمّ مدی الزّمان غوالیا

صبّت علیّ مصائب لو أنّها
صبّت علی الأیّام صرن لیالیا

یہ وہ شعر ہے جو شیعہ کا بچہ بچہ جانتا ہے۔

اور اس کے ساتھ خاک قبر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار مرتبہ جبرئیل کے پیروں کی مٹی پیراہن یوسف علیہ السلام سے بالاتر ہے اور روایت میں آیا ہے کہ:

مَنْ أَصْغَى إِلَى نَاطِقٍ فَقَدْ عَبَدَهُ، فَإِنْ كَانَ النَّاطِقُ عَنِ اللَّهِ فَقَدْ عَبَدَ اللَّهَ، وَإِنْ كَانَ النَّاطِقُ عَنْ إِبْلِيسَ فَقَدْ عَبَدَ إِبْلِيسَ۔ [3]

---

[1]۔ یہ واقعہ حقیقت رکھتا ہے کہ ملائکہ خادم آل محمد علیہم السلام و شیعیان آل محمد علیہم السلام ہیں۔
بحار الانوار، ج ۲۶ ص ۳۳۵ ح:۱

[2]۔ بحار الانوار، ج ۷۹ ص ۱۰۶

[3]۔ [illegible]

"کسی نے کان بولنے والے کی طرف دھرا (یعنی اس کی بات سنا اور مانا) تو اس نے اس کی بندگی کی، اگر اس کا کلام کلام الٰہی ہے اور اس کا سننا درحقیقت عبادت و بندگیٔ الٰہی ہے۔ اگر بولنے والے کا کلام خلاف حق ہوا تو اس نے شیطان کی بندگی کی"۔

حواس پنجگانہ کے علاوہ فکر کرنے کے حواس کو اقتضائیہ (یعنی سوچنے اور فکر کرنے کی حس) کہتے ہیں اور روایت میں آیا ہے:

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ۔[1]

ایک ساعت فکر کرنا (امور حقہ میں) ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اہل بیت علیہم السلام کے فضائل میں بہت زیادہ روایات آئی ہیں کہ جس سے کتب خاصہ و عامہ بھری ہوئی ہیں۔ ان احادیث میں تفکر اور فضائل اہل البیت علیہم السلام سننا بھی عبادت ہے۔

اسی طرح:

عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ، وَمَنْ أَبَى فَقَدْ كَفَرَ۔[2]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "علی علیہ السلام بہترین بشر ہے جس نے بھی اس کی محبت اور ولایت سے تکبر کیا، انکار کیا کافر ہوا"۔

قَوْلُهُ: عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔[3]

"علی علیہ السلام خدا کی بہترین مخلوق ہیں"۔

قَالَ عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ۔[4]

"علی علیہ السلام مجھ سے ہے میں علی علیہ السلام سے ہوں"۔

امیر المومنین علیہ السلام کے چہرے کی طرف نظر":۔

يَنْظُرُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يَقُولُ النَّظَرُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ

---

[1] بحار الانوار، ج ۶۸ ص ۳۲۷

[2] امالی، شیخ صدوق، ص ۷۷، مناقب، خوارزمی، ص ۶۲

[3] بحار الانوار، ج ۹ ص ۳۸، شواہد التنزیل، ج ۲ ص ۴۷۱، کنز العمال، ج ۱۱ ص ۶۲۵ ح ۳۳۰۴۵

أَبِي طَالِبٍ عِبَادَةٌ وَ النَّظَرُ إِلَى الْوَالِدَيْنِ بِرَأْفَةٍ وَ رَحْمَةٍ عِبَادَةٌ وَ
اَلنَّظَرُ فِي اَلْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ وَ اَلنَّظَرُ إِلَى اَلْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ.[1]

اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف، اپنے والدین کے چہرے کی طرف، محبت کے ساتھ قرآن کی طرف اور کعبہ کی طرف، دیکھنا عبادت ہے"۔

البتہ یہ نکتہ یہاں پر لازماً کہا جائے گا کہ تمام معصومین علیہم السلام کی طرف دیکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح عبادت ہے۔

جس طرح اوپر والی حدیث میں بیان ہوا کہ مولا علی علیہ السلام کی طرف نگاہ کرنا اور ان کے آثار جس طرح ہاتھ مبارک کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے، اسی طرح عالم کے گھر کی طرف نگاہ کرنا کعبہ کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے! ہاں یہ کہاں وہ کہاں یہ۔

۵۔ عَنْ سَيِّدِ اَلْعَابِدِينَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: نَظَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَدْ أَقْبَلَ وَ حَوْلَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يُوسُفَ فِي جَمَالِهِ وَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ فِي سَخَائِهِ وَ إِلَى سُلَيْمَانَ فِي بَهْجَتِهِ وَ إِلَى دَاوُدَ فِي قُوَّتِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا.[2]

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آرہے تھے جو لوگ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو چاہتا ہے یوسف علیہ السلام کو اس کے جمال میں، ابراہیم علیہ السلام کو اس کی سخاوت میں، سلیمان علیہ السلام کو اس کی بہجت میں، داؤد علیہ السلام کو اس کی حکمت میں دیکھے، اس پر لازم ہے کہ اس شخص (علی ابن ابی طالب علیہ السلام) کو دیکھے"۔

۱۔ امالی، شیخ طوسی، ص ۴۵۵، وسائل الشیعہ، ج ۶ ص ۲۰۵، بحار الانوار، ج ۸۹ ص ۱۹۹

۲۔ امالی، شیخ صدوق، ص ۴۵۹

"جمالِ حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خداوند جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے"۔

قال امیر المومنینؑ: اَلصُّورَةُ الْجَمِيلَةُ أَوَّلُ السَّعَادَتَيْنِ۔ [2]

"خوبصورت چہرہ دو سعادتوں میں سے ایک ہے"۔

قال امیر المومنینؑ: حُسْنُ الصُّورَةِ أَوَّلُ السَّعَادَةِ۔ [3]

"خوبصورت چہرہ سب سے پہلے، سعادت اور نیک بختی ہے"۔

حُسْنُ وَجْهِ الْمُؤْمِنِ حُسْنُ عِنَايَةِ اللّٰهِ بِهِ۔ [4]

"مومن کا حسین چہرہ خدا کی بہترین عنایتوں میں سے ہے"۔

قال ص آفَةُ الْجَمَالِ الْخُيَلَاءُ۔ [5]

"حسن کی آفت خودخواہی (یعنی خود پسندی) ہے"۔

(البتہ غیر معصوم میں صرف حسن کافی نہیں ہے۔ ایک سیاہ صورت والے کا مرتبہ ایک خوبصورت چہرے والے سے اس کی نیت اور اس کے اچھے اعمال کی وجہ سے بہتر ہوسکتا ہے)۔

۱۔ کنز العمال، ج ۶ ص ۶۳۹ ح ۱۷۱۶۶

۲۔ غرر الحکم، ص ۶۵، فصل ۱ ح ۱۶۹۹

۳۔ غرر الحکم، ص ۴۷۶، فصل ۲۷ ح ۱

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"شب معراج خدا سے سوال کیا کہ خدایا میں حسین ہوں یا یوسف علیہ السلام۔

جواب آیا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر تم نہ ہوتے یوسف علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا لیکن یوسف علیہ السلام حسین اور تم سردار حسن ہو۔ یوسف علیہ السلام محبت کی وجہ سے تھا اور تمہارا حسن معرفت کی وجہ سے ہے۔ یوسف علیہ السلام کے باپ نے اس کو دیکھا نابینا ہو گیا، اس کے بھائیوں نے اس کو دیکھا کنویں میں پھینک دیا اور عزیز مصر کی بیوی نے اس کو دیکھا اپنی دولت اور حکومت اس کو دے دی۔ مصر کی عورتوں نے اس کو دیکھا اپنے ہاتھوں کو کاٹ بیٹھیں اور پریشان ہوئیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہارا جمال دیکھنے سے دلوں کے زنگ دور ہوتے ہیں اور راہ مستقیم پر آتے ہیں۔ خصوصاً علی علیہ السلام نے تمہیں دیکھا تو علم اور شجاعت سیکھی"۔[1]

شکلِ پیغمبرؐ چاند کی طرح چمکنے والی نورانی اور سفید تھی۔ چہرہ ہموار، بال نہ بالکل گنگھریالے نہ بالکل سیدھے، کشادہ پیشانی (اصطلاح میں بلند پیشانی)، ابرو ملے ہوئے باریک اور قوسین کھینچے ہوئے تھے، پورے جسم پر بال، ناک باریک اور کھینچی ہوئی، ناک کے درمیان تھوڑی ہڈی باہر تھی، داڑھی زیادہ مگر درمیانی۔ دانت مبارک سفید اور کشادہ اور گردن پگھلے ہوئے چاندی کے چشمے کی طرح تھی۔ سر مبارک کے بالوں کے درمیان کان مبارک تک مانگ تھی، جس کے بال کان مبارک سے لٹکتے تھے۔

اعضائے بدن بالکل معتدل قوی اور خوبصورت تھے، پیٹ اور سینہ مبارک برابر تھا۔ بالوں کی ایک چھوٹی سی لکیر سینے سے ناف کی طرف کھینچی ہوئی تھی اور دونوں کندھوں کے درمیان جسم کشادہ تھا، سر کی ہڈیاں اور جوڑ قوی اور بزرگ تھے، سینہ اور اطراف سینہ بالکل صاف تھے، بالوں کے بغیر تھے۔

کہنی سے انگلیوں تک بال تھے، ہاتھوں کے جوڑ بلند، کف (تلی) کشادہ تھی، انگلیاں

بلند، بازو کھینچا ہوا سیدھا، پاؤں بالکل نرم اور صاف تھے، اس طرح نرم تھے کہ وہاں پر پانی نہیں رُکتا تھا۔ پیروں کا نچلا حصہ ہموار نہیں تھا کہ زمین پر پیر کا نچلا حصہ لگتا ہو، قد میانہ تھا، آنکھیں اور آبرو سیاہ تھے اور پیشانی سے نور نکلتا تھا۔ جب رات میں گلی سے گزرتے تھے تو ان کے نور سے گھر میں روشنی ہو جاتی تھی، گھر روشن ہو جاتے تھے، کبھی تو یہ ہوتا تھا کہ گم ہوئی سوئی کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے نور سے ڈھونڈتے تھے"۔[1]

بلغ العلیٰ بکماله، کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله، صلو علیه وآله [2]

سند معتبر کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا کہ مولاؑ فرماتے ہیں:

جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ ہوئے، زلیخا ان کے دروازے پر آئی۔ حضرتؑ آئے اور رخصت طلب کی۔ یوسف علیہ السلام جب داخل ہوئے تو ان سے پوچھا کیوں اس طرح کام کیا ماضی میں؟ کہا کہ تمہارے حسن نے مجھے بیتاب کر دیا۔

کہا: اگر آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی تو وہ مجھ سے حسن اخلاق میں خوبصورت اور مہربان ہیں، تب تم کیا کرتی۔ زلیخا نے کہا: درست فرمایا:

یوسف علیہ السلام نے کہا: کہاں سے سمجھی کہ میں نے درست فرمایا؟

زلیخا نے کہا: کیونکہ اس کا نام جب لیا تو اس کی محبت میرے دل میں آ گئی۔

پس حق تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ درست کہہ رہی ہے کہ میں اس وجہ سے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتی ہے۔

اس سے محبت کی ہے تو بس اس کو اپنی زوجیت میں اختیار کرو۔[3]

---

1. حیاۃ القلوب، ج ۳ ص ۲۷۹ کی طرف رجوع کریں
2. عیون اخبار الرضا، ج ۲ ص ۳۱۹، سفینۃ البحار، ج ۲ ص ۶۷۹

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے کیوں فرمایا:

اِیْتِیْنِی بِالْکِسَآءِ الْیَمَانِیْ"

"اولاً":۔

غیر سے حاجت طلب کرنا بہ معنیٰ "اعم" جائز ہے، خصوصاً اگر حکم کرنے والا اعلیٰ ہو۔

"امر" لغتِ عرب میں "حکم" دینے کو کہتے ہیں۔

الامر طلب الفعل ممن دونه علی سبیل الاستعلاء۔

یعنی امر: یعنی کسی سے کام طلب کرنا ہے جو اس کے مرتبے یا مقام میں اس سے کم یا چھوٹا ہو۔

امر کہتا ہے: "اسقنی ماء" مجھے پانی دو یا یہ کہتا ہے "افعل هذا" اس کام کو انجام دو۔

ہاں البتہ امر کچھ معنی رکھتا ہے۔

اور امر کرنے کی ایک معنی خواہش ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایتینی بِالْکِسآءِ الْیَمانی فَغَطِّیْتُهُ به"۔

"چادر یمانی کو میرے لئے لاؤ اور مجھے پہناؤ"۔

روایات میں مذمت ہوئی ہے، کوئی اپنی حاجت کو غیر سے طلب کرے اور خدا کی طرف توجہ نہ کرے۔

۱۔ یَا مُوسَی عَجِّلِ التَّوْبَةَ وَ أَخِّرِ الذَّنْبَ وَ تَأَنَّ فِی الْمَکْثِ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الصَّلَاةِ وَ لَا تَرْجِعْ غَیْرِی وَ اِتَّخِذْنِی جُنَّةً لِلشَّدَائِدِ وَ حِصْناً

اور میرے علاوہ کسی میں اُمید مت رکھو اور مجھے اپنے سخت امور میں سپر (ڈھال) لو"۔

۲۔ يَا مُوسٰى اِجْعَلْنِي حِرْزَكَ وَ ضَعْ عِنْدِي كَنْزَكَ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَ خَفْنِي وَلَا تَخَفْ غَيْرِي إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔[1]

"اے موسیٰ! میری پناہ اختیار کرو، اپنے اچھے کاموں کا خزانہ میرے آگے پیش کرو اور مجھ سے ڈرو اور میرے علاوہ کسی سے مت ڈرو"۔

۳۔ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ: اَلْإِيمَانُ لَهُ أَرْكَانٌ أَرْبَعَةٌ اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اللّٰهِ وَ تَفْوِيضُ الْأَمْرِ إِلَى اللّٰهِ وَ الرِّضَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَ التَّسْلِيمُ لِأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔[2]

قال الرضا عليه السلام: اَلْإِيمَانُ لَهُ أَرْكَانٌ أَرْبَعَةٌ اَلتَّوَكُّلُ عَلَى اللّٰهِ وَالرِّضَا بِقَضَاءِ التَّسْلِيمُ لِأَمْرِ اللّٰهِ تَفْوِيضُ إِلَى اللّٰهِ۔[3]

"امیر المومنین علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ایمان کے چار رکن ہیں:
خدا پر توکل، اپنے کام خدا پر چھوڑنا، قضائے خداوندی میں راضی رہنا اور خدا کے حکم کے آگے تسلیم رہنا"۔

۴۔ حَسْبُكَ مِنْ تَوَكُّلِكَ أَنْ لَا تَرَى لِرِزْقِكَ مُجْرِياً إِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ۔[4]

"امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:
اس ذات پر توکل کرو جس کے سوا کوئی اور تمہیں روزی پہنچانے والا نہیں ہے"۔

۵۔ بَيَانُ التَّنْزِيلِ لِابْنِ شَهْرَآشُوبَ، قَالَ: أَمَرَ نُمْرُودُ بِجَمْعِ الْحَطَبِ فِي سَوَادِ الْكُوفَةِ عِنْدَ نَهْرِ كُوثَى (۳) مِنْ قَرْيَةِ قُطْنَانَا وَ أَوْقَدَ النَّارَ فَعَجَزُوا عَنْ رَمْيِ إِبْرَاهِيمَ فَعَمِلَ لَهُمْ إِبْلِيسُ الْمَنْجَنِيقَ

۱۔ تحف العقول، ص ۹۰۲

۲۔ کافی، ج ۲ ص ۴۷، بحار الانوار، ج ۶۵ ص ۳۴۱

فقال أما إليك فلا حسبي الله ونعم الوكيل فأتاه جبرئيل فقال له هل لك حاجة فقال أما إليك فلا حسبي الله ونعم الوكيل فأتاه

مِيكَائِيلُ فَقَالَ إِنْ أَرَدْتَ أَخْمَدْتُ النَّارَ فَإِنَّ خَزَائِنَ الْأَمْطَارِ وَ الْمِيَاهِ بِيَدِي فَقَالَ لَا أُرِيدُ وَ أَتَاهُ مَلَكُ الرِّيحِ فَقَالَ لَوْ شِئْتَ طَيَّرْتُ النَّارَ قَالَ لَا أُرِيدُ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ فَاسْأَلِ اللَّهَ فَقَالَ حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي عِلْمُهُ بِحَالِي۔[1]

"نمرود نے حکم دیا: کوفہ کے ساتھ، نہر کوفہ میں قطنانا نامی گاؤں میں لکڑیاں جمع کریں اور آگ لگائیں۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کیلئے پریشان ہو گئے، پھر شیطان نے ان کو منجنیق کی یاد دلائی، پھر انہوں نے منجنیق بنائی اور ابراہیم علیہ السلام کو پھر اس منجنیق کے ذریعے آگ میں پھینکا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوا میں تھے تو جبرئیل پہنچے اور کہا: کوئی حاجت ہو تو بتائیں۔ کہا: تم سے نہیں خدا میرے لئے کافی ہے اور بہترین وکیل ہے۔ میکائیل آئے اور کہا: اگر کہیں تو آگ کو بجھاؤں کیونکہ بارش کے بادل میرے ہاتھ میں ہیں۔ کہا: تمہاری ضرورت نہیں ہے۔

پھر ہوا کا فرشتہ آیا اور کہا: اگر کہیں تو آگ کو ہوا سے لے جاؤں۔ کہا: تمہاری ضرورت نہیں ہے۔

جبرئیل نے کہا: بس خدا سے درخواست کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرے لئے خدا کافی ہے اور میرے حال سے بخوبی واقف ہے"۔

مُنَاجَاةُ مَوْلَانَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَ هِيَ مُنَاجَاةُ الْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِلَهِي هَبْ لِي كَمَالَ الِانْقِطَاعِ إِلَيْكَ وَ أَنِرْ أَبْصَارَ قُلُوبِنَا بِضِيَاءِ نَظَرِهَا

التعلق و تنویر ارواحنا معلقة بعز قدسك۔[1]

"مناجات شعبانیہ" میں امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ علیہم السلام فرماتے ہیں:

خدایا! ہمیں اپنی طرف انقطاع کامل عطا فرما (یعنی خلق سے کٹ کر تمہاری طرف آئیں) اور ہماری دل کی آنکھوں کو اپنے نور سے روشن فرما تا کہ بصیرت کی آنکھوں سے حجاب نور کو دیکھیں اور اس نور عظمت سے متصل ہوں اور ہماری جان کو مقام قدس کی عزت سے متصل کر"۔

۷۔ مَنِ انْقَطَعَ إِلَى اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ كُلَّ مَئُونَةٍ وَ مَنِ انْقَطَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَيْهَا۔[2]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

جو لوگوں سے بے نیاز ہو کر خدا سے متصل ہو خدا اس کی تمام ضروریات و حاجات کو برطرف کرے گا"۔

۸۔ قال امیر المومنین علیه السلام: لاَ تَتَّكِلْ إِلَى غَيْرِ اللّٰهِ فَيَكِلَكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ۔[3]

"خدا کے علاوہ کسی اور پر توکل نہ کرو کہ خدا تمہیں اسی کے حال پر چھوڑ دے"۔

۹۔ مَا مِنْ مَخْلُوقٍ يَعْتَصِمُ بِمَخْلُوقٍ دُونِي إِلاَّ قَطَعْتُ بِهِ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ وَ أَسْبَابَ الْأَرْضِ مِنْ دُونِهِ فَإِنْ سَأَلَنِي لَمْ أُعْطِهِ وَ إِنْ دَعَانِي لَمْ أُجِبْهُ۔[4]

اسی طرح حدیث ہے: خدائے متعال فرماتا ہے:

"میری مخلوق میں سے اگر کوئی میرے علاوہ کسی پر توکل اور تکیہ کرے گا، میں اس پر زمین و آسمان کے سارے اسباب بند کر دوں گا اور کہیں بھی اسکا مددگار نہیں بنوں گا"۔

---

[1] مفاتیح الجنان

[2] بحار الانوار ج ۷۸ ص ۱۹۵

مِنْ نِيَّتِهِ إِلَّا قَطَعْتُ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ مِنْ يَدَيْهِ وَ أَخْسَفْتُ
الْأَرْضَ مِنْ تَحْتِهِ وَلَمْ أُبَالِ بِأَيِّ الْوَادِي هَلَكَ۔[1]

"روایت ہوئی ہے کہ خدا نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا: میرا بندہ میرے بندوں پر اعتماد کرے مجھے چھوڑ کر اور اس کو یہ سوچے کہ یہ اس کے امور کی اصلاح کریں گے، تو میں اس کے اسباب آسمان سے اس کے لئے بند کردوں گا اور اس کے پاؤں کے نیچے زمین سخت کردوں گا اور پھر اس کی پرواہ کئے بغیر اسے کسی وادی میں ہلاک کروں"۔

۱۱۔ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَا مُوسَى اِحْفَظْ وَصِيَّتِي لَكَ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ أَوَّلُهُنَّ مَا دُمْتَ لَا تَرَى ذُنُوبَكَ تُغْفَرُ فَلَا تَشْتَغِلْ بِعُيُوبِ غَيْرِكَ وَ الثَّانِيَةُ مَا دُمْتَ لَا تَرَى كُنُوزِي قَدْ نَفِدَتْ فَلَا تَغْتَمَّ بِسَبَبِ رِزْقِكَ وَ الثَّالِثَةُ مَا دُمْتَ لَا تَرَى زَوَالَ مُلْكِي فَلَا تَرْجُ أَحَداً غَيْرِي وَ الرَّابِعَةُ مَا دُمْتَ لَا تَرَى الشَّيْطَانَ مَيِّتاً فَلَا تَأْمَنْ مَكْرَهُ۔[2]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:
اے موسیٰ!! میری اس نصیحت کو چار جگہوں پر یاد رکھنا۔

۱۔ جب تک یہ نہ جانو کہ تمہارے گناہ معاف ہوگئے ہیں تب تک دوسروں کے عیوب مت ڈھونڈو (یہ ہم سے یعنی غیر معصوم علیہ السلام سے خطاب ہے)۔

۲۔ جب تک یہ نہ جانو کہ میرا خزانہ ختم ہوگیا ہے تب تک روزی کے لئے پریشان نہ ہو۔

۳۔ جب تک یہ نہ جانو کہ میری بادشاہی ختم ہوچکی ہے تب تک کسی اور سے اُمید مت رکھو۔

۴۔ جب تک یہ جانتے ہو کہ شیطان زندہ ہے تب تک اسکے شر سے خود کو امان میں مت پاؤ۔

خود ہے جو لوگوں کے امور کی اصلاح کرتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند وسیلے کے بغیر کام انجام نہیں دیتا، ان کاموں کو جو لوگوں کے درمیان اسباب قرار دیئے ہیں۔ اگرچہ وسیلے کے بغیر خدا کے لئے کام انجام دینا مشکل نہیں ہے بلکہ آسان ہے لیکن ایک کام ایک عام نظر کے تحت ہو پھر اس کے اسباب مادی ہوں یا معنوی"۔

اسی طرح روایات میں آیا ہے:

(۱). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَبَى اللّٰهُ أَنْ يُجْرِيَ الْأَشْيَاءَ إِلَّا بِالْأَسْبَابِ فَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَبَباً وَ جَعَلَ لِكُلِّ سَبَبٍ شَرْحاً وَ جَعَلَ لِكُلِّ شَرْحٍ مِفْتَاحاً وَ جَعَلَ لِكُلِّ مِفْتَاحٍ عِلْماً وَ جَعَلَ لِكُلِّ عِلْمٍ بَاباً نَاطِقاً مَنْ عَرَفَهُ عَرَفَ اللّٰهَ وَ مَنْ أَنْكَرَهُ أَنْكَرَ اللّٰهَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَ نَحْنُ۔ [۱]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے اس چیز سے انکار کیا ہے کہ کاموں کو بغیر وسیلے کے انجام دے۔ ہر چیز کیلئے وسیلہ قرار دیا ہے۔ ہر وسیلے اور سبب کیلئے توضیح و تفصیل قرار دی ہے اور ہر تفصیل اور توضیح میں علم ہے اور ہر علم کیلئے ایک بیش قیمت گوہر (دُر) ہے۔ عارف حقیقی وہ ہے جو اس بیش قیمت گوہر کو پہچانے اور جاہل وہ ہے جو اس بیش قیمت گوہر کو نہ پہچانے اور بیش قیمت گوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں"۔

(۲). قال الامیر المومنینؑ! لِكُلِّ شَيْءٍ سَبَبٌ۔ [۲]

"مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ہر چیز کے لئے سبب ہے"۔

(۳). قال اللہ تبارك و تعالیٰ:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ)۔ [۳]

حاجت طلب کرنے سے مراد حدیث میں ہے کہ ذلت وخواری ہو جو خدا سے قطع امید کرے اور لوگوں کی طرف خاص توجہ کرے۔ ایسے کچھ لوگوں کی عادت ہے کہ خود کو دوسروں کے سہارے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

یہ ایک حد تک صحیح بھی ہے وہ بھی اس عقیدہ پر کہ جو کچھ ہے خدا کے ہاتھ میں ہے اور باقی جتنے ہیں وسیلہ اور سبب ہیں۔

اور اس کے علاوہ بھی سارے زمانوں میں متعارف تھا اور ہے۔ انسان چاہے نہ چاہے لوگوں کا محتاج ہے۔ اسی طرح معصومین علیہم السلام کے کلام میں بھی یہ معنی دیکھی گئی ہے۔

۱۔ قَالَ بِحَضْرَتِهِ رَجُلٌ اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي عَنْ خَلْقِكَ فَقَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ لَيْسَ هٰكَذَا إِنَّمَا اَلنَّاسُ بِالنَّاسِ وَ لٰكِنْ قُلِ اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي عَنْ شِرَارِ خَلْقِكَ۔[1]

"کسی نے امام سجاد علیہ السلام کے حضور میں عرض کیا:

خدایا! مجھے لوگوں سے بے نیاز فرما۔ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اس طرح مت کہو کیونکہ لوگ چاہیں نہ چاہیں ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔ یہ کہو برے لوگوں کے شر سے محفوظ کرے"۔

۲۔ قَالَ علیه السلام: اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ بِي حَاجَةً إِلَى أَحَدٍ مِنْ شِرَارِ خَلْقِكَ وَ مَا جَعَلْتَ بِي مِنْ حَاجَةٍ فَاجْعَلْهَا إِلَى أَحْسَنِهِمْ وَجْهاً وَ أَسْخَاهُمْ بِهَا نَفْساً وَ أَطْلَقِهِمْ بِهَا لِساناً وَ أَقَلِّهِمْ عَلَيَّ بِهَا مَنّاً۔[2]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! اپنی مخلوق میں سے کسی شریر آدمی کا محتاج نہ کرنا، اگر میری حاجت کا برطرف ہونا کسی مخلوق کے وسیلے سے ہے تو اپنی مخلوق میں سے نیک، سخی اور فصاحت والے کے پاس قرار دے"۔

۳۔ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُلْتُ اَللّٰهُمَّ لَا تُحْوِجْنِي إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ

فَلَيْسَ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَى النَّاسِ قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ لَا تُحْوِجْنِي إِلَى شِرَارِ خَلْقِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ شِرَارُ خَلْقِهِ قَالَ الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا مَنَعُوا وَإِذَا مُنِعُوا عَابُوا۔[1]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

خدایا مجھے مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علیؑ! اس طرح نہ کہیئے لوگ ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔

علی علیہ السلام نے فرمایا: پھر کس طرح کہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح کہیں کہ خدایا! اپنی مخلوق میں سے برے لوگوں کا محتاج نہ کرنا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (برے لوگ کون ہیں)؟

فرمایا: وہ ہیں کہ جب کوئی چیز عطا کریں تو احسان جتاتے ہیں اور اگر منع کریں تو لوگوں کی عیب جوئی کرتے ہیں"۔

"روایات قضائے حاجات"

(۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ خَلْقاً مِنْ خَلْقِهِ اِنْتَجَبَهُمْ لِقَضَاءِ حَوَائِجِ فُقَرَاءِ شِيعَتِنَا لِيُثِيبَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ الْجَنَّةَ فَإِنِ اِسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ فَكُنْ ثُمَّ قَالَ لَنَا وَ اللّٰهُ رَبٌّ نَعْبُدُهُ وَ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً۔ [۱]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بیشک خدا نے اپنی مخلوق میں سے ایک لشکر کو خلق کیا ہے جو ہمارے غریب شیعوں کی حاجتوں کو پورا کرتے ہیں۔ اگر تم میں طاقت ہے تو تم بھی ان میں سے بنو اور ان کو جزا میں خداوند جنت دے گا۔ بے شک ہمارا خدا وہ پروردگار ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں مانتے ہیں"۔

(۲)۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : لَقَضَاءُ حَاجَةِ اِمْرِءٍ مُؤْمِنٍ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ عِشْرِينَ حَجَّةً كُلُّ حَجَّةٍ يُنْفِقُ فِيهَا صَاحِبُهَا مِائَةَ أَلْفٍ۔ [۲]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی حاجت پوری کرنا خدا کے نزدیک ان بیس حج سے بہتر ہے جس میں ایک لاکھ (درہم یا دینار) خرچ ہوں"۔

(۳)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعاً كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ سِتَّةَ آلَافِ حَسَنَةٍ وَ مَحَا عَنْهُ سِتَّةَ آلَافِ سَيِّئَةٍ وَ رَفَعَ لَهُ سِتَّةَ آلَافِ دَرَجَةٍ وَ قَضَى لَهُ سِتَّةَ آلَافِ

السَّلَامُ قَضَاءُ حَاجَةِ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ طَوَافٍ وَ طَوَافٍ حَتّٰى عَدَّ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔ [1]

"ابان بن تغلب کہتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے خدائے عزوجل اس کے لئے ۶ ہزار نیکیاں لکھے گا اور ۶ ہزار گناہ مٹائے گا۔ اور اس کے ۴ ہزار درجات بلند فرمائے گا

اور اسحاق بن عمار نے اضافہ کیا کہ ۶ ہزار حاجت پوری کرے گا

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی حاجت پوری کرنا اس طواف سے بہتر ہے جو ۱۰ مرتبہ کیا جائے"۔

(۴)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ مِنْ عِبَادِي مَنْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالْحَسَنَةِ فَأُحَكِّمُهُ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ مُوسَى يَا رَبِّ وَ مَا تِلْكَ الْحَسَنَةُ قَالَ يَمْشِي مَعَ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ فِي قَضَاءِ حَاجَتِهِ قُضِيَتْ أَوْ لَمْ تُقْضَ۔ [2]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی! اے موسیٰ! میرے بندوں میں سے جو نیکی کے ذریعے میرا تقرب حاصل کریں اس کو جنت میں حاکم بناؤں گا (یعنی جنت کو اس کے اختیار میں دوں گا اور جنت میں داخل کروں گا) موسیٰ نے پوچھا: وہ نیکی کون سی ہے؟ آواز آئی: وہ نیکی جو اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ کی جائے پھر وہ حاجت پوری ہو نہ ہو"۔

(۵)۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے قدم اٹھائے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور خدا اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور یہ کام دس غلام آزاد کرنے اور مسجد الحرام میں ایک ماہ کے اعتکاف کرنے سے بہتر ہے"۔ [3]

---

[1] کافی ج ۲ ص ۱۹۷

إِنَّ لِلّٰهِ عِبَاداً فِي الْأَرْضِ يَسْعَوْنَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ هُمُ الْآمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ أَدْخَلَ عَلَى مُؤْمِنٍ سُرُوراً فَرَّحَ اللّٰهُ قَلْبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[1]

"امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: زمین میں خدا کے لئے بندے ہوں جو لوگوں کی حاجت پوری کرنے کے لئے کوشش کرے۔ یہ لوگ قیامت کے دن خدا کی امان میں ہیں۔ جو کوئی اپنے مومن بھائی کو خوش کرے خداوند عالم قیامت کے دن اس کے دل کو خوش کرے گا"۔

اور اسی طرح مستحب ہے کہ کسی انسان (مذہب کی شرط نہیں ہے) چاہے مسلمان ہو یا مسلمان نہ ہو، یا جانور ہو جتنا ہاتھ میں ہو اس کے مطابق ان کی حاجت پوری کریں۔

اسی طرح امیر المومنین علیہ السلام کا صفین میں معاویہ کے اصحاب کو پانی دینا۔

اسی طرح معاویہ نے حکم دیا: امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر پر پانی بند کیا جائے۔ جب امیر المومنین علیہ السلام معاویہ کے لشکر پر غالب ہوئے، معاویہ نے عمرو عاص سے کہا: تمہیں کیا لگتا علی علیہ السلام ہم پر پانی بند کرے گا۔ عمر بن عاص نے کہا: اے معاویہ وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔ کوئی اور نہیں جو تم پر اور تمہارے لشکر پر پانی بند کرے۔ اس کے پاس مردانگی اور مروت ہے۔

یا امام حسین علیہ السلام کو دیکھیں حر کے لشکر کو پانی دیا۔ حر کے لشکر کی پانی تک رسائی نہیں تھی ان کی مدد کی اور انہیں پانی دیا، لیکن ابن سعد ملعون نے پانی کو امام حسین علیہ السلام پر بند کیا اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر پانی بند کرو اور نہ ہی اجازت دیں کہ پانی خیام حرم میں لے جائیں۔

(۷)۔ إِمَّا أَخٌ لَكَ فِي الدِّينِ وَ إِمَّا نَظِيرٌ لَكَ فِي الْخَلْقِ يَفْرُطُ مِنْهُمُ الزَّلَلُ

يُعْطِيَكَ اللهُ مِنْ عَفْوِهِ وَ صَفْحِهِ۔[1]

"امیر المومنین علیہ السلام نے مالک اشتر کو خط لکھا اور فرمایا:

لوگوں کے دو دستے ہیں اور بعض خلقت میں تمہارے جیسے بشر ہیں جن سے لغزشیں بھی ہو جاتی ہیں اور خطائیں بھی، وہ غلطیاں جان بوجھ کر ہیں یا انجان میں انہیں ویسے معاف کرنا جس طرح تم خدا سے معافی کی امید رکھتے ہو"۔

"پیاسے کو پانی پلانے کا ثواب":۔

(۱)۔ قال اَلْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يُحِبُّ إِبْرَادَ اَلْكَبِدِ الحراء [اَلْحَرَّى] وَ مَنْ سَقَى كَبِداً حراء [حَرَّى] مِنْ بَهِيمَةٍ وَ غَيْرِهَا أَظَلَّهُ اللهُ فِي ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ۔[2]

"خداوند پسند کرتا ہے پیاسے کو سیراب کیا جائے، چاہے پھر وہ انسان ہو یا جانور۔ اس دن کہ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا خدا اس کو اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا"۔

(۲)۔ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ! أَفْضَلُ اَلصَّدَقَةِ إِبْرَادُ اَلْكَبِدِ اَلْحَرَّى وَ مَنْ سَقَى كَبِدَ أَحَدٍ مِنْ بَهِيمَةٍ أَوْ غَيْرِهَا أَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ۔[3]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: بہترین صدقہ پیاسے کو سیراب کرنا ہے چاہے وہ انسان ہو یا جانور۔ روز قیامت اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ خدا اس کے لئے سائبان قرار دے گا"۔

(۳)۔ قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: فِي كُلِّ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ۔[4]

"پیاسے کو پانی پلانا ثواب ہے"۔

---

[1]۔ نہج البلاغہ، نامہ: ۵۳

مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ۔

"جو پیاسے کو سیراب کرے گا خدا اُسے رحیق المختوم (جنت میں ایک نہر کا نام ہے) سے سیراب کرے گا"۔

(۵)۔ قَالَ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ! مَنْ سَقَى مُؤْمِناً مِنْ ظَمَإٍ سَقَاهُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ۔ [۲]

"امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: جو کسی مومن کو سیراب کرے خدا اُس کو رحیق المختوم سے سیراب کرے گا"۔

کبھی کبھی کسی کی حاجت کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے نہ مستحب۔ جیسے والدین کی حاجت کو پورا کرنا، جس طرح بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے انجام دی اور اسی طرح والد کی اطاعت واجب ہے تا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت تک پہنچ سکے کہ جن کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ظاہراً باپ کے علاوہ اقربا کی اطاعت بھی واجب ہے مگر رُتبہ منزلت کے اختلاف کے ساتھ۔

"ماں باپ کی اطاعت احسان ہے"

یہ اطاعت اس کے علاوہ کہ یہ وظیفہ ایک فریضہ الٰہی ہے احسان بھی ہے۔

قرآن میں ۶ مرتبہ کلمہ "احسان" آیا ہے۔

(۱)۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ۔ [۱]

(۲)۔ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ [۲]

(۳)۔ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا۔ [۳]

(۴)۔ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ [۴]

(۵)۔ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ [۵]

(۶)۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا۔ [۶]

---

[۱]۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۸۳

[۲]۔ سورہ النساء، آیت: ۳۶

[۳]۔ سورہ النساء، آیت: ۶۲

[۴]۔ سورہ الانعام، آیت

"خداوند کی رضا والدین کی رضا کے ساتھ ہے"

(۱)۔ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ:

رِضَى اللّٰهِ مَعَ رِضَى الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ اللّٰهِ مَعَ سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ۔[۱]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خدا کی خوشنودی والدین کی خوشنودی کے ساتھ اور خدا کا غضب ان کے غضب میں ہے"۔

(۲)۔ "والدین کے ساتھ نیکی انبیاءؑ سے ایک درجہ نیچے ہے اور عاقِ والدین ایک درجہ فرعونوں سے فاصلہ رکھتا ہے"۔

عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَ:

بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْبَارِّ دَرَجَةٌ وَبَيْنَ الْعَاقِّ وَالْفَرَاعِنَةِ دَرَكَةٌ۔[۲]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انبیاء اور نیک لوگوں میں ایک درجے کا فاصلہ ہے اور والدین کے عاق شدہ اور فرعونوں کے درمیان اور سرکشوں میں ایک درجہ کا فاصلہ ہے"۔

(۳)۔ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ أَكْبَرُ فَرِيضَةٍ۔[۳]

"والدین کے ساتھ نیکی بزرگ ترین فریضہ ہے"۔

(۴)۔ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ:

مَنْ يَضْمَنُ لِي بِرَّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةَ الرَّحِمِ أَضْمَنُ لَهُ كَثْرَةَ الْمَالِ وَ

کرے گا اس کے لئے میں ضامن ہوتا ہوں کہ اس کا مال عمر زیادہ ہوگی اور اپنے قبیلہ میں محبوب ہوگا"۔

(۵)۔ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قُلْتُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔[۲]

"منصور بن حازم کہتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا! کون سے اعمال بہتر ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

نماز اوّل وقت، ماں باپ کے ساتھ نیکی اور خدا کی راہ میں جہاد کرنا"۔

"حقِ مادر"

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: حَقُّ أُمِّكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهَا حَمَلَتْكَ حَيْثُ لَا يَحْمِلُ أَحَدٌ أَحَداً وَ أَعْطَتْكَ مِنْ ثَمَرَةِ قَلْبِهَا مَا لَا يُعْطِي أَحَدٌ أَحَداً وَ وَقَتْكَ بِجَمِيعِ جَوَارِحِهَا وَ لَمْ تُبَالِ أَنْ تَجُوعَ وَ تُطْعِمَكَ وَ تَعْطَشَ وَ تَسْقِيَكَ وَ تَعْرَى وَ تَكْسُوكَ وَ تَضْحَى وَ تُظِلَّكَ وَ تَهْجُرُ النَّوْمَ لِأَجْلِكَ وَ وَقَتْكَ الْحَرَّ وَ الْبَرْدَ لِتَكُونَ لَهَا فَإِنَّكَ لَا تُطِيقُ شُكْرَهَا إِلَّا بِعَوْنِ اللَّهِ وَ تَوْفِيقِهِ۔[1]

"امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

تمہاری ماں کا حق یہ ہے کہ تم جانو کس طرح اس نے تمہیں حمل کیا (پیٹ میں) کوئی بھی کسی کو حمل نہیں کرتا۔ اپنے میوہ دل سے تمہیں تغذیہ کیا۔ کوئی بھی اس طرح کسی پر لطف نہیں کرتا اور اپنے پورے وجود کے ساتھ تمہاری حفاظت کی اور اہمیت نہیں دی کہ خود بھوکی ہو اور تمہیں سیر کیا اور خود پیاسی رہی تمہیں پانی پلایا اور اپنے لئے لباس نہیں مگر تمہیں لباس دیا، خود دھوپ میں کھڑی رہی تمہارے لئے محبت کا سایہ بنایا، خود رنجیدہ رہی مگر تمہارے لئے آسائش فراہم کی اور تمہاری گرمی سردی میں حفاظت کی تاکہ تم اس سے ہو جاؤ یعنی (تم دنیا میں آسکو) تم جتنا بھی کرو مگر تم اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے مگر یہ کہ خدا کی مدد سے اس کی مدد کرو"۔

"حقِ پدر"

وَ أَمَّا حَقُّ أَبِيكَ فَأَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ أَصْلُكَ وَ أَنَّكَ لَوْلَاهُ لَمْ تَكُنْ فَمَهْمَا رَأَيْتَ فِي نَفْسِكَ مِمَّا يُعْجِبُكَ وَاعْلَمْ أَنَّ أَبَاكَ أَصْلُ النِّعْمَةِ عَلَيْكَ فِيهِ فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَ اشْكُرْهُ عَلَى قَدْرِ ذٰلِكَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔[1]

"اور تمہارے باپ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم جانو تمہارے وجود کا ریشہ بنیاد وہ ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تم بھی نہ ہوتے۔ بس جہاں پر بھی تم اپنے اندر کوئی چیز دیکھو جو پسندیدہ اور لائقِ تحسین و تعریف ہو تو جان لو اصل و ریشہ نعمت تمہارا باپ ہے۔ خدا کی حمد کرو اور اس کا اس نعمت پر شکر کرو۔ کوئی بھی قدرت و طاقت خدا کے علاوہ کسی پناہ میں نہیں ہے"۔

شعر:۔

ایک جواں نے ماں پر چیخ و پکار کی
اس کے دل میں اِک لہر اُٹھی آزار کی

جب ہوئی نا اُمید تو اُسے دِکھایا جھولا
کہا اے وعدہ شکن، سست تو اُسے بھولا؟

معلوم ہے جھولے میں تو کتنا ضعیف تھا
خود سے مکھی بھگانے سے بھی نحیف تھا

تو مکھی بھگانے سے رہا ہے کمزور

گرامی جان باپ کو عزت دو مادر کو

کفالت واجب ہے والد پر اسلام میں
خدا نے حوالے کیا اس کے، جاہ و خطر کو

بہشت تو ماؤں کے پیروں کے تلے ہے
ہمیشہ یاد رکھو اس قول پیغمبرؐ کو

لیکن شرط ہے اس کی جو اس کا در ہے
وہ والد ہے جو اصل میں ریشہ پسر ہے

ماں نے اپنی جان و روح سے تجھے شیر دیا
والد بھی لائے زندگی میں شہد و شکر کو

اس کا حسیں چہرہ بنے نجات رنج سے
لائے تیرے لئے سکوں سے مال و زر کو

تیری شیر سی دلیرانہ کرتا ہے پرورش
تیرے لئے رکھے سیدھا، کماں سی کمر کو

والد صبح سے شام تک کماتا ہے حلال
ماں کی نیند ملی ہے شام و سحر کو

پڑھ کر دیکھ "وبالوالدین احسانا" قرآن میں
مطیع بن کر مان جا رب اکبر کو

اگر چاہتا ہے کہ دنیا میں سرفراز بنے

"اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن میں"

قرآن میں ۲۲ جگہ صرف فعل امر جمع کی صورت میں آیا ہے کہ بعد از اطاعت خداوند اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگی اور ۶ بار فعل مضارع کی صورت میں آیا ہے۔

(۱). يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۔[۱]

(۲). مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ ۔[۲]

(۳). قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۔[۳]

(۴). يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۔[۴]

"کچھ آیات کی تفسیر"

(۱)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ:
"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" قَالَ: الْأَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَى أَنْ يَقُومَ السَّاعَةُ۔ ۱

"ابی بصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: مولا! اس آیہ میں:

"اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولی الامر کی اطاعت کرو"

"اولی الامر" کون ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ لوگ امام علیہ السلام کی وہ امام جو فرزندان علی و بتول علیہم السلام سے ہیں، اطاعت کریں"۔

(۲)۔ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ الْفَزَارِيُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَرْثِ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ الْجُعْفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ

اَلْحُسَيْنِ، ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْمَعْرُوفُ فِي اَلتَّوْرَاةِ بِالْبَاقِرِ، وَ سَتُدْرِكُهُ يَا جَابِرُ، فَإِذَا أَدْرَكْتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي اَلسَّلَامَ، ثُمَّ اَلصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ، ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى، ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ سَمِيِّي وَ كَنِيِّي حُجَّةُ اَللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَ بَقِيَّتُهُ فِي عِبَادِهِ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ذَلِكَ اَلَّذِي يَفْتَحُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى يَدَيْهِ مَشَارِقَ اَلْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا وَ ذَلِكَ اَلَّذِي يَغِيبُ۔[1]

"جابر کہتا ہے: جب سورہ النساء کی یہ آیت ۵۹ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: ہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو پہچان لیا مگر اولی الامر کون ہیں؟ جن کی اطاعت اللہ عزوجل نے ہم پر واجب فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! جو میرے بعد میرے جانشین اور خلیفہ ہیں، ان میں پہلے علی علیہ السلام، اس کے بعد حسن علیہ السلام ہیں اور اس کے بعد حسین علیہ السلام، اس کے بعد علی ابن الحسین علیہ السلام، اس کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی علیہ السلام، جو توریت میں "باقر" کے نام سے معروف ہیں، جن کو تم بہت جلد درک کرو گے جب اس کے ساتھ ملاقات کرو تو میرا اسلام پہنچانا۔ اس کے بعد جعفر بن محمد علیہ السلام، اس کے بعد موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام، اس کے بعد علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام، اس کے بعد محمد بن علی علیہ السلام (امام الجواد)، اس کے بعد علی بن محمد علیہ السلام (امام ہادی)، اس کے بعد حسن بن علی علیہ السلام، اس کے بعد وہ ہے جس کا نام میرے نام پر جس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی اور زمین میں حجت اللہ ہے اور اس کا بقیہ اللہ ہے۔ ابن الحسن صلوات اللہ وسلامہ۔

امام علیہ السلام پر ثابت قدم رکھے اور اس کے ایمان کی امامت پر حفاظت کرے"۔

جابر کہتا ہے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا شیعیان زمانہ غیبت میں اس سے بہرہ مند ہوں گے؟ فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا ہے، وہ لوگ (شیعہ) اس (امام زمانہؑ) کی غیبت سے بہرہ مند ہوں گے اور اس کی نورانی ولایت سے نورانی ہوں گے۔ اسی طرح جس طرح بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج سے بہرہ مند ہوتے ہیں، اے جابر اس مطلب کو چھپاؤ اور ہر کسی کے سامنے مت ظاہر کرو مگر اس کے جو اس کا اہل ہو۔

(۳)۔ عَنْ حُكَيْمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي مَنْ أُولِي الْأَمْرِ الَّذِينَ أَمَرَ اللّٰهُ بِطَاعَتِهِمْ فَقَالَ لِي: أُولَئِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرٌ أَنَا فَاحْمَدُوا اللّٰهَ الَّذِي عَرَّفَكُمْ أَئِمَّتَكُمْ وَ قَادَتَكُمْ حِينَ جَحَدَهُمُ النَّاسُ۔

"سلیم کہتا ہے! امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے بتائیے کہ اولی الامر کون ہیں کہ جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے؟

فرمایا: علی بن ابی طالب علیہ السلام، حسن و حسین علیہ السلام، علی ابن الحسین، محمد بن علی علیہ السلام، جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ بس خدا کی حمد کریں کہ اس نے تمہیں تمہارے آئمہ علیہم السلام کی معرفت کرائی۔ اس وقت جب لوگ ان کے منکر ہو چکے تھے (سنی) اور ان کی معرفت نہیں رکھتے تھے"۔

(۴)۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: اِحْذَرُوا عَلَى دِينِكُمْ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى

لِأَنَّهُمْ مَعْصُومُونَ مُطَهَّرُونَ لَا يَأْمُرُونَ بِمَعْصِيَتِهِ۔[1]

"سلیم بن قیس ہلالی کہتا ہے: امیر المومنین علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا:

اپنے دین کی حفاظت کرو، یہاں تک پہنچے فرمایا: جو گناہ کرتا ہے وہ خدا کی اطاعت نہیں کرتا، اور اسی طرح خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولی الامر کی اطاعت بھی وہی ہے، کیونکہ خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہ ہر عیب نقص سے پاک ہے۔ معصوم مطہر پاک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہ کا حکم نہیں دیں گے اور اسی طرح خدا نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ معصوم مطہر پاک، بے عیب و نقص ہیں اور وہ (لوگوں کو) گناہ اور نافرمانی کا حکم نہیں دیں گے، بس اولی الامر ایک کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ معصومین علیہم السلام ہوں گے"۔

(۵). عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قُلْتُ لِأَيِّ شَيْءٍ يُحْتَاجُ إِلَى النَّبِيِّ وَ الْإِمَامِ فَقَالَ لِبَقَاءِ الْعَالَمِ عَلَى صَلَاحِهِ وَ ذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِذَا كَانَ فِيهَا نَبِيٌّ أَوْ إِمَامٌ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ وَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ النُّجُومُ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَ أَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى أَهْلَ السَّمَاءِ مَا يَكْرَهُونَ وَ إِذَا ذَهَبَ أَهْلُ بَيْتِي أَتَى أَهْلَ الْأَرْضِ مَا يَكْرَهُونَ يَعْنِي بِأَهْلِ بَيْتِهِ الْأَئِمَّةَ الَّذِينَ قَرَنَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ طَاعَتَهُمْ بِطَاعَتِهِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ وَ هُمْ

يَعْمُرُ بِلَادَهُ وَبِهِمْ يُنْزِلُ الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَبِهِمْ تُخْرِجُ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ وَبِهِمْ يُمْهِلُ أَهْلَ الْمَعَاصِي وَلَا يُعَجِّلُ عَلَيْهِمْ بِالْعُقُوبَةِ وَالْعَذَابِ لَا يُفَارِقُهُمْ رُوحُ الْقُدُسِ وَلَا يُفَارِقُونَهُ وَلَا يُفَارِقُونَ الْقُرْآنَ وَلَا يُفَارِقُهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔[1]

"جابر کہتا ہے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا:

کیا وجہ ہے کہ لوگ پیغمبر اور امام کے محتاج ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس وجہ سے کہ جہان قائم رہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ خدائے متعال اس وقت تک کہ جب امام اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین میں ہوں، عذاب کو اہل زمین سے ہٹا دیتا ہے۔

جس طرح خدا قرآن میں فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

"خدا ان پر عذاب نہیں کرتا جب تک آپؐ ان کے درمیان ہو"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ستارے امان ہیں آسمان والوں کے لئے اور میرے اہل بیت علیہم السلام بھی زمین والوں کے لئے امان ہیں۔

فرمایا: بس جب ستارے ان کے درمیان سے اٹھا لئے جائیں، آسمان کے سر پر وہ چیز آئے گی جس سے وہ کراہت کرتے ہیں

اور جب میرے اہل بیت علیہم السلام زمین سے اُٹھ جائیں تو اہل زمین کے سر پر وہ چیز آئے گی جس سے وہ کراہت کرتے ہیں وہی آئمہ علیہم السلام کہ جن کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت سے ملایا ہے اور ان کی اطاعت واجب کی ہے اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے:

وہ معصوم علیہ السلام اور پاک مطہر ہیں، وہ گناہ، معصیت نہیں کرتے، ان کے واسطہ سے لوگوں کو روزی دی جاتی ہے اور انہی کے وسیلہ سے شہر آباد ہوتے ہیں اور انہی کے وسیلہ سے آسمان سے بارش ہوتی ہے اور انہی کے وسیلے سے زمین سے برکتیں نکلتی ہیں اور انہی کے وسیلے سے گناہگاروں کو مہلت ملتی ہے اور ان پر عذاب کی جلدی نہیں کی جاتی۔ روح القدس ان سے جدا نہیں ہوگا اور نہ ہی یہ روح القدس[1] سے جدا ہوں گے اور یہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے نہ قرآن ان سے جدا ہوگا"۔

(۱). عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ غَرَسَ اللّٰهُ لَهُ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ وَ مَنْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ غُرِسَتْ لَهُ شَجَرَةٌ وَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ غَرَسَ اللّٰهُ لَهُ شَجَرَةً وَ

---

[1]۔ (مترجم):۔ روح قدس سے مراد وہ فرشتہ ہے یا نورانی مخلوق ہے جو جبرائیل سے بڑا ہے جبرائیل نہیں ہے۔

اس کے بارے میں روایات صادر ہوئی ہیں ان میں سے دو کو نقل کرتا ہوں

(۱): بصائر الدرجات مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَعْدٍ الْإِسْكَافِ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليهما السلام يَسْأَلُهُ عَنِ الرُّوحِ أَ لَيْسَ هُوَ جَبْرَئِيلَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام جَبْرَئِيلُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوحُ غَيْرُ جَبْرَئِيلَ وَ كَرَّرَ ذٰلِكَ عَلَى الرَّجُلِ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ قُلْتَ عَظِيماً مِنَ الْقَوْلِ مَا أَحَدٌ يَزْعُمُ أَنَّ الرُّوحَ غَيْرُ جَبْرَئِيلَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام إِنَّكَ ضَالٌّ تَرْوِي عَنْ أَهْلِ الضَّلَالِ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه و آله أَتَى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ وَ الرُّوحُ غَيْرُ الْمَلَائِكَةِ۔

سعد اسکاف کہتا ہے: ایک شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ عزت پناہ میں آیا اور اس نے مولا علیہ السلام سے روح (قدس) کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ جبرائیل نہیں ہے؟

تو مولا علیہ السلام نے اس کو فرمایا: جبرائیلؑ ملائکہ میں سے ہے اور روح (قدس) جبرائیلؑ کے علاوہ (دوسری مخلوق) ہے۔

قُرَيْشٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّجَرَ لَنَا فِي الْجَنَّةِ كَثِيرٌ فَقَالَ نَعَمْ وَ لَكِنْ إِيَّاكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا عَلَيْهَا نَاراً فَتُحْرِقُوهَا وَ ذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ لَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ۔[1]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے ایک بار سبحان اللہ کہا خدا جنت میں اس کے لئے درخت لگائے گا۔

جس نے ایک بار الحمد للہ کہا، خدا اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگائے گا، کوئی لا الہ الا اللہ کہے خداوند اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگائے گا۔ اگر کوئی اللہ اکبر کہے خدا اس کیلئے جنت میں ایک درخت لگائے گا۔ ایک شخص (عمر بن خطاب) نے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ):۔

خداوند نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قرآن مجید میں فرمایا:

أَتَى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ۔

(سورہ النحل، آیات: ۱، ۲)

"اللہ کا امر آچکا ہے، اس میں عجلت طلبی نہ کرو۔ خدا منزہ ہے اور متعالی ہے اس سے جو اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں، جو ملائکہ کو نازل کرتا ہے روح کے ساتھ"۔

یہاں روح سے مراد وہ مخلوق ہے جو ملائکہ کے علاوہ ہے۔

(بحار الانوار، ج ۲۵ ص ۶۴)

(۲): قَالَ الصَّادِقُ ع فِي قَوْلِهِ: "وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي"۔

"اس آیت جو اللہ کا قول ہے (تجھ سے سوال کرتے ہیں روح کے بارے میں تو کہو روح میرے پروردگار کے امر کا جزء ہے)" میں مولا نے فرمایا:

قَالَ: هُوَ مَلَكٌ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ص وَ هُوَ مَعَ الْأَئِمَّةِ

"روح ایک فرشتہ ہے جو جبرائیل اور میکائیل سے بڑا ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور ان کے بعد آئمہ علیہم السلام

کے بارے خداوند فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ۔

"اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو خدا کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو۔ خبردار اپنے اعمال کو باطل نہ کرو"۔

(مؤلف اگر تو نے علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کی اطاعت کی تو وہ درخت تمہارے لئے ہوں گے ورنہ اس گرد کی طرح ہوں گے جو ہوا آئے گی اور ان کو اُڑا کر لے جائے گی۔ تمہارے اعمال ولایت و امامت امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے فرزندان کے بغیر کوئی اہمیت نہیں رکھتے)۔

(۱). رَأَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ع يَوْمَ افْتَتَحَ الْبَصْرَةَ وَ رَكِبَ بَغْلَةَ رَسُولِ اللَّهِ ص ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ اللَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَدِّثْنَا فَإِنَّكَ كُنْتَ تَشْهَدُ وَ نَغِيبُ فَقَالَ إِنَّ خَيْرَ الْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ اللَّهُ سَبْعَةٌ مِنْ وُلْدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا يُنْكِرُ فَضْلَهُمْ إِلَّا كَافِرٌ وَ لَا يَجْحَدُ بِهِ إِلَّا جَاحِدٌ فَقَامَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ سَمِّهِمْ لَنَا لِنَعْرِفَهُمْ فَقَالَ إِنَّ خَيْرَ الْخَلْقِ يَوْمَ يَجْمَعُهُمُ اللَّهُ الرُّسُلُ وَ إِنَّ أَفْضَلَ الرُّسُلِ مُحَمَّدٌ ص وَ إِنَّ أَفْضَلَ كُلِّ أُمَّةٍ بَعْدَ نَبِيِّهَا وَصِيُّ نَبِيِّهَا حَتَّى يُدْرِكَهُ نَبِيٌّ أَلَا وَ إِنَّ أَفْضَلَ الْأَوْصِيَاءِ وَصِيُّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ

شَرَّفَهُ وَ السِّبْطَانِ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ الْمَهْدِيُّ ع يَجْعَلُهُ اللّٰهُ مَنْ شَاءَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً۔

"اصبغ بن نباتہ حنظلی کہتا ہے:

امیر المومنین علیہ السلام کو روز فتح کے دن بصرہ میں دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر پر سوار تھے۔ اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں قیامت کے دن بہترین مخلوق کی خبر دوں؟ ابوایوب انصاری اُٹھے اور کہا: جی ہاں! یا امیر المومنین علیہ السلام خبر دیجیے کیونکہ آپؑ مقام شہود غیب کو جانتے ہیں (خود مقام غیب و شہود ہیں) فرمایا: بہترین خلق قیامت کے دن عبدالمطلب علیہ السلام کی اولاد سے سات لوگ ہیں۔ کوئی ان کی فضیلت کا منکر نہیں ہوتا مگر کافر۔ عمار بن یاسر نے کہا: امیر المومنین علیہ السلام ان کے نام ہمارے لئے بیان کریں: بہترین خلق روز قیامت اس دن خدا سب لوگوں کو جمع کرے گا جو انبیاء و رسول ہوں گے، سب سے برترین انبیاء و رسولوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے بعد بہترین خلق خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی اور جانشین ہیں اور ان کے بعد برترین خلق خدا شہداء ہیں۔ شہداء کے بعد برترین خلق خدا حمزہ بن عبدالمطلب جعفر بن ابی طالب علیہ السلام ہیں کہ خدا نے ان کو دو سبز پر ان کو دیئے ہیں اور جنت میں ان کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ اس امت میں ان کے علاوہ کسی کو دو پر عطا نہیں کئے گئے۔

خداوند نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرم کیا اور انہیں شرافت بخشی اور ان کے دونواسے حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو بھی اسی طرح شرافت بخشی کہ خدا نے مہدی علیہ السلام کو بھی ہم سے قرار دیا

(مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً)۔

قَالَ: اَلنَّبِيِّينَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ الصِّدِّيقِينَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ الشُّهَدَاءِ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ الصَّالِحِينَ الْأَئِمَّةُ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً الْقَائِمُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔[1]

"تفسیر قمی میں علی ابن ابراہیم قول خداوند کے بارے تفسیر بیان کرتے ہیں:

نبیین سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور صدیقین سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور شہداء سے مراد حسنین کریمین علیہم السلام ہیں، اور صالحین سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور "حسن اولئك رفيقا" سے مہدی آل محمد علیہ السلام ہیں"۔

"چار ولایتیں"

(۱)۔ ولایت مطلقہ کلیہ: یہ خدا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۲)۔ ولایت مطلقہ غیر کلیہ: یعنی باپ کی بیٹے پر ولایت۔

(۳)۔ ولایت کلیہ غیر مطلقہ فقیہ وجامع شرائط۔

(۴)۔ ولایت غیر مطلقہ وغیر کلیہ شوہر کی بیوی پر۔

ولایت الٰہیہ وحضرات معصومین علیہم السلام ان کے علاوہ باقی ولایتیں مطلق نہیں ہیں، حتیٰ ولایت فقیہ جامع شرائط بھی شرائط رکھتی ہے۔

کیا ہے اس کا حکم کیا وہ خود۔

اس کے علاوہ ولایت فقیہ علماء وفقہاء کے درمیان محل اختلاف ہے۔

عن الامام الصادقؑ: فَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ صَائِناً لِنَفْسِهِ حَافِظاً لِدِينِهِ مُخَالِفاً عَلَى هَوَاهُ مُطِيعاً لِأَمْرِ مَوْلَاهُ فَلِلْعَوَامِّ أَنْ يُقَلِّدُوهُ وَذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا بَعْضَ فُقَهَاءِ الشِّيعَةِ لَا جَمِيعَهُمْ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: فقہاء میں سے اپنے نفس کی گناہوں سے حفاظت کرنے والا ہو، اپنے دین کا محافظ ہو، اپنے مولا (خدا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام) کے امر کا مطیع ہو، عوام کے لئے ہے کہ ان کی تقلید کریں مگر یہ صفات سب فقہاء میں نہیں ہیں۔

باپ کی ولایت بیٹے کی طرف بھی مطلق نہیں ہے۔ اس شرط پر اطاعت واجب ہے کہ گناہ کا حکم نہ کریں، مشرک یا کافر نہ ہوں اور ترک واجب جیسے نماز، روزہ، حج۔۔۔۔ نہ کریں اور گناہ

مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔[1]

"اسکا کوئی دین نہیں جو خدا کی معصیت کرنے میں مخلوق کی اطاعت کرے"۔

لَا طَاعَةَ مَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔[2]

"خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں"۔

یعنی اگر کوئی شخص خود کو فقیہ جامع شرائط جانتا ہو، لوگوں کو معصیت خالق کا حکم دیتا ہو تو ایسے فقیہ کی اطاعت حرام ہے"۔[3]

وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔[4]

"یہ آیت اس سے مخاطب ہے جس کے ماں باپ مشرک ہوں"۔

(اگر تمہیں امر کیا کہ خدا کے لئے شریک قرار دو ان کی اطاعت نہ کرو)۔

---

[1]۔ عیون اخبار الرضا، ج ۲ ص ۴۳، بحار الانوار، ج ۷۰ ص ۳۹۳

[2]۔ من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۳ ص ۳۸۱

"فضائل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لسان امیر المومنین علیہ السلام سے"

امیر المومنین علیہ السلام کی زبان سے اس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمجید آئی ہے:

(۱)۔ حَتّٰی بَعَثَ اللّٰہُ مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہِ، شَہِیداً و بَشِیراً، وَ نَذِیراً، خَیرَ الْبَرِیَّۃِ طِفْلا، وَ اَنْجَبِہا کَہْلا، و أَطْہَرَ الْمُطَہَّرِینَ شِیمَۃً، وَأَجْوَدَ الْمُسْتَمْطَرِینَ دِیمَۃً۔[۱]

"یہاں تک کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا مبعوث کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپنے میں بہترین مخلوقات اور سن رسیدہ ہونے پر اشرفِ کائنات تھے۔ عادات کے اعتبار سے تمام پاکیزہ افراد سے زیادہ پاکیزہ اور بارانِ رحمت کے اعتبار سے ہر سحاب (بادل) رحمت سے زیادہ کریم اور جوّاد تھے۔

(۲)۔ وَ قَالَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ عَلَیہِ السَّلاَمُ : مَا بَرَأَ اللّٰہُ نَسَمَۃً خَیْراً مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہِ۔[۲]

"خدا نے کسی بندے کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل پیدا نہیں کیا"۔

(۳)۔ فَإِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہُ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہِ نَذِیراً لِلْعَالَمِینَ وَ مُہَیْمِناً عَلَی الْمُرْسَلِینَ۔[۳]

"خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین کے لئے نذیر اور رسولوں پر امین (امان دینے والا) مبعوث کیا"۔

(۴)۔ بِأَبِی أَنْتَ وَ أُمِّی اُذْکُرْنَا عِنْدَ رَبِّکَ وَ اجْعَلْنَا مِنْ بَالِکَ۔[۴]

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ: ۱۰۵

۲۔ کافی

حامی و بازو قرار دیں"۔

(۵)۔ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَ الْإِنْبَاءِ وَ أَخْبَارِ السَّمَاءِ۔[1]

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کو غسل دے رہے تھے تو فرمایا:

میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ حقیقتاً آپؐ کے جانے سے نبوت اور اخبار آسمان (طبق وحی) قطع ہوگئی، وہ جو آپؐ کی موت کے علاوہ کسی اور کی موت سے قطع نہیں ہوتی تھی"۔

(۶)۔ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ۔[2]

"فرمایا: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں"۔

(۷)۔ كنت مع النبيّ صلّى الله عليه و آله و سلّم بمكّة فخرجنا في بعض نواحيها خارجا من مكّة بين الجبال و الشجر فلم نمرّ بجبل و لا شجر إلاّ قال: السّلام عليك يا رسول الله۔[3]

"فرمایا: میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا، وہاں سے نکلے صحراؤں کی طرف پہاڑوں کی طرف پتھر استقبال نہیں کرتے تھے مگر کہتے تھے:

السلام عليك يا رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

(۸)۔ اِخْتَارَهُ مِنْ شَجَرَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَ مِشْكَاةِ الضِّيَاءِ وَ ذُؤَابَةِ الْعَلْيَاءِ وَ سُرَّةِ الْبَطْحَاءِ وَ مِصْبَاحِ الظُّلْمَةِ وَ يَنَابِيعِ الْحِكْمَةِ۔[4]

"اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء کے شجرے روشنی کے مرکز (آلِ ابراہیمؑ)، بلندی کی جبیں (قریش)، بطحاء کی ناف (مکہ) اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں سے منتخب کیا"۔

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ: ۲۳۵

[2]۔ [illegible] ج۲ ص۲۱۰، بحار الانوار، ج۳۷ ص۲۸۳

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَما کانَتْ اِلاّ ساعَةً وَاِذا بِوَلَدِیَ الْحَسَنِ علیہ السلام قَدْ اَقْبَلَ وَقالَ السَّلامُ عَلَیْكِ یا اُمّاهُ فَقُلْتُ وَعَلَیْكَ السَّلامُ یا قُرَّةَ عَیْنی وَثَمَرَةَ فُؤادی۔

"بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ میرا بیٹا حسن علیہ السلام آیا اور کہا: میری ماں آپؑ پر سلام ہو۔ میں نے جواب دیا: میری آنکھوں کی روشنی تم پر بھی سلام ہو"۔

"لغت ساعت":۔

"وقت" کے معنی میں۔

چوبیس گھنٹوں کا ایک جز، روز وشب کا ایک جز، ساٹھ منٹ کو بھی ساعت کہتے ہیں اور گھڑی کو بھی ساعت کہتے ہیں جس کے ذریعے وقت کو معلوم کرتے ہیں۔[1]

---

[1]۔ "الساعۃ" ابھی یہ وقت، وقت حاضر۔۔۔(فرہنگ عمید)۔

"ساع الشیء سوعا"، فاسد اور ضائع ہوا، زائل ہوا، "ساوع الرجل" انتقال ہوا، اس وقت سے اس وقت تک، ساعات وسارے وقت، جمع "ساعۃ" اور وہ وقت جب قیامت برپا ہوگی ہلاک ہونے والے۔

الساعۃ: اس وقت میں سے جو قیامت سے تعبیر ہوا ہے: اِقْتَرَبَتِ السّاعَةُ" (سورہ القمر: آیت: ۱)۔

"یَسْأَلُونَكَ عَنِ السّاعَةِ"۔ (سورہ الاعراف۔ آیت: ۱۸۷)۔

"وَعِنْدَهُ عِلْمُ السّاعَةِ"۔ (سورہ الزخرف، آیت: ۸۵)۔

قیامت بھی جلدی میں حساب کی وجہ سے ساعت کے ساتھ استعمال ہوا جیسا ارشاد ...

"لفظ "ساعت" قرآن میں"

لفظ "ساعت" قرآن میں ۴۹ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ ۔[۱]

(۲)۔ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ۔[۲]

(۳)۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ۔[۳]

(۴)۔ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ۔[۴]

"لغت ولدی":۔

ولد واؤ اور لام پر فتح کے ساتھ فرزند کی معنی اولاد جمع ولد ہے۔[۵]

۱۔ سورہ الاعراف، آیت: ۱۸۷

۲۔ سورہ یونس، آیت: ۴۹

۳۔ سورہ یونس، آیت: ۴۵

۴۔ سورہ الاحزاب، آیت: ۶۳

۵۔ "ولدت المرئة۔۔۔۔ عورت نے بچہ جنا

"ولدت الارض المبارك۔۔۔۔ زمین نے گھاس اُگایا

"ولد قرآن میں"

لفظ "ولد" قرآن میں اپنے مشتقات کے ساتھ تقریباً ۱۰۲ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ [۱]

(۲)۔ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ [۲]

(۳)۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔ [۳]

(۴)۔ لَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ۔ [۴]

(۵)۔ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ [۵]

"فأقبل" کے لغوی معنیٰ:۔

آگے آنا، کسی چیز کو آگے لانا، دولت کو لانا، بخت کو لانا۔ [۶]

"أقبل قرآن میں":۔

کلمہ "أقبل" قرآن میں تمام مشتقات کے ساتھ تقریباً ۳۱۴ مرتبہ آیا ہے۔

۱۔ سورہ الانفعال، آیت: ۲۸

۲۔ سورہ مریم، آیت: ۱۵

۳۔ سورہ مریم، آیت: ۳۳

۴۔ سورہ منافقون، آیت: ۹

۵۔ سورہ تغابن، آیت: ۱۵

۶۔ قبل، آگے، اس کی ضد "پیچھے" ہے۔ قبل جانب طرف اور طاقت۔ قوت کی معنی میں بھی آتا ہے۔ قبل آگے کسی چیز

(۲)۔ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ۔ [۱]

(۳)۔ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ۔ [۲]

(۴)۔ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ۔ [۳]

(۵)۔ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا۔ [۴]

"لغت ام" کے معنی ہر شے کی اصل۔

"اُم: قرآن میں":۔

لفظ "اُم" قرآن میں ۸۵ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ۔ [۵]

(۲)۔ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا۔ [۶]

(۳)۔ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ۔ [۷]

(۴)۔ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ۔ [۸]

(۵)۔ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ۔ [۹]

۱۔ سورہ القصص، آیت: ۳۱

۲۔ سورہ الصافات، آیت: ۲۷

۳۔ سورہ القلم، آیت: ۳۰

۴۔ سورہ یوسف، آیت: ۷۱

۵۔ سورہ نور، آیت: ۴

۶۔ سورہ آل عمران، آیت: ۷

۷۔ سورہ الانعام، آیت: ۹۲

"توضیح اور تفصیل"

"اولاد حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا":۔

امیر المومنین علیہ السلام اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی اولاد ۵ لوگوں پر منحصر تھی۔ دو بیٹے بنام حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور دو بیٹیاں بنام زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا و اُم کلثوم سلام اللہ علیہا۔

اور ایک بیٹا جن کو شکم میں شہید کر دیا گیا محسن علیہ السلام۔ ا

تعداد اولاد امیر المومنین علیہ السلام میں اختلاف ہے کہ کل کتنی اولادیں تھیں۔

شیخ مفید نے مولا علی علیہ السلام کی اولادوں کی تعداد ۲۸ بیان کی ہے اور یہی مشہور روایت ہے۔

(۱)۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سب سے بڑے بیٹے۔

(۲)۔ امام حسین علیہ السلام۔

(۳)۔ حضرت محسن علیہ السلام۔

(۴)۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا۔

(۵)۔ حضرت اُم کلثوم سلام اللہ علیہا۔

(۶)۔ محمد بن حنفیہ۔ جن کی والدہ خولہ بنت جعفر قیس بن الحنفیہ ہیں، کنیت ابو القاسم امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے بعد تھے، ۶۵ سال کی عمر میں ۸۱ ھ میں وفات پائی اور ولادت ۱۶ ھ میں، جماعت کیسانیہ والے ان کو مہدی آخر الزماں علیہ السلام مانتے ہیں اور کہتے ہیں کوہ رضوی میں (یمن میں) غائب ہو گئے ہیں۔

(۷)۔ حضرت ابا الفضل العباس علیہ السلام۔

(۸)۔ جعفر

(۱۰)۔ عبداللہ۔ یہ چار بزرگوار بی بی اُم البنین بنت حزام بن خالد سے ہیں۔ یہ چار بزرگوار کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی مدد کرتے شہید ہوئے۔

(۱۱)۔ یحییٰ بن علی علیہ السلام۔ جن کی والدہ ماجدہ اسماء بنت عمیس ہیں۔

(۱۲)۔ محمد اصغر۔ جن کی کنیت ابوبکر ہے۔[1]

(۱۳)۔ عبیداللہ۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود الدارمیہ التیمیہ تھیں۔

یہ دو بھی کربلا میں شہید ہوئے۔

(۱۴)۔ عمر اطرف۔

(۱۵)۔ رقیہ ہے دونوں جڑواں تھے۔

ان کی والدہ ماجدہ اُم حبیبہ بنت ربیعہ تھیں۔ "تذکرہ سبط بن جوزی" میں کہا ہے کہ عمر اطرف نے ۵۸ سال زندگی پائی اور امیر المومنین علیہ السلام کی وراثت سے آدھی وراثت پائی اور اسماء بنت عقیل بن ابی طالب علیہ السلام سے شادی کی اور ان سے محمد موسیٰ اُم حبیب دنیا میں آئے اور امیر المومنین علیہ السلام کے بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے اور سب اولادوں کے دنیا سے جانے کے بعد دنیا سے گئے۔

نسل امام علی علیہ السلام ان پانچ بیٹوں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، محمد حنفیہ، ابا الفضل العباس اور عمر اطرف سے چلی، اور ان کو عمر اطرف اسی لئے کہتے ہیں۔ ان کا شجرہ اور سلسلہ نسب صرف امیر المومنین علیہ السلام کی سے جڑتا ہے جبکہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی نسب (نسل) سے نہیں۔

لیکن عمر بن علی بن حسین امیر المومنین علیہ السلام اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی نسل سے تھے اور ان کا شجرہ اور سلسلہ نسب دونوں طرف سے ملتا ہے، اِسی شرافت اور شرف کی وجہ سے ان

(۱۸)۔ نفیسہ۔ کنیت اُم کلثوم صغریٰ تھی، زوجہ کثیر بن عباس بن عبدالمطلب ہیں۔

(۱۹)۔ زینب الصغریٰ زوجہ محمد بن عقیل۔

(۲۰)۔ رقیہ الصغریٰ زوجہ عبدالرحمٰن بن عقیل تھیں۔

(۲۱)۔ اُم ہانی زوجہ عبداللہ بن عقیل۔

(۲۲)۔ امام زوجہ صلت بن عبداللہ بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب تھیں۔

(۲۳)۔ فاطمہ زوجہ محمد بن سعید بن عقیل ہیں۔

(۲۴)۔ خدیجہ زوجہ عبدالرحمٰن بن عقیل ہیں۔

(۲۵)۔ میمونہ زوجہ عبداللہ الاکبر بن عقیل ہیں۔

(۲۶)۔ اُم الکرامہ۔

(۲۷)۔ جمانہ۔

(۲۸)۔ اُم سلمہ۔ یہ مختلف ماؤں سے تھیں۔

(۲)۔ اُمات و اُمہات جمع "اُمّ"۔

عربی زبان میں اُمّہات انسانوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ امات دوسری چیزوں کے ساتھ جیسے:: اُم الخبائث: شراب، اُم القریٰ: مکہ، اُم الکتاب: سورہ فاتحہ، یا تمام قرآن، اُم النجوم: کہکشاں، اُم البیض: شتر مرغ، اُم الشفائف: بیابان، اُم جندب: ظلم بیدادگری، اُم جیش: لشکر کا پرچم، اُم خشاب: سختی، اُم الدمام: دماغ کی کھال، اُم الراس: دماغ، اُم جستار، اُم صبور: بلا سخت جنگ، اُم الصبیان۔ یہ ایک قسم کی اصطلاح ہے اور ایک خاص بیماری ہے جو مرگی کی طرح ہوتی ہے اور نئے پیدا ہونے والے بچے کو لاحق ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔

"حمل سے لیکر پیدائش تک کے مراحل کے بارے میں"

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حاملہ عورت میوہ کھائے تا کہ اس کا بچہ خوشبو تر اور فرزند صاف ہو"۔

فرمایا: بچہ پیدا کرنے والی عورت رطب تازہ کھجور کھائے جس طرح خدا نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو رطب کھانے کا حکم دیا۔

وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔

"اے مریم! درخت کی جڑ کو حرکت دو تا کہ اس سے تمہارے لئے تازہ رطب نیچے گرے"۔

کسی نے کہا: اگر اس وقت رطب نہ ہو تو کیا کرے۔ فرمایا: ۹ دانہ خشک کھجور مدینہ کے کھائے، اگر وہ نہ ہو جو کھجور ملے وہ کھائے۔

فرمایا: میری عزت وجلالت کی قسم! جو عورت ولادت کے بعد کھجور کھائے گی میں اس کے بچے کو بردبار کردوں گا۔

دوسری معتبر روایات میں آیا ہے امیر المومنین علیہ السلام سے نقل ہے، عورتوں کو ولادت کے بعد خرمائی برنی (کھجور کی ایک قسم ہے) کھلائیں تو بچہ ہوشیار اور بردبار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل ہے کہ فرمایا:

"حاملہ عورتوں کو کندر کھلائیں، بیشک بچہ جو پیٹ میں ہے اگر کندر غذا ہو تو اس کا دل محکم اور عقل زیادہ ہوتی ہے، اگر بیٹا ہوگا بہادر ہوگا اگر بیٹی ہوگی سرین بزرگ ہوگی"۔

امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے:

کان میں اقامت تو اس پر جنوں کی طرف سے نقصان نہیں پہنچے گا اور دیوانہ نہیں ہوگا"۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بچے کے دہن میں آبِ فرات ڈالیں اور اس کے بائیں کان میں اقامت کہیں اس سے پہلے کہ اس کی ناف قطع کریں اس حال میں اسے بالکل ڈر نہیں ہوگا اور جنات اس کو نقصان نہیں پہنچائیں گے اور دیوانہ نہیں ہوگا"۔

اور فرمایا:

"بچے کو تربت امام حسین علیہ السلام کھلائیں۔ اگر فرات کا پانی نہ ہو تو بارش کا پانی پلائیں اور تربت امام حسین علیہ السلام کھلائیں"۔

امیر المومنین علیہ السلام سے نقل ہے:

"بچے کے دہن کو کھجور سے اٹھائیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے اس طرح کیا"۔

"بچوں کا نام رکھنا"

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "ناموں میں سے بہترین نام محمدؐ ہے اور وہ جو خدا کی بندگی پر دلالت کرے، مثلاً عبداللہ اور بہترین نام نبیوں کے نام ہیں"۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "شکم میں ہی بچے کا نام رکھ لو، اگر نام نہیں رکھا اور سقط ہو گیا تو قیامت میں اپنے باپ سے کہے گا میرا نام کیوں نہیں رکھا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرزند حضرت زہرا سلام اللہ علیہا محسن علیہ السلام کا نام شکم میں ہی رکھ دیا تھا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: "پہلی نیکی جو باپ اپنے بچے سے کرتا ہے وہ اچھا نام ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "جس کے چار بیٹے ہوں اور ان میں سے ایک کا نام بھی میرے نام پر نہ ہو، اس نے میرے ساتھ جفا کی ہے"۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل ہے: "جس گھر میں محمدؐ، احمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، جعفرؑ، طالبؑ، عبداللہؑ یا فاطمہؑ نام ہوں اس گھر میں غربت داخل نہیں ہوگی"۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہے فرمایا: "بیشک اگر شیطان سنے کہ کسی نے اپنے بچے کا نام محمدؐ یا علیؑ رکھا ہے، وہ چیختا ہے اور کمزور ہو جاتا ہے"۔

اور اگر کسی کو دشمنان اہل بیت علیہم السلام کے نام سے پکارا جائے تو شیطان خوش ہوتا ہے اور فخر کرتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: خداوند نے مجھے بیٹا دیا ہے، امام علیہ السلام نے فرمایا: مبارک ہو اس کا نام کیا رکھا ہے؟

کہا محمد۔ امام علیہ السلام نے سر کو زمین کی طرف کیا اور جھکے اور محمد محمد کہتے جاتے تھے، نزدیک تھا

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"کیونکہ اسکا نام مبارک رکھا ہے اسکو گالی نہ دینا، اس کو نہ مارنا اور اسے اذیت نہ دینا۔ جان لو کوئی گھر ایسا نہیں جس میں نام محمدؐ ہو مگر یہ کہ خدا اس گھر کو مقدس اور پاک کرتا ہے"۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند نام رکھنے سے منع کیا":۔

ناموں میں سے حکم، حکیم، خالد، مالک رکھنے سے منع فرمایا اور فرمایا:

دشمن ترین نام خدا کے نزدیک حارث، مالک اور خالد ہے اور چار کنیت سے منع کیا ہے۔ ابوعیسیٰ، ابوالحکم، ابو مالک اور ابوالقاسم۔ ابوالقاسم اس وقت منع ہے جب نام محمدؐ ہو کیونکہ یہ نام اس کنیت کے ساتھ صرف پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔

"تعیین نام":۔

"فقہ الرضاؑ" میں آیا ہے کہ بچے کے ساتویں دن اس کا نام تعیین کریں۔

غسل دینا ولادت کے وقت سنت مؤکدہ ہے اور قصد قربت کی نیت سے غسل دے۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

حَقُّ اَلْوَلَدِ عَلَى اَلْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اِسْمَهُ وَ يُحَسِّنَ أَدَبَهُ وَ يُعَلِّمَهُ اَلْقُرْآنَ۔[2]

"بچے کا حق باپ پر یہ ہے کہ باپ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو نیک ادب کرے اور اس کو قرآن کی تعلیم دے"۔

"عقیقہ سر منڈھوانا":۔

عقیقہ:۔

جو صاحب حیثیت ہو اس پر سنت مؤکدہ ہے اور بعض علماء اس کو واجب جانتے ہیں، البتہ بہتر ہے ساتویں دن واقع ہو۔ اگر تاخیر کی جائے بالغ ہونے تک باپ پر سنت مؤکدہ ہے اور بالغ

اور بہت سی روایات میں آیا ہے عقیقہ میں امان ہے۔ اگر عقیقہ انجام نہیں دیتا، موت یا دوسری بلاؤں اور بیماریوں میں مبتلا ہو جائے گا۔

حتی امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: اگر بچہ ساتویں دن مر جائے کیا اس کا عقیقہ لازم ہے؟ فرمایا: اگر ظہر سے پہلے مر جائے تو عقیقہ نہیں، اگر ظہر کے بعد مرے تو عقیقہ ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ساتویں روز نام رکھیں، عقیقہ کریں اور سر تراشیں اور سر کے بالوں کا وزن کر کے اس کے برابر چاندی صدقہ کریں، ران دائی کو دیں اور باقی حصہ لوگوں کو دیں۔

حدیث میں آیا ہے ہر وقت بیٹا یا بیٹی متولد ہو، ساتویں دن بکرہ یا اونٹ عقیقہ کریں اور نام رکھیں اور سر کو تراشیں اور بالوں کے وزن کے مطابق صدقہ دیں۔

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا:

حسنین علیہم السلام کے دنیا میں آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کانوں میں اذان کہی اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا اور بکرے کی ران ایک اشرفی کے ساتھ دائی کو دی۔

عقیقہ کے وقت ہے دعا پڑھی جائے (اونٹ بکرہ یا بھیڑ کے ذبح کرتے وقت)۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَقِيقَةٌ عَنْ فُلَانٍ لَحْمُهَا بِلَحْمِهِ وَ دَمُهَا بِدَمِهِ وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ وِقَاءً لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ۔[1]

"ختنہ":۔

لڑکوں کا ساتویں دن ختنہ کرنا سنت مؤکدہ ہے اس کے بعد سنت ہے بالغ ہونے تک اور بالغ ہونے کے بعد خود پر واجب ہے۔[2]

"ولادتِ امام حسن علیہ السلام"

وُلِدَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْمَدِينَةِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ- عَامَ أُحُدٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَ قِيلَ سَنَةَ اِثْنَتَيْنِ وَ جَاءَتْ بِهِ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ مَوْلِدِهِ فِي خِرْقَةٍ مِنْ حَرِيرِ الْجَنَّةِ وَ كَانَ جَبْرَئِيلُ نَزَلَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَسَمَّاهُ حَسَناً وَ عَقَّ عَنْهُ كَبْشاً۔[1]

"شیخ مفید اپنی کتاب "ارشاد" میں کہتے ہیں: امام امیر المومنین علیہ السلام کے بعد ان کے بڑے بیٹے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام امام اور رہبر ہیں جو فرزند سیدہ نساء العالمین فاطمہ بنت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ جمعہ کے دن ۱۵ ماہ رمضان کی شب تین ہجری مدینہ میں دنیا میں آئے۔ ساتویں دن بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا ایک ریشمی جنتی کپڑے جو جبرائیلؑ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا، میں لپیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی یادگار کو دائیں ہاتھ میں اٹھا کر ان کا نام حسن علیہ السلام رکھا اور ایک بکرہ ان کے لئے عقیقہ کیا"۔

ابن بابویہ بھی امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتا ہے فرمایا:

"جب امام حسن علیہ السلام متولد ہوئے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: اس بچہ کا نام تعیین کریں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اپنے بچے کا نام رکھنے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبقت نہیں کروں

میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اس کو زرد رنگ کے کپڑے میں نہ لپیٹنا، پھر زرد رنگ (پیلے رنگ) کے کپڑے کو ہٹا کر، سفید کپڑے میں لپیٹا۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک امام حسن علیہ السلام کے دہن میں دی اور امام حسن علیہ السلام لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوسنے لگے۔

اس عمل کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے کہا:

میں نے اس بچہ کا نام رکھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبقت نہیں کی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بچے کا نام کیا رکھا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نام رکھنے میں خدا سے سبقت نہیں کروں گا۔

لہٰذا خدائے حکیم نے جبرائیل کو فرمایا:

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر بچہ آیا ہے، تم زمین کی جانب جاؤ، میرا اسلام پہنچانا اور میری طرف سے مبارک باد کہنا اور اس کے بعد کہنا: علی ابن ابی طالب علیہ السلام تمہارے لئے ہارون کی مثل موسیٰؑ کے لئے ہے۔ ہارون کے بیٹے کے نام پر اس مولود کا نام رکھو۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہارون کے بیٹوں کے نام کیا تھے؟

جبرائیل نے کہا: شبر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری زبان عربی ہے۔

جبرائیل نے کہا: اس بچے کا نام حسن رکھیں، لہٰذا حسنؑ نام رکھا گیا جو بمعنی شبر ہے۔

"ولادت امام حسین علیہ السلام"

ہفتہ کے دن تین شعبان کو چار ہجری مدینہ طیبہ میں امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

شیخ طوسی امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا:

"جب امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا: میرے بیٹے حسین علیہ السلام کو لاؤ۔

اسماء کہتی ہے: میں نے امام حسین علیہ السلام کو سفید کپڑے میں لپیٹا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لیا اور اپنے دامن میں رکھا، دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام کو بوسہ دیا اور گریہ کیا اور فرمایا: تم پر بہت بڑی مصیبت آئے گی، خدا تمہارے قاتل پر لعنت کرے۔ اس کے بعد اسماء سے فرمایا: یہ خبر بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو نقل نہ کرنا۔

جب ساتواں دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور فرمایا: میرے حسین علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ اور پھر میں امام حسین علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئی۔ عقیقہ میں بکرہ کیا۔ ایک ران دائی کو دی۔ عقیقہ کے بعد حکم دیا: سر امام حسین علیہ السلام کو تراشیں اور بالوں کے وزن کے مطابق چاندی صدقہ دیں۔

خلوق (یہ خوشبو کی ایک قسم ہے) سر پر لگائی۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کو گود میں اٹھایا اور فرمایا: یا ابا عبداللہ! تمہارا قتل ہو جانا میرے لئے بہت ناگوار ہے اور یہ فرما کر شدید گریہ کیا۔

اسماء بنت عمیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ یہ

شہید کریں گے۔ خدا تیری شفاعت ان کو نصیب نہ کرے۔ تیرے حسین علیہ السلام کو وہ قتل کرے گا جو دین میں رخنہ ڈالے گا اور خدائے برتر اور عظیم کے ساتھ کفر کرے گا (کافر ہو جائے گا)۔[1]

"حسنؑ نام کیوں رکھا گیا":۔

جَابِرٌ قَالَ اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ: سُمِّیَ اَلْحَسَنُ حَسَناً لِأَنَّ بِإِحْسَانِ اَللّٰہِ قَامَتِ اَلسَّمَاوَاتُ وَ اَلْأَرَضُونَ وَ اُشْتُقَّ اَلْحُسَیْنُ مِنَ اَلْإِحْسَانِ وَ عَلِیٌّ وَ اَلْحَسَنُ اِسْمَانِ مِنْ أَسْمَاءِ اَللّٰہِ تَعَالَی وَ اَلْحُسَیْنُ تَصْغِیرُ اَلْحَسَنِ عِمْرَانُ بْنُ سَلْمَانَ وَ عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ قَالَا: اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَیْنُ اِسْمَانِ مِنْ أَسَامِی أَھْلِ اَلْجَنَّۃِ وَ لَمْ یَکُونَا فِی اَلدُّنْیَا۔[2]

"جابر سے نقل ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام حسن علیہ السلام کا نام حسن رکھا گیا کیونکہ خدا کا احسان زمین آسمان پر برپا ہوا ہے۔ حسین علیہ السلام احسان سے مشتق ہے علی علیہ السلام اور حسن علیہ السلام یہ دونوں خداوند کے ناموں میں سے ہیں۔ حسین علیہ السلام حسن علیہ السلام کا مصغر ہے۔

عمران اور عمرو بن ثابت سے نقل کرتا ہے: کہا کلمہ حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام دو نام جنت کے ناموں میں سے ہیں۔ اس سے پہلے دنیا میں یہ نام نہیں تھے۔

ابن آشوب اپنی "مناقب" میں لکھتا ہے:

مجنون سے کہا: امام حسن علیہ السلام افضل ہیں یا امام حسین علیہ السلام۔

کہا: امام حسن علیہ السلام کیونکہ خدائے متعال قرآن میں فرماتا ہے:

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ۔[3]

"فضائل امام حسن و حسین علیہم السلام"

(۱)۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ خَیْرُ أَھْلِ الارض بَعْدِی وَ بَعْدَ أَبِیھِمَا وَ أُمُّھُمَا أَفْضَلُ نِسَاءِ أَھْلِ الْأَرْضِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام اور علی علیہ السلام اہل زمین کے بہترین فرد ہیں اور ان کی والدہ سلام اللہ علیہا زمین کی عورتوں کی سردار ہے"۔

(۲)۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ وَ أَمَّا الْحَسَنُ فَإِنَّہُ اِبْنِی وَ وَلَدِی وَ مِنِّی وَ قُرَّۃُ عَیْنِی وَ ضِیَاءُ قَلْبِی وَ ثَمَرَۃُ فُؤَادِی وَ ھُوَ سَیِّدُ شَبَابِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْأُمَّۃِ أَمْرُہُ أَمْرِی وَ قَوْلُہُ قَوْلِی مَنْ تَبِعَہُ فَإِنَّہُ مِنِّی وَ مَنْ عَصَاہُ فَلَیْسَ مِنِّی وَ إِنِّی لَمَّا نَظَرْتُ إِلَیْہِ تَذَکَّرْتُ مَا یَجْرِی عَلَیْہِ مِنَ الذُّلِّ بَعْدِی فَلَا یَزَالُ الْأَمْرُ بِہِ حَتَّی یُقْتَلَ بِالسَّمِّ ظُلْماً وَ عُدْوَاناً فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَبْکِی الْمَلَائِکَۃُ وَ السَّبْعُ الشِّدَادُ لِمَوْتِہِ وَ یَبْکِیہِ کُلُّ شَیْءٍ حَتَّی الطَّیْرُ فِی جَوِّ السَّمَاءِ وَ الْحِیتَانُ فِی جَوْفِ الْمَاءِ۔[2]

"اور فرمایا: حسن علیہ السلام وہ میرا بیٹا، میرا ٹکڑا اور آنکھوں کا نور ہے اور میرے دل کا نور ہے، میرے دل کا میوہ ہے اور جنت کے جوانوں کا سردار ہے۔ امت پر خدا کی حجت ہے، اس کا امر میرا امر ہے، اس کی گفتار میری گفتار ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی وہ مجھ سے، جس نے اس کی نافرمانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔ جب میں اس کو دیکھتا ہوں مجھے اس

کریں گے اور ہر چیز گریہ کرے گی حتیٰ پرندے ہوا میں اور مچھلیاں سمندر میں"۔

(۲)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي جَبَلٍ أَظُنُّهُ حَرَى أَوْ غَيْرَهُ وَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ وَ أَنَسٌ حَاضِرٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَ حُذَيْفَةُ يُحَدِّثُ بِهِ إِذْ أَقْبَلَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَمْشِي عَلَى هُدُوءٍ وَ وَقَارٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَالَ إِنَّ جَبْرَئِيلَ يَهْدِيهِ وَ مِيكَائِيلُ يُسَدِّدُهُ وَ هُوَ وَلَدِي وَ الطَّاهِرُ مِنْ نَفْسِي وَ ضِلْعٌ مِنْ أَضْلَاعِي هَذَا سِبْطِي وَ قُرَّةُ عَيْنِي بِأَبِي هُوَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قُمْنَا مَعَهُ وَ هُوَ يَقُولُ لَهُ أَنْتَ تُفَّاحَتِي وَ أَنْتَ حَبِيبِي وَ مُهْجَةُ قَلْبِي وَ أَخَذَ بِيَدِهِ فَمَشَى مَعَهُ وَ نَحْنُ نَمْشِي حَتَّى جَلَسَ وَ جَلَسْنَا حَوْلَهُ نَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ لَا يَرْفَعُ بَصَرَهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي هَادِياً مَهْدِيّاً هَذَا هَدِيَّةٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ لِي يُنَبِّئُ عَنِّي وَ يُعَرِّفُ النَّاسَ آثَارِي وَ يُحْيِي سُنَّتِي وَ يَتَوَلَّى أُمُورِي فِي فَعْلِهِ يَنْظُرُ اللّٰهُ يُحْيِي سُنَّتِي وَ يَتَوَلَّى أُمُورِي فِي فَعْلِهِ يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ فَيَرْحَمُهُ رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ عَرَفَ لَهُ ذَلِكَ وَ بَرَّنِي فِيهِ وَ أَكْرَمَنِي فِيهِ۔[1]

"حذیفہ بن یمانی کہتا ہے: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پہاڑ پر تھے اور شاید وہ پہاڑ کوہ حرا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان اور مولا علی علیہ السلام اور مہاجرین وانصار کی جماعت تھی اور انس بھی اس حدیث کے وقت حاضر تھا اور حذیفہ

ہیں، اس کو اسوار کر رہے ہیں۔ وہ میرا بیٹا ہے، پاک وطاہر ہے، میرا امام، میری ہدایت اور میرا پہلو ہے، میرا نواسہ اور آنکھوں کا نور ہے، میرا باپ اس پر فدا ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے، ہم سب بھی اُٹھے اور کہہ رہے تھے:

اے حسن علیہ السلام! (میرے ثمر)، میری روح وجان، تم میرے حبیب ہو ان کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ساتھ چلنے لگے۔ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلنے لگے۔ یہاں تک کہ بیٹھے۔ ہم بھی ان کے اطراف میں بیٹھے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نگاہ کر رہے تھے جو حسن علیہ السلام سے نگاہ نہیں ہٹا رہے تھے۔

اس کے بعد فرمایا: جلدی اس کو شہید کریں گے، یہ خود ہادی اور ہدایت یافتہ ہے اور یہ خداوند عالم کی طرف سے ہدیہ ہے میرے لئے میری طرف سے خبر دے گا، میری روایات اور اقوال کو لوگوں سے نقل (بیان) کرے گا، لوگوں کو سمجھائے گا اور میری سنت کو پہنچائے گا اور روش کو زندہ کرے گا۔ میرے امور کا متولی اور جاری کرنے والا ہے۔ خداوند اس کو دیکھتا ہے، اس پر رحمت کرتا ہے۔ خداوند اس پر رحمت کرے جو اس کے حق کو پہچانے میرے لئے اس کے حق میں نیکی کرے اور میری وجہ سے اس کی عزت کرے"۔

(۴)۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ اَلْحَسَنُ سَیِّدُ شَبَابِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ۔[1]

"حسن علیہ السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"۔

(۵)۔ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ یَقُولُ ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا یعنی الحسن والحسین۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دونوں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام دنیا میں میرے ریحانہ (پھول) ہیں"۔

حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۷)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ۔[۲]

"جو بھی چاہتا ہے جنت کے جوانوں کے سردار کی طرف دیکھے اسے چاہیئے حسن ابن علی علیہ السلام کی طرف دیکھے"۔

(۸)۔ قال ص اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّ حسنا فَأَحِبَّهُ وَأُحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ۔[۳]

"فرمایا: خدایا! میں حسن علیہ السلام سے محبت کرتا ہوں، بس اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرتا ہے"۔

(۹)۔ قال سمعت رسول الله (صلّى الله عليه و آله) و هو يقول: الحسن و الحسين ابنيّ من أحبّهما أحبّني و من أحبّني أحبّه الله و من أحبّه الله أدخله الجنّه و من أبغضهما أبغضني و من أبغضني أبغضه الله و من أبغضه الله أدخله النار على وجهه۔[۴]

"فرمایا: حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام دونوں میرے بیٹے ہیں، جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی، جو خدا سے محبت کرے خدا اسے جنت میں داخل کرتا ہے، جس نے ان دو سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی، جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی اور جو خدا سے دشمنی کرے خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا"۔

(۱۰)۔ إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ فِي زَمَانِهِ وَأَزْهَدَهُمْ وَأَفْضَلَهُمْ، وَكَانَ إِذَا حَجَّ حَجَّ مَاشِياً وَرُبَّمَا مَشَى حَافِياً، وَكَانَ إِذَا ذُكِرَ الْمَوْتُ بَكَى، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَبْرُ بَكَى،

بَکی، وَإذا ذُکِرَ العَرضُ عَلی اللّٰہِ تَعالی ذِکرُہ شَھِقَ شَھقَۃً یُغشی عَلَیہِ مِنھا، وَکانَ إذا قامَ فی صَلاتِہِ تَرتَعِدُ فَرائِصُہُ بَینَ یَدی رَبِّہِ عزّ و عجل، وَکانَ إذا ذُکِرَ الجَنَّۃُ وَالنارُ اضطَرَبَ اضطِرابَ السَّلیمِ وَسأَلَ اللّٰہَ الجَنَّۃَ وَتَعوذُ بِہِ مِنَ النّارِ وکان لایقرا من کتاب اللہ عزوجل یا ایھا الذین آمنوا الا قال لبیک اللھم لبیک ولم یعرف شیٔ من احوالہ الا ذکر اللہ سبحانہ۔[1]

"امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسن علیہ السلام اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زاہد اور افضل تھے۔ ہمیشہ پیدل حج پر جاتے تھے اور کبھی پاء برہنہ بھی جاتے تھے۔

جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو اعضاء جسم خداوند کے خوف سے لرزتے تھے۔ جب جنت و جہنم کا ذکر آتا تھا تو گریہ کرتے تھے اور خدا سے بہشت کی دعا اور جہنم سے پناہ مانگتے تھے اور جب "یا ایھا الذین آمنوا" جیسی آیت تلاوت ہوتی تھی تو فرماتے تھے: لبیک خدایا! لبیک! ہمیشہ ذکر خداوند میں مشغول ہوتے تھے"۔

(۱۱)۔ قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَیہِ السَّلامُ: إنَّ اَلحَسَنَ بنَ عَلِیٍّ عَلَیہِ السَّلامُ حَجَّ خَمساً وَعِشرِینَ حِجَّۃً ماشِیاً وَ قاسَمَ اللّٰہَ تَعالَی مالَہِ مَرَّتَینِ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسن علیہ السلام نے ۲۵ حج پیدل کئے تھے اور اپنا مال راہ خدا میں دو بار تقسیم کیا تھا"۔

(۱۲)۔ قال السجادؑ أن الحسن بن علی بن ابی طالب کَانَ إذَا ذَکَرَ اَلمَوتَ بَکَی وَإذَا ذَکَرَ اَلقَبرَ بَکَی وَإذَا ذَکَرَ اَلبَعثَ وَ اَلنُّشُورَ بَکَی وَإذَا ذَکَرَ اَلمَمَرَّ عَلَی اَلصِّراطِ بَکَی وَإذَا ذَکَرَ اَلعَرضَ عَلَی اللّٰہِ تَعالَی ذِکرُہُ شَھَقَ شَھقَۃً یُغشَی عَلَیہِ مِنہُ۔[3]

"امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: حسن ابن علی علیہ السلام جب موت، قبر، قیامت اور پل صراط

یاد کرتے تھے تو تن مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔

(۱۳)۔ اما الحسن فقد نحلته حلمی هیبتی واما الحسین فقد نحلته نجدتی وجودی۔[1]

"فرمایا: حسن علیہ السلام کو اپنا حلم اور ہیبت بخشا اور حسین علیہ السلام کو شجاعت اور سخاوت بخشی"۔

(۱۴)۔ قال الحسن(ع) لو شتمنی احد فی احدی اذنی ثم اعتذر فی الاخری لقبلت۔[2]

"امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی میرے ایک کان میں مجھے برا بھلا کہے اور دوسرے کان میں معذرت کرے اس کی معذرت قبول کروں گا"۔

(۱۵)۔ قال ص مَنْ حَزِنَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْزَنْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَحْزَنُ الْقُلُوبُ۔[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو حسن علیہ السلام پر غم کرے، خدا اس کے دل کو اس دن جب سب دل غمگیں ہوں گے غمگین نہیں کرے گا"۔

(۱۶)۔ قال رسول الله صلی الله علیه وآله: مَنْ بَكَاهُ لَمْ تَعْمَ عَيْنُهُ يَوْمَ تَعْمَى الْعُيُونُ۔[4]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میرے حسن علیہ السلام پر گریہ کرے قیامت میں سب آنکھیں اندھی ہوں گی خدا اس آنکھ کو روشن کرے گا"۔

(۱۷)۔ مَنْ زَارَهُ فِي بَقِيعِهِ ثَبَتَتْ قَدَمُهُ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ۔[5]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو حسن علیہ السلام کی بقیع میں زیارت کرے اس دن جب سب کے قدم پل صراط پر لرز رہے ہوں گے خدا ان کو ثابت قدم رکھے گا"۔

---

[1]۔ اعلام الوریٰ، ص ۲۱۱، کنز العمال، ج ۱۲ ص ۱۱۷

[2]۔ ملحقات احقاق الحق، ج ۱۱ ص ۱۱۶

وَ خَتَمْتُ لَهُ بِالسَّعَادَةِ فَهُوَ أَفْضَلُ مَنِ اُسْتُشْهِدَ وَ أَرْفَعُ الشُّهَدَاءِ دَرَجَةً۔[1]

"خداوند عالم فرماتا ہے: میں نے حسین علیہ السلام کو اپنا خازن وحی قرار دیا۔ اس کی شہادت کو مکرم کیا، جو سعادت ابدی پر تمام ہوئی، بس وہ سب شہیدوں سے افضل اور اس کا تمام شہیدوں سے درجہ بلند ہے"۔

(۱۹)۔ عنه صلی الله علیه و آله: أمّا الحُسَينُ فَإنَّهُ مِنّي وَ هُوَ ابني وَ وَلَدي وَ خَيرُ الخَلقِ بَعدَ أخيهِ وَ هُوَ إمامُ المُسلِمينَ وَ مَولى المُؤمِنينَ وَ خَليفَةُ رَبِّ العالَمينَ وَ غياثُ المُستَغيثينَ وَ كَهفُ المُستَجيرينَ وَ حُجَّةُ اللهِ عَلى خَلقِهِ أجمَعينَ وَ هُوَ سَيِّدُ شَبابِ أهلِ الجَنَّةِ وَ بابُ نَجاةِ الأُمَّةِ أمرُهُ أمري وَ طاعَتُهُ طاعَتي مَن تَبِعَهُ فَإنَّهُ مِنّي وَ مَن عَصاهُ فَلَيسَ مِنّي۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بس حسین علیہ السلام مجھ سے ہے، میرا بیٹا میری اولاد ہے، وہ اپنے بھائی کے بعد بہترین مخلوق امام المسلمین، مومنوں کا مولا، خداوند عالم کا خلیفہ، بیچاروں کی فریاد رسی کرنے والا، پناہ لینے والوں کی پناہ گاہ، خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت، جنت کے جوانوں کا سردار، امت کے لئے نجات کا دروازہ ہے۔ اس کا امر میرا امر ہے، اس کی اطاعت میری اطاعت ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ مجھ سے ہے، جس نے اس کی نافرمانی کی وہ مجھ سے نہیں"۔

(۲۰)۔ [عيون أخبار الرضا عليه السلام]، أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ اَلدَّوَالِيبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اَلصَّمَدِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَنْ آبَائِهِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عِنْدَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ لِي

زَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ أَحَدٌ غَيْرُكَ فَقَالَ يَا أُبَيُّ وَ الَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيّاً إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ فِي السَّمَاءِ أَكْبَرُ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ وَ إِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ عَنْ يَمِينِ عَرْشِ اللَّهِ مِصْبَاحُ هُدًى وَ سَفِينَةُ نَجَاةٍ۔ [1]

"امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو دیکھا ابی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور پھر مجھے فرمایا: مرحبا یا ابا عبداللہ علیہ السلام! اے آسمانوں اور زمین کو زینت دینے والے مرحبا۔

ابی بن کعب نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ (حسینؑ) کیسے زمین اور آسمانوں کو زینت دینے والے ہیں؟ اس وقت کہ آپؐ کے علاوہ تو کوئی اس مقام پر نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے مبعوث بر رسالت کیا ہے، حسین علیہ السلام اہل آسمان کے نزدیک زمین والوں سے زیادہ بزرگ ہے اور بیشک عرش خدا کی دائیں جانب لکھا ہے حسین علیہ السلام ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہے"۔

(۲۱)۔ قال الله تعالیٰ۔ انه سيدُ الشُّهداء مِن الاوّلين و الاخِرينَ فِي الدُّنيا وَ الاخرةِ، وَ سيّدُ شَبابِ اهلِ الجَنَّةِ مِنَ الخَلْقِ اَجمَعِينَ۔ [2]

"خداوند فرماتا ہے: بیشک حسین علیہ السلام دنیا و آخرت میں اولین و آخرین شہداء کے سردار ہیں اور مخلوق کے درمیان جنت کے جوانوں کے سردار ہیں"۔

(۲۲)۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ لِلْحُسَيْنِ فِي بَوَاطِنِ الْمُؤْمِنِينَ مَعْرِفَةً مَكْتُومَةً۔ [3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسین علیہ السلام کیلئے مومنین کی دلوں میں چھپی معرفت ہے"۔

(۲۳)۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: حُسَيْنٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْ حُسَيْنٍ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسین علیہ السلام مجھ سے، میں حسین علیہ السلام سے ہوں۔ خدا اس سے محبت کرتا ہے جو حسین علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، حسین علیہ السلام میرے نواسوں میں سے نواسہ ہے"۔

(۲۴)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَحَبِّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَى أَهْلِ السَّمَاءِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ۔[۲]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اس چیز کو پسند کرتا ہے کے اہل آسمان کے نزدیک اہل زمین کا محبوب ترین شخص دیکھے تو اسکو چاہیئے وہ حسین علیہ السلام کو دیکھے"۔

(۲۵)۔ وَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ أَوْ [وَ] أَبَا جَعْفَرٍ ع يَقُولُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ مَسْكَنُهُ الْجَنَّةَ وَ مَأْوَاهُ الْجَنَّةَ فَلَا يَدَعْ زِيَارَةَ الْمَظْلُومِ قُلْتُ وَ مَنْ هُوَ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ كَرْبَلَاءَ۔[۳]

"امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی جگہ جنت ہو پھر اس کو چاہیئے زیارت مظلوم کربلا علیہ السلام ترک نہ کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: زیارت مظلوم کس کی زیارت؟ فرمایا: حسین بن علی علیہ السلام صاحب کربلا"۔

(۲۶)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ قَذَفَ فِي قَلْبِهِ حُبَّ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ حُبَّ زِيَارَتِهِ۔[۴]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کسی کو خدا اگر خیر دینا چاہتا ہے تو اس کے دل میں حسین علیہ السلام اور اس کی زیارت کی محبت ڈال دیتا ہے"۔

۱۔ کامل الزیارات، ج ۵۴، ص ۵۲

"اولاد آنکھوں کی روشنی اور دل کا ثمر (پھل) ہیں"

يَاقُرَّةَ عَيْنِي وَ ثَمَرَةَ فُؤَادِي.

"اے میری آنکھوں کے نور، دل کے میوے"۔

"لغت قرہ":۔

قرار اور استقرار کے معنیٰ میں آیا ہے کہ قرة بالمكان قرارا و ارورا و قرا تقرة

"یہاں پر سکون کیا اور آرام کیا"۔

"لغت ثمرہ" ثمر (پھل) ہے۔

"ثمر قرآن میں":۔

یہ لغت قرآن میں ۲۴ جگہ پر آئی ہے۔

(۱)۔ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ۔ [۱]

(۲)۔ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انْظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ۔ [۲]

(۳)۔ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ۔ [۳]

(۴)۔ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ۔ [۴]

(۵)۔ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ۔ [۵]

۱۔ سورہ البقرہ، آیت: ۲۲

۲

"لغت فؤاد"

دل کی اور جگر کے ٹکڑے کے معنی میں آیا ہے۔

"فؤاد قرآن میں":۔

یہ کلمہ اپنے مشتقات کے ساتھ ۱۶ جگہ پر قرآن میں آیا ہے۔

(۱)۔ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ۔ [۱]

(۲)۔ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ [۲]

(۳)۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ [۳]

معصومین علیہم السلام کی بعض تعبیرات میں وارد ہوا ہے کہ (ثمرۃ فؤادی) کو درخت سے تشبیہ دیا گیا ہے جو انسان کو سکون، راحت اور پھل دیتا ہے۔ اسی طرح اولاد انسان کے لئے زینت ہے، لہٰذا (یہ ثمرۃ فؤادی مدح کی ایک نوع ہے) اور ماں کے لئے مستحب ہے کہ اپنی اولاد سے اظہار محبت کرے اور اپنی چاہت اور پسندیدگی کو ظاہر کرے۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

"یاقرۃ عینی و ثمرۃ فؤادی"۔

البتہ یہ حالت ماں کے ساتھ مخصوص نہیں والد کے لئے بھی ہے اور یہی بات اولاد کی ماں باپ

کرنا اجلال واحترام کی ایک نوع ہے۔ ممکن ہے اظہار محبت کلامی ہو یا اگر ہوسکتا ہے تو خط لکھ کر پیار محبت کا اظہار کرے۔

اسی طرح اولاد انسان کی آنکھوں کا نور اور اس کا بازو ہیں اور یہ بھی ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد تین چیزیں رہنے والی ہیں۔

(۱) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ صَدَقَةٍ تَجْرِي لَهُ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔[۱]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل بھی قطع ہوجاتے ہیں مگر تین عمل کے علاوہ

(۱)۔ صدقہ جاریہ (وہ اچھے عمل جن کا اثر باقی ہو جیسے راستے، حمام، مسجد بنانا اور اس جیسے دوسرے کام)۔

(۲)۔ وہ کام جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں (جیسے تدریس یا تالیف کتاب وغیرہ)۔

(۳)۔ وہ صالح اولاد جو باپ کے حق میں دعا کرے۔

نَظَرِي فَلَا تُحْرِقْنِي بِالنَّارِ وَ أَنْتَ مَوْضِعُ أَمَلِي وَ لَا تُسْكِنِّي الْهَاوِيَةَ فَإِنَّكَ قُرَّةُ عَيْنِي اللَّهُمَّ أَعْطِنِي السَّعَةَ فِي الرِّزْقِ۔[۲]

"بس مجھے دوزخ میں مت جلانا کہ تم میرے محل امید ہو، مجھے دوزخ میں جگہ نہ دینا کہ تم میری آنکھوں کی روشنی اور نشاط قلب ہو۔ خدایا: مجھے وسیع رزق عطا فرما اور وطن میں نعمت امنیت عطا فرما اور آنکھوں کی روشنی اہل خانوادہ میں مال اولاد کو مجھے عطا فرما"۔

فرق محبت اور مودت یہ ہے کہ جب یہ دونوں ساتھ ہوں، مودت امر ظاہری ہے اور محبت امر

حالات امام حسین علیہ السلام میں آیا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام اپنے بیٹے کے جنازہ پر آئے تو اپنے جوان بیٹے کا سر اپنی گود میں رکھ کر بشدت پیار و محبت سے گریہ کیا اور فرمایا:

"میرے دل کے میوے، جناب حضرت زینب عالیہ سلام اللہ علیہا جب لاش علی اکبر علیہ السلام کے پاس آئیں اور جب جنازہ پر نظر پڑی تو فرمایا:

یا اخیہ وابن أخیہ یا ثمرۃ فؤادی و قرۃ عینی۔

"یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام نے بی بی سلام اللہ علیہا کا ہاتھ پکڑا اور خیمہ میں لے گئے"۔[1]

یہی، حتیٰ اور تعبیر، اور بہت سی روایات میں بھی آئے ہیں، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنا اظہار محبت وجود مقدس حضرت صدیقہ طاہرہ زہر سلام اللہ علیہا کا بھی اسی طرح کے الفاظ سے کرتے ہیں۔

(۱)۔ فاطمۃ بضعۃ منی ۔۔۔۔ "سیدہ سلام اللہ علیہا میرے جسم کا ٹکڑا ہیں"۔

(۲)۔ فاطمۃ بہجۃ قلبی ۔۔۔۔ "فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے دل کی خوشی ہے"۔

یا دیکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بارے میں بھی یہی تعبیر (قرۃ عینی) استعمال کرتے ہیں"۔

(۳)۔ جَعَلَ اللّٰہُ جَلَّ ثَنَاؤُہُ قُرَّۃَ عَیْنِی فِی الصَّلَاۃِ....[2]

"یا اس حدیث میں فرماتے ہیں، میں نے تمہاری دنیا سے تین چیزوں کا انتخاب کیا، عطر لگانا عورتوں (محرم) سے محبت کرنا اور نماز جو میری آنکھوں کا نور ہے، عرف عام میں بھی یہ معنیٰ لوگ استعمال کرتے ہیں اور لوگوں کے درمیان رائج ہے جیسے کہتے ہیں: میرا بچہ میری آنکھوں کا نور ہے یا اگر کوئی صاحب اولاد ہو تو کہتے ہیں تمہاری آنکھیں روشن ہوں"۔

"قرۃ عین قرآن میں"

قرآن میں بھی اس طرح کی مثالیں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱)۔ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا [۱]

"کھاؤ اور پیو اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھو، پھر اگر کسی سے ملاقات کرو تو کہو آج میں نے رحمٰن کے لئے روزہ نظر کر لیا ہے اور ہرگز اس دن کسی سے کلام نہیں کروں گی۔

بس جناب عیسیٰؑ اپنی والدہ کی آنکھوں کے نور ہیں۔

(۲)۔ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ [۲]

"فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا ہے بچہ (موسیٰؑ) تمہاری اور میری آنکھوں کا نور ہے اس کو قتل مت کرو اور شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے اور ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں"۔

بس جناب موسیٰؑ آسیہ کی آنکھوں کا نور تھے، اگرچہ فرعون دل سے موسیٰ سے محبت نہیں کرتا تھا۔

فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم قوم بنی اسرائیل سے تھی۔ نبی کی نواسی اور بہت ہی نیکوکار اور منتخب شدہ تھیں۔ "عین المعانی" میں آیا ہے کہ جناب موسیٰ کی پھوپھو تھیں اور چار جنتی عورتوں میں سے ایک ہیں، جس طرح روایات میں آیا ہے:

خط رسول الله صلى الله عليه وسلم - في الأرض أربعة أخطط،

"ابن عباس کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار لکیریں زمین پر کھینچیں اور فرمایا:

تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ سب نے کہا: خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا: جنت کی افضل عورتیں چار ہیں۔ خدیجہ بنت خویلد سلام اللہ علیہا، فاطمہ سلام اللہ علیہا دختر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مریم سلام اللہ علیہا دختر عمران علیہ السلام، آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی)"۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ کہ جناب آسیہ کو معلوم چلا کہ فرعون موسیٰؑ کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا، اس کو قتل سے بچانے کے لئے فرمایا:

یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی روشنی ہے اور اس کی وجہ سے تیرے بیٹے نے شفاء پائی، بس اس کو قتل نہ کرو شاید ہمارے لئے فائدہ مند ہو۔

لك ولا لی ولو لی کما هو لك لهداه الله کما هداها۔

یعنی اس کو تمہیں عطا کیا لیکن تمہاری آنکھوں کی روشنی ہو نہ کہ میری، اگر کہتا میری آنکھوں کی روشنی ہے جس طرح تمہاری تو خداوند اس کو ہدایت کرتا اسی طرح جس طرح آسیہ کو ہدایت کی۔

روایت ہوئی ہے کہ آسیہ نے جناب موسیٰؑ کی تربیت میں ہدایت پائی۔[۲]

یہ روایت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اگر فرعون بھی اپنی زوجہ کی طرح اقرار کرتا کہ موسیٰؑ اس کی آنکھوں کا نور ہیں تو خدا اس کو بھی ہدایت دیتا مگر کیونکہ وہ شقی القلب شخص تھا اس کی یہ صفت اس اقرار میں مانع (رکاوٹ) بن گئی اور ہدایت سے محروم رہ گیا۔

اس کو کہا: اس کا نام کیا رکھو گی؟ کہا موسیٰ (مو) اس کو پہنچانے والا (سیٰ یعنی) درخت کیونکہ یہ بچہ، درخت اور پانی کے درمیان میں سے مجھے ملا ہے اس لئے اس کا نام موسیٰ رکھا ہے۔

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔[۳]

روحی عطا کر اور ہمیں ان لوگوں کا پیشوا قرار دے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيَّاتِنَا الْآيَةَ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَ اللَّهِ خَاصَّةً فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ يَقُولُ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا يَعْنِي فَاطِمَةَ وَ ذُرِّيَّاتِنَا يَعْنِي الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ قُرَّةَ أَعْيُنٍ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ اللَّهِ مَا سَأَلْتُ رَبِّي وَلَداً نَضِيرَ الْوَجْهِ وَ لَا سَأَلْتُ وَلَداً حَسَنَ الْقَامَةِ وَ لَكِنْ سَأَلْتُ رَبِّي وُلْداً مُطِيعِينَ لِلَّهِ خَائِفِينَ وَجِلِينَ مِنْهُ حَتَّى إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ وَ هُوَ مُطِيعٌ لِلَّهِ قَرَّتْ بِهِ عَيْنِي قَالَ وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً قَالَ نَقْتَدِي بِمَنْ قَبْلَنَا مِنَ الْمُتَّقِينَ فَيَقْتَدِي الْمُتَّقُونَ بِنَا مِنْ بَعْدِنَا۔[1]

"سعید بن جبیر اس آیت کے متعلق" والذین یقولون ربنا هب لنا" کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یہ آیت مخصوص ہی امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کی اکثر دعا یہ آیہ کریمہ ہوتی تھی اور فرماتے تھے: بیویوں سے یعنی حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور ہمارے بیٹے سے، مراد امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے آنکھوں کی روشنی عطا فرما۔

فرمایا: میں نے خدا سے نہیں کہا: مجھے خوبصورت اور خوش قامت بیٹا دے بلکہ خدا سے چاہا مجھے مطیع خدا اور خوف خدا رکھنے والی اولاد عطا کرے۔ جب اس کی طرف نگاہ کروں مطیع خدا ہو، اس کو دیکھ کر میری آنکھیں روشن ہوں اور ہمیں متقین کا امام قرار دے، وہ متقین پہلے اور بعد والے جو ہماری اقتدا کریں"۔

«أَنَّ

إِمَاماً: عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ).

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اہل البیت علیہم السلام سے مراد ہم ہیں۔ روایت ہوئی ہے کہ ازواجنا سے مراد خدیجہ سلام اللہ علیہا ہیں، ذریاتنا سے مراد بی بی زہراء سلام اللہ علیہا ہیں، قرۃ اعین سے مراد حسنین کریمین علیہم السلام ہیں، وجعلنا للمتقین اماما سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام و آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں"۔

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔ [۲]

"پھر ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف پلٹا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور وہ پریشان نہ رہیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ بہر حال خدا کا وعدہ سچا ہے، اگرچہ لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی"۔

وَبِإِسْنَادِهِ إِلَى حَكِيمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عَمَّةِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: بِيتِي اللَّيْلَةَ عِنْدَنَا فَإِنَّهُ سيلد [سَيُولَدُ] اللَّيْلَةَ الْمَوْلُودُ الْكَرِيمُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِي يُحْيِي بِهِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، فَقُلْتُ: مِمَّنْ يَا سَيِّدِي؟ وَلَسْتُ أَرَى بِنَرْجِسَ شَيْئاً مِنْ أَثَرِ الْحَبَلِ، فَقَالَ: مِنْ نَرْجِسَ لَا مِنْ غَيْرِهَا، قَالَتْ: فَوَثَبْتُ إِلَيْهَا فَقَلَبْتُهَا ظَهْراً لِبَطْنٍ فَلَمْ أَرَ بِهَا أَثَرَ الْحَبَلِ، فَعُدْتُ إِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا فَعَلْتُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي: إِذَا كَانَ وَقْتُ الْفَجْرِ يَظْهَرُ لَكِ الْحَبَلُ لِأَنَّ مَثَلَهَا مَثَلُ أُمِّ مُوسَى لَمْ يَظْهَرْ بِهَا الْحَبَلُ وَلَمْ يَعْلَمْ بِهَا أَحَدٌ إِلَى وَقْتِ وِلَادَتِهَا، لِأَنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ يَشُقُّ بُطُونَ الْحَبَالَى فِي طَلَبِ مُوسَى وَ

فَقَالَ: يَا عَمَّتَاهُ هَاتِيهِ فَتَنَاوَلْتُهُ وَ أَتَيْتُ بِهِ نَحْوَهُ، فَلَمَّا مَثَّلْتُهُ بَيْنَ يَدَيْ أَبِيهِ وَ هُوَ عَلَى يَدَيَّ سَلَّمَ عَلَى أَبِيهِ فَتَنَاوَلَهُ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنِّي وَ الطَّيْرُ تُرَفْرِفُ عَلَى رَأْسِهِ، فَصَاحَ بِطَيْرٍ مِنْهَا فَقَالَ: اِحْمِلْهُ وَ اِحْفَظْهُ وَ رُدَّهُ إِلَيْنَا فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ يَوْماً، فَتَنَاوَلَهُ الطَّيْرُ وَ طَارَ بِهِ فِي جَوِّ السَّمَاءِ وَ اتَّبَعَهُ الطَّيْرُ فَسَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: أَسْتَوْدِعُكَ الَّذِي أَوْدَعَتْهُ أُمُّ مُوسَى فَبَكَتْ نَرْجِسُ فَقَالَ: اُسْكُتِي فَإِنَّ الرَّضَاعَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ إِلَّا مِنْ ثَدْيِكِ وَ سَيُعَادُ إِلَيْكِ كَمَا رُدَّ مُوسَى إِلَى أُمِّهِ، وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: فَرَدَدْنَاهُ إِلَى أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ۔[1]

"جنابِ حکیمہ بنت محمد بن علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

کہ مجھ سے امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے پھوپھی جان! آج کی رات ہمارے پاس رہیئے۔ آج شب وہ مولود متولد ہوگا جو خدا کے نزدیک مکرم ہے، خداوند اس کے صدقے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا۔ بی بی سلام اللہ علیہا پوچھتی ہیں کس سے متولد ہوگا؟ میں نرجس سلام اللہ علیہا میں تو آثار حاملگی نہیں دیکھ رہی!

فرمایا: اسی نرجس سے اس کے علاوہ نہیں۔ بی بی سلام اللہ علیہا کہتی ہیں: میں گئی پشت کی طرف سے شکم کی طرف سے دیکھا مگر ایسا کوئی اثر نہ پایا اور امام علیہ السلام کے پاس پلٹ آئی اور امام علیہ السلام سے گزارش کی، امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: فجر کے وقت آپؑ کے لئے حاملگی کے آثار ظاہر ہوں گے کیونکہ اس کی مثال موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی سی ہے، اس میں بھی آثار حاملہ ظاہر ہوئے اور کوئی موسیٰ علیہ السلام کی ولادت تک اس سے آگاہ نہیں ہوا کیونکہ فرعون

امام حسن عسکری علیہ السلام نے آواز دی۔ میرے پاس لائیے پھوپھی جان میرے بیٹے کو میرے پاس لائیں، میں نے ان کو اٹھایا اور امام علیہ السلام کی جانب لے چلی وہ کیونکہ میری گود میں تھے اور میں اس کے سامنے تھی، بچے نے اپنے والد کو سلام کیا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے بچے کو مجھ سے لیا اور اپنی زبان امام زمانہ علیہ السلام کے دہن میں دی اور انہوں نے اُسے چوسنا شروع کیا۔ اس کے بعد فرمایا: اس کو اپنی والدہ کے پاس لے جائیں تا کہ اس کو دودھ دیں اور اس کے بعد میرے پاس لائیں۔ میں نے بچے کو اٹھا کر ان کی والدہ تک پہنچایا اور انہوں نے ان کو دودھ پلایا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام کے پاس لائی۔

اُس وقت یہ عالم تھا کہ پرندے ان کے سر کے اوپر پرواز کر رہے تھے، ان میں سے ایک نے آواز دی اور کہا: اس کو لے لو اور اس کی حفاظت کرو۔ ہر چالیس دن میں ایک بار ہمارے پاس لاؤ، اس پرندے نے انہیں لیا اور آسمان کی جانب لے گئے۔ دوسرے پرندے اس کے پیچھے تھے۔ میں نے سنا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام فرما رہے تھے، تمہیں خدا کے سپرد کیا جس طرح مادر موسیٰ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو سونپا۔ اس وقت نرجس خاتون سلام اللہ علیہا نے گریہ کرنا شروع کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: چپ رہیئے تمہارے سینے کے علاوہ کسی اور سینے سے دودھ نہیں پیئے گا اور جلدی تمہارے پاس لائیں گے۔ اس طرح جس طرح موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کی طرف پلٹائے گئے۔

خداوند قرآن میں فرماتا ہے:

فرددنا الی امه کی تقر عینها ولا تحزن۔

"اس کو والدہ کی طرف پلٹایا تا کہ اس کی آنکھوں کی روشنی بڑھے اور پریشان نہ ہو"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقَالَ یا اُمَّاہُ اِنّی اَشُمُّ عِنْدَكِ رائِحَةً طَیِّبَةً كَاَنَّها رائِحَةُ جَدّی رَسُولِ اللّٰہِ فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ تَحْتَ الْكِساءِ، فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ نَحْوَ الْكِساءِ، وَقالَ السَّلامُ عَلَیْكَ یا جَدّاہُ یا رَسُولَ اللّٰہِ اَتَاْذَنُ لِی اَنْ اَدْخُلَ مَعَكَ تَحْتَ الْكِساءِ۔

"اس کے بعد میرے بیٹے حسن علیہ السلام نے کہا:

مادر جان! میں آپؑ کے نزدیک سے خوشبو محسوس کر رہا ہوں، گویا یہ خوشبو نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔ میں نے کہا: جی ہاں میرے بیٹے آپؑ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر کے نیچے ہیں۔ حسن علیہ السلام چادر کی طرف گئے اور فرمایا:

سلام ہو آپؐ پر اے جد بزرگوار! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپؐ اجازت دیتے ہیں میں بھی چادر کے نیچے آؤں اور آپؐ کے ساتھ ہوں"۔

"لغت اشم [اشم] شم":۔

اسم مصدر ہے سونگھنے کے معنی میں۔[1]

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ: أَخْبَرَنِی جَبْرَئِیلُ عَلَیْہِ السَّلامُ أَنَّ رِیحَ الْجَنَّةِ یُوجَدُ مِنْ مَسِیرَةِ أَلْفِ عَامٍ مَا یَجِدُهَا عَاقٌّ وَ لاَ قَاطِعُ رَحِمٍ وَ لاَ شَیْخُ زَانٍ وَ لاَ جَارٌّ إِزَارَہُ خُیَلاءُ وَ لاَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت پر بھی محسوس ہوتی ہے لیکن کچھ گروہ اس خوشبو کو نہیں سونگھ پائیں گے"۔

(۱)۔ ماں باپ کو اذیت دینے والا، والدین کا عاق کیا ہوا۔

(۲)۔ قطع رحمی کرنے والا۔

(۳)۔ بوڑھا زنا کار۔

(۴)۔ اپنے ہمسائیگان کے ساتھ تکبرانہ انداز میں چلنے والا۔

(۵)۔ فتنہ گر۔

(۶)۔ احسان جتانے والا۔

(۷)۔ جعظری۔

راوی کہتا ہے: عرض کیا جعظری کون ہے؟ فرمایا: جو دنیا سے سیر نہ ہو۔

حواس خمسہ یہ ہیں۔ لامسہ، سامعہ، ذائقہ، رائحہ، باصرہ۔

عام الفاظ میں: دیکھنا، سننا، سونگھنا، چکھنا، چھونا۔

"لغت رائحہ":۔

رائح بُو کرنے والا، بُو دینے والا۔

راحۃ مؤنث رائح ہے بُو جو سونگھی جا سکے، چاہے وہ بُو اچھی ہو یا بری۔

رائحات و روائح جمع کلمہ ریح و روح و ریاح۔

"رائحۃ قرآن میں"

لفظ رائحۃ قرآن میں ۳۱ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ۔ [۱]

(۲)۔ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ۔ [۲]

(۳)۔ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ۔ [۳]

"لغت طیبہ":۔

طاب پاک پاکیزہ حلال خوش۔ [۴]

"طیبہ قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۵۰ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا۔ [۵]

(۲)۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ [۶]

(۳)۔ قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ۔ [۷]

(۴)۔ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ۔ [۸]

۱۔ اچھی خوشبو حلال، پاک پاکیزہ، اچھا حلال خوش مزہ لذیذ، پاک ہوا، حلال ہوا، طیبہ: پاک پاکیزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کا نام

۲۔ سورہ الاعراف، آیت: ۵۷

۳۔ سورہ یونس، آیت: ۲۲

۴۔ سورہ الحجر، آیت: ۲۲

۵۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۶۸

(۶)۔ اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ۔ [۲]

(۷)۔ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ۔ [۳]

(۸)۔ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ۔ [۴]

(۹)۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔ [۵]

"لغت جدی":۔

دادا، نانا، اجداد جمع جد۔ [۶]

"لغت رسول اللہ":۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

"لغت رسول":۔

بھیجے ہوئے کے معنی میں، جو کسی کا پیغام پہنچانے پر مامور ہو۔

پیغمبر: بھیجا ہوا، خدا کی طرف سے پیغمبر۔

رسل جمع رسول ہے۔ [۷]

۱۔ سورہ التوبہ، آیت: ۷۲

۲۔ سورہ الرعد، آیت: ۲۹

۳۔ سورہ الحج، آیت: ۲۴

۴۔ سورہ الفاطر، آیت: ۱۰

۵۔ سورہ الزمر، آیت: ۷۳

۶۔ جد الثواب جدا، لباس کو کاٹا، اجد فی الامر، کام میں کوشش کی، مجد جد دینا، ہماری آنکھوں میں بڑا ہوا، جدده، اس کو نیا کیا، تجدید، نیا ہوگیا، اجداد، جدود، جدودة جمع جد، دادا، نانا، بخت چانس نصیب والا، رزق روزی، بزرگ بے نیازی، طاقت والا، دریا کا کنارہ، زمین کے اوپر، جدہ نانی نانا، جد خوشبخت مرد، ہر چیز کی جانب، کنواں زیادہ پانی یا کم پانی۔ (فرہنگ جامع وعمید)۔

۷۔ ارسل رسل رسلاء جمع رسول پیغمبری، پیغامبر، برابری کرنے والا، تیر اندازی میں جمع رسول رسل ہے کبھی رسول سے

"کلمہ رسول قرآن میں"

کلمہ رسول قرآن میں ۲۳۵ مرتبہ آیا ہے۔ رسول، رسول، رسول اللہ۔

(۱)۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔ [۱]

(۲)۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ۔ [۲]

(۳)۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ [۳]

(۴)۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ۔ [۴]

(۵)۔ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ [۵]

"لغت اتأذن":۔

حرف اَ (ھمزہ) حرف استفہام ہے سوال پوچھنے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور آیا، کیا کے معنیٰ میں آتا ہے، کلمہ اذن اجازت دینے کے معنیٰ میں ہے۔ اجازت دستور فرمان کے معنیٰ میں ہے۔ [۶]

۱۔ سورہ المائدہ، آیت: ۶۷

۲۔ سورہ الانفال، آیت: ۲۴

۳۔ سورہ الاحزاب، آیت: ۲۱

۴۔ سورہ الاحزاب، آیت: ۴۰

۵۔ سورہ الفتح، آیت: ۲۹

"اِذن قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں ۱۰۲ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ [۱]

(۲)۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ۔ [۲]

(۳)۔ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا۔ [۳]

(۴)۔ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ [۴]

(۵)۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ۔ [۵]

(۶)۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ۔ [۶]

(۷)۔ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ۔ [۷]

"لغت ادخل":۔

آنا داخل ہونا۔

۱۔ سورہ آل عمران، آیت: ۴۹

۲۔ سورہ آل عمران، آیت: ۱۴۵

۳۔ سورہ طٰہٰ، آیت: ۱۰۹

۴۔ سورہ البقرہ، آیت: ۲۵۵

"ادخل قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں اپنے مشتقات کے ساتھ 125 مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ [۱]

(۲)۔ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ۔ [۲]

(۳)۔ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ۔ [۳]

(۴)۔ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ۔ [۴]

(۵)۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا۔ [۵]

"لغت معک":۔

تمہارے ساتھ ہوں، مع یعنی ساتھ، مع اسماء زمان مکان سے ہے۔

بغیر تنوین کے ساتھ استعمال ہوگا اور اس صورت میں ایک سے زیادہ کے لئے استعمال ہوگا۔

دخل دخولا مدخلا آنا ضد خروج دخلت اس کو اندر لایا، درآمد، سود۔

۱۔ سورہ آل عمران، آیت: ۹۷

"مع قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں ۱۶۱ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔[۱]

(۲)۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔[۲]

(۳)۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ۔[۳]

(۴)۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ۔[۴]

(۵)۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔[۵]

"لغت تحت":۔

نیچے زیر۔[۶]

۱۔ سورہ البقرہ، آیت: ۴۳

۲۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۵۳

۳۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۹۴

۴۔ سورہ الانعام، آیت: ۱۹۳

۵۔ سورہ توبہ، آیت: ۱۱۹

۶۔ تحت الارض: زمین کے نیچے، تحت الثریٰ: عرش کے نیچے، تحت البحر: سمندر کے نیچے،

"کلمہ "تحت" قرآن میں"

(۱)۔ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۔[1]

(۲)۔ كُلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ۔[2]

(۳)۔ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا۔[3]

"تشریح وتوضیح":۔

اس صورت میں ایک سوال ہے، پھر اس کا جواب۔

سوال یہ کہ امام حسن علیہ السلام والدہ سلام اللہ علیہا کے پاس آتے ہیں اور پوچھتے ہیں:

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا جواب دیتی ہیں۔ جی ہاں چادر کے نیچے ہیں۔

کسی نامعلوم (مجہول) شئے کے بارے میں سوال کرنا مستحب ہے کیونکہ سوال خود شناخت کا راستہ ہے۔

جس طرح تفکر، تدبر معرفت کے راستے ہیں۔

اسی باب سے ہے سوال کرنا اہل خانہ سے جس کی وہ تلاش میں ہے، جس طرح امام حسن علیہ السلام، اس کے بعد امام حسین علیہ السلام، اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام سوال کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو محسوس کر رہے ہیں۔ کنایہ ہے کہ مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں پر ہیں؟؟۔

سوال کی ۱۵ اقسام ہیں۔ کبھی سوال کرنا واجب ہوتا ہے جس طرح امور دینیہ میں واجب ہے۔

"پس نہیں جانتے تو سوال کرو اہل ذکر و اہل فن (یعنی اہل البیت علیہم السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) اگر نہیں جانتے تو"۔

کبھی کبھی سوال کرنا مستحب ہوتا ہے امور دینیہ سے کس کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ انسان ضرور اس کی اطلاع حاصل کرے۔

کبھی سوال مکروہ ہوتا ہے جس طرح داد و فریاد کے ساتھ کسی چیز کا پوچھیں۔ یہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

کبھی حرام ہو جاتا ہے جس طرح خداوند فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ۔ [۲]

"اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو جو اگر ظاہر ہو جائیں تو تمہیں برا لگے۔ اگر نزول قرآن کے وقت پوچھو گے تو ظاہر بھی کر دی جائیں گی"۔

یعنی یہ سوال موجب ناراضگی ہوگا۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حج کے فریضہ کی آیت نازل ہوئی، عکاشہ بن محصن، سراقہ بن مالک کی روایت ہے کہ کھڑا ہوا اور کہا:

"یا رسول اللہ! أفی کل عام۔ کیا ہر سال حج کرنا واجب ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ موڑا، پھر دوبارہ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ جب تیسری بار پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ویحك ما تؤمن أن اقول نعم۔

"وائے ہو تم پر اس وجہ سے کہہ رہے ہو کہ ہاں کہوں"۔

پھر اسکے بعد اگر ہاں کہوں، حج ہر سال واجب ہو جائے گا، اگر نہیں گئے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

فاترکونی ما ترکتم۔

"مجھے چھوڑو جس طرح تمہیں چھوڑا ہے اور جان لو تم سے پہلے والی قوم بھی اسی طرح کے سوال

کی سوال کہاں ہے، مثلاً ان پیروں کے بارے میں پوچھنا جن میں نہ فائدہ ہے نہ نقصان، لیکن یہ مخفی نہ ہو کہ سوال حرام مانند سوال واجب ہے ذاتاً حرام نہیں بلکہ اگر حرام کی غرض سے ہو حرام ہو جاتا ہے۔

یا یہ کہ اس کے سوال سے اس سائل کا حق غصب ہو یا اس کے لئے بہت زیادہ نقصان ہو اسی طرح۔ لیکن سوال کا جواب دینا مستحب ہے کیونکہ یہ بھی دوسروں کی حاجت پورا کرنے کے مصادیق کے برابر ہے۔ یہ سوال اسی طرح جس طرح اشارہ ہوا کہ ۱۵ اقسام ہیں۔

کبھی جواب، جواب کی صورت میں یا لکھنے کی صورت یا اشارے کی صورت میں ہوتا ہے، کیونکہ یہ سب ایک ہی چیز کی طرف نشاندہی کرتے ہیں، جی ہاں! کچھ جوابات دوسروں پر برتر ہوتے ہیں، کیونکہ جواب دینا بھی احترام ظاہر کرتا ہے۔

جیسے کسی کو اشارے سے جواب دینا بے احترامی ہے اور اسی طرح مستحب ہے جواب دینے میں جلدی کرے مگر کسی ابہام کا جواب دے (کیونکہ جواب میں جلدی کرنا بھی یقین کے مصادیق میں سے ہے، لہٰذا حدیثِ کساء میں یہی نظر آتا ہے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا امام حسن علیہ السلام مولا حسین علیہ السلام اور مولا علی علیہ السلام کے جواب میں جلدی کرتی ہیں۔ ہاں آپؑ کے جد چادر کے نیچے ہیں، یا امیر المومنین علیہ السلام کے جواب میں فرماتی ہیں: آپؑ کے دو بیٹوں کے ساتھ چادر کے نیچے ہیں۔

اسی طرح رجحان جواب، سوال کی اہمیت کے مطابق ہے (کہ یہ بھی خود حکمت ہے) لیکن کبھی جواب کے طولانی ہونے کی ضرورت ہے، اگرچہ سوال اور اس کی ضرورت سے زیادہ ہو۔

جس طرح حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: "چادر کے نیچے ہیں"۔

اور یہ سوال کرنے والے کی ضرورت سے زیادہ اور تفصیلی جواب دینا ایک قسم ہے سوال کرنے کی جہاں محبوب سے مخاطب اور متکلم ہونے کی محبوبیت کی وجہ سے جواب میں محبوب کو زیادہ گفتگو

اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ۔[2]

"موسیٰ نے کہا: یہ میری عصا ہے۔ میں اس پر تکیہ کرتا ہوں اور اس کے ساتھ بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتا ہوں اس کے ساتھ"۔

کیونکہ موسیٰ کا تکلم خدا کے ساتھ محبوب ہے، لذت بخش ہے۔ یہ بھی جواب میں کہہ دیتے، میرا عصا ہے اور یہ میرے ہاتھ کی لکڑی ہے۔

اگر یہ بھی کہہ دیتے: یہ میری عصا ہے کافی تھا۔

لیکن کبھی جواب طولانی کرنے کا سبب اس کے علاوہ بھی ہوسکتا ہے مگر اس کے علاوہ علماء بلاغت نے بھی بیان کیا ہے کہ سائل کے جواب کا طولانی جواب دینا محبوبیت ہے

یا یہ کہہ دیتے: "یہ میری عصا ہے اور اس کے ساتھ دوسری حاجتیں بھی پوری کرتا ہوں" کافی تھا کہ خداوند سبحان کے ارادہ میں کوئی اور چیز تھی، اس وجہ سے کہ وہاں پر اس بات کا قرینہ نہ ہو تا کہ مراد مقصد واضح ہو سکے۔ اسی طرح ایک شخص کے ہاتھ میں کتاب ہو، اگر کوئی کہے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے، وہ بھی کہے گا یہ ایک کتاب ہے جس میں علوم ادبیات یا دوسرے موضوع ہیں نحو، صرف، بلاغت، ادبیات وغیرہ وغیرہ۔

اس مطلب کے ساتھ سوال کرنے والا کتاب کی اہمیت دیکھنا چاہتا ہے یا بتانا چاہتا ہے۔

شاید شہزادوں کے جواب میں فرمایا (آپؑ کے جدؑ) چادر کے نیچے ہیں۔

ایک جہت اور بھی غیر از محبوبیت کلام باوجود محبوب ہوسکتی ہے۔

بس یہاں پر ضروری ہے اچھے طریقے سے جواب میں غور کرے جس طرح پہلے کہا کہ مختصر یا مفصل جواب سامنے والے کے حال کے مطابق ہوتا ہے۔

جواب دے سکے قابل نہیں رہتے۔

جس طرح خدا قرآن میں فرماتا ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔

"اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپؐ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، انہیں کہیے روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے"۔

اس وجہ سے کہ انسان روح کی حقیقت سمجھنے کی ظرفیت نہیں رکھتا، اسی طرح انسان حقیقت نفس، عقل اور بہت سی چیزیں جو نفس کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں، غصہ، غم یا دوسری صفات درک نہیں کرتا اور نہ سمجھتا ہے بلکہ انسان اپنی حقیقت کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ یہاں تک کہ چیزوں کی حقیقت تک پہنچے۔ کبھی حکمت اور علم انسان بھی عجز کا اظہار کرے تا کہ غرور، خود پسندی، خود نمائی دور ہوں اور خدا کی عظمت اور کبریائی کو محسوس کرے۔

انسان جتنی بھی زندگی گزار لے ۶۰، ۷۰ یا ۱۰۰ سال بلکہ ۱۰۰۰ سال بھی گزار لے تب بھی حقیقت اشیاء کو نہیں سمجھ سکتا۔ ہماری مجہولات، ہماری معلومات سے زیادہ ہیں۔ مختصراً ہم کچھ خاص حد تک معلومات کو جان سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم یہ جان سکتے ہیں کہ جگر کا کام کیا ہے؟ پھیپھڑوں کا کام کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

صرف ایک راز کو جانیں کہ مختصر طور پر کہ جگر کا کام کیا ہے، پھیپھڑوں کا کام کیا ہے؟

جی ہاں انبیاء و معصومین علیہم السلام کے سینے کی وسعت بڑی ہے۔ ان کی فکر فوق العادہ (غیر عادی) ہے، کیونکہ ان کی معرفت خداوند کی طرف سب مخلوقات سے زیادہ ہے، البتہ نہ کہ علوم کسبی بلکہ علوم لدنی خدا نے انہیں تفویض کئے ہیں اور اسی مورد میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔[1]

"پاکیزہ خوشبو کا استعمال"

مستحب ہے کہ انسان خوشبو استعمال کرے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پاکیزہ خوشبو لگاتے تھے، اس کے باوجود کہ آپؐ کی ذاتی خوشبو تھی مگر یہ ایک دستور العمل تھا دوسروں کے لئے کہ نماز کے وقت خوشبو استعمال کریں، البتہ دوسروں کے لئے اذیت کا سبب نہ بنے کہ ایک مستحب عمل حرام میں بدل جائے۔

مثلاً اگر عورت چاہے کہ باہر کسی اجنبی شخص سے ملنے جائے اور خوشبو لگا کر جائے وہ حرام ہے، کسی بھی صورت میں خوشبو نہ لگائے۔

ہاں اگر اپنے گھر میں نماز کے ثواب کے لئے خصوصاً اپنے شوہر کے لئے کرے تو یہ عمل مستحب ہے اور پسندیدہ اور یہ شوہر کی توجہ حاصل کرنے کے لئے واجب بھی ہو جاتا ہے۔

روایت ہے کہ کوئی عورت خوشبو لگائے اور باہر جائے اور اس کی خوشبو مرد اجنبی تک پہنچے، جب تک واپس نہیں پلٹے گی رحمت کے ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

کیونکہ شوہر کا حق بھی غصب کیا اور خوشبو کے استعمال سے ایک اجنبی شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس حالت میں دوسروں کو بھی حرام میں مبتلا کرے گی۔

اور احتمال ہے کسی اجنبی مرد کی خوشبو محسوس کرنا اجنبی عورت کے لے مکروہات میں ہو۔

ہوسکتا ہے کسی مرد نے خوشبو نہ استعمال کی ہو بلکہ اجنبی شخص کی سانس بھی نامحرم کی خوشبو کی طرح ہی ہے، لیکن خوشبو کا استعمال کرنا شوہر کے لئے بہت پسندیدہ ہے۔

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ ثلث مہر سے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے لئے خوشبو

روح کی نشاط کا سبب بنتی ہے، لوگوں کی نفرت سے دوری کا سبب ہوتی ہے بلکہ لوگوں کے تقرب کا سبب بنتی ہے۔

البتہ یہ بھی ظاہر ہے کہ کچھ لوگ خوشبو سے دور بھاگتے ہیں ان کو خوشبو اچھی نہیں لگتی۔

خوشبو کی وجہ سے سر درد ہو جائے یا اصلاً خوشبو سے ہی متنفر ہیں کیونکہ انسان فطرتاً صفائی کو دوست رکھتا ہے۔

اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْإِيمَانِ۔[1]

"البتہ صفائی سب چیزوں میں گھر، اثاث، بدن، دکان، لباس وغیرہ وغیرہ"۔

لیکن بعض جو متنفر ہوں (سگریٹ یا اس جیسے دھوئیں والی چیزیں) اس کا استعمال برا ہے۔ انسان کے اندر پلیدی ہوتی ہے۔ لوگ بھی اس سے متنفر ہوتے ہیں۔ خصوصاً بیوی شوہر اگر دونوں سگریٹ پیتے ہوں یا ان میں سے ایک تو دوسرے کے لئے نفرت کا سبب ہوتا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے بھی نقصانات ہیں جیسے پھیپھڑوں کا کینسر۔

"خوشبو کا استعمال حج میں"

جو بھی انسان کے اعضاء جوارح ہیں ان کے لئے حج کے مخصوص احکام ذکر کئے گئے ہیں۔

کان، آنکھ، زبان، ذائقہ، ناک ان کے لئے حج میں احکام ہیں۔ جو شخص حاجی محرم (احرام میں) ہو اس پر یہ چیزیں حرام ہیں۔ خوشبو سونگھنا محرم شخص کے لئے حرام ہے۔ اس کے لئے لازم ہے پھول، گھاس کی خوشبو بھی نہ سونگھے، نہ خوشبو لگائے پرہیز کرے۔

روایت میں آیا ہے ایک دن حضرت زہراء سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھیں تھیں، ابن ام مکتوم نے چاہا کہ اندر آئے۔ حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نے پردا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیوں خود کو چھپایا، وہ اندھا ہے۔ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جی ہاں وہ اندھا ہے مگر میں تو دیکھتی ہوں۔

اگرچہ یہاں پر مسئلہ ریبہ (شک) اور تلذذ (لذت) اور عورت کیلئے فتنے میں گرنے کا خوف نہیں لیکن خود کو ہر طریقے سے محفوظ کرے۔ یہاں ایک سوال اور بیان کرتے چلیں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم سے نکلنے والی خوشبو جو ہوا کو معطر کرتی تھی، ذاتی تھی یا خوشبو استعمال کرتے تھے۔

یہاں پر دو احتمال ہیں: ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو اکتسابی تھی یعنی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطر لگاتے تھے۔ یہ مطلب روایات سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خاص عطر لگاتے تھے، یہاں تک کہ وہ عطر پہچان لیا جاتا تھا یا یہ کہ یہ خوشبو ذاتی تھی یعنی جسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ایک خوشبو رکھتا تھا۔ البتہ ضرور یہاں پر کہا جائے گا جتنی بھی خوشبو ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں جنہوں نے خوشبو کو بھی خوشبو دی ہے۔

"پاکیزگی روایات اہل البیت علیہم السلام میں"

(۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ دَهَنَ مُسلِماً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[۱]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو بھی احترام کی وجہ سے مسلمان کے سر اور بالوں کو خوشبو سے معطر کرے، خداوند اس کیلئے قیامت کے دن ہر بال کے بدلے نور لکھے گا"۔

(۲)۔ قَالَ: ركعتين [رَكْعَتَانِ] يُصَلِّيهِمَا مُتَعَطِّرٌ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً يُصَلِّيهِمَا غَيْرُ مُتَعَطِّرٍ۔[۲]

"مفضل امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: دو رکعت عطر کے ساتھ ستر رکعت کی نماز اس شخص کی جو عطر لگا کر نہ پڑھے اس سے بہتر ہے"۔

"شادی شدہ مرد کی نماز بھی یہی ثواب رکھتی ہے":۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ يُصَلِّيهِمَا مُتَزَوِّجٌ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً يُصَلِّيهِمَا غَيْرُ مُتَزَوِّجٍ۔[۳]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: شادی شدہ کی دو رکعت نماز کنوارے کی ستر رکعت سے افضل ہے"۔

(۳)۔ اَلصَّادِقِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْعِطْرُ وَ النِّسَاءُ وَ السِّوَاكُ وَ الْحِنَّاءُ۔[۴]

---

[۱]۔ کافی، ج ۶ ص ۵۲۰، ثواب الاعمال، ص ۳۳۸، بحار الانوار، ج ۷۲ ص ۴۵۲

کرنا، خوشبو لگانا اور ازدواج۔

(۴)۔ قَالَ وَ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَرْبَعٌ مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ التَّطَيُّبُ وَ التَّنْظِيفُ بِالْمُوسَى وَ حَلْقُ الْجَسَدِ بِالنُّورَةِ وَ كَثْرَةُ الطَّرُوقَةِ۔[1]

"علی ابن اسباط کہتا ہے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: چار چیزیں اخلاق انبیاء میں سے ہیں۔ عطر لگانا، بدن کی صفائی نورہ کے ساتھ، مباشرت"۔

(۵)۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: الرَّائِحَةُ الطَّيِّبَةُ تَشُدُّ الْقَلْبَ۔[2]

"خوشبو کا استعمال دل کو مضبوط کرتا ہے"۔

(۶)۔ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَتَطَيَّبُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدْ أَخَذَ بَعْضَ خُمُرِ نِسَائِهِ فَرَشَّهُ بِالْمَاءِ وَ يَمْسَحُ بِهِ۔[3]

"امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کو خوشبو لگاتے تھے، اگر خوشبو نہیں ہوتی تھی بیویوں کی چادر منگواتے تھے، ان میں اگر خوشبو لگی ہوتی تو تر کر کے ملتے تھے"۔

(۷)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَا نِلْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ هَذِهِ إِلَّا النِّسَاءَ وَ الطِّيبَ۔[4]

"میں نے تمہاری دنیا سے کچھ نہیں چنا مگر دو چیزوں کے خوشبو اور زوجہ (بیوی)"۔

یہ عبارت دوسری حدیث کی طرح جو اشارہ کر چکی۔

---

[1]۔ مکارم الاخلاق، ص ۴۰

(۸)۔ قَالَ: لَا اِسْرَافَ فِي الطِّيبِ لَيْسَ بِسَرَفٍ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوشبو پر جتنا بھی خرچہ کیا جائے اسراف نہیں ہے"۔

(۹)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ عَلَيْكَ بِالطِّيبِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَإِنَّهُ مِنْ سُنَّتِي وَ تُكْتَبُ لَكَ حَسَنَاتُهُ مَا دَامَ يُوجَدُ مِنْكَ رَائِحَتُهُ۔[۲]

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: ہر روز جمعہ کے دن خوشبو کا استعمال جو کہ میری سنت میں سے ہے جب تک اس سے خوشبو سونگھی جائے گی آپ کے لئے نیکی لکھی جائے گی"۔

(۱۰)۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا فَهِيَ تُلْعَنُ حَتَّى تَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهَا مَتَى مَا رَجَعَتْ۔[۳]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر عورت جو خود کو خوشبو لگائے اور گھر سے باہر جائے اس وقت تک کہ واپس پلٹ آئے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں"۔

(۱۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَلْعِطْرُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ۔[۴]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: عطر لگانا مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے ہے"۔

(۱۲)۔ امام رضا (علیہ السلام): لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَدَعَ الطِّيبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَيَوْمٌ وَ يَوْمٌ لَا فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ وَ لَا يَدَعُ ذٰلِكَ۔[۵]

"امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: مومن کے لئے شائستہ نہیں کہ خوشبو لگانا کسی دن بھی ترک

۱۔ البتہ خوشبو منحصر بہ عطر نہیں ہے بلکہ جڑی بوٹیاں معطر بھی شامل ہیں لیکن تیل کی اقسام جو بے حجاب عورتیں استعمال کرتی ہیں اور دوسروں کے سامنے نمائش کرتی ہیں اور وہ یقیناً اسراف اور حرام ہے

۲۔ مکارم الاخلاق، ص ۴۳

(۱۳)۔ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ تَطَيَّبَ أَوَّلَ النَّهَارِ لَمْ يَزَلْ عَقْلُهُ مَعَهُ إِلَى اللَّيْلِ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو بھی دن کے آغاز میں عطر لگائے اس کی عقل رات میں زائل نہ ہوگی"۔

(۱۴)۔ مَنْ تَطَيَّبَ بِطِيبٍ أَوَّلَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ لَمْ يَكَدْ يَفْقِدُ عَقْلَهُ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی دن کے آغاز میں خود کو خوشبو لگائے اور روزہ رکھے اس کی عقل زائل نہیں ہوگی"۔

(۱۵)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: طِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ وَطِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ۔[3]

"رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوشبو کا استعمال عورت کیلئے یہ ہے کہ اسکا رنگ آشکار اور خوشبو مخفی ہو اور مرد کی خوشبو یہ ہے کہ خوشبو آشکار اور اسکا رنگ مخفی ہو"۔

(۱۶)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ"۔[4]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت خوشبو لگا کر ایسی قوم سے گزرے جس کے پاس اس کی خوشبو پہنچے وہ زناکار ہے"۔

---

[1]۔ کافی، ج ۶ ص ۵۱۱، وسائل الشیعہ، ج ۲ ص ۱۴۵

"شجرہ طیبہ وخبیثہ"

اسی طرح جس طرح اچھی خوشبو کے مقابلے میں مکروہ خوشبو جو اچھی نہیں ہے!

اسی طرح شجرہ طیبہ کے مقابلے میں شجرہ خبیثہ ہے۔ یہاں پر بہت اچھا ہے۔ اس شجرہ طیبہ اور خبیثہ کا اشارہ کریں جو قرآن میں روایت اور تاریخ میں ملتا ہے۔

"شجرہ طیبہ":۔

قال الله تبارك وتعالیٰ فی کتابه أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ [1]

"اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال شجرہ طیبہ سے بیان کی جس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچتی ہے"۔

تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ۔ [2]

"یہ شجرہ ہر سال پھل دیتا رہتا ہے، خدا لوگوں کو نصیحت کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ شاید ہوش میں آجائیں"۔

"اب اس کلمہ "طیبہ" سے مراد کیا ہے؟":۔

مفسرین کے درمیان یہاں پر اختلاف ہے۔

کچھ مفسرین نے اس کو کلمہ توحید اور جملہ لا الہ الا اللہ تفسیر کیا ہے۔

بعض نے راستہ اور لائحہ عمل بنانے والا تفسیر کیا ہے۔

اب اس حال میں ضرور یہ کہا جائے گا کہ کلمہ طیبہ بہت معانی رکھتا ہے اور یہ سب موارد اس میں شامل ہوں گے۔ اس دلیل کی بناء پر مخلوقات کو کلمہ خدا کہا جاتا ہے:

عنه صلى الله عليه و آله: قَالَ حَبِيبِي جَبرَئِيلُ: إنَّ مَثَلَ هذا الدِّينِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ ثابِتَةٍ، الإيمانُ أصلُها، و الصلاةُ عُروقُها، و الزكاةُ ماؤها، و الصومُ سَعَفُها، و حُسنُ الخُلُقِ وَرَقُها، و الكَفُّ عَنِ المحارِمِ ثَمَرُها، فلا تَكمُلُ شَجَرَةٌ إلاّ بالثَّمَرِ، كَذلِكَ الإيمانُ لا يَكمُلُ إلاّ بالكَفِّ عنِ المَحارِمِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دین کی مثال مضبوط درخت کی ہے جس کی جڑ خدا پر ایمان ہے، زکوٰۃ اس کی شاخ ہے، روزہ اس کی بنیاد ہے، مواخات (برادری) خدا کے لئے ایک دوسرے سے دوستی مضبوطی ہے۔ حسن خلق اس کے پتے اور خدا کی حرام کردہ سے بچنا اس کا پھل ہے اور یہ درخت مکمل نہیں ہوتا مگر پھلوں کے ساتھ، اسی طرح ایمان مکمل نہیں ہوتا اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رُکنے کے سواء"۔

اہل تحقیق نے کہا ہے حکمت تشبیہ اسلام و ایمان درخت۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے درخت مکمل نہیں ہوتا مگر تین چیزوں مضبوط جڑ، مضبوط تنا اور گھنی اور پھیلی ہوئی ساخوں سے۔

اسی طرح اسلام بھی تین چیزوں سے کامل ہوتا ہے۔ دل کے ساتھ، تصدیق زبان کے ساتھ، اقرار اور عمل اعضاء جوارح۔ اور یہ جملہ بیان امام علی رضا علیہ السلام ہے کہ مولا علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: ایمان کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اس کو مانتے ہیں جو طیبہ اہل البیت علیہم السلام ہیں۔

(۱)۔ عُمَرُ بْنُ صَالِحٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْفَزَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْهَاشِمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يَرْوِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ صَالِحٍ السَّابِرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ قَالَ: أَصْلُهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ فَرْعُهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ ثَمَرُهَا، وَ تِسْعَةٌ مِنْ صُلْبِ الْحُسَيْنِ أَغْصَانُهَا، وَ الشِّيعَةُ وَرَقُهَا، وَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَمُوتُ فَتَسْقُطُ وَرَقَةٌ مِنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ، قُلْتُ: قَوْلُهُ تَعَالَى: تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا قَالَ: مَا يَخْرُجُ مِنْ عِلْمِ الْإِمَامِ إِلَيْكُمْ فِي كُلِّ سَنَةٍ مِنْ حَجٍّ وَ عُمْرَةٍ۔ [۲]

"حماد بن صالح سابری کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ: اس کی جڑیں مضبوط اور شاخیں آسمان پر ہیں کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اس شجرے کی جڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کی شاخ امیر المومنین علیہ السلام ہیں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اس کے پھل ہیں اور حسین علیہ السلام کے ۹ بیٹے اس کی شاخیں اور ان کے شیعیان اس کے پتے ہیں۔ خدا کی قسم ان لوگوں میں سے اگر ایک شخص بھی مرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتا گر جاتا ہے۔ اور جب ایک بچہ ہمارے شیعوں

کیا مطلب ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد وہ مطالبِ علمی ہیں جو ہر سال حج وعمرہ کے موقعہ پر امام علیہ السلام کے علم سے تمہارے لئے بیان کیا جاتا ہے"۔

(۲)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: خُلِقَ النَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتَّى وَ خُلِقْتُ أَنَا وَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ أَصْلِي عَلِيٌّ وَ فَرْعِي جَعْفَرٌ۔[1]

"امام باقر علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

لوگ مختلف درختوں سے خلق ہوئے، میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام ایک درخت سے خلق ہوئے ہیں، علی علیہ السلام اس درخت کی جڑ اور جعفر علیہ السلام اس درخت کی شاخ ہیں"۔

(۳)۔ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْبَاقِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا - قَالَ أَمَّا الشَّجَرَةُ فَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ فَرْعُهَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ غُصْنُ الشَّجَرَةِ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ وَ ثَمَرُهَا أَوْلَادُهَا عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ وَرَقُهَا شِيعَتُنَا - ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ مِنْ شِيعَتِنَا لَيَمُوتُ فَيَسْقُطُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَرَقَةٌ وَ إِنَّ الْمَوْلُودَ مِنْ شِيعَتِنَا لَيُولَدُ فَتُورِقُ الشَّجَرَةُ وَرَقَةً۔[2]

"جابر جعفی کہتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے سورہ ابراہیم کی ۲۴ اور ۲۵ آیت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس قول خداوند سے درخت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شاخ سے مراد علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔ اس کا پھل بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی اولاد اور اس کے پتے ہمارے شیعیان ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: ہمارے

ہے تو اس درخت میں ایک پتے کا اضافہ ہوتا ہے"۔

(۴)۔ رَوَی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ جَبْرَئِیلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ: أَنْتَ الشَّجَرَۃُ وَ عَلِیٌّ غُصْنُہَا، وَ فَاطِمَۃُ وَرَقُہَا، وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ ثِمَارُہَا۔ [1]

"ابن عباس سے روایت ہوئی ہے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخت ہیں، علی علیہ السلام اس کی شاخ، فاطمہ سلام اللہ علیہا اس کا پتہ، حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام اس کے پھل ہیں"۔

(۵)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ: إِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْأَنْبِیَاءَ مِنْ أَشْجَارٍ شَتَّی - وَ خُلِقْتُ أَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ وَاحِدَۃٍ، فَأَنَا أَصْلُہَا وَ عَلِیٌّ فَرْعُہَا، - وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ ثِمَارُہَا، وَ أَشْیَاعُنَا أَوْرَاقُہَا، - فَمَنْ تَعَلَّقَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِہَا نَجَا، وَ مَنْ زَاغَ ہَوَی - وَ لَوْ أَنَّ عَبْداً عَبَدَ اللّٰہَ بَیْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃِ أَلْفَ عَامٍ - ثُمَّ أَلْفَ عَامٍ ثُمَّ أَلْفَ عَامٍ حَتَّی یَصِیرَ کَالشَّنِّ الْبَالِی - ثُمَّ لَمْ یُدْرِکْ مَحَبَّتَنَا أَکَبَّہُ اللّٰہُ عَلَی مَنْخِرَیْہِ فِی النَّارِ ثُمَّ تَلَا قُلْ لَا أَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبَی۔ [2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک خدا نے انبیاء کو مختلف درختوں سے خلق کیا۔ مجھے اور علی علیہ السلام کو ایک درخت سے خلق کیا۔

میں اس درخت کی اصل ہوں، علی علیہ السلام اس کی شاخ، بی بی سیدہ اس کی لقاح (درخت کے ثمر دار ہونے کی وجہ)، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام میرے وجود کے درخت کے پھل ہیں، جس نے بھی اس درخت کی شاخوں میں سے شاخ سے تعلق

علیہم السلام کی صحبت کو درک نہ کرے (یعنی ہماری ولایت سے متصل نہ ہو) خداوند متعال اس کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔

اس کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ الشعراء سے آیۃ کریمہ ۲۳ تلاوت فرمائی۔

"میں تم سے اجر نہیں چاہتا مگر یہ کہ مودۃ قربیٰ"۔

"شجرہ خبیثہ اور ملعونہ کون ہے":۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ۔[1]

"اور کلمہ خبیثہ کی مثال اس شجرہ خبیثہ سی ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے اور اس کی کوئی بنیاد نہ ہو"۔

یہ درخت خبیثہ طوفان کے مقابلے میں کھڑا نہیں ہوتا بلکہ ہوا کے ساتھ ادھر ادھر ہوتا ہے۔ کلمہ خبیثہ وہی کلمہ کفر، شرک اور بدرفتار و آلودہ۔ خلاصہ ساری خباثت اور ناپاک۔ یہی کلمہ خبیثہ ہے، وہی برادرخت جس کی جڑیں اکھاڑ دی گئی ہوں، نہ رشد کرتا ہے نہ ترقی نہ تکامل نہ گل و میوہ نہ سایہ نہ ہی دیکھنے میں بھلا محسوس ہوتا ہے نہ مضبوط ہے صرف لکڑی ہے، جو فقط جلانے کے علاوہ کسی کام کی نہیں ہے بلکہ اگر راستے میں ہو تو رکاوٹ اور مسافروں کے لئے اذیت کا سبب ہے۔

"مثل درخت خبیثہ کیا ہے؟"

کچھ مفسرین کے اس درخت کے بارے میں جو (مشبہ بہ) واقع ہوا ہے، اقوال مختلف ہیں۔
بعض نے اس کو (حنظل) کہا جو بہت کڑوا اور بد جانتے ہیں۔
کچھ لوگوں نے اس کو "کشوت برسقوط" یہ گھاس کی ایک قسم ہے جو بیابان میں کسی بھی چیز سے لپٹتا ہے اور پھر وہیں سے اوپر جاتا ہے، نہ اس کی جڑ کے نہ پتہ اس سے تشبیہ کی ہے۔
(البتہ شجر لغت عربی میں درخت کو بھی کہا گیا ہے اور گھاس کو بھی)۔
البتہ یہ لازم نہیں ہر تشبیہ میں (مشبہ بہ) ان تمام صفات کے ساتھ وجود خارجی رکھتا ہو بلکہ مقصد کلمۂ شرک کے اصلی چہرے کو مجسم بنانا ہے اور ان کے انحرافات سے آگاہ کرنا، اور خبیث لوگ اس کے مصداق ہیں وہ انہیں درختوں کی مانند ہیں جن کی ساری چیزیں خبیث و ناپاک ہیں۔ کوئی بھی پھل فائدہ نہیں رکھتا بلکہ سر درد کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتے۔

"یہ درخت ملعونہ خبیثہ بنی اُمیہ ہے":۔

(۱)۔ ثُمَّ ضَرَبَ اللّٰهُ لِأَعْدَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقَالَ:
"وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اُجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ"۔[1]
"امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:
اس کے بعد خداوند نے دشمنان آل محمد علیہم السلام کیلئے مثال بیان کی۔ ان کی کوئی بھی جڑ

یہ مثال بنی امیہ کے لئے ہے۔

(۳)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) : كَذَلِكَ الْكَافِرُونَ لَا تَصْعَدُ أَعْمَالُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ، وَ بَنُو أُمَيَّةَ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فِي مَجْلِسٍ وَلَا فِي مَسْجِدٍ، وَلَا تَصْعَدُ أَعْمَالُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ۔ [۲]

"امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: کافروں کے اعمال اوپر نہیں جاتے۔ بنی اُمیہ کو خدا نے کسی مجلس، کسی مسجد میں یاد نہیں کیا اور ان کے اعمال آسمان کی طرف نہیں جاتے مگر بہت کم کے"۔

"اس پلید خاندان کی جڑ":۔

تمام لوگوں کے درمیان جس نے دعوت اسلام کے مقابلے اور دعوت توحید کے مقابلے میں بغض ظاہر کیا، مخالفت کی اور ڈٹ کر کھڑا رہا، وہ ابوسفیان تھا۔ اس کا فساد دشمنی ڈٹ کر رہنا دوسروں سے کئی گنا زیادہ تھا۔ یہ اس وقت جب تک قطعی کامیابی مسلمانوں کے ہاتھ میں نصیب نہیں آئی۔

انوار آفتاب اسلام کو خاموش کرنے کے لئے مکمل کوشش کی۔ جنگ بدر، اُحد، خندق میں مشرکین کی طرف سے سردار لشکر سپاہ کفر تھا۔

"ابوسفیان خود، اس کی بیوی اور اس کے بیٹے جہاں تک طاقت رکھتے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی اور کفر اور شرک کا ساتھ دیا۔ جنگ بدر میں اس کے تین بیٹوں معاویہ حنظلہ اور عمرو نے شرکت کی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے حنظلہ کو قتل کیا۔ عمرو اسیر ہوا، معاویہ بچ گیا اور بھاگا اتنا بھاگا جب مکہ پہنچا، پیروں میں چھالے اور پنڈلیاں سوجھ گئیں دو ماہ تک اپنا علاج کروایا"۔ [۳]

سال فتح مکہ کے وقت ابوسفیان، اس کی بیوی اور اس کے بیٹے نے خوف کی وجہ سے قتل سے

اور منافقت کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ زندگی گزاری۔

ابوسفیان کی مذمت میں بہت زیادہ روایات نقل ہوئی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کو اس حالت میں دیکھا کہ گدھے پر سوار تھا، معاویہ نے اس کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور یزید دوسرا بیٹا چلا رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاكِبَ وَالْقَائِدَ وَالسَّائِقَ۔ [1]

"خداوند لعنت کرے سوار پر، لگام پکڑنے والے پر اور چلانے والے پر"۔

زمخشری اپنی کتاب "ربیع الابرار" میں لکھتا ہے نابغہ، مادر عمرو عاص زنا کار عورتوں میں سے تھی، ایک ہی بار چار مردوں سے زنا کیا، ان میں سے ابوسفیان بھی تھا اور عمرو اس سے متولد ہوا اور چاروں لوگ کہتے تھے یہ میرا بیٹا ہے لیکن نابغہ خود کیونکہ عاص کے پیسوں پر پلتی تھی تو اس کی طرف نسبت دی۔ ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب اپنے شعر میں عمرو عاص کو کہتا ہے:

"ابوك ابو سفيان لا شك قد بدت الخ"۔ [2]

"ہند ابوسفیان کی بیوی، یزید کی دادی":۔

یہ عورت دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاندان نبوت میں مانند حمالة الحطب [3] سے بھی زیادہ تھی بلکہ اسکا بغض اس سے بھی زیادہ تھا۔ لوگوں کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کیلئے تشویق کرتی تھی۔

"حمالة الحطب" بمعنی لکڑیاں اٹھانے والی ہے۔ یہ آیت ابولہب کی بیوی کے لئے ہے جس کی طرف اشارہ ہے کہ یہ ابولہب کی بیوی درحالانکہ لکڑیاں اٹھانے والی جہنم میں داخل ہوگی۔

سنگ دلی، میں وحشیانہ تربیت میں اور بغض میں اگر شہادت حضرت حمزہ علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی ثبوت نہ ہو پھر بھی کافی ہے کیونکہ جس طرح اس کی تحریک اس کی لالچ وحشی (نام غلام) نامرد کو

وحشت ناکی سے حضرت حمزہ علیہ السلام کے اعضاء کو کاٹا، کان، ناک اور جسم کے سارے اعضاء سے ہار بنایا اور ان کا پیٹ چیر کر اس سے کلیجہ نکال کر منہ میں ڈالا جو اس کے منہ میں پتھر بن گیا۔[1]

زمانہ جاہلیت میں زنا کار عورت مشہور تھی۔ حسان بن ثابت اپنے اشعار میں اس کا زنا کرنا اور وہ بچے جو زنا سے تھے یاد کیا اور کہتا ہے:

ونسیت فاحشة اتیت بها
هند ویحك سبة الدهر
زعم القوابك انها ولدت
ابنا صغیرا کان من عهر[2]

"معاویہ ابن ابی سفیان (یزید کا باپ)":۔

داستان پسر ہند نہیں سنی؟

کہ اس سے اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا گزری؟

اس کے باپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹ اور دانت شہید کئے۔

اس کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے جگر کو چبایا۔

خود ناحق حق داماد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیا۔

اور اس کے بیٹے نے فرزندِ رسولؐ کا سر کاٹا۔

اس قوم پر کیوں نہ لعنت کریں۔

لعنت اللہ یزید و علیٰ حب یزید۔[3]

"نسبِ معاویہ"

معاویہ جیسے معروف ہے ابوسفیان کا بیٹا ہے لیکن یہ نسب نامہ سب علماء نسابہ کا تصدیق شدہ نہیں ہے۔ محققین میں سے بہت اس کے شجرے کے صحیح ہونے پر شک کرتے ہیں۔

اور اس کی صحت کی دلیل پر یہی شک کافی ہے کہ وضع اخلاقی خاندان معاویہ زنا، فسق، فجور ان میں بہت زیادہ تھا، آلودہ دامن کو برا نہیں جانتے تھے۔ شعراء جاہلیت اور اسلام نے ان کو ان بری صفتوں کے ساتھ بدگوئی کی ہے اور معاویہ اور اس کا باپ اہل فجور و فحشاء تھے۔ اس ننگ سے شرم نہیں کرتے تھے۔ یہی کہ اس نے زیاد کے فرزند کو اپنے باپ کا بیٹا کہا۔ اس رسوا کن حالت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے برخلاف کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ اَلْحَجَرُ۔

"جو بھی جس گھر میں پیدا ہو وہ اسی کے متعلق ہے، زنا کار لازماً سنگسار ہو"۔

اس نے ابن زیاد کو اپنے باپ سے ملحق کیا۔ زمخشری اپنی کتاب "ربیع الابرار" میں لکھتا ہے: معاویہ کی چار باپ کی طرف نسبت دی گئی، ان سب میں سے صباح مغنی، عمارہ بن ولید جو ابو سفیان کا اجیر تھا۔ ابوسفیان بدشکل اور چھوٹے قد کا تھا۔ صباح خوبصورت تھا۔ ہند نے اس کو زنا کی دعوت دی، اس نے قبول کی اور صباح نے انجام دیا اور کہا گیا ہے عتبہ بھی صباح کا بیٹا تھا۔[1]

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ابوسفیان اور معاویہ آرہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللهم العن الطابع والمطبوع اللهم عليك بالاقيعس فقال

براء نے اپنے باپ سے کہا: اقیعس کون ہے؟ کہا معاویہ۔

مشہور و معروف حدیث ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مُعاوِیَہَ فی تابُوتٍ مِنْ نارٍ فی اَسفَلِ دَرَکٍ مِنْ جَحیمٍ یُنادی یا حَنّانُ یا مَنّانُ فَیُقالُ لَہُ اَلانَ، وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدینَ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاویہ آگ کے تابوت میں، آوازیں دیتا ہے: یا حنان یا منان۔ اس کو کہا جاتا ہے اب ایمان لے کر آرہے ہو جبکہ ماضی میں تیرا شمار مفسدین اور تباہ کاروں میں ہوتا تھا"۔

اور اس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذا رَأَیْتُمْ مَعاوِیَہَ عَلی مِنْبَری فَاقْتُلُوہُ۔

"جب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو اسے قتل کرو۔"

حسن بصری کہتا ہے حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہیں کی بس وہ کامیاب نہیں ہوئے۔[2]

روایت میں آیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ کو بلایا غذا کھانے کے بہانے اس نے امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غفلت کی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا اَشْبَعَ اللہُ بَطْنَہُ۔

"خدا اس کے پیٹ کو نہ بھرے"۔

اس کے بعد معاویہ کبھی سیر نہیں ہوا اور کہتا تھا میں پیٹ بھرنے کی وجہ سے غذا سے ہاتھ نہیں ہٹاتا بلکہ تھک جانے کی وجہ سے ہاتھ نکالتا ہوں۔[3]

"یزید کے جرائم اور گناہ":۔

یزید کی ماں میسون دختر بجدل کلبی ہے۔

جب یزید کی ماں کو معاویہ کے لئے پیش کیا گیا تو وہ اپنے باپ کے غلام سے پہلے سے حاملہ (یزید حمل میں تھا) تھی۔

مسعودی کہتا ہے یزید کی مجلس میں طرب باز اور شکاری کتے بندر اور شراب ہوتے تھے۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک دن دستر خوان شراب پر بیٹھا تھا اور اس وقت ابن زیاد اس کے دائیں طرف بیٹھا تھا، اس نے ساقی شراب سے کہا:

اسقنی شربة تروی مشاشی صاحب

ثم ول فاسق مثلها ابن زیاد

السر و الامانة عندی

ولتسدید مغنمی و جهادی ۲

"شراب کا جام پلاؤ، نرم ہڈیوں کو سیراب کرو۔ اس کے بعد ابن زیاد کو پلاؤ، یہ وہی ہے جو میرا رازدار ہے اور یہ وہی ہے جو میرے کاموں میں میرا امین ہے، یہ وہی ہے جس کے ہاتھوں میری حکومت کی بنیادیں مضبوط ہوئیں (یعنی حسین بن علی علیہ السلام کو قتل کیا)"۔

پھر گانے والوں کو گانے کا حکم دیا:

لیکن اس کا سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا ظلم قتل سید الشہداء علیہ السلام اور جوانان ہاشمی ہے اور خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اصحاب کساء کو قتل اور اہل بیت علیہم السلام کی مستورات کو قید کرنا ہے۔

عبید اللہ بن زیاد ملعون نے حکم یزید پر سید الشہداء علیہ السلام کو قتل کیا۔

تواریخ معتبر میں ہے کہ یزید کا فسق اور اسراف حد کمال تک پہنچا، اس کا ظلم و جور اس کے گورنروں اور مامورین کے ہاتھوں لوگوں پر ٹوٹ پڑا بلکہ اس نے تو فرعون کی روش کی تجدید کی۔

مدینہ کے لوگوں نے اس پر احتجاج کیا، اس پر اعتراض کیا، اس کے مامور کو مدینہ سے نکال

اشراف حکومت اموی کے درمیان لاتا تھا۔ معاویہ کے پالوں میں سے تھا اور معتمد تھا۔

بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کو مدینہ بھیجا اور اس کو حکم دیا تین دن تک مدینہ میں قتل غارت کرے، اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان تھا:

من اخاف اهل المدينة اخافه الله عليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين۔

"جو بھی مدینہ کے لوگوں کو ڈرائے، خدا نے اس کو ڈرایا، اس پر خدا ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو"۔

مسلم ان سپاہیوں کے ساتھ بے باک خون کا پیاسا مدینہ آیا۔ مروان ملعون کی مدد سے اور ایک اور بنی حارثہ میں سے ایک شخص کی خیانت سے مدینہ کو فتح کیا۔ مظالم میں بڑے ظلم کا مرتکب ہوا۔ اس تفصیل کو لکھنے سے قلم شرمسار ہے، بس مختصر یہی حکایت ہے کہ مال و جان و ناموس اہل مدینہ لشکر شام پر مباح کیا گیا، سوائے چند لوگوں کے جیسے امام علی ابن الحسین علیہ السلام اور ان کا خاندان امان میں تھا اور سارے صحابہ اور تابعین اس واقعہ میں قتل ہوئے۔ اس کے علاوہ بچے، عورتیں اس واقعہ میں دردناک طریقے سے قتل کئے گئے۔

۱۷۰۰ انصار، مہاجر، صحابہ، زہاد اور اہل عبادت ۷۰۰ نفر حاملین و حافظین قرآن قتل ہوئے، اور ساری تعداد قتل ہونے والوں کی ۱۰۰۰۰ تھی۔

پورے مدینے کو غارت کیا، گھر کے اثاثے، فرش یعنی کسی کے لئے کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔ اس شہر مقدس میں یزید کے حکم سے جو کر سکتے تھے اس میں کوتاہی نہیں کی۔ اس سے کافی عورتیں لڑکیاں بھاگ گئی، چھپ گئیں۔ ان تین دنوں میں ۱۰۰۰ دوشیزہ پاک مسلمان لڑکیوں سے تجاوز کیا گیا، بہت بڑی تعداد عورتوں کی جو زنا سے حاملہ ہوئی۔ بروایت مدائنی ۱۰۰۰ اور دوسری روایت کے مطابق ۱۰۰۰۰ تھیں۔

سپاہی نے کہا: پھر میری خواہش پوری کرو ورنہ تمہیں اور تمہارے بچے کو قتل کروں گا۔

عورت نے کہا: تم پر لعنت ہو، یہ ابن ابی کبشہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہے۔

میں ان عورتوں میں سے ہوں جنہوں نے بعیت شجرہ میں شرکت کی اور بیعت کی کہ زنا نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گے، تہمت نہیں لگائیں گے اور جو بیعت کی اس کو وفا کیا۔ خدا سے ڈرو اس کے بعد اپنے بچے کی طرف چہرہ کیا کہا:

اے میرے بیٹے خدا کی قسم اگر کوئی چیز ہوتی تو تیرے بدلے وہ دیتی۔ اس بے رحم سپاہی نے بچے کو جو ماں کے سینے سے دودھ پی رہا تھا، ٹانگ سے کھینچا اور زور سے دیوار میں مارا۔ اس بچے کا دماغ نکل کر زمین پر گرا۔ تاریخ نگاروں نے لکھا کہ ابھی گھر سے باہر نہیں نکلا تھا کہ اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

ان کا تجاوز اتنی حد تک بڑھ گیا کہ اپنی سواریوں کو مسجد نبویؐ میں لے گئے اور منبر کی، قبر مطہر کے پاس اپنے گھوڑوں کو باندھا۔ لوگوں میں سے کچھ لوگ جنہوں نے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پناہ لی ہوئی تھی ان کو وہیں پر قتل کیا۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسجد نبوی کو خون سے بھر دیا۔ یہ تمام جرائم حکم یزید سے بجالائے گئے۔ یزید نے مروان کو جس نے یزید کے حکم پر مسلم کے ساتھ مل کر ان جرائم کو تکمیل تک پہنچایا، بہت سے انعامات دیئے۔

"امام حسن علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "یا جداہ" کہہ کر مخاطب کرنا":۔

کلمہ شریف "یا جداہ" اس حدیث (کساء) میں ۶ بار تکرار ہوا ہے۔

جس طرح پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ لغت میں "جدّ" کا مطلب دادا، نانا ہیں۔

"اولاً:۔

کے سب مذہب حق اور حد اشان اور موحد تھے۔

اس پر علماء امامیہ کا اتفاق ہے کہ تمام آباء وامہات واجداد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موحد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور کفار کے صلب اور رحم میں ہرگز نہیں رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب میں اوپر تک یعنی اجداد میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں تھا اور متواتر احادیث سنی شیعہ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

أَشْهَدُ أَنَّكَ كُنْتَ نُورًا فِي الْأَصْلَابِ الشَّامِخَةِ الْأَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ لَمْ تُنَجِّسْكَ الْجَاهِلِيَّةُ بِأَنْجَاسِهَا وَ لَمْ تُلْبِسْكَ مِنْ مُدْلَهِمَّاتِ ثِيَابِهَا۔[1]

"میں گواہی دیتا ہوں آپ نور تھے، اپنے اجداد عالی کے اصلاب میں اور ارحام مطہرات میں نجاست جاہلیت نے آپ کو آلودہ نہیں کیا، اور اس زمانے کے ناپاک لباسوں میں ملبوس نہ ہوئے"۔

أَشْهَدُ أَنَّكَ طُهْرٌ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ مِنْ طُهْرٍ طَاهِرٍ مُطَهَّرٍ۔[2]

"میں گواہی دیتا ہوں (یا علیؑ) آپؑ پاک وپاکیزہ ہیں اور پاک وپاکیزہ سے ہیں"۔

محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا بَلَغَ نَسَبِي إِلَى عَدْنَانَ فَأَمْسِكُوا۔[3]

"جب میرے نسب میں عدنان تک پہنچو تو وہیں پر توقف کرو"۔

شاید راز توقف یہ ہو کہ نسب شناسان اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عدنان سے پہلے اتنا اختلاف ہے کہ صحیح مقصود کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مثلاً بعض نے اجداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عدنان اور حضرت اسمٰعیل میں ۴ پشتوں کا فرق بتایا تو بعض نے ۴۰ کا۔

محمد بن عبداللہ بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مر بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادبن بن ناخور بن سعد بن یعرب بن شحیب بن ثابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروخ بن ارعواء بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن مالک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہاییل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

یہاں پر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ۴۸ لوگ ہیں اور پہلے والی روایت میں حضرت عدنان تک ۲۱ تھے۔

"ثانیاً":۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہے۔

محمد بن طلحہ بن شافعی جن کا شمار علماء اہلسنت میں سے ہوتا ہے، اپنی کتاب "مطالب السؤل" میں لکھتے ہیں:

بیٹی کو ذریۃ کہا گیا ہے، خداوند کا قول بھی اس موضوع کی گواہی دیتا ہے۔

جو سورہ انعام میں حضرت ابراہیمؑ سے ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ * وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ * وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ۔[1]

"خداوند متعال نے ان نبیوں کو جو اس آیت میں مذکور ہیں ذریت ابراہیم علیہ السلام سے شمار کیا۔ ان میں جو اوپر انبیاء کے نام آئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں جن کی والدہ سے نسبت جو

حسین علیہ السلام سے بہت محبت کرتا تھا، کسی وقت تمام [illegible] یہ نہ ہمارے فرزندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس موضوع کو بہت بار حجاج بن یوسف کے نزدیک نقل کرتے تھے۔

حجاج بن یوسف غضبناک ہوا اور ایک دن شعبی کو اپنی مجلس میں حاضر کیا۔ اس مجلس میں بزرگان، علماء، قاریان بصرہ وکوفہ حاضر تھے۔ وہیں پر شعبی جب مجلس میں آیا تو سلام کیا۔ حجاج نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کا حق احترام ادا نہ کیا اور سلام کا جواب نہیں دیا۔

جب شعبی بیٹھا تو حجاج نے کہا: ایک موضوع تمہاری زبان سے مجھ تک پہنچا ہے جو تمہاری جہالت کی گواہی دیتا ہے۔

شعبی نے کہا: کون سا موضوع؟؟

حجاج نے کہا: تم نہیں جانتے۔ کسی بھی مرد کے بیٹوں کو اسی سے نسبت دی جاتی ہے اور حسب نسب باپ کے علاوہ نہیں ہوتا۔ تم کس دلیل سے کہتے ہو کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں؟

کیا یہ لوگ اپنی والدہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منسوب ہیں؟

اور حسب نسب ماں کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔

شعبی نے ایک لمحہ سکوت اختیار کیا اور کچھ نہیں کہا۔ یہاں تک کہ حجاج نے غصہ میں اور زیادتی کی اور حجاج کے غصے نے حاضرین کو ڈرا دیا۔ شعبی اسی سکوت کی حالت میں تھا۔ شعبی کے سکوت نے اس کو اور غصہ دلایا اور اس نے شعبی پر ملامت کی۔

شعبی نے بلند آواز سے کہا: اے امیر کیوں اس شخص کی طرح سے کلام کر رہے ہو جو کتاب خدا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر گیا ہو؟

غیظ وغضب حجاج، شعبی کی طرف اور زیادہ ہو گیا۔

کیا اس طرح نہیں ہے جب خدا اپنے تمام بندوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اے بنی آدم سے، اے بنی اسرائیل، ابراہیمؑ کی طرف سے فرماتا ہے: و من ذریتہٗ۔ یہاں تک فرمارہا ہے۔ یحییٰ و عیسیٰ۔

اے حجاج! خدا نے جو حضرت عیسیٰؑ کو آدمؑ، اسرائیل اور ابراہیم خلیل اللہ کی طرف نسبت دی ہے اور اس بزرگوار کو ان کے بیٹوں میں شمار کیا۔

کیا حضرت عیسیٰؑ کے کوئی باپ دادا اجداد تھے؟ کیا حضرت عیسیٰؑ ذریت ابراہیمؑ سے نسبت دینا اس کی ماں کے علاوہ تھا؟

اس صورت میں ایک صحیح روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہے کہ امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے۔ سردار اور بزرگوار ہے۔ جب یہ الفاظ حجاج نے شعبی سے سنے، خاموش اور شرمندہ ہوا اپنے لہجے میں نرمی لایا اور حاضرین مجلس کے سامنے شرمندہ اور لاجواب ہو گیا۔

"فرزندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلب امیر المومنین علیہ السلام سے":۔

کتاب "ناسخ التواریخ" میں مفردات معجم طبرانی اور کتاب "اربعین موذن" اور کتاب "تاریخ خطیب (بغدادی)" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خداوند نے ہر نبی کی ذُریت اس کی صلب سے قرار دی مگر میری ذُریت علی علیہ السلام کی صلب سے قرار دی، ساری اولاد کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے مگر فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد کے علاوہ کیونکہ میں ان کا والد ہوں۔

کتاب "احتجاج" میں لکھتا ہے:

ایک دن امام باقر علیہ السلام نے ابی الجارود سے فرمایا:

یہ لوگ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

موضوع کے بارے قرآن فرماتا ہے:

"زکریا یحییٰ وعیسیٰ والیاس علیہم السلام (کے ابراہیمؑ کے بیٹوں میں سے ہیں)"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شمار تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں میں اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے نہیں ہو سکتے؟

اور قرآن کی آیات بھی ان کے لئے دلیل کے طور پر لاتے ہیں۔

جس طرح خدا سورہ آل عمران میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔[1]

"کہو تم اپنے بیٹے، اپنی عورتیں لے آؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ"

اس آیت میں حسنین علیہم السلام کو فرزندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شمار کیا گیا ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے کیا کہا؟

کہا: کہ وہ کہتے ہیں بیٹی کا بیٹا نانا کی صلب سے نہیں ہوتا۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اے ابوالجارود ابھی میں تمہارے قرآن کی آیت پڑھوں کہ حسنین علیہم السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ یہ ظاہر کرتی ہے اور اس آیت کا کافر کے علاوہ کوئی انکار نہیں کرے گا۔

ابوالجارود کہتا ہے: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں، وہ کون سی آیت ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي

فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا۔[1]

"حرام ہوئیں تم پر (شادی کے لئے) ماں، بیٹی، بہن یہاں تک فرمایا: تمہارے بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ"۔

وہاں پر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اے ابوالجارود کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال ہے امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام کی بیوی سے شادی کرے؟

اگر کہیں ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی زوجہ سے شادی کر سکتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حرام ہے کہ ان کی ازواج کے ساتھ نکاح کریں، بس پھر تو ثابت ہو گیا کہ حسنین کریمین علیہم السلام فرزندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ صلبی فرزندان کے علاوہ تو حرام نہیں ہوئیں۔

امام رضا علیہ السلام نے بھی مامون کے ساتھ اسی دلائل کے ساتھ گفتگو فرمائی تھی۔

فرمایا:

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی آجائیں اور تم سے بیٹی مانگے دو گے!

اس نے کہا: فخر کی بات ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: لیکن ہم سے بیٹی نہیں لے سکتے کیونکہ ہم ان کے محرم ہیں"۔

"امام سجاد علیہ السلام کا خطبہ دربارِ یزید ملعون شام میں"

"أَنَا ابْنُ مَنْ أُسْرِیَ بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

أَنَا ابْنُ مَنْ بَلَغَ بِهِ جَبْرَئِيلُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى

أَنَا ابْنُ مَنْ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ

قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى

أَنَا ابْنُ مَنْ صَلَّى بِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ

أَنَا ابْنُ مَنْ أَوْحَى إِلَيْهِ الْجَلِيلُ مَا أَوْحَى

أَنَا ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى أَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى"۔

"اس کا بیٹا ہوں جس کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف اور وہاں سے آسمان کی طرف سفر کرایا گیا

میں اس کا بیٹا ہوں جس کو جبرائیل نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا

میں اس کا بیٹا ہوں جو نزدیک ہوا اور بہت نزدیک ہوا اتنا نزدیک کہ دو کمانوں سے بھی کم تر فاصلہ رہ گیا

میں اس کا بیٹا ہوں جس کی اقتداء میں فرشتوں نے آسمان پر نماز پڑھی

میں اس کا بیٹا ہوں جس کو خدا نے وحی کی

میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں، میں علی المرتضیٰ علیہ السلام کا بیٹا ہوں"۔

یزید امام سجاد علیہ السلام کے ان جملات سے ذلیل و رسواء ہو گیا اور مؤذن کو حکم دیا کہ اذان کہے

جب کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

میرا گوشت پوست خون گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ خدا نہیں

جب کہا: اشھد ان محمد رسول اللہ۔

امام علیہ السلام نے منبر کی طرف منہ کر کے یزید سے کہا:

اب بولو یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا جد ہے یا میرا جد ہے۔

اگر کہو گے کہ تیرا جد ہے تو تم نے جھوٹ بولا اور کافر ہوئے۔ اگر کہو گے میرا جد ہے تو اب بتا کیوں عترت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا؟

یزید کے باپ نے کبھی کوئی جواب دیا تھا جو یزید جواب دیتا، اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا"۔[1]

"نام، القاب، کنیت معصومین علیہم السلام"

مستحب ہے کہ انسان اگر کسی کو بلائے تو اس کے لقب یا کنیت کے ساتھ بلائے۔ یہ احترام کی ایک قسم ہے۔

اسی جملے کی طرح جو امام حسن علیہ السلام نے حدیث کساء میں فرمایا:

"اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا جداہ کہہ کر آواز دی اور مادر بزرگوار سے فرمایا:

جیسے نانا کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

اسی طرح امیر المومنینؑ نے فرمایا:

میں اپنے چاچا کے بیٹے کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں"۔

عرب میں رسم ہے کہ ہر شخص کے لئے چاہے بچہ ہی کیوں نہ ہو نام لقب اور کنیت انتخاب کرتے ہیں۔ حضرات معصومین علیہم السلام کے لئے بھی چند لقب اور کنیتیں ہیں۔[1]

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم":۔

نام: احمد، محمد۔

لقب: مصطفیٰ، حبیب اللہ، خاتم النبیین، مختار، امی۔

کنیت: ابوالقاسم، ابوابراہیم۔

"حضرت امیر المومنین علیہ السلام":۔

نام: امیر المومنین علیہ السلام کے ایک ہزار ایک نام بتائے گئے ہیں نام علی علیہ السلام سمیت۔

لقب: امیر المومنین، مرتضیٰ

نام: فاطمہ زہر۔

لقب: بتول، عذراء، صدیقہ۔

کنیت: ام الآئمۃ، ام الحسنین، ام النجباء۔

"حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام":۔

نام: حسن۔

لقب: مجتبیٰ، سبط، سید، امین، حجت، برتقی وزکی۔

کنیت: ابومحمد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے لئے منتخب کی تھی۔

معنی کلمہ حسنؑ یعنی نیک اور پسندیدہ۔

اس نام مبارک کو خداوند نے اپنے نام مبارک محسن سے مشتق کیا ہے۔

۱۴ ہزار سال پہلے خداوند عالم نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کے بعد اس نام کو امام حسن علیہ السلام کے لئے منتخب کیا۔[1]

اور آسمانی کتابوں میں امام حسن علیہ السلام کا نام قیدار ہے، معنی کلمہ قیدار دوسرا وصی اور اوّلین عترت ہے۔

ابن شہر آشوب اپنی کتاب "مناقب" میں لکھتے ہیں: امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے پہلے یہ نام کسی کے نہیں تھے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی علیہ السلام کے نام کسی نے نہیں رکھے تھے۔

"حضرت امام حسین علیہ السلام":۔

نام: حسین علیہ السلام۔

البتہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہمنام پسران ہارون وصی حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے شبر و

کنیت: ابوعبداللہ، ابوالآئمۃ، ابوالمساکین۔

"حضرت امام سجاد علیہ السلام:۔

نام: علی علیہ السلام۔

لقب: سجاد علیہ السلام۔

کنیت ابوالحسن یہ کنیت امیر المومنین علیہ السلام تھی، اسی بناء پر امام سجاد علیہ السلام کو ابوالحسن اوّل کہتے ہیں۔ زین العابدین بھی کنیت ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابوالحسن ثانی کہتے ہیں۔

اور امام علی رضا علیہ السلام ابوالحسن ثالث کہتے ہیں۔

"حضرت امام محمد باقر علیہ السلام":۔

نام: محمد۔ مشماع یعنی وارث علوم اوّلین وآخرین۔

لقب: باقر۔ جو امام کا مشہور ترین لقب ہے۔

کنیت: ابوجعفر۔

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام":۔

نام: جعفر علیہ السلام۔ یہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر کا نام ہے۔

وہ نہر جاری جو بہت زیادہ فائدہ دینے والی ہو، اسے جعفر کہتے ہیں۔

اسی طرح پانی کی نہر جو ہمیشہ جاری ہوتی اور فائدہ دیتی ہے عموماً پیاسے لوگ اس سے فائدہ لیتے ہیں۔

اسی طرح علم امام صادق علیہ السلام ان کے زمانے سے ابھی تک بلکہ قیامت تک اسی طرح جاری اور فائدہ دیتا رہے گا۔ آب حیات اور طالبین معنویت اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

نام: موسیٰ علیہ السلام۔

لقب: کاظم علیہ السلام، عالم، عبدالصالح، باب الحوائج۔

کنیت: ابوابراہیم، ابوالحسن۔

بعض لوگوں نے امام علی علیہ السلام کی کنیت امام سجاد علیہ السلام کے لئے استعمال نہیں کی۔ وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کنیت کو ابوالحسن ماضی اور ابوالحسن اوّل کہتے ہیں اور امام علی رضا علیہ السلام کی کنیت ابوالحسن ثانی کہتے ہیں۔

"حضرت امام علی رضا علیہ السلام":۔

نام: علی علیہ السلام۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام کے ہم نام ہیں۔ یہ نام اسم خداوند سے مشتق ہے، صاحب نام کی بلندی اور رفعت پر دلالت کرتا ہے۔

لقب: رضا علیہ السلام۔

کنیت: جن علماء نے امام سجاد علیہ السلام کے لئے ابوالحسن نہیں لکھا وہ امام کاظم علیہ السلام کو ابوالحسن اوّل اور امام رضا علیہ السلام کو ابوالحسن ثانی کہتے ہیں۔

لیکن وہ علماء جنہوں نے امام سجاد علیہ السلام کے لئے ابوالحسن کنیت استعمال کی ہے امام سجاد علیہ السلام کو ابوالحسن اوّل اور مولا موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ابوالحسن ثانی اور امام رضا علیہ السلام کی کنیت کو ابوالحسن ثالث کہتے ہیں۔

"حضرت امام جواد علیہ السلام":۔

نام محمد علیہ السلام۔

لقب: جواد، تقی [illegible] مشہور ہیں

نام: علی۔ جو بلند شان اور بلند مقام پر جو واضح ہے۔ لفظ علی فعیل بہ معنی فاعل یعنی کلمہ علی کی معنی عالی ہوگا۔

کلمہ علی مادہ علو سے لیا گیا ہے جو مقام بلند از لحاظ ظاہر و باطن انسان پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ توجہ رہے کہ مذہب مقدس شیعہ میں ۱۲/اماموں میں سے ۴/اماموں کا نام علی علیہ السلام ہے۔

(۱)۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام۔

(۲)۔ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام۔

(۳)۔ حضرت علی ابن الموسیٰ الرضا علیہ السلام۔

(۴)۔ علی ابن محمد النقی علیہ السلام۔

لقب: نقی، طیب، امین، ہادی، ناصح، فتاح، مرتضیٰ، فقی، عالم، متوکل۔

اور یہ دسواں لقب امام علیہ السلام کا مخفی اور پوشیدہ تھا، کیونکہ امام علی نقی علیہ السلام اپنے شیعوں کو وصیت کرتے تھے اس لقب کو لوگوں کے درمیان نہ لیں۔ امام علیہ السلام یہ حکم اس لئے دیتے تھے کہ خلیفہ وقت بھی متوکل تھا۔ امام علیہ السلام احتمال دیتے تھے کہ اس لقب کی وجہ سے خلیفہ وقت تکلیف دیتا۔

کنیت: ابوالحسن۔ یہ کنیت اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ امام حسن عسکری علیہ السلام ان کے بیٹے ہیں۔

امام علی نقی علیہ السلام کو اس صورت میں ابوالحسن ثالث کہا جائے گا جب امام سجاد علیہ السلام کو ابوالحسن نہ کہیں۔

اگر امام سجاد علیہ السلام کو ابوالحسن کہا جائے تو امام علی نقی علیہ السلام کو ابوالحسن رابع کہا جائے گا۔

کیوں؟ کیونکہ اگر مولا سجاد علیہ السلام کو ابوالحسن کہا جائے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور مولا علی رضا علیہ السلام دوسرے اور تیسرے ابوالحسن ہوں گے اور امام علی نقی علیہ السلام چوتھے ابوالحسن ہوں گے۔

"حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام":۔

تھا۔ اس خوف اور ڈر کی وجہ سے اس نے بہت بڑی کوبی چھاؤنی میں انہیں رکھا ہوا تھا۔

ایک بار معتمد عباسی امام علیہ السلام کو لیکر صحرا میں گیا، جہاں پر مٹی بہت زیادہ تھی تا کہ امام علیہ السلام کو اپنا لشکر دکھائے، وہاں پر جا کر معتمد نے اپنے لشکر کو حکم دیا ہر سپاہی اس مٹی میں سے اپنا دامن بھرے۔ جب سب اپنا دامن بھر چکے تو دیکھا ایک بہت بڑا گڑھا بن چکا تھا۔

اسکے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی دو انگشت خلیفہ کے سامنے کیں، جب خلیفہ نے امام علیہ السلام کی انگلیوں کے درمیان لشکر دیکھا جس لشکر سے زمین اور آسمان پر تھے دیکھا تو بے ہوش ہو گیا۔

کنیت: ابو محمد علیہ السلام۔

امام علیہ السلام کو ابو محمد اسلئے کہتے ہیں کیونکہ حضرت صاحب زماں (م ح م د) ان کے بیٹے ہیں۔

"بقیۃ اللہ الاعظم":۔

نام: م ح م د۔

ترمذی اپنی کتاب "صحیح" کی ج ۲ ص ۲۷، ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"دنیا تب تک ختم نہ ہوگی جب تک ایک شخص میری اہل بیت علیہم السلام سے میرا ہم نام اس زمین کا مالک نہ ہو"۔

لقب: مہدی، حجت، قائم، منتظر اور صاحب الزمان۔

کنیت: ابو القاسم، ابو عبد اللہ۔

کتاب "عقد الدرر" باب دوم میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"آخری زمانے میں ایک مرد میری اولاد سے خروج کرے گا، اس کا نام میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی۔ وہ زمین کو عدل سے بھر دے

"محور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس"

فأقبل الحسن نحو الکساء.....

کی وضاحت میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے پوچھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے۔ یہاں پر عظیم شخص کی طرف توجہ کرنا اور جانا ہے مستحب ہے جس طرح امام حسن علیہ السلام امام حسین علیہ السلام، بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا اور مولا علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے، گرچہ جانے کا مقصد زیارت نہیں تھا مگر کیونکہ اس کے نتیجے میں عظیم شخص کی زیارت ہو رہی تھی تو اس کی منزلت اور عظمت کا حق ہے کہ اس کی زیارت کی جائے نہ یہ کہ دوسرے اس کا حکم دیں۔[1]

مگر بعض مورد میں قصداً زیارت کیلئے یا ملاقات کے لئے جانا پڑتا ہے جیسے وہ شخص جو مامور ہو کہ لوگوں سے ملے گا یا اس کا پیشہ اس نوعیت کا ہو، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ رسالت خداوند یا واجب کاموں کیلئے جاتے تھے، بازاروں سے بھی واجب کاموں کیلئے جاتے تھے۔

لوگوں کو امر اور نہی فرماتے تھے۔ اس بارے میں بہت سی روایات آئی ہیں۔

طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ، قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَأَحْمَى مَوَاسِمَهُ....[2]

"وہ طبیب تھے جو اپنی بہترین تیار کردہ دوا کے ساتھ گھومتا ہے تاکہ لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھ سکے"۔

انبیاء رسل علیہم السلام بھی مختلف علاقوں میں چکر لگاتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک شہر سے دوسرے شہر چکر لگاتے تھے۔ اس وجہ سے انہیں مسیح کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوسرے علاقوں میں ادھر ادھر جاتے تھے۔

معنویت اور علم میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ اگر کوئی دو قدم عالم دین کی طرف بڑھائے اور اس کے محضر میں تحصیل علم کرے اگرچہ وہ دو مسئلے ہی کیوں نہ ہوں، خداوند اس کے لئے دو باغ بنائے گا جن میں ہر کسی کی وسعت دنیا کے برابر ہوگی۔

(۱)۔ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَطْلُبُ فِيهِ عِلْماً سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِهِ وَ إِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحُوتُ فِي الْبَحْرِ وَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ النُّجُومِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَ لَا دِرْهَماً وَ لَكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص علم کے لئے راستہ طے کرتا ہے، اللہ اس کو جنت کی طرف لے جاتا ہے، ملائکہ اپنے پروں کو طالب علم کے لئے بچھاتے ہیں، اہل زمین و آسمان حتی دریا کی مچھلیاں طالب علم کے لئے استغفار کرتی ہیں، عالم کی عابد پر ایسے فضیلت ہے جیسے چودھویں کے چاند کی ستاروں کے سامنے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ پیغمبران اپنی میراث میں پیسے، سونا، چاندی نہیں چھوڑتے بلکہ علم چھوڑتے ہیں جو بھی ان کے علم سے کچھ یاد کرے اس کے لئے بہت زیادہ فوائد ہیں"۔

(۲)۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص قَالَتِ الْحَوَارِيُّونَ لِعِيسَى يَا رُوحَ اللَّهِ مَنْ نُجَالِسُ قَالَ مَنْ يُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ رُؤْيَتُهُ وَ يَزِيدُ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ

ساتھ تھیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اس کے ساتھ جس کا دیدار تمہیں خدا کی یاد دلائے اور اس کی باتیں تمہارے علم کے اضافے کا سبب بنیں اور اس کا کردار تمہیں آخرت کی طرف رغبت دلائے"۔

(۲)۔ مُجَالَسَةُ أَهْلِ الدِّينِ شَرَفُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ۔[1]

"دیندار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا شرف دنیا و آخرت ہے"۔

مستحب ہے اپنے سے بزرگ شخص کی زیارت کے لئے جانا، اس کے علاوہ عقل بھی یہی کہتی ہے۔ خصوصاً زیارت معصومین علیہم السلام کے لئے جانا جو لوگوں پر حق رکھتے ہیں اور ہادی حقیقی بھی ہیں، بہت زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ معصومین علیہم السلام کی زیارت کرنا چاہے وہ زندہ ہوں یا نہیں مساوی ہے۔

"معصومین علیہم السلام کی موت حیات برابر ہے":۔

(۱)۔ حَدَّثَنِي أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَا عَلِيُّ مَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدَ مَوْتِي أَوْ زَارَكَ فِي حَيَاتِكَ أَوْ بَعْدَ مَوْتِكَ أَوْ زَارَ ابْنَيْكَ فِي حَيَاتِهِمَا أَوْ بَعْدَ مَوْتِهِمَا ضَمِنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ أُخَلِّصَهُ مِنْ أَهْوَالِهَا وَ شَدَائِدِهَا حَتَّى أُصَيِّرَهُ مَعِي فِي دَرَجَتِي۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! کوئی میری زندگی میں یا مرنے کے بعد زیارت کرے یا تمہاری یا تمہارے بیٹوں کی ان کی حیات میں یا موت کے بعد زیارت کرے، قیامت کے دن کے لئے ضامن ہوں کہ اس دن کی وحشت اور سختی سے نجات دوں گا اور درجہ کے حساب سے درجہ اور مقام میں میرے ساتھ ہوگا"۔

حَيَاتِي وَ كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَ شَافِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[1]

"اور یہ بھی فرمایا: اگر میری وفات کے بعد زیارت کرے گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا"۔

(۲)۔ مَنْ زَارَ الْحُسَيْنَ (ع) مِنْ شِيعَتِنَا لَمْ يَرْجِعْ حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ كُلُّ ذَنْبٍ وَ يُكْتَبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا وَ كُلِّ يَدٍ رَفَعَتْهَا دَابَّتُهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ وَ مُحِيَ عَنْهُ أَلْفُ سَيِّئَةٍ وَ يُرْفَعُ لَهُ أَلْفُ دَرَجَةٍ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اگر کوئی ہمارے شیعوں میں سے حسین علیہ السلام کی زیارت کرے وہ زیارت سے گھر نہیں پہنچے گا مگر یہ کہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، ہر قدم جو اٹھائے گا، ہر ہاتھ جو اوپر کرے گا اور اپنے گھوڑے کو حرکت دے گا اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گے، ہزار گناہ مٹا دیئے جائیں گے، ہزار درجات بلند ہوں گے"۔

(۳)۔ مَنْ زَارَ الْحُسَيْنَ عليه السلام عَارِفًا بِحَقِّهِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَأَخَّرَ۔[3]

"امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی اس حالت میں کہ امام حسین علیہ السلام کے حق سے آگاہ ہو، خداوند متعال اس کے گزشتہ اور آئندہ تمام گناہ معاف فرمائے گا"۔

(۵)۔ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عليه السلام بِشَطِّ الْفُرَاتِ، كَانَ كَمَنْ زَارَ اللهَ فَوْقَ عَرْشِهِ۔[4]

"امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

[1]۔ کامل الزیارات، ص ۱۷

عرش پر زیارت کی"۔

(یعنی زیارت مولا حسین علیہ السلام زیارت خداوند ہے لیکن خدا جسم نہیں ہے کہ عرش پر ہو یعنی عظمت کے حساب سے آنحضرت علیہ السلام کا مقام خدا کے نزدیک بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ مکمل طور خدا کے دین کے مبلغ اور خدا کے مطیع تھے)۔

(٦)۔ قَالَ: قُلْتُ: مَا لِمَنْ زَارَ أَحَداً مِنْكُمْ [أَحَدَكُمْ]؟ قَالَ: كَمَنْ زَارَ رَسُولَ.....[1]

"زید شحام سے روایت ہے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا:

آپ علیہ السلام آئمہ معصومین علیہم السلام میں سے ایک کی زیارت کرے اس کا ثواب کیا ہے؟

فرمایا: مانند زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

"معنیٰ سلام":۔

قال: قال السلام علیك یا جداہ یا رسول الله۔

کوئی گھر میں آئے تو جو گھر میں موجود ہوں، ضرور ان پر سلام کرے اور یہ بھی مستحب ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ سلام کے معنی یہ ہے کہ سامنے والا آفات وغیرہ سے سالم ہے، سلام انبیاء کے آداب میں سے ہے۔ ہماری دلیل یہ آیت شریفہ ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرَاهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ؕ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ۔[2]

"ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لیکر آئے۔ انہوں نے کہا: سلام (ان کے جواب میں) اس نے کہا: سلام ہو تم پر۔ اور کچھ دیر بعد ہی ان کی میزبانی کیلئے بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے"۔

تقریباً انبیاء کے احکام ایک ہی تھے مگر بعض خصوصیات میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الاخلاق۔[2]

"میں مبعوث ہوا تا کہ فضائل اخلاقی کو کمال تک پہنچاؤں"۔

"مُردوں کو سلام":۔

روایات و آیات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سلام نہ صرف اپنے لغوی معنیٰ کے حساب سے "سلامتی" ہے۔ اس دنیا کے لئے بلکہ اس سلامتی کا حقیقی مطلب آخرت کی سلامتی ہے کیونکہ دنیا تو زائل ہونے والی ہے اور آخرت دائمی ہے۔

باقی قرآن نے اس موضوع کی وضاحت کی ہے:

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا۔[3]

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مجھ پر سلام جس دن میں پیدا ہوا اس دن، جس دن میں مروں گا اس دن، جس دن میں اٹھایا جاؤں گا، پس یہ سلامتی اس دنیا تک ہی موقوف نہیں بلکہ یہ ایک تسلسل ہے جو ولادت سے موت تک، موت سے حشر تک اور حشر سے ابد تک جاری رہے گا"۔

"کلمہ یارسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توضیح"

لغت میں اشارہ ہوا ہے کہ بھیجے ہوئے کے معنی میں ہے کوئی کسی کا پیغام پہنچانے پر مامور ہو، پیغمبر اور بھیجا ہوا خدا کی طرف سے ہوتا ہے، اس کی جمع رُسل ہے۔

بعثت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۶۲۰۳ سال آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے کے بعد ہے۔

پیغمبر اسلام ۲۷ رجب کو چالیس سال کی عمر میں رسالت پر مبعوث ہوئے۔

طبق روایت امام حسن عسکری علیہ السلام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر سے گزرے۔ خدائے متعال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو سب سے خشوع والا، مطیع اطاعت والا اور بڑا پایا تو خدا نے ان کو ایک اور نور عطا کیا اور خداوند متعال نے حکم کیا آسمان کے دروازوں کو کھولا جائے اور جوق در جوق ملائکہ زمین پر آئے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان فرشتوں کو دیکھتے تھے۔ خداوند متعال نے اپنی رحمت کو پایہ عرش سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر تک متصل کیا۔

جبرئیل نیچے آئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پڑھیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا پڑھوں؟؟

جبرئیل نے کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ.[1]

"خداوند مہربان کے نام سے پڑھیئے جس نے خلق کیا، انسان کو ایک جمے ہوئے لوتھڑے سے، پڑھیئے تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، اس کو جس کو انسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تشریف لائے جو کہ مکہ سے تین میل کا فاصلہ رکھتا ہے، نیچے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انوار جلال و عظمت نے آپؐ کے چہرے کے گرد ہالہ بنایا ہوا تھا۔ کسی میں طاقت نہیں تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر بھر کے دیکھے۔ ہر درخت، پتھر، جہاں سے گزرتے تھے وہ سجدہ کر کے فصیح زبان میں کہتے تھے:

السلام علیك یا نبی الله السلام علیك یا رسول الله۔

جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں داخل ہوئے تو اپنے جمال و حسن سے گھر کو نورانی کر دیا۔

بی بی خدیجہ سلام اللہ علیہا نے پوچھا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیسا نور ہے جس کو آپؐ کے وجود میں دیکھ رہی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ رسالت کا نور ہے، کہیئے لا اله الا الله محمد رسول الله۔

خدیجہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

کئی سالوں سے آپؐ کی نبوت کو جانتی تھی۔ بی بی خدیجہ سلام اللہ علیہا نے گواہی دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور بی بی خدیجہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: میں اپنے اوپر وزن محسوس کر رہا ہوں، مجھے چادر پہنایئے اور پیغمبر اسلامؐ سو گئے اور ان پر سورہ مدثر نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَأَنذِرْ. وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ.[1]

"اے میرے کپڑا اوڑھنے والے اُٹھو اور لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے رب کی بزرگی کا اعلان کرو!"

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور انگلیاں اپنے کانوں میں دیں اور دو مرتبہ کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سب مخلوقات تک پہنچی اور سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیروی کی۔[2]

"نبی اور رسول میں فرق،
نبیوں، رسولوں اور آئمہ علیہم السلام کے درجات"

(۱)۔ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ): «اَلْأَنْبِيَاءُ وَ الْمُرْسَلُونَ عَلَى أَرْبَعِ طَبَقَاتٍ: فَنَبِيٌّ مُنَبَّأٌ فِي نَفْسِهِ لَا يَعْدُو غَيْرَهَا. وَ نَبِيٌّ يَرَى فِي النَّوْمِ، وَ يَسْمَعُ الصَّوْتَ، وَ لَا يُعَايِنُهُ فِي الْيَقَظَةِ، وَ لَمْ يُبْعَثْ إِلَى أَحَدٍ، وَ عَلَيْهِ إِمَامٌ، مِثْلُ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ عَلَى لُوطٍ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ). وَ نَبِيٌّ يَرَى فِي مَنَامِهِ، وَ يَسْمَعُ الصَّوْتَ، وَ يُعَايِنُ الْمَلَكَ، وَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَى طَائِفَةٍ، قَلُّوا أَوْ كَثُرُوا كَيُونُسَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ أَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ.[1]
قَالَ: يَزِيدُونَ ثَلَاثِينَ أَلْفاً، وَ عَلَيْهِ إِمَامٌ. وَ الَّذِي يَرَى فِي مَنَامِهِ، وَ يَسْمَعُ الصَّوْتَ، وَ يُعَايِنُ فِي الْيَقَظَةِ، وَ هُوَ إِمَامٌ، مِثْلُ: أُولِي الْعَزْمِ، وَ قَدْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) نَبِيّاً وَ لَيْسَ بِإِمَامٍ، حَتَّى قَالَ اللّٰهُ: إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً قَالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي.[2] قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ مِنْ عَبَدَ صَنَماً أَوْ وَثَناً لَا يَكُونُ إِمَاماً».[3]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: نبی اور رسولوں کے چار طبقے ہیں۔

"اول":۔ وہ نبی جو صرف اپنی ذات کے لئے نبی ہے اور دوسرے پر تبلیغ نہیں کرتا (خدا خواب

کسی پر مبعوث بھی نہیں ہے اور اس کا بھی امام ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام لوط علیہ السلام کے امام تھے۔

"سوم":۔ وہ نبی جو خواب میں دیکھتا اور آواز کو سنتا اور فرشتے کو دیکھتا ہے اور وہ کم یا زیادہ کی طرف مبعوث ہوتا ہے جیسے صرف یونس علیہ السلام۔ خداوند عالم نے ان کو فرمایا:

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ۔

"ہم نے تمہیں ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ کی طرف بھیجا"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس میں جو زیادہ کی تعداد ہے وہ تین لاکھ تک کی ہے۔ جناب یونس علیہ السلام کے امام جناب موسیٰ علیہ السلام تھے اور جناب یونس علیہ السلام جناب موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی ترویج کرتے تھے۔

"چہارم":۔ وہ نبی جو خواب میں بھی دیکھتا ہے، آواز بھی سنتا ہے اور بیداری میں بھی دیکھتا، سنتا ہے، وہ امام ہے جیسے الوالعزم نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت عرصہ نبی تو تھے مگر امام نہیں تھے۔

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ۔

"میں نے تمہیں لوگوں کا امام قرار دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کیا یہ عہدہ میری اولاد میں بھی ہوگا؟ آواز قدرت آئی مگر یہ ظالمین تک نہیں پہنچے گا"۔

کسی نے خدا کے علاوہ بت کو پوجا ہو وہ امام نہیں ہوسکتا۔

(۲)۔ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: سَادَةُ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ خَمْسَةٌ، وَ هُمْ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ، وَ عَلَيْهِمْ دَارَتِ الرَّحَى، نُوحٌ وَ إِبْرَاهِيمُ وَ مُوسَى وَ عِيسَى وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلَى جَمِيعِ

عہدہ انہیں پانچ کے درمیان ہوتا ہے۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔

(۳)۔ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَكَانَ رَسُولاً نَبِيًّا۔[1]

قُلْتُ مَا هُوَ اَلرَّسُولُ مِنَ اَلنَّبِيِّ قَالَ اَلنَّبِيُّ هُوَ اَلَّذِي يَرَى فِي مَنَامِهِ وَ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَلاَ يُعَايِنُ اَلْمَلَكَ وَ اَلرَّسُولُ يُعَايِنُ اَلْمَلَكَ وَيُكَلِّمُهُ قُلْتُ فَالْإِمَامُ مَا مَنْزِلَتُهُ قَالَ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَلاَ يَرَى وَلاَ يُعَايِنُ ثُمَّ تَلاَ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلاَ نَبِيٍّ وَلاَ مُحَدَّثٍ۔[2]

"زرارہ کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام سے خداوند متعال کے اس قول کے بارے میں پوچھا: (اور وہ نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا)۔ سوال کیا کہ رسول اور نبی کیا ہے؟

فرمایا: نبی وہ ہے جو خواب میں دیکھتا ہے، آواز کو سنتا ہے مگر فرشتے کو نہیں دیکھتا۔ رسول وہ ہے جو آواز کو سنتا ہے اور خواب میں بھی دیکھتا ہے اور فرشتے کو بھی دیکھتا ہے"۔

میں نے پوچھا: امام کا درجہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: آواز کو سنتا ہے مگر خواب میں نہیں دیکھتا اور نہ فرشتے کو دیکھتا ہے۔ اس کے بعد سورہ حج کی آیت ۵۲ بھی تلاوت فرمائی۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلاَ نَبِيٍّ وَلاَ مُحَدَّثٍ۔[3]

"تم سے پہلے کوئی نبی رسول محدث نہیں بھیجا (مگر یہ کہ شیطان نے اس کی تلاوت میں دخل دیا ہو)"

کلمہ محدث قرآن میں نہیں ہے۔ یہ تفسیر امام ہے۔ آیت یہ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر روایات"

(۱)۔ اَللّٰہَ سُبْحَانَہُ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ نَذِیراً لِلْعَالَمِینَ وَ أَمِیناً عَلَی اَلتَّنْزِیلِ وَ أَنْتُمْ مَعْشَرَ اَلْعَرَبِ عَلَی شَرِّ دِینٍ وَ فِی شَرِّ دَارٍ مُنِیخُونَ بَیْنَ حِجَارَةٍ خُشْنٍ وَ حَیَّاتٍ صُمٍّ تَشْرَبُونَ اَلْکَدِرَ وَ تَأْکُلُونَ اَلْجَشِبَ وَ تَسْفِکُونَ دِمَاءَکُمْ وَ تَقْطَعُونَ أَرْحَامَکُمْ اَلْأَصْنَامُ فِیکُمْ مَنْصُوبَةٌ وَ اَلْآثَامُ بِکُمْ مَعْصُوبَةٌ۔ [۱]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسالت پر مبعوث کیا تا کہ عالمین کو ڈرائے اور آیات کا امین بنے اس حال میں کہ تم قوم عرب بدترین دین اور آئین رکھتے تھے اور بدترین زمین پر زندگی گزار رہے تھے۔ ناہموار پتھروں اور زہریلے سانپوں کے درمیان بود و باش رکھتے تھے، گندا پانی پیتے تھے اور ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور اپنے وعدوں کو توڑتے تھے، بت تمہارے درمیان نصب تھے اور گناہ تم کو گھیرے ہوئے تھے"۔

(۲)۔ أُرْسِلْتُ إِلَی اَلنَّاسِ کَافَّةً. وبی ختم النبیون۔ [۲]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں سب لوگوں کے لئے مبعوث ہوا ہوں اور نبوت مجھ پر ختم ہوتی ہے"۔

(۳)۔ بَعَثَ کُلَّ نَبِیٍّ کَانَ قَبْلِی إِلَی أُمَّتِهِ بِلِسَانِ قَوْمِهِ وَ بَعَثَنِی إِلَی کُلِّ أَسْوَدَ وَ أَحْمَرَ بِالْعَرَبِیَّةِ۔ [۳]

(۴)۔ قَالَ: {أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي إِلَى الْأَبْيَضِ وَ الْأَسْوَدِ وَ الْأَحْمَرِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مجھے پانچ چیزیں عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، میں ہر لال، کالے، سفید کی طرف مبعوث ہوا"۔

(۵)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ:

إِنَّ اللَّهَ أَعْطَى مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَرَائِعَ نُوحٍ وَ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى وَ عِيسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَرْسَلَهُ كَافَّةً إِلَى الْأَبْيَضِ وَ الْأَسْوَدِ وَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ۔[2]

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شریعت نوح، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام عطا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کے لئے سفید، کالے، جن وانس کے لئے بھیجا"۔

"اِذن اور اجازت لینا"

أتأذن لی ان ادخل معك تحت الكساء۔

"اے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ آپؐ کے ساتھ چادر میں آؤں؟"

اجازت لینا مستحب ہے بلکہ کبھی کبھی تو اس شخص سے جو خود سے بزرگ ہو، اس کے حضور میں جانے کے لئے اجازت واجب ہے۔ اسی طرح جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محضر میں جاتے انہوں نے اجازت لی۔

البتہ اجازت لینا مباح جگہوں پر ہو وہاں پر مستحب ہے مگر جب کسی بزرگ ہستی اور واجب الاحترام کے حضور میں جانا ہو وہاں پر اجازت لینا واجب ہے۔ کیونکہ اذنِ دخول دوسرے کے مکان میں واجب ہے پھر کیونکر نہ بزرگ ہستی کے پاس جانے کے لئے اذنِ دخول واجب نہ ہو۔ یہاں پر بزرگ شخص سے مراد بزرگ معنوی ہے، بزرگ مادی یعنی پیسے، مال، ہتھیار، خاندان والا بزرگ مراد نہیں۔

جس طرح قرآن میں آیا ہے:

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ۔[1]

"ہرگز تمہارا مال اور اولاد ہماری بارگاہ میں مقرب نہیں بناتا، علاوہ ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے تو ان کے لئے ان کے اعمال کا دوہرا بدلہ دیا جائے گا اور وہ جھروکوں میں امن امان کے ساتھ بیٹھے ہیں"۔

إذا أتاكم كريم قوم فأكرموه وإن خالفكم۔

"جب ایک قوم کی ممتاز شخصیت تمہارے پاس آئے تو اس کا احترام کرو چاہے تمہارا مخالف ہی کیوں نہ ہو"۔

"حق السبق (یعنی پہلے سے حق کا تعین کرنا)":۔

یہ ایک فقہی قاعدہ ہے۔

سبق یعنی مقابلہ تیر اندازی، نیزہ بازی یا گھوڑے دوڑانا۔

البتہ یہاں پر منظور یہ نہیں ہے۔ حق السبق یہاں پر اس معنی میں ہے کہ کسی نے پہلے ہی اپنے لئے ایک جگہ مخصوص کی ہو۔

مثال کے طور پر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا ہو۔ کوئی اور شخص اس کی اجازت کے بغیر اس جگہ پر نہیں بیٹھ سکتا مگر وہ راضی ہو یا اپنی جگہ بدلے اور وہاں سے اٹھ جائے۔

حق سبق کی رعایت کبھی واجب ہے کبھی مستحب ہے۔ یہ سب اپنی جگہوں پر ہوں گے۔ جب کسی شخص کا حق واضح ہو جائے تو رعایت کرے۔

اس وجہ سے کہ روایت میں آیا ہے:

لا یبطل حق مسلم مثل حق تحجیر و حق المسجد والمدرسة والسوق وما اشبه۔ [۲]

"مسلمانوں کے حقوق مثلاً زمین کے کچھ حصے کو مخصوص کرنا، حق مسجد، حق مدرسہ و بازار اور اسی طرح کے دوسرے موارد، ایسے ہیں جن کو رد نہیں کیا جا سکتا"۔

اور کتاب احیاء الموات فقہ ہے۔

اور بہتر ہے کہ مذکورہ بالا (بیان شدہ) سارے حقوق [illegible] مگر حقوق کی بھی رعایت کی جائے۔

شامل ہوگا۔ اگر شک ہو کہ ہے یہ حقوق، حقوق واجبات میں سے ہیں یا مستحب میں سے یہاں پر اصل یہ ہے کہ واجب نہ ہو اور اس سلسلے میں ضروری ہے کہ قواعد فقہی کی طرف رجوع کرے۔

فقہاء حضرات نے لکھا ہے:

"بہر حال پس حق اِذن (اجازت دینا) مخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تیسرا شخص ان دو اشخاص سے اجازت نہیں لے گا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے گا (نسبت چہار لوگوں کی پانچویں کی طرف بھی اسی طرح ہوگی) لہٰذا چادر کے نیچے داخل ہونے کے لئے ہے بزرگواران یعنی امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، اور امیر المومنین علیہ السلام، اور فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور جبرائیل نے بھی رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لی اور ایک ایک کر کے چادر کے نیچے داخل ہوئے"۔

"قرآن کریم کی چار آیات کی تفسیر"

"پہلی آیت":۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۔[1]

قال طبرسی : نزلت الآية الاولى حين غار بعض المؤمنين على النبى ص و طلب بعضهن زيارة النفقة فهجرهن شهراً حتى نزلت آية التخييرخ فأمره الله تعالى أن يخيرهن بين الدنيا والآخرة و أن يخلى سبيل من اختار الدنيا و يمسك من اختار الله تعالىٰ و رسوله على أنهن امهات المؤمنين ولاينكحن أبدا و على أنه يؤوى من يشاء منهن ويرجى من يشاء منهن و يرضين به قسم لهن او لم يقسم او قسم لبعضهن أو فضل بعضهن وى بعض فى النفقة والقسمة

طلاقها وهی سودة بنت زمعة فرضیت بترك القسم وجعلت یومها لعائشة عن ابن زید وغیرہ وقیل لما نزلت آیة التخییر أشفقن أن یطلقن فقلن یانبی الله اجعل لنا من مالك ونفسك ما شئت ودعنا علی حالنا فنزلت الآیة وکان ممن أرجی منهن سودة و صفیة و جویریة و میمونة و ام حبیبة فکان یقسم لهن ماشاء کما شاء وکان ممن آوی الیه عائشة و حفصة و ام سلمة و زینب و کان یقسم بینهن علی السواء یفضل بعضهن علی بعض۔[1]

"جب پہلی آیت نازل ہوئی تو بعض ام المومنین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دھاوا بولا دیا اور زیادہ نفقہ چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ ان سے دوری اختیار کی۔ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ خداوند نے حکم دیا ان کو دنیا اور آخرت کا اختیار دو، جو بھی دنیا چاہے اسے چھوڑ دو اور آپؐ کی شرف ہمسری سے نکال دو اور وہ جنہوں نے خود کو خدا اور آپؐ کی پناہ میں دیا ان کے لئے یہ ہے کہ یہ مومنین کی مائیں رہیں اور کبھی شادی نہ کریں اس بنا پر:

یؤوی من یشاء منهن ویرجی من یشاء منهن ویرضین۔

ابن زید کہتا ہے یعنی ان کے ساتھ (ہم بستری) ہو یا نہ ہو یا بعض کیلئے ہو بعض کیلئے نہیں۔

یا بعض، بعض پر زیادہ ہوں نفقہ میں حتیٰ (ہم بستری) میں بھی اور ان کو حق معاشرت بھی دیں یا یہ کہ ان سب کے درمیان مساوی قرار دیں۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے تھا۔ اس کے بعد تمام بیویاں راضی ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس شرط پر راضی ہوئے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے لئے برابری اختیار کی۔

[illegible] تھی جن کو چاہا کہ طلاق دیں وہ سودہ بنت زمعہ تھی۔ اس کے بعد وہ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو طلاق دیں گے۔ سب نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو چاہتے ہیں ہمیں اپنے مال سے وہ دیں، بس ہمیں اس حال پر چھوڑیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ان میں سے جو جو تاخیر کی طالب ہوئیں وہ سودہ، صفیہ، جویریہ، میمونہ، ام حبیبہ تھیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہم خوابگی بھی جب چاہتے تھے، ان کے ساتھ گزارتے تھے اور ان میں سے جو جگہ اور ہم خوابگی کی طالب تھیں عائشہ، حفصہ، ام سلمہ اور زینب تھیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق ہم خوابگی بھی ان میں برابر تقسیم کیا اور کسی میں سے کسی کو بھی فضیلت نہیں دی۔

عن ابن زرین و نزلت الآیة الحجاب لمس بنی رسول الله ص بزینب بنت جحش و أولم علیها قال أنس أولم علیها بتمر و و سویق و ذبح شاة و بعثت الیه أمی ام سلیم بحهس فی تور من حجارة فأمرنی رسول الله أن ادعو أصحابه الی الطعام فدعوتهم فجعل القوم یجیئون و یأکلون یخرجون ثم یجئ القوم فیأکلون و یخرجون قلت یانبی الله قد دعوت حتی ما أجد احدا أدعوه فقال ارفعوا طعامکم فرفعوا طعامهم و خرج لقوم و بقی ثلاثة نفر یتحدثون فی البیت فأطالوا المکث فقام و قمر معه لکی یخرجوا

فمشی حتی بلغ حجرة عائشة ثم ظن أنهم قد خرجوا فرجع و رجعت معه فأذا هم جلوس مکانهم فنزلت الآیة۔

"جب آیہ حجاب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش کے ساتھ شادی کی اور دعوت ولیمہ کی۔ انس کہتا ہے:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور، نان، گندم اور بکرے کے ساتھ ولیمہ کیا۔ میری ماں ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھنا ہوا کھجور جو [illegible] گٹھلی [illegible] کی ہوئی تھی [illegible] برتن میں تھیں اور

دسترخوان اٹھائیں اور غذا کو جمع کریں۔ تین لوگ بیٹھے تھے جو گفتگو میں سرگرم تھے اور وہ بیٹھے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیٹھے، میں بھی بیٹھ گیا تا کہ وہ تین لوگ بھی جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور عائشہ کے حجرہ تک گئے پھر انہوں نے سمجھا وہ چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ واپس آئے، میں بھی ان کے ساتھ آیا دیکھا کہ ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے اور باتیں کر رہے ہیں۔ اس کے بعد مذکورہ آیت نازل ہوئی"۔

وروی مثل ذالك عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال و کان رسول الله یرید ان یخلو له المنزل لأنه کان حدیث عهد بعروس و کان محبا لزینب و کان یکره أذی المؤمنین و قیل کان رسول الله یطعم معه بعض اصحابه فأصابت ید رجل منهم ید عائشه و کانت معهم فکره ذالك فنزلت آیة الحجاب۔

"اور اسی طرح سعید بن جبیر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے ان کیلئے خلوت ہو۔ ابھی نئی شادی ہوئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب کو پسند کرتے تھے اور مومنین کو اذیت دینا بھی مکروہ سمجھتے تھے۔

مجاہد کہتا ہے: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھا رہے تھے ان کے ساتھ ان کے بعض اصحاب تھے ایک مرد کا ہاتھ عائشہ کے ہاتھ کو لگا جو ان کے ساتھ تھا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراحت ہوئے۔ اس کے بعد آیہ حجاب نازل ہوئی۔

عن مجاهد ونزل قوله وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ الی آخر الآیة. فی رجل من الصحابه قال لی قبض رسول الله لأنکحن عائشة بنت ابی بکر عن ابن عباس قال مقاتل و هو طلحة بن عبید الله وقیل ان رجلین قالا أینکح محمد نساءنا و

یہ آیت "وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ"۔

ایک صحابی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے جانے کے بعد عائشہ بنت ابی بکر سے شادی کروں گا۔ مقاتل کہتا ہے وہ طلحہ بن عبید اللہ تھے۔

ابی حمزہ ثمالی کہتا ہے: دو لوگوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری بیویوں سے شادی کرے، ہم ان کی بیویوں سے نکاح نہ کریں۔ خدا کی قسم! ہم ان کی بیویوں سے شادی کریں گے، یہاں ان کی مراد ایک عائشہ تھیں اور دوسری ام سلمہ تھیں۔

"دوسری آیت":۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ [1]

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: الِاسْتِيْنَاسُ وَقْعُ النَّعْلِ وَالتَّسْلِيمُ۔ [2]

"عبدالرحمن بن ابی عبداللہ کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے خداوند کے اس قول کے بارے میں پوچھا: اپنے گھروں کے علاوہ کسی گھر میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ مانوس ہو اور اہل خانہ پر سلام کرو۔ فرمایا: استیناس سے مراد گھر میں داخل ہوتے وقت آواز کو بلند کرنا ہے اور سلام کرنا ہے"۔

قال فی المجمع الستیناس طلب الانس بالعلم او غیرہ یقول العرب اذھب فاستأنس ھل تری احدا و قولہ تعالیٰ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا۔ [3]

"مجمع البیان میں آیا ہے کہ استیناس انس سے لیا گیا ہے اور اس کی معنی یہ ہے کہ یہاں تک کہ آگاہ ہو جاؤ، گھر میں کوئی (انسان) موجود ہے یا نہیں جس طرح خداوند متعال کا قول ہے، فرماتا ہے (اگر ان میں رشدِ کافی درک کرو تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو)۔

اور پھر داخل ہونے کیلئے جواب مثبت یا منفی دیں اور سورہ نور کی آیت ۲۷ کے ذیل میں آیا ہے۔

عن سهل بن سعيد قال اطلاع رجل فی حجرة من حجر رسول ص فقال رسول الله و معه مدری يحك رأسه لو اعلم انك تنظر لطعنت به فی عينك انما الاستيذان من النظر۔ [1]

"اہل بن سعد روایت کرتا ہے کہ ایک مرد چاہتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں میں سے کسی حجرے میں دیکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر آئے، اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں ایک عصا اور تازیانہ تھا، وہ تازیانہ جس کا سرا، تیز تھا فرمایا: اگر میں دیکھتا تم میرے حجروں کو دیکھ رہے تو یہ تمہاری دونوں آنکھوں میں مارتا"۔ [2]

روی أنّ رجلا قال للنّبیّ - صلّی الله علیه و آله-: أستأذن علی أمّی؟ فقال: نعم. قال: إنّها لیس لها خادم غیری، أ فأستأذن علیها کلّما دخلت؟ قال: أ تحبّ أن تراها عریانة؟ قال الرّجل: لا قال: فاستأذن علیها۔ [3]

"روایت ہوئی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: آیا جب میں اپنی والدہ کے گھر میں داخل ہوں تو اجازت لوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔

پھر کہا: میری والدہ کے گھر میں میرے علاوہ اس کی کوئی خدمت کرنے والا نہیں، اس کے باوجود بھی اجازت لوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو؟

کہا: نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بس پھر اجازت لو"۔

رُوِیَ: أَنَّ رَجُلاً اِسْتَأْذَنَ عَلَی رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّی اَللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ فَتَنَحْنَحَ فَقَالَ صَلَّی اَللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ لِاِمْرَأَةٍ یُقَالُ لَهَا رَوْضَةُ:

فسمعها الرجل فقالها، فقال: أدخل۔

"روایات میں آیا ہے ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ میں آیا کہا: ءَأدخُلُ!

کیا داخل ہو جاؤں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کنیز جس کا روضہ نام تھا فرمایا: یہ مرد نہیں جانتا کہ دستور اسلام کیا ہے؟ جاؤ اور اس کو آداب اسلام سکھاؤ۔

روضہ آئی اور کہا: اے مرد! جب چاہو کہ گھر میں داخل ہو تو ضرور کہو:

السلام علیکم ءأدخل

اس مرد نے اس سے جو سنا ان جملات کو ادا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذنِ دخول دیا"۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد (نامحرم) عورتوں کے کمروں میں داخل ہو مگر یہ کہ ان کے سرپرستوں سے اجازت لے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر بیٹا باپ کے کمرے میں داخل ہونا چاہے تو پہلے اجازت طلب کرے مگر باپ کے لئے لازم نہیں کہ بیٹے سے اجازت لے اور مرد اپنی بیٹی اور بہن جو شادی شدہ ہوں ان سے بھی اجازت طلب کرے پھر ان کے کمروں میں داخل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

جراح مدائنی سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ایسا گھر جس میں ۳ کمرے ہوں مگر کسی میں بھی دروازہ نہ ہو تو کیا بغیر اجازت داخل ہوا جا سکتا ہے؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کمرے کی حدود کے باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرو پھر داخل ہو مگر سرائے خانوں میں اجازت اور اذنِ دخول لازم نہیں ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اذنِ دخول کے تین مرحلے ہیں:

(۱)۔ یہ کہ وہ آواز کو سنیں۔

(۲)۔ تصحیح

اجازت دینے والے کو پلٹ جانا چاہیے۔

"تیسری آیت":۔

(۱):۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے:

أَنَّ التَّسْلِيمَ أَنْ يَقُولَ: السَّلامُ عَلَيْكُم، أَأَدْخُلُ ؟ ثَلاثُ مَرّاتٍ، فَإِنْ أُذِنَ لَهُ دَخَلَ وإِلّا رَجَعَ۔[1]

"تسلیم یہ ہے کہ تین بار اہل خانہ پر سلام کرو، اگر اجازت دیں داخل ہو جاؤ ورنہ پلٹ جاؤ"۔

(۲)۔ ثعلبی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے: ایک عورت انصار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی، ہم اپنے گھروں میں اس حالت میں ہیں کہ نہیں چاہتیں کوئی ہمیں دیکھے لیکن اچانک ایک شخص ہمارے نزدیک میں سے آتا ہے، ہمیں جس حال میں لازم ہے کہ نہ دیکھے مگر دیکھتا ہے۔

خداوند نے اس آیت کو نازل کیا:

"اپنے نزدیک کے گھروں میں یا کسی غیر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں"۔

(۳)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الِاسْتِيْنَاسُ؟ قَالَ: يَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ بِالتَّسْبِيحَةِ وَ التَّحْمِيدَةِ وَ التَّكْبِيرَةِ يَتَنَحْنَحُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ۔[2]

"ابوایوب انصاری سے مروی ہے ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! استیناس کیا ہے؟ فرمایا: استیناس یہ ہے کہ مرد تسبیح، تکبیر اور حمد کے ذکر سے آواز دینے سے اطلاع دے تا کہ اہل خانہ متوجہ ہوں اور آنے کی اجازت دیں"۔

(۴)۔ روایت میں آیا ہے کہ عادت جاہلیت یہ تھی کہ کوئی اگر چاہتا تھا دوسروں کے گھر جائے،

لہٰذا خداوند متعال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا:

"(ان لوگوں سے کہیں) دوسروں کے گھروں میں داخل ہوتے وقت اجازت لیں، جاہلیت کی سنت تحیت کی جگہ سلام کرو، تمہارے لئے اچھا ہے اور عادت جاہلیت سے خوبصورت ہے"۔[1]

بعض مفسرین نے کہا ہے سلام اجازت سے پہلے ہے، بس پہلے سلام کریں اس کے بعد اجازت دخول لیں۔

(۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ:

مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ۔[2]

"ہر وہ جو بغیر اجازت کے ایک گھر کی طرف دیکھے، اگر کوئی چیز اس کی آنکھوں پر ماریں اور اس کو دونوں آنکھوں سے اندھا کریں تو اس پر کوئی دیت اور قصاص نہیں ہے"۔

"چوتھی آیت":۔

لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ

قال الصادق علیہ السلام فی قوله:

(لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ)

قال هي الحمامات والخانات۔[3]

"امام صادق علیہ السلام اس قول خداوند پر فرماتے ہیں:

تم پر گناہ نہیں جو غیر آباد گھروں میں بغیر اجازت داخل ہو جاؤ، جان لو کہ خدا تمہارے

قَالَ الصَّادِقُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ): «هِيَ الْحَمَّامَاتُ، وَ الْخَانَاتُ، وَ الْأَرْحِيَةُ تَدْخُلُهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ.[1]

"دوسری حدیث میں آیا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ مکان جن کے نام لئے گئے ہیں غیر مسکونی ہیں، منظور حمام، دکان اور ارحیہ (پتھر کی قسم) پہلے بیان ہو چکی ہے۔

اس بناء پر اگر ان مکانات میں سکونت نہ ہو تو اس میں کوئی مسئلہ نہیں بغیر اجازت کے داخل ہو سکتا ہے"۔

ان آیات کا خلاصہ اور تفسیر یہ ہے کہ بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں، وہ چاہے اپنے ماں، باپ، نانا، دادا کا ہی گھر کیوں نہ ہو۔

ہمارے دین میں روایات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین بار دوسروں کے گھر چاہے وہ خانہ نبوت، ان کا خاندان یا دوسروں کا گھر ہوتا السلام علیکم کہتے تھے، اگر کوئی جواب نہیں دیتا تو واپس پلٹ جاتے تھے۔

شریعت کے پابند لوگ جب کسی کے گھر جاتے تھے تو دق الباب کر کے تین میٹر دور کھڑے ہو جاتے تھے تا کہ صاحب خانہ آئے اور گھر آنے کی اجازت دے۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی شہادت کے بعد جب زائرین حرم میں داخل ہوتے ہیں تو اذنِ دخول لیتے ہیں۔

مثلاً جیسے امام رضا علیہ السلام کے حرم میں داخل ہونے کے لئے یہ جملات ہیں:

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لو لا أن هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق فقلت یا ایها الذین آمنوا ولا تدخلوا بیوت النبی الا أن یؤذن لکم فها آنا اس مستاذنك

فاطمة الزهراء سيدة النساء العالمين أأدخل يا مولانا حسن ابن علی أأدخل یا مولانا الحسین بن علی علیہ السلام أأدخل یا مولانا علی ابن الحسین أأدخل مولانا محمد بن علی أأدخل یا مولانا جعفر بن محمد أأدخل یا مولانا موسیٰ بن جعفر۔

أأدخل یا مولانا علی ابن موسیٰ الرضا أأدخل یا۔ مولانا محمد بن علی الجواد أأدخل یا مولانا علی ابن محمد أأدخل یا مولانا حسن ابن علی علیہ السلام أأدخل یا مولانا حجة ابن الحسن علیہ السلام صاحب الزمان أأدخل یا ملائکة الله الحافون المحدثون فی هذا المشهد الشریف ورحمة الله وبرکاته

یا ایها الملائکة الموکلون المقیمون المحدثون الحافظون فی هذا الحرم الشریف المبارك ورحمة الله وبرکاته۔

معصومین علیہم السلام کے حرم میں داخل ہونے کے لئے یہی حکم وارد ہوا ہے کیونکہ معصومین علیہم السلام کی موت حیات برابر ہے کیونکہ خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر وہ گھر ہیں جن میں ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ ہے، ملائکہ بھی اجازت لیتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا أَهْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَ مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ وَ مُخْتَلَفَ الْمَلَائِکَةِ وَ مَهْبِطَ الْوَحْیِ وَ مَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَ خُزَّانَ الْعِلْمِ وَ مُنْتَهَی الْحِلْمِ وَ أُصُولَ الْکَرَمِ السَّلَامُ عَلَی مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ وَ مَسَاکِنِ بَرَکَةِ اللّٰهِ وَ مَعَادِنِ حِکْمَةِ اللّٰهِ وَ حَفَظَةِ سِرِّ اللّٰهِ وَ حَمَلَةِ کِتَابِ اللّٰهِ وَ أَوْصِیَاءِ نَبِیِّ اللّٰهِ وَ ذُرِّیَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ۔

"اِذنِ ملک الموت":۔

چاہے [illegible] علیہ السلام کی خبر دوں۔ انہوں نے کہا: جی۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: مجھے میرے والد نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے تین دن پہلے جبرائیل آئے اور کہا: اے احمد! بیشک خدا نے مجھے آپؐ کی طرف بھیجا ہے۔ آپؐ کی عزت وفضل کی وجہ سے۔ آپ کا حال پوچھ رہا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟

فرمایا: اے جبرائیل غمگین اور بے تاب ہوں (امت اور عترت کے لئے)۔

جب تیسرا دن ہوا تو جبرائیل ملک الموت کے ساتھ نازل ہوا اور ان کے ساتھ اسمٰعیل نامی ایک ملک تھا، ہوا میں ستر ہزار فرشتوں پر مامور تھا۔

جبرائیل ان سے پہلے آیا اور خداوند کی طرف سے وہی پیغام لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ اس کے بعد ملک الموت نے اجازت طلب کی تاکہ گھر میں داخل ہو۔ جبرائیل نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ ملک الموت اجازت چاہتا ہے کہ آپؐ کے گھر میں داخل ہو اور وہ کسی بھی گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت نہیں لیتا، نہ لی ہے نہ لے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو اجازت دو تاکہ داخل ہو جائے۔

پس جبرائیل نے اس کو اجازت دی اور وہ داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور ادب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا:

اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیشک خداوند متعال نے آپؐ کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ جو آپؐ کہیں اس پر عمل کروں۔ اگر اجازت دیں تو آپؐ کی روح قبض کروں۔ اگر حکم دیں واپس پلٹ جاؤں تو واپس پلٹ جاؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہیں امر کروں واپس پلٹ جاؤ گے؟

انجام دو۔

اس کے بعد جبرائیل نے فرمایا: یہ آخری بار ہے کہ میں زمین پر آیا ہوں، میری چاہت آپؐ تھے، آپؐ سے کام تھا اور کسی اور سے میری کوئی حاجت نہیں"۔!

(۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالت احتضار میں ملک الموت نازل ہوا اور کہا:

"السلام علیك یا رسول الله"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وعلیك السلام"۔

اے ملک الموت! میری تم سے ایک حاجت ہے۔

ملک الموت نے کہا: آپؐ کی کیا حاجت ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس وقت تک میری روح قبض مت کرنا جب تک جبرائیل آئے اور مجھ پر سلام کرے اور میں اس پر سلام کروں اور اس سے الوداع کروں۔

اس کے بعد ملک الموت باہر آیا اور کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جبرئیل سے ہوا میں ملاقات کی اور کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض کر لی۔

ملک الموت نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا ان کی روح قبض نہ کروں جب تک آپ سے ملاقات نہ کریں۔ آپ سے وداع نہ کریں۔

جبرائیل نے کہا: اے ملک الموت کیا تم نہیں جانتے اور نہیں دیکھ رہے حوریان بہشت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے لئے کس طرح زینت کی ہے۔

اس کے بعد جبرائیل نازل ہوا اور کہا: "السلام علیك یا ابا القاسم"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وعلیك السلام"۔

اے جبرائیل! اس حال میں تم مجھے اکیلا چھوڑ رہے ہو۔

کل نفس ذائقہ الموت۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے نزدیک ہو، اے میرے حبیب۔ جبرائیل ان کے نزدیک آیا اور ملک الموت نازل ہوا۔

جبرائیل نے اس سے کہا: اے ملک الموت وصیت خداوند متعال قبض روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملحوظ خاطر رکھو۔ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف، میکائیل بائیں جانب اور ملک الموت سامنے اور روح قبض کرنے میں مشغول ہوا"۔[2]

"ابن شہر آشوب" ابن عباس سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام بیماری میں مدہوش ہو گئے، اچانک سے کسی نے دق الباب کیا۔ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: کون ہے جو دروازا کھٹکھٹا رہا ہے۔

کہا: میں مسافر ہوں آیا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کروں۔ کیا آپ حکم کرتی ہیں کہ میں اندر آؤں؟۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

ابھی اپنے کام انجام دو۔ خدا آپ پر رحمت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض ہیں۔

اس کے بعد چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ آیا اور دروازہ پر دق الباب کیا اور کہا:

مسافر ہوں اجازت چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤں۔ کیا آپؑ اجازت دیتی ہیں؟ اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے، اپنی آنکھوں کو کھولا اور فرمایا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! کیا آپؑ جانتی ہیں یہ شخص کون ہے۔

عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون ہے؟

فرمایا: [illegible] کو منتشر کرنے والا، لذتوں کو درہم برہم کرنے والا ہے، ملک الموت

اس کے بعد بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

گھر کے اندر آجاؤ۔ خدا آپ پر رحمت کرے۔ مانند نسیم داخل ہوا اور اہل بیت علیہم السلام پر سلام کیا اور کہا:

السلام علی اھلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کو حکم دیا جو بھی اس دنیا میں ظلم و جور دیکھو، صبر کرو فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی حفاظت کرو۔ قرآن کو جمع کرو، میرے قرضوں کو ادا کرو، میرے جسد کو غسل دو اور میری قبر کے نزدیک دیوار بنائیں۔ حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کی حفاظت کریں"۔[1]

"خاندانِ رسالتؐ کے گھر بغیر اجازت کے داخل ہونا"

یہ مطلب ہر معنی میں ایک آزار اور اذیت ہے۔ قرآن نے بھی اشارہ فرمایا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔[1]

"وہ لوگ جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آزار اور اذیت دیتے ہیں، خدا نے ان پر دنیا آخرت میں لعنت کی ہے اور ان پر عذاب ذلت اور خواری کے ساتھ مہیا کیا ہے"۔

(۱)۔ حَدَّثَنِي أَبُو خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ وَهُوَ آخِذٌ بِشَعْرِهِ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ آخِذٌ بِشَعْرِهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَهُوَ آخِذٌ بِشَعْرِهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ آخِذٌ بِشَعْرِهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ آخِذٌ بِشَعْرِهِ قَالَ حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَهُوَ آخِذٌ بِشَعْرِهِ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ مَنْ آذَى شَعْرَةً مِنْكَ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ۔[2]

"زید بن علی نے اپنے والد علی ابن الحسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد حسین بن علی علیہ السلام، انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں تھے کہ اپنے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا: یا علیؑ! کسی نے بھی سر کے بال جتنی بھی تمہیں اذیت دی، اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو غضب دلایا ہے۔ خدا کی اس پر لعنت ہے جو

(۲)۔ شیعہ سنی نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے حق میں فرمایا:

اَلنَّبِیُّ یَقُولُ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّی فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِی وَ مَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَی اَللّٰهَ۔[1]

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے، جس نے اسکو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی اور جو خدا کو اذیت دے اس پر خدا کی لعنت ہو"۔

(۳)۔ وَ قَوْلُهُ »إِنَّ اَلَّذِینَ یُؤْذُونَ اَللّٰهَ وَ رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اَللّٰهُ فِی اَلدُّنْیَا وَ اَلْآخِرَةِ وَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُهِیناً« قَالَ نَزَلَتْ فِیمَنْ غَصَبَ أَمِیرَ اَلْمُؤْمِنِینَ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَقَّهُ وَ أَخَذَ حَقَّ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ وَ آذَاهَا وَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّی اَللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ: مَنْ آذَاهَا فِی حَیَاتِی، کَمَنْ آذَاهَا بَعْدَ مَوْتِی وَ مَنْ آذَاهَا بَعْدَ مَوْتِی کَمَنْ آذَاهَا فِی حَیَاتِی، وَ مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِی وَ مَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَی اَللّٰهَ وَ هُوَ قَوْلُ اللّٰهِ »إِنَّ اَلَّذِینَ یُؤْذُونَ اَللّٰهَ وَ رَسُولَهُ« اَلْآیَةَ۔[2]

"علی ابن ابراہیم اپنی تفسیر میں اس آیت کے بارے (بیشک وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں خدا نے ان پر لعنت کی ہے اور سخت عذاب ان کے لئے مہیا کیا ہے) میں کہتا ہے: یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کا حق غصب کیا اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کا حق غصب کیا اور ان کو اذیت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو میری حیات میں اذیت دی ایسے ہے جیسے اس نے میری وفات کے بعد مجھے اذیت دی اور جس نے میری وفات کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اذیت دی ایسے ہے جیسے اس نے میری حیات میں مجھے اذیت دی جس نے

میں خدا کا قول ہے (ہر وہ جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دے۔۔۔۔)"۔

فَلَمَّا مَرِضَتْ فَاطِمَةُ مَرَضَهَا الَّذِي مَاتَتْ فِيهِ أَتَيَاهَا عَائِدَيْنِ وَ اِسْتَأْذَنَا عَلَيْهَا فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُمَا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ أَعْطَى اللَّهَ عَهْداً أَنْ لاَ يُظِلَّهُ سَقْفُ بَيْتٍ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَى فَاطِمَةَ وَ يَتَرَاضَاهَا فَبَاتَ لَيْلَةً فِي الْبَقِيعِ مَا يُظِلُّهُ شَيْءٌ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ أَتَى عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ شَيْخٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ وَ قَدْ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي الْغَارِ فَلَهُ صُحْبَةٌ وَ قَدْ أَتَيْنَاهَا غَيْرَ هَذِهِ الْمَرَّةِ مِرَاراً نُرِيدُ الْإِذْنَ عَلَيْهَا وَ هِيَ تَأْبَى أَنْ تَأْذَنَ لَنَا حَتَّى نَدْخُلَ عَلَيْهَا فَنَتَرَاضَى فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَنَا عَلَيْهَا فَافْعَلْ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ فَقَالَ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَدْ كَانَ مِنْ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ مَا قَدْ رَأَيْتِ وَ قَدْ تَرَدَّدَ مِرَاراً كَثِيرَةً وَ رَدَدْتِهِمَا وَ لَمْ تَأْذَنِي لَهُمَا وَ قَدْ سَأَلاَنِي أَنْ أَسْتَأْذِنَ لَهُمَا عَلَيْكِ فَقَالَتْ وَ اللَّهِ لاَ آذَنُ لَهُمَا وَ لاَ أُكَلِّمُهُمَا كَلِمَةً مِنْ رَأْسِي حَتَّى أَلْقَى أَبِي فَأَشْكُوهُمَا إِلَيْهِ بِمَا صَنَعَاهُ وَ ارْتَكَبَاهُ مِنِّي. فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَإِنِّي ضَمِنْتُ لَهُمَا ذَلِكَ قَالَتْ إِنْ كُنْتَ قَدْ ضَمِنْتَ لَهُمَا شَيْئاً فَالْبَيْتُ بَيْتُكَ وَ النِّسَاءُ تَتْبَعُ الرِّجَالَ لاَ أُخَالِفُ عَلَيْكَ بِشَيْءٍ فَأْذَنْ لِمَنْ أَحْبَبْتَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَذِنَ لَهُمَا فَلَمَّا وَقَعَ بَصَرُهُمَا عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ سَلَّمَا عَلَيْهَا فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيْهِمَا وَ حَوَّلَتْ وَجْهَهَا عَنْهُمَا فَتَحَوَّلاَ وَ اسْتَقْبَلاَ وَجْهَهَا حَتَّى فَعَلَتْ

أُكَلِّمُكُمَا مِنْ رَأْسِي كَلِمَةً وَاحِدَةً أَبَداً حَتَّى أَلْقَى أَبِي وَ أَشْكُو كُمَا
إِلَيْهِ وَ أَشْكُو صَنِيعَكُمَا وَ فِعَالَكُمَا وَ مَا ارْتَكَبْتُمَا مِنِّي قَالاَ إِنَّا
جِئْنَا مُعْتَذِرَيْنِ مبتغين [مُبْتَغِيَيْنِ] مَرْضَاتَكِ فَاغْفِرِي وَ
اصْفَحِي عَنَّا وَ لاَ تُؤَاخِذِينَا بِمَا كَانَ مِنَّا فَالْتَفَتَتْ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ
السَّلاَمُ وَ قَالَتْ إِنِّي لاَ أُكَلِّمُهُمَا مِنْ رَأْسِي كَلِمَةً حَتَّى أَسْأَلَهُمَا
عَنْ شَيْءٍ سَمِعَاهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ فَإِنْ صَدَّقَانِي رَأَيْتُ رَأْيِي قَالاَ
اللَّهُمَّ ذَلِكَ لَهَا وَ إِنَّا لاَ نَقُولُ إِلاَّ حَقّاً وَ لاَ نَشْهَدُ إِلاَّ صِدْقاً
فَقَالَتْ أَنْشُدُكُمَا اللَّهَ أَتَذْكُرَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ اسْتَخْرَجَكُمَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ لِشَيْءٍ كَانَ حَدَثَ مِنْ أَمْرِ عَلِيٍّ
فَقَالاَ اللَّهُمَّ نَعَمْ فَقَالَتْ أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ سَمِعْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهَا مَنْ آذَاهَا فَقَدْ
آذَانِي وَ مَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَ مَنْ آذَاهَا بَعْدَ مَوْتِي فَكَانَ كَمَنْ
آذَاهَا فِي حَيَاتِي وَ مَنْ آذَاهَا فِي حَيَاتِي كَانَ كَمَنْ آذَاهَا بَعْدَ مَوْتِي
قَالاَ اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَتِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ قَالَتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ
فَاشْهَدُوا يَا مَنْ حَضَرَنِي أَنَّهُمَا قَدْ آذَيَانِي فِي حَيَاتِي وَ عِنْدَ مَوْتِي وَ
اللَّهِ لاَ أُكَلِّمُكُمَا مِنْ رَأْسِي كَلِمَةً حَتَّى أَلْقَى رَبِّي فَأَشْكُو كُمَا بِمَا
صَنَعْتُمَا بِي وَ ارْتَكَبْتُمَا مِنِّي فَدَعَا أَبُو بَكْرٍ بِالْوَيْلِ وَ الثُّبُورِ وَ قَالَ
لَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلِدْنِي فَقَالَ عُمَرُ عَجَباً لِلنَّاسِ كَيْفَ وَلَّوْكَ
أُمُورَهُمْ وَ أَنْتَ شَيْخٌ قَدْ خَرِفْتَ تَجْزَعُ لِغَضَبِ امْرَأَةٍ وَ تَفْرَحُ
بِرِضَاهَا وَ مَا لِمَنْ أَغْضَبَ امْرَأَةً وَ قَاماً وَ خَرَجَا۔

"جب فاطمہ اطہر سلام اللہ علیہا بیمار ہوئیں تو بستر پر لیٹی ہوئی تھیں امیر المومنین علیہ السلام سے

اسماء بنت عمیس جو محمد ابن ابی بکر کی والدہ ہیں، مخفیانہ بی بی سیّدہ سلام اللہ علیہا کی تیمارداری میں امیر المومنین علیہ السلام کی مدد کیا کرتی تھیں کیونکہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے ہی اس موضوع کی وصیت کی ہوئی تھی بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کا جب مرض شدید ہوا تو عمر ابوبکر عیادت کے لئے آئے اور اذنِ دخول چاہا لیکن بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے منع کر دیا۔

جب ابوبکر نے دیکھا تو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا اذن ورود نہیں دے رہیں، خدا کے ساتھ وعدہ کیا سقیفہ کے سائے میں اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو راضی نہ کر لے۔

عمر امیر المومنین علیہ السلام کے نزدیک آیا اور کہا: ابوبکر پیر مرد اور نازک دل ہے۔ اور غار میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بھی کی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں میں شمار ہوتا ہے اس کے علاوہ ہم کئی مرتبہ عیادت کے لئے آئے ہیں مگر بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے اجازت نہیں دی کیا یہ ممکن ہے آپؑ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے مرضی پوچھیں اور ہم آئیں۔

علی علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی مانع نہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام بی بی سیدہ کے پاس آئے اور ان سے کہا یہ دو لوگ کئی مرتبہ آپؑ کی عیادت کے لئے آئے ہیں مگر آپؑ نے اجازت نہیں دی اور مجھ سے چاہتے ہیں کہ اجازت لیکر دوں۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: خدا کی قسم ان کو اجازت نہیں دوں گی نہ ان سے گفتگو کروں گی، یہاں تک کے اپنے بابا سے جا کر ملاقات کروں اور ان دو لوگوں نے جو مجھ پر ظلم ڈھائے اس کی شکایت اپنے بابا سے کروں۔

علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیونکہ میں نے ضمانت دی

امیر المومنین علیہ السلام باہر آئے اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی۔

جب عمر اور ابوبکر داخل ہوئے سلام کیا بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے جواب نہیں دیا اور اپنا چہرہ ان سے پھیر لیا۔ عمر ابوبکر پھر سامنے آئے اور پھر سے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے چہرہ پھیر لیا۔ یہ عمل کئی مرتبہ تکرار ہوا۔

جب کئی مرتبہ یہ کام انجام ہوا بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: یا علیؑ! اس چادر سے میرا منہ چھپا لیں اور جو اطراف میں عورتیں تھیں، ان سے کہا: میرا چہرہ ان سے پھیر لو، جب انہوں نے چہرہ پھیرا تو پھر وہ عمر ابوبکر سامنے آ گئے۔ اس کے بعد ابوبکر نے کہا: ہم آپؑ کو راضی کرنے آئے ہیں۔ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں۔ آپؑ سے چاہتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں جو ہم نے آپؑ کو اذیت دی اس کو درگزر فرمائیں۔

فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میں تم سے بات نہیں کروں گی یہاں تک کہ اپنے باباؐ سے جا کر ملاقات کروں اور تمہارے کاموں کی شکایت کروں۔

ان دونوں نے عرض کیا: ہم آپؑ کے پاس آئے ہیں تا کہ آپؑ سے عذر خواہی کریں۔ آپؑ سے معذرت کریں، معاف فرمایئے ہمارا مواخذہ مت کیجیے۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: میں ان سے بات نہیں کروں گی یہاں تک کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ان سے پوچھوں اگر انہوں نے بتائی تو ان کی طرف نظر کروں گی۔ انہوں نے کہا: ہم قسم کھاتے ہیں حق کے علاوہ کوئی چیز نہیں کہیں گے، صرف حق بولیں گے۔

حضرت زہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں آیا اس رات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں کام کے لئے جو امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں تھا گھر سے

فاطمة بضعة منی۔ فمن اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ؟؟؟

انہوں نے کہا: ہاں ہم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

الحمد للہ! حق تمہاری زبانوں پر جاری ہوا، اس اتمام حجت کے بعد فرمایا: خدایا تو گواہ رہنا ان دو لوگوں سے میں راضی نہیں ہوں۔

اے حاضرین مجلس تم بھی گواہ رہنا میں ان دو لوگوں سے راضی نہیں ہوں۔

ان دو لوگوں نے مجھے زندگی میں اور میری موت (شہادت) کے وقت اذیت دی۔

خدا کی قسم! میں تم لوگوں سے بات نہیں کروں گی یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور جو تم لوگوں کے ہاتھوں مجھ پر ظلم ہوئے، ان کی شکایت کروں"۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے اپنے دست مبارک کو آسمان کی جانب اٹھایا اور فرمایا:

خدایا: تو گواہ ہو کہ ان دو لوگوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ پر ظلم ڈھائے اور مجھے اذیت دی میں ان دونوں کی تجھے اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکوہ کرتی ہوں۔

خدا کی قسم! کبھی تم سے راضی نہیں ہوں گی جب تک اپنے بابا سے ملاقات نہ کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ جو تم نے ظلم کئے ہیں وہ بیان کروں گی اور وہ بزرگوار میرے اور تمہارے درمیان قضاوت کریں۔

اس وقت ابوبکر نے اپنی آواز کو بلند کرنا شروع کیا، رونا شروع کیا اور کہا: اے کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا لیکن عمر بن خطاب نے ابوبکر پر طعن کیا اور کہا: میں لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جنہوں نے تمہیں اپنا ولی سرپرست بنایا ہے اور اپنے امور تمہیں سونپے ہیں۔ جب کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے اور عورت کے غصے سے گریہ کر رہے ہو، بے

یا علی علیہ السلام! جو آپؑ نے کہا میں نے اطاعت کی۔ اگر میں بھی آپؑ سے ایک چیز کا تقاضا کروں کیا آپؑ قبول کرینگے؟؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں!

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

آپؑ کو خدا کی قسم دیتی ہوں، ان کو اجازت مت دینا کہ میرے جنازے میں شریک ہوں اور میرے اوپر نماز پڑھیں یا یہ کہ میری قبر پر آئیں۔

(۵)۔ روایات کے واضح الفاظ موجود ہونے کے باوجود آزار اذیت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور بغیر اجازت کے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں داخل ہونا اور ان کے دروازے کو آگ لگانا، ایسے بد افعال ہیں جن کا ذکر بارہا خود عمر نے کیا ہے۔

لَقَدْ وَثَبْتُ وَثْبَةً عَلَى شِهَابِ بَنِي هَاشِمٍ اَلثَّاقِبِ، وَ قَرْنِهَا اَلزَّاهِرِ، وَ عَلَمِهَا اَلنَّاصِرِ، وَ عِدَّتِهَا وَ عُدَدِهَا اَلْمُسَمَّى بِحَيْدَرَةَ اَلْمُصَاهِرِ لِمُحَمَّدٍ عَلَى اَلْمَرْأَةِ اَلَّتِي جَعَلُوهَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَلْعَالَمِينَ يُسَمُّونَهَا: فَاطِمَةَ، حَتَّى أَتَيْتُ دَارَ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ اِبْنَيْهِمَا اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ وَ اِبْنَتَيْهِمَا زَيْنَبَ وَ أُمِّ كُلْثُومٍ، وَ اَلْأَمَةِ اَلْمَدْعُوَّةِ بِفِضَّةَ، وَ مَعِي خَالِدُ بْنُ وَلِيدٍ وَ قُنْفُذٌ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ وَ مَنْ صَحِبَ مِنْ خَوَاصِّنَا، فَقَرَعْتُ اَلْبَابَ عَلَيْهِمْ قَرْعاً شَدِيداً، فَأَجَابَتْنِي اَلْأَمَةُ، فَقُلْتُ لَهَا: قُولِي لِعَلِيٍّ: دَعِ اَلْأَبَاطِيلَ وَ لَا تَلِجْ نَفْسَكَ إِلَى طَمَعِ اَلْخِلَافَةِ، فَلَيْسَ اَلْأَمْرُ لَكَ، اَلْأَمْرُ لِمَنِ اِخْتَارَهُ اَلْمُسْلِمُونَ وَ اِجْتَمَعُوا عَلَيْهِ.

فَلَمَّا فَشَتْ بَيْعَتُهُ عَلِمْنَا أَنَّ عَلِيّاً يَحْمِلُ فَاطِمَةَ وَ اَلْحَسَنَ وَ

أَبِي بَكْرٍ عَلَى إِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَتْ - إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) مَشْغُولٌ، فَقُلْتُ: خَلِّي عَنْكِ هَذَا وَ قُولِي لَهُ يَخْرُجُ وَ إِلَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَ أَخْرَجْنَاهُ كَرْهاً، فَخَرَجَتْ فَاطِمَةُ فَوَقَفَتْ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ، فَقَالَتْ: أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ! مَا ذَا تَقُولُونَ؟ وَ أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُونَ؟. فَقُلْتُ: يَا فَاطِمَةُ!. فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: مَا تَشَاءُ يَا عُمَرُ؟!. فَقُلْتُ: مَا بَالُ ابْنِ عَمِّكِ قَدْ أَوْرَدَكِ لِلْجَوَابِ وَ جَلَسَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ؟. فَقَالَتْ لِي: طُغْيَانُكَ - يَا شَقِيُّ - أَخْرَجَنِي وَ أَلْزَمَكَ الْحُجَّةَ، وَ كُلُّ ضَالٍّ غَوِيٌّ. فَقُلْتُ: دَعِي عَنْكِ الْأَبَاطِيلَ وَ أَسَاطِيرَ النِّسَاءِ وَ قُولِي لِعَلِيٍّ. يَخْرُجُ. فَقَالَتْ: لَا حُبَّ وَ لَا كَرَامَةَ أَبِحِزْبِ الشَّيْطَانِ تُخَوِّفُنِي يَا عُمَرُ؟! وَ كَانَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ضَعِيفاً. فَقُلْتُ: إِنْ لَمْ يَخْرُجْ جِئْتُ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ وَ أَضْرَمْتُهَا نَاراً عَلَى أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ وَ أُحْرِقُ مَنْ فِيهِ، أَوْ يُقَادَ عَلِيٌّ إِلَى الْبَيْعَةِ، وَ أَخَذْتُ سَوْطَ قُنْفُذٍ فَضَرَبْتُ وَ قُلْتُ لِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: أَنْتَ وَ رِجَالُنَا هَلُمُّوا فِي جَمْعِ الْحَطَبِ، فَقُلْتُ: إِنِّي مُضْرِمُهَا. فَقَالَتْ: يَا عَدُوَّ اللَّهِ وَ عَدُوَّ رَسُولِهِ وَ عَدُوَّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَضَرَبَتْ فَاطِمَةُ يَدَيْهَا مِنَ الْبَابِ تَمْنَعُنِي مِنْ فَتْحِهِ فَرُمْتُهُ فَتَصَعَّبَ عَلَيَّ فَضَرَبْتُ كَفَّيْهَا بِالسَّوْطِ فَأَلَمَّهَا، فَسَمِعْتُ لَهَا زَفِيراً وَ بُكَاءً، فَكِدْتُ أَنْ أَلِينَ وَ أَنْقَلِبَ عَنِ الْبَابِ فَذَكَرْتُ أَحْقَادَ عَلِيٍّ وَ وُلُوعَهُ فِي دِمَاءِ صَنَادِيدِ الْعَرَبِ، وَ كَيْدَ مُحَمَّدٍ وَ سِحْرَهُ، فَرَكَلْتُ الْبَابَ وَ قَدْ أَلْصَقَتْ أَحْشَاءَهَا بِالْبَابِ تَتْرُسُهُ، وَ سَمِعْتُهَا وَ قَدْ صَرَخَتْ

بِنْتِهَا مَعَهُ وَهِيَ مُسْتَلِمَةٌ إِلَى الْجِدَارِ، فَدَقَقْتُ الْبَابَ وَ
دَخَلْتُ فَأَقْبَلَتْ إِلَيَّ بِوَجْهٍ أَغْشَى بَصَرِي، فَصَفَقْتُ صَفْقَةً عَلَى
خَدَّيْهَا مِنْ ظَاهِرِ الْخِمَارِ فَانْقَطَعَ قُرْطُهَا وَ تَنَاثَرَتْ إِلَى الْأَرْضِ،
وَخَرَجَ عَلِيٌّ، فَلَمَّا أَحْسَسْتُ بِهِ أَسْرَعْتُ إِلَى خَارِجِ الدَّارِ وَ قُلْتُ
لِخَالِدٍ وَ قُنْفُذٍ وَ مَنْ مَعَهُمَا: نَجَوْتُ مِنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ۔[1]

"سعید بن مسیب سے ایک طولانی حدیث نقل ہوئی ہے کہ عمر ابن خطاب نے معاویہ کو خط لکھا:

ہاں وہ میں تھا جس نے چمکتے ہوئے ستارے اور طاقتور کامیاب بنی ہاشم جو حیدرؑ کے نام سے جانا گیا اور داماد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا، اس کی دختر کے ساتھ جو سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا قرار پائی اور فاطمہ سلام اللہ علیہا نام ہے، شادی کی ان پر حملہ کیا

وہاں پر علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں جہاں پر ان کے بیٹے تھے، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام اور ان کی بیٹیاں زینب، اُم کلثوم سلام اللہ علیہا اور کنیز تھی فضہ نامی۔

خالد بن ولید کے ہمراہ قنفذ غلام ابوبکر اور خاص لوگوں کے ساتھ گیا۔

گھر کے دروازے کو شدت کے ساتھ دق الباب کیا، اس گھر کی کنیز نے پوچھا: کون ہے؟

میں نے کہا: علی علیہ السلام سے کہو بیہودہ کاموں کو چھوڑ دے اور خود کو خلافت کا دعوے دار قرار نہ دے۔

خلافت تم سے نہیں ہے، اس سے جس کو مسلمانوں نے اختیار کیا۔

اور اس کے گرد جمع ہوئے، یہاں تک کہ عمر نے کہا:

جب ہماری بیعت ہوگئی ہمیں خبر پہنچی کہ علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین

وہاں ان لوگوں میں وہاں موجود ہیں ان کو اپنے وعدے سے پھر جاتے ہیں۔

میں امیر المومنین علیہ السلام کے دروازے پر آیا اس سے پہلے ابوبکر سے مشورہ کیا کہ کیسے علی علیہ السلام کو گھر سے باہر لاؤں۔

لہٰذا فضہ کو جو اس گھر کی کنیز تھی کہا: علی علیہ السلام سے کہو گھر سے باہر آئیں اور ابوبکر کے ساتھ بیعت کریں کیونکہ سب مسلمین نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے۔

فضہ نے میرے جواب میں کہا: علی علیہ السلام ایک کام میں مشغول ہے اور ابھی مسجد میں نہیں آسکتے۔

میں نے کہا ہے عورتوں والی باتوں کو چھوڑ و اور علی علیہ السلام سے کہو باہر آئے اور ابوبکر سے بیعت کرے، اگر باہر نہیں آئے تو زبردستی باہر نکالوں گا۔

ہم یہ گفتگو کر رہے تھے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے کے پیچھے آئیں اور کہا:

اے گمراہ! اے وہ لوگو جنہوں نے خدا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی، کیا کہتے ہو اور ہماری جانوں سے کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا!

کیا کہتے ہو، میں نے کہا تمہارے چچازاد نے تمہیں جواب دینے کے لئے بھیجا ہے اور خود پردہ حجاب میں بیٹھا ہے

زہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اے عمر یہ تمہاری سرکشی تھی کہ جس نے مجھے اپنی جگہ سے اٹھنے پر مجبور کیا تا کہ تم پر اتمام حجت کروں

میں نے کہا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! یہ باطل گفتگو اور زنانہ قصے کو چھوڑ دو، جاؤ اور علی علیہ السلام سے کہو گھر سے باہر آئے اور ابوبکر سے بیعت کرے

میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کہا: اگر علی علیہ السلام باہر نہ آئے، لکڑیاں جمع کروں گا اور اس گھر کو ان کے اہل کے سمیت جلاؤں گا یا یہ کہ علی علیہ السلام کو ابوبکر کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے علی علیہ السلام کو قتل کروں گا

اس گفتگو کے بعد قنفذ سے تازیانہ لیا، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو مارا اور خالد بن ولید کو کہا: لکڑیاں جمع کرو۔

اس کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کہا: اب اس گھر کو آگ سے جلاؤں گا

فاطمہ سلام اللہ علیہا نے کہا: اے عمر! اے دشمن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام۔

یہ کہا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے دروازے کو پکڑا اور ہمیں اندر آنے سے روکا۔ میں نے مکمل زور کے ساتھ دروازے کو دھکا دیا۔ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو دروازے کے پیچھے مارا اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے ہاتھوں کو تازیانہ مارے تا کہ دروازہ سے ہاتھ نکالیں فاطمہ سلام اللہ علیہا نے دروازے سے ہاتھ نہیں نکالے لیکن ان کے رونے کی فریاد کی آوازیں میں نے سنیں، ان کے گریے میں اتنی تاثیر تھی کہ میرا دل بے چین ہو گیا۔ نزدیک تھا کہ میرا دل منقلب ہو جائے اور میں وہاں سے واپس چلا جاؤں لیکن میں نے وہ وقت یاد کیا علی علیہ السلام کی دشمنی یاد آئی، علی علیہ السلام کے ہاتھوں بزرگان عرب کا خون گرنا یاد آیا

مکر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جادو یاد آیا۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا دروازہ کھلنے میں مانع تھیں اور میں نے وہاں پر اپنے دونوں ہاتھوں اور لاتوں کو زور سے دروازے میں مارا کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی فریاد اور نالہ کو سنا یہ نالہ سننے سے مجھے ایسا لگا کہ مدینہ زیر و زبر ہو گیا، شہر مدینہ میں زلزلہ آیا، یہاں زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

آہ اے فضہ! مجھے پکڑو خدا کی قسم اس بچے کو جو حمل کیا ہوا تھا قتل ہو گیا

میں نے زہراء سلام اللہ علیہا کے دروازے کو زور کے ساتھ کھولا

دیکھا زہراء سلام اللہ علیہا نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی درد زایمان نے ان کو گھیرا ہوا تھا اور بچے کے سقط ہو جانے سے شدید درد میں مبتلا تھیں

اس وقت جب میں گھر میں داخل ہوا اور بی بی سلام اللہ علیہا کی توجہ اس جانب ہوئی تو وہ آگے بڑھیں لیکن میری آنکھوں پر غضب کا پردہ تھا جیسے زہراء سلام اللہ علیہا میرے نزدیک آئیں اور میں نے مقنعہ کے اوپر زہرا سلام اللہ علیہا کی صورت پر تھپڑ مارا کہ ان کے کان سے گوشوارہ گر کر زمین پر آیا اور خود زہراء سلام اللہ علیہا بھی زمین پر گریں"۔

الا لعنة الله على قوم الظالمين

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِي وَيَا صَاحِبَ حَوْضِي قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ مَعَهُ تَحْتَ الْكِسَاءِ۔

"میرے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے آپؑ پر بھی سلام ہو، اے میرے صاحب حوض! جی ہاں آپؑ کو اجازت دی۔ میرا بیٹا حسن علیہ السلام چادر کے نیچے گیا اور میرے بابا کے ساتھ جا کر بیٹھا"۔

"لغت صاحب":۔

ہم نشین، مددگار، دوست مالک، اصحاب اور صحابہ۔[1]

"صاحب قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۹۷ بار آیا ہے۔

(۱)۔ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ۔[2]

(۲)۔ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ۔[3]

(۳)۔ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔[4]

---

[1]۔ صاحب الزمان لقب امام عصر علیہ السلام۔

صحبه صحبتا صحابة صحابة صاحبه و مصاحبة اس کی مدد کی، اس کے ساتھ ملا، صحابۃ صحابی (واحد) یاران پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحب الصاحب۔

الملازم انسانا کان سو حیوانا او زمانا ولا فرق بین ان تکون مصاحبته بالبدن وهو الاصل الاکثر

(۵)۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ۔[1]

"لغت حوض":۔

بہ معنی تالاب۔[2]

"تشریح وتوضیح":۔

جملہ یاولدی یہ مہربانی اور پیار کے اظہار کے لے ہے اپنے نواسے امام حسن علیہ السلام کی طرف شدتِ محبت کی وجہ سے یہ فرمایا:

"اے میرے بیٹے!"۔

کلمہ سبط کو اپنے بیٹے کے بیٹے یا اپنی بیٹی کے بیٹے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور زیادہ تر ان کا اطلاق بیٹیوں کی اولاد پر ہوتا ہے اور یہودیوں کے درمیان قبیلہ کے معنیٰ میں ہے جس کی جمع اسباط ہے۔

"سبط قرآن میں":۔

یہ لفظ قرآن میں ۵ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ۔[4]

(۲)۔ وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا۔[5]

اسباط سے منظور سبط، سبط اور انبساط دراصل کسی چیز کی وسعت آسانی اور راحت کی معنی میں ہے۔

---

[1]۔ سورہ عبس، آیت:۳۶

[2]۔ سورہ کہف، آیت:۹

[3]۔ حاض الماء حوضا، حوض بنایا پانی کے لئے اور پانی کو جمع کیا حاض حوضا وحوض حوض بنایا حیاض واحواض جمع حوضوہ جگہ جو زمین

وسعت پیدا کرتی ہیں مگر زندان و سبط اور اسباط ہے ہیں کیونکہ ان سے نسل میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

اسباط سے مراد قبائل بنی اسرائیل یا وہ اولاد جو یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹوں سے وجود میں آئی کیونکہ ان کے درمیان پیغمبران کا وجود تھا۔

اور سورہ بقرہ، آیت: ۱۳۶ میں خدا ان کو ان لوگوں میں شمار کر رہا ہے جن پر اس نے اپنی آیات نازل کیں۔

اس بناء پر، بنی اسرائیل کے قبائل سے مراد، یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں جن کے پاس نبوت تھی نہ کہ خود اولاد یعقوب علیہ السلام تا کہ یہ نہ کہا جائے کہ سب میں صلاحیت نبوت تھی کیونکہ وہ تو خود اپنے بھائی کے بارے میں گناہ کے مرتکب ہوئے۔

اپنی بیٹی کے بیٹے کو ولد کہا گیا ہے، جس طرح دیکھ رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا ولدی! اے میرے بیٹے! یہ مطلب واضح ہے۔

جی ہاں کچھ احکام شریعہ خاص ہیں اس کے جو مرد سے وجود میں آئے نہ کہ عورت سے جیسے باب خمس اور زکوٰۃ میں فقہاء نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا بعید نہیں ہے۔

"ولد الزنا" کی مثال لیں وہ بھی عقلاً عرفاً اور لغتاً بلکہ شرعی بیٹا ہے مگر بعض احکام میں اس کے ساتھ خصوصیت ہے۔

"ولد الزنا" شرعاً بیٹا تو ہے مگر ارث میں یا کچھ دیگر موارد میں اعتراض پیدا ہوتا ہے۔

شاعر نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے

بنونا بنوا ابنائنا و بناتنا

بنوهن الرجال الأباعد

بس اس طرح ہو سکتا ہے بیٹے کا بیٹا انسان کا بیٹا ہوتا ہے اور اسی طرح اس کی ذریت بھی ولد

اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی فرمایا ہے یا ولدی" جو اس حدیث میں آیا ہے۔ یہ دو بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں اور استحقاق الحاق فرزند ہونا رکھتے ہیں اور یہ ان کے قول کی رد ہے جو کہتے ہیں بیٹی کے بیٹے کو اپنی اولاد نہیں کہا جا سکتا۔

"روایات ولد":۔

(۱)۔ رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہ : اِتَّقُوا اللہ و اعدِلوا فی أولادِکُم۔ [۲]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور بچوں کے درمیان عدالت کے ساتھ پیش آؤ"۔

(۲)۔ وَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ : اِعْدِلُوا بَیْنَ أَوْلَادِکُمْ فِی اَلسِّرِّ کَمَا تُحِبُّونَ أَنْ یَعْدِلُوا بَیْنَکُمْ فِی اَلْبِرِّ وَ اَللُّطْفِ۔ [۳]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اولاد کے درمیان ہدیہ، بخشش میں عدالت سے کام لو، اسی طرح جس طرح تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے درمیان نیکی اور مہربانی میں عدالت ہو"۔

(۳)۔ أنہُ قَالَ : إنّ اللہ تعالی یُحِبُّ أن تَعدِلوا بَینَ أولادِکُم حتّی فی القُبَلِ۔ [۴]

"خداوند متعال اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان عدالت رکھیں حتیٰ بوسہ دینے میں"۔

(۴)۔ قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ : أَبْصَرَ رَسُولُ اللّٰہِ رَجُلاً لَہُ وَلَدَانِ فَقَبَّلَ أَحَدَہُمَا وَ تَرَکَ اَلْآخَرَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ فَھَلَّا

---

[۱]۔ سورہ البلد، آیت: ۳

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کے دو بیٹے تھے وہ ایک کو بوسہ دے رہا تھا دوسرے کو چھوڑ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت ہی برا ہے کہ دو اولادوں کے درمیان بے انصافی سے کام لو"۔

(۵)۔ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ حَقّاً وَإِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ حَقّاً. فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ أَنْ يُطِيعَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلاَّ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ۔[۲]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: بیشک بیٹے کے لئے باپ پر حق ہے اور باپ کے لئے بھی بیٹے پر حق ہے، اور باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ وہ ہر چیز میں اس کی اطاعت کرے، سوائے نافرمانی خدا میں"۔

(۶)۔ قَالَ: حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ أَنْ لاَ يُسَمِّيَهُ بِاسْمِهِ وَ لاَ يَمْشِيَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلاَ يَجْلِسَ أَمَامَه ولا يستسب له۔[۳]

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ باپ کا بیٹے پر کیا حق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باپ کو اس کے نام کے ساتھ نہ بلائے، اس سے آگے راستہ نہ چلے اور اس سے آگے نہ بیٹھے اور اس کو گالی نہ دے"۔

(۷)۔ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ أَنْ يُعَلِّمَهُ الْكِتَابَةَ وَ السِّبَاحَةَ وَ الرِّمَايَةَ وَ أَنْ لاَ يَرْزُقَهُ إِلاَّ طَيِّبًا۔[۴]

"بیٹے کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کو لکھنا اور تیر اندازی سکھائے اور اس کو پاک پاکیزہ روزی کھلائے"۔

(۸)۔ قال عَلِيٌّ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى وَالِدِهِ أَنْ يُحَسِّنَ اِسْمَهُ وَ أَدَبَهُ وَ يعلمه

---

[۱]۔ النہایہ، ج ۵ ص ۲۹، نہج الفصاحہ، ص ۲۱۱

بیٹے کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کے لئے اچھے نام کا انتخاب کرے اس کی اچھی تربیت کرے اور اس کو قرآن کی تعلیم دے"۔

(۹)۔ حق الولد علی والدہ أن یحسن اسمه ویزوجه اذا أدرك ویعلمه الکتاب۔[۲]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بیٹے کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کے لئے اچھے نام کا انتخاب کرے اور جب بڑا ہوجائے تو اس کی شادی کرے اور اس کو قرآن کی تعلیم دے"۔

"جملہ یا صاحب حوضی" میرے حوض کے صاحب":۔

صاحب یعنی کیا؟

ہم نشین، ہم راہ، مددگار، دوست اور مالک کی معنی میں ہے۔

زیارت جامعہ میں آیا ہے:

فَالرّاغِبُ عَنْکُمْ مارِقٌ وَ اللاّزِمُ لَکُم لاحِقٌ ، وَ الْمُقَصِّرُ فی حَقِّکُمْ زاهِقٌ۔[۳]

"پس جو آپ سے منہ موڑے وہ دین سے خارج ہوگیا اور جو آپ سے وابستہ (ہم راہ) رہا وہ آپ سے ملے گا اور جس نے آپ کے حق میں تقصیر کی وہ نابود ہوگیا"۔

"آداب ہمسفری":۔

(۱)۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: مروت اپنے وطن میں گھر اور رہائش رکھنا، قرآن پڑھنا، علماء کے ساتھ بیٹھنا، فقہ میں تفکر کرنا، نماز جماعت کی حفاظت کرنا ہے۔

لیکن مروت اور جوان مردی سفر میں اپنا زاد راہ خرچ کرنا اور رفیقوں سے مخالفت نہ

(۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ سنت ہے کہ دوست سفر کی شروعات میں اپنے زادراہ کو ایک دوسرے کے آگے پیش کریں کیوں کہ یہ بہت زیادہ آپس میں خوشنودی اور اخلاق کا سبب بنتا ہے۔

(۳)۔ امیر المومنین علیہ السلام سے نقل ہے کہ سفر میں اس کے ساتھ جس کی اہمیت کے تم قائل ہو مگر وہ تمہاری اہمیت کا قائل نہ ہو اس کے ساتھ ہم نشینی مت کرو۔

(۴)۔ شہاب سے منقول ہے کہتا ہے: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا: میری بے نیازی اور احسان جو میں اپنے بھائیوں سے کرتا ہوں جانیں۔

میں ایک گروہ کے ساتھ سفر کرتا ہوں تو ان پر بہت زیادہ خرچ کرتا ہوں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس طرح مت کرو اے شہاب! تم بھی بہت زیادہ خرچ کرو، تمہیں دیکھ کر وہ بھی خرچ کریں، انہیں بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا پریشان ہوں گے۔

اگر تم خرچ کرو مگر وہ خرچ نہ کریں ان کے لئے باعث ذلت ہوگا، پس ان کے ساتھ رفاقت کرو جو دولت میں طاقت میں تمہاری طرح ہوں۔

(۵)۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: اپنی طرح کے لوگوں سے رفاقت کرو، اسکے ساتھ رفیق مت ہوں جو تمہارے مال کو خرچ کرے کیونکہ یہ مومن کی خواری کا سبب بنتا ہے۔

(۶)۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: مسافر کا حق اپنے دوستوں پر یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو تین دن اس کے لئے توقف کریں۔

(۷)۔ امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا: کچھ جماعت آپس میں ہمسفر ہوتی ہیں ان میں سے کچھ دولتمند اور کچھ ہاتھ خالی ہیں، کیا دولتمند مکمل طور پر ان کا خرچہ اٹھا سکتا ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر ان کی رضایت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۸)۔ امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ایک شخص ایسے گروہ کے ساتھ ہمسفر ہوتا ہے جو دولتمند

کرے، ان کے ساتھ رفیق بنے جو اس کی طرح ہوں۔

(۹)۔ احادیث معتبرہ میں آیا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو اپنے ہم نشینوں کے ساتھ اچھی ہم نشینی نہ کرے اور رفیقوں کے ساتھ اچھی رفاقت نہ کرے اور کسی کے ساتھ نمک کھائے مگر حق نمک کی رعایت نہ کرے۔

(۱۰)۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جناب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اگر کسی گروہ کے ساتھ ہمسفر ہو تو ان کے ساتھ اپنے کاموں میں مشورہ کرو اور ان کو دیکھ کر مسکراؤ اور اپنا مال ان کے آگے پیش کرو اگر تمہیں مہمان کریں تو قبول کرو اگر تم سے مدد چاہیں تو ان کی مدد کرو تین چیزوں میں ان سے آگے بڑھو۔

اول:۔ بہت خاموش رہو۔

دوم:۔ بہت نماز پڑھو۔

سوم:۔ ہر چیز جو اپنے ساتھ رکھتے ہو حیوان، مال، سخاوت اور جوان مردی کرو، اگر تم سے امر حق میں جو گواہی لیں تو ان کو گواہی دو، اگر تم سے مشورہ کریں جہاں تک ممکن ہو سکے سچ اور درست بولنا، جلدی ارادہ مت کرو اور اپنی نظر ان کو مت بتاؤ جب تک اس میں غور فکر نہ کر واٹھو، بیٹھو، سو جاؤ، نماز پڑھو، سب حالات میں اپنی حکمت کو ان کی مشورت کے ساتھ انجام دو کیونکہ سب خیر خواہی اس کے لئے جو مشورے سے کام لے اور اگر کوئی ان کو مشورہ خالص نہ دے۔ حق تعالیٰ ان کی رائے اور عقل کو سلب کرے گا اور اس سے امانت اٹھا لے گا"۔[1]

(۱۱)۔ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: يَا بُنَيَّ إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْأَحْمَقِ فَإِنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْبَخِيلِ فَإِنَّهُ يَقْعُدُ عَنْكَ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْفَاجِرِ

"امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: میرے بیٹے احمق کی دوستی سے پرہیز کرنا کیونکہ اگر وہ تمہیں فائدہ بھی پہنچانا چاہے گا نقصان پہنچا دے گا اور بخیل کی دوستی سے پرہیز کرو جب تمہیں سخت ضرورت ہوگی تو وہ تم سے دور بھاگ جائے گا، اور بدکار کی دوستی سے بچو وہ کم بھاؤ میں تمہیں بیچ دے گا، اور جھوٹے کی دوستی سے پرہیز کرنا وہ سراب کی مانند ہے جو قریب والے کو دور اور دور والے کو قریب کرتا ہے"۔

(۱۲)۔ امیر المومنین علیہ السلام ایک یہودی کے ساتھ رفیق ہوئے۔ یہودی نے کہا: کہاں جا رہے ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کوفہ!

اس جگہ پر پہنچے جہاں سے دونوں کے راستے الگ ہوتے تھے، یہودی نے اپنی راہ لی۔ امیر المومنین علیہ السلام اس کے پیچھے چلنے لگے۔

یہودی نے کہا: مگر آپؑ کوفہ کا ارادہ نہیں رکھتے تھے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں!

یہودی نے کہا: آپؑ کوفہ کے راستے سے گزر چکے ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جانتا ہوں۔

یہودی نے کہا: آپؑ جب جانتے ہیں تو میرے پیچھے کیوں آ رہے ہیں؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: یہ حسن رفاقت میں ہے، انسان جدا ہوتے وقت اپنے رفیق کے ساتھ کچھ قدم چلے۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے جو ہمیں دیا ہے۔

یہودی نے کہا: تمہارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں۔ یہودی نے کہا: جو اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوگا، یقیناً قیمتی احکامات میں بھی حصہ دار ہوگا، پس میں آپؑ کو شاہد بناتا ہوں کہ آپؑ کے دین کا تابع ہوا۔

یہودی امامؑ کے ساتھ [illegible]

"صحابہ کون ہیں"

صحابہ ہمراہان اور یاران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی میں ہیں جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا۔ تابعین ان کو کہتے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض نہیں لیا۔

صحابہ کرام عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح ہیں جو ان کے ساتھ تھے۔

"کیا سب صحابہ اچھے تھے؟":۔

یہاں پر سوال آتا ہے کہ سب صحابہ اچھے تھے؟ مطیع خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام دین اور ان مسائل کے معتقد تھے یا نہیں؟

اس کا جواب لازماً یہی ہوگا سب نہیں۔ جتنے بھی صحابی تھے اچھے تھے ایسا نہیں ہے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری سب اچھے نہیں تھے۔ اس کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے:

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ:
قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ
رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ
وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ [1]

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا
وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ۔ [2]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ
مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ

فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ۔[1]

جی ہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے اور سب خالص نہیں تھے بلکہ کافر بھی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ بھی اسی طرح تھے۔

بہت سے (اہلسنت سے) کہتے ہیں سب صحابہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے تھے اور خالص تھے، ان میں سے کوئی بھی خراب نہیں تھا، اس بناء پر کسی کو حق نہیں کہ ان کو برا بھلا کہے، یعنی یہی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کو درک کیا۔ دلیل کافی ہے کہ وہ سچا انسان ہے حتیٰ معاویہ، ابوسفیان، خالد بن ولید۔۔۔۔

لیکن یہ قرآن، روایات اور تشیع کے عقائد کے خلاف ہے، صرف اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پالینا کافی نہیں ہے۔ کفار، منافقین، بت پرستوں، منافقوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا تھا۔

ہم قول خداوند اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرامی اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے تابع ہیں۔ اصطلاح میں کہیں کہ ہم دلیل کے بیٹے ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں حاضر ہونا اچھے ہونے کی دلیل ہے تو ہم دلیل کے پیرو ہیں۔

لیکن ہم اس دلیل کے برعکس دعویٰ رکھتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مرتد ہو گئے اور دین سے پلٹ گئے، ظلم وستم، خون ریزی، حق کشی کی۔ قرآن وسنت کو پاؤں کے نیچے روند ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت پر عمل نہیں کیا حتیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ان کی مخالفت کی اور ان کے بعد ان کے خلیفہ بلافصل کی مخالفت کی، ان کی خلافت، حق اور ان کے حقوق کو غصب کیا۔

ہزار واقعے، خیانتیں، تاریخ اور سیرت میں موجود ہیں۔

پھر کس طرح عقل قبول کرے کہ سب صحابہ اچھے تھے۔

"صحبہ لغت میں معاشرت کے معنیٰ میں ہے"

فیروز آبادی نے قاموس میں کہا ہے صحبہ بروزن سمعہ یعنی اس کے ساتھ زندگی گزاری اور عرف میں معاشرت، خدمت، نصرت چاہے وہ کم وقت ہو یا زیادہ، بس صحیح نہیں ہے کہ مصاحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے مؤمن اور پاکدامن اور رضی اللہ ہوں نہ عقلاً صحیح نہ ہی نقلاً۔

(۱)۔ اکابر علماء فریقین (شیعہ سنی) نے لکھا ہے تبوک سے لوٹتے وقت ۱۴ لوگوں نے منافقین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ بنایا اور بطن عقبہ جو پہاڑ کے دامن میں ایک باریک سا رستہ تھا اس میں فقط ایک ایک کر کے گزرا جا سکتا تھا، چاہتے تھے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنایا جائے، جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعے کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حذیفہ بن یمان نخعی کو بھیجا کہ پہاڑ کے دامن میں چھپ کر بیٹھ جائے۔ جب وہ آئے اور آپس میں گفتگو کی سب کو پہچانا۔ ۷ لوگ بنی اُمیہ سے تھے۔ حذیفہ نے خود کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا اور ان کی شناخت کرائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رازدار رہو خدا ہماری حفاظت کرے گا۔ پہلی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے چلے۔ عمار بن یاسر نے اونٹ کی مہار پکڑی تھی۔ حذیفہ پیچھے سے اونٹ کو چلا رہے تھے۔ جب اس باریک راستے پر پہنچے انہوں نے ٹوکری جو پتھروں سے (تیل سے بھری ہوئی شیشیوں سے تھی) ایک ڈراؤنی آواز کے ساتھ اونٹ کے آگے پھینکا تاکہ اونٹ ڈر جائے اور ایک بڑے گڑھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرا دے مگر خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی اور وہ بھی بھاگ گئے

أَبُو الْمَعَارِفِ وَ أَبُوهُ وَ طَلْحَةُ وَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَ أَبُو عُبَيْدَةَ وَ أَبُو الْأَعْوَرِ وَ الْمُغِيرَةُ وَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَ هُمُ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهِمْ وَ هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا۔[1]

ارادہ کیا مگر تکمیل تک نہیں پہنچا سکے۔

کیا یہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھے؟

اور کیا ان کا یہ ارادہ نیک راہ ہدایت پر تھا؟؟؟؟

(۲)۔ اصحاب میں سے دس لوگ شرابی تھے۔

ابن حجر فتح الباری جلد ۱۰ ص ۳۰ میں لکھتے ہیں:

ابوطلحہ زید بن سہل نے اپنے گھر میں شراب کی دعوت تشکیل دی اور دس لوگوں کو اس مجلس میں دعوت کی۔ سب نے شراب پی اور ابوبکر اشعاری نے اپنے مرثیے کفار اور مشرکین اور بدر کے قتل شدگان پر پڑھے۔

اس دعوت میں شامل ہونے والے یہ لوگ تھے۔

ابوبکر بن ابی قحافہ، عمر ابن الخطاب، ابوعبیدہ، جراح ابی بن کعب، سہل بن بیضا، ابوطلحہ (دعوت کرنے والا اور گھر کا مالک)، ابودجانہ، سماج بن خدشہ، ابوبکر بن شعوب اور انس بن مالک جس کی عمر اس وقت ۱۸ سال تھی اور ساقی مجلس تھا۔

اسی طرح بیہقی ج ۸ ص ۲۹ میں سنن سے خود انس بن مالک سے نقل کرتا ہے۔ انس نے کہا: میں اس دن سب سے چھوٹا اور ساقی مجلس تھا۔[2]

(۳)۔ یہ حدیث جعلی (من گھڑت) ہے۔

"اولاً":۔

اصحاب (امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد ہمسر بزرگوار کے علاوہ سب دوسروں کی طرح ممکن الخطاء تھے بلکہ ان میں سے اکثر خواہش پرست تھے۔

"ثانیاً":۔

"شرح شفاء" میں قاضی عیاض اور کتاب "بیہقی" نقاد تعدیل احادیث اس حدیث کو گھڑا ہوا اور اس کی سند ضعیف اور مردود شمار کی ہے۔

"ثالثاً":۔

"شرح مقاصد" تفتازانی میں صریحاً لکھتا ہے کہ صحابہ غالباً مخالفت جنگ اختلاف میں سرگرم رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض راہ حق سے منحرف اور خواہش نفسانی کے پیروکار تھے بلکہ ظالم اور فاسق تھے۔

(۴)۔"عہد شکن صحابہ":۔

وہ صحابہ جنہوں نے بیعت کے لئے ہاتھ دیا کیوں اپنے وعدے کو وفا نہ کیا۔ آیہ مودت، محبت کے ساتھ مخالفت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا دروازہ جلایا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کو اذیت دی۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو گھر سے باہر نکالا اور ان کے گلے میں رسی ڈالی اور زبردستی مسجد میں لے گئے اور ان سے حق خلافت کو غصب کیا۔[1]

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ اُحد اور حنین میں تمام اصحاب سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ نہیں بھاگو گے۔ کیا وہ نہیں بھاگے؟؟؟ کیا یہ عہد شکنی نہیں تھی؟؟؟

کیوں صلح کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر جنگ کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے کیونکہ قریش آمادہ تھے ان کے حملے پر انہوں نے جواب نہ دیا۔

(یہ کیسے لوگ تھے نہ جنگ میں رُکتے تھے نہ صلح پر ٹکتے تھے)۔

اور جب انہوں نے کفارِ قریش کے حملے کو دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے، بھاگتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی کھڑا نہیں ہو سکتے تھے اور وہاں سے بھی بھاگ گئے، صحرا میں چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا:

اپنی تلوار سے قریش کو روکو، جب قریش نے امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے سامنے دیکھ کر واپس لوٹ گئے، وہ بھاگے ہوئے آہستہ آہستہ واپس پلٹے اور عمل پر بہت زیادہ شرمندہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مگر میں تم کو نہیں جانتا تم وہی ہو جو غزوہ بدر میں دشمنوں کے سامنے کانپ رہے تھے، خدا نے ملائکہ کو ہماری مدد کے لئے بھیجا۔

تم وہی ہو نہ جو اُحد کے دن پہاڑوں پر بھاگ گئے اور میں تمہیں بلاتا رہا مگر مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ خلاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تمام سستی اور بزدلی کو بیان کیا اور وہ صرف معذرت کر رہے تھے۔!

(۵)۔ اس وقت خالد بن ولید منافقین کی طرف مامور تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام کو قتل کرے۔ خالد اپنی تلوار لے کر مسجد میں آیا اور امیر المومنین علیہ السلام کے نزدیک آ کر نماز پڑھنا

بالآخر سلام کہنے سے پہلے ابوبکر نے کہا:

"یا خالد لا تفعل ما امرتك به جو ماموریت"۔

تمہیں سونپی تھی اس کو انجام مت دو۔

امیر المومنین علیہ السلام نے نماز کے بعد خالد سے فرمایا:

کس بات پر مامور تھے؟

خالد نے کہا: مامور تھا کہ آپ کو قتل کروں۔

علی علیہ السلام نے فرمایا: تم اس کام کو انجام دیتے؟

خالد نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے منع نہ کرتے میں انجام دیتا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے خالد کو اٹھایا اور زمین پر پھینکا۔

دوسری روایت کے مطابق درمیانی اور انگشت شہادت کو پکڑ اس طرح زور دیا کہ خالد نے اپنا لباس خراب کر دیا اور نزدیک تھا کہ ہلاک ہو جائے۔

عباس، امیر المومنین علیہ السلام کے چچا خالد کے لئے شفیع قرار پائے اور امیر المومنین علیہ السلام نے خالد کو چھوڑا"۔[1]

"صحابہ کی محبت اور مودت کا حکم"

وَاجِبٌ وَ اَلْوَلَايَةُ لَهُمْ وَاجِبَةٌ وَ اَلْبَرَاءَةُ مِنْ أَعْدَائِهِمْ وَاجِبَةٌ وَ مِنَ اَلَّذِينَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ هَتَكُوا حِجَابَهُ وَ أَخَذُوا مِنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَدَكَ وَ مَنَعُوهَا مِيرَاثَهَا وَ غَصَبُوهَا وَ زَوْجَهَا حُقُوقَهُمَا وَ هَمُّوا بِإِحْرَاقِ بَيْتِهَا وَ أَسَّسُوا اَلظُّلْمَ وَ غَيَّرُوا سُنَّةَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْبَرَاءَةُ مِنَ اَلنَّاكِثِينَ وَ اَلْقَاسِطِينَ وَ اَلْمَارِقِينَ وَاجِبَةٌ وَ اَلْبَرَاءَةُ مِنَ اَلْأَنْصَابِ وَ اَلْأَزْلَامِ أَئِمَّةِ اَلضَّلَالِ وَ قَادَةِ اَلْجَوْرِ كُلِّهِمْ أَوَّلِهِمْ وَ آخِرِهِمْ وَاجِبَةٌ وَ اَلْبَرَاءَةُ مِنْ أَشْقَى اَلْأَوَّلِينَ وَ اَلْآخِرِينَ شَقِيقِ عَاقِرِ نَاقَةِ ثَمُودَ قَاتِلِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاجِبَةٌ وَ اَلْبَرَاءَةُ مِنْ جَمِيعِ قَتَلَةِ أَهْلِ اَلْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاجِبَةٌ وَ اَلْوَلَايَةُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَّذِينَ لَمْ يُغَيِّرُوا وَ لَمْ يُبَدِّلُوا بَعْدَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَاجِبَةٌ مِثْلِ سَلْمَانَ اَلْفَارِسِيِّ وَ أَبِي ذَرٍّ اَلْغِفَارِيِّ وَ اَلْمِقْدَادِ بْنِ اَلْأَسْوَدِ اَلْكِنْدِيِّ وَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْأَنْصَارِيِّ وَ حُذَيْفَةَ بْنِ اَلْيَمَانِ وَ أَبِي اَلْهَيْثَمِ بْنِ اَلتَّيِّهَانِ وَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَ أَبِي أَيُّوبَ اَلْأَنْصَارِيِّ وَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلصَّامِتِ وَ عُبَادَةَ بْنِ اَلصَّامِتِ وَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ذِي اَلشَّهَادَتَيْنِ وَ أَبِي سَعِيدٍ اَلْخُدْرِيِّ وَ مَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ وَ فَعَلَ مِثْلَ فِعْلِهِمْ وَ اَلْوَلَايَةُ

کی فدک کو فاطمہ سلام اللہ علیہا سے لیا اور ان کی میراث ان سے چھینی اور ان کے شوہر کا حق ایک دوسرے کے ہاتھوں میں دیا۔

اور ان کے گھر کو جلایا اور ظلم کی بنیاد ڈالی، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدل ڈالا ناکثین، قاسطین اور مارقین سے برائت واجب ہے، ناصبین اور بتوں سے اور گمراہیوں کے اماموں سے اوّل تا آخر برآت اور بیزاری شقی ترین افراد اوّلین اور آخرین ناقہ صالح کی اونٹنی کی قتل کرنے والے اور امیر المومنین علیہ السلام کے قاتل خلاصہ تمام آئمہ معصومین علیہم السلام کے قاتلوں پر لعنت واجب ہے۔

لیکن دوستی اور محبت ان مومنین کی جنہوں نے راہ حق کو نہیں بھلایا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حق کو نہیں چھوڑا۔ سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن کندی، عمار بن یاسر، جابر بن عبداللہ انصاری، حذیفہ بن یمان، ابی ھیثم بن تیھان، سہل بن حنیف ابی ایوب انصاری، عبداللہ بن صامت، عبادہ بن صامت، خزیمہ بن ثابت صاحب دوشہادت اور ابی سعید الخذری اور ان کی طرح دوسرے جنہوں نے ان کی طرح عمل کیا اور جنہوں نے ان کی اقتدا کی ان کی دوستی اور محبت واجب ہے"۔

اصحاب کے بارے میں بہت زیادہ فریقین کی کتب میں نقل ہوا اور کتاب شب ہائے پشاور میں صحابہ کے کردار اور اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ ان کے سلوک اور برتاؤ کی بحث آئی ہے۔ اتفاقاً سب سے زیادہ وہ روایات اہلسنت کی کتب سے نقل ہوئی ہیں، دلچسپی رکھنے والے وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔

"جملہ صاحب حوضی سے مراد کون ہیں؟"

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے روایات میں حوضِ کوثر کا مالک، امیر المومنین علیہم السلام اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں امام حسن علیہ السلام کو صاحب حوضی کہہ کر مخاطب کیا۔

"جواب":۔

اس میں کوئی نفی نہیں کہ حوض کوثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محضر میں ہو اور امیر المومنین علیہ السلام اس کے ساقی اور امام حسن علیہ السلام وہاں پر مددگار رہوں۔

خداوند متعال نے حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا اس کا ساقی امیر المومنین علیہ السلام کو قرار دیا اور امام حسن علیہ السلام کو صاحب حوض قرار دیا بس پھر بالکل ظاہر ہے سب لوگوں کو حوض سے پانی دیں گے یعنی ساقی ہیں۔

عادتاً انسان قیامت کے دن طعام غذا کی ضرورت بھی محسوس کرے گا، پھر حوض کا نام صرف کیوں آیا ہے؟ یہاں پر کہا جائے گا انسان کی ضرورت پانی کی طرف کھانے سے زیادہ ہوگی، پیاس کی شدت کی وجہ سے جو محشر کی گرمی میں پیدا ہوگی۔

روایات میں آیا ہے زمین محشر کھانے پینے کی اشیاء میں بدل جائے گی، جس طرح وہاں میوہ اور پینے والی چیزیں عرش کے سائے میں مومنین کے لئے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہاں پر مسئلہ ازدواج بھی ہو کیونکہ صریحاً قرآن روایات معصومین علیہم السلام میں ہے اور قبر اور بہشت میں کھانا پینا اور ازدواج ہے

"سورۂ کوثر کا شانِ نزول"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ۔

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ۔

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الۡاَبۡتَرُ۔

"اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا کیا۔

پس تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو۔

بیشک تمہارا دشمن (عاص بن وائل) مقطوع النسل ہے"۔

تفاسیر میں آیا ہے کہ عاص بن وائل سہمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک باب بنی پر ملاقات کی اور کچھ دیر باتیں کیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر چلے گئے اور عاص مسجد کے اندر آیا جہاں پر قریش کے بڑے بڑے لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اس سے پوچھا:

کس سے بات کر رہے تھے۔ کہا: اس صنبور کے ساتھ عادت عرب یہ تھی جس کا بھی بیٹا نہیں ہوتا تھا اسے ابتر کہتے تھے، یعنی جس کی نسل قطع ہو جائے اور اس سے نسل نہیں رہے گی۔ صنبور وہ شخص ہے کہ جس کا بیٹا اور بھائی نہ ہو۔[1]

ان ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عبداللہ نامی بیٹا تھا جس کا لقب طاہر تھا اور ان کی والدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا تھی جو وفات پا گیا، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچی تو بہت غمگین ہوئے

"سورہ کوثر کی قرأت کا ثواب"

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)، قَالَ: »مَنْ كَانَ قِرَاءَتُهُ: (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) فِي فَرَائِضِهِ وَ نَوَافِلِهِ، سَقَاهُ اللّٰهُ مِنَ الْكَوْثَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ كَانَ مُحَدَّثُهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) فِي أَصْلِ طُوبَى«.[1]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی اپنی واجب اور مستحب نمازوں میں سورہ: إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ کو پڑھے خداوند اس کو قیامت کے دن حوض کوثر سے سیراب کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شجرہ طوبیٰ کے سائے میں بیٹھے گا"۔

"کوثر قرآن میں کیا ہے":۔

کوثر کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے اور اس سلسلے میں بہت سی روایات آئی ہیں۔

(۱)۔ بعض کہتے ہیں کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔

(۲)۔ بعض کہتے ہیں نبوت اور کتاب ہے۔

(۳)۔ بعض کہتے ہیں یہاں پر مراد کثرت صحابہ اور تابعین ہے۔

(۴)۔ بعض کہتے ہیں کثرت نسل اور ذریت ہے۔

البتہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سخاوت، احسان پیغمبر اور کمالات اور کثرت درجہ ہے۔

(۵)۔ [illegible] ہے ہیں قرآن ہے۔

(۶)۔ بعض کہتے ہیں شفاعت ہے خود خداوند متعال قرآن میں فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔[۲]

"بہت جلدی پروردگار عالم آپ کو عطا کرے گا تا کہ آپ راضی ہو جائیں"۔

معصومین علیہم السلام سے روایت ہے کہ: دو لوگ شیعیان میں سے محشر میں باقی رہ جائیں میں راضی نہیں ہوں گا۔

(۷)۔ بعض نے کہا کہ آیت نے بیان نہیں کیا کہ کوثر کس کے ساتھ مربوط ہے اور لہٰذا یہ تمام مصادیق شامل ہوں گے۔

"وہ جو دنیا آخرت میں خیر ہے، وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے"۔

"علم ما کان وما یکون الی انقضاء خلقه"

"اچھا اخلاق":۔

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔[۳]

"عبادت":۔

اتنی عبادت کی کہ آیت نازل ہوئی:

طٰهٰ۔ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ۔[۴]

"کثرتِ اُمت":۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت قیامت تک باقی ہے ظہور بقیۃ اللہ اور رجعت آئمہ معصومین علیہم السلام، بلکہ تمام نعمتیں اس کے فرمان کے تحت ہیں۔

---

[۱]۔ (مترجم)۔۔ اگر ہر چیز کو خصوصاً مسائل اختلافی کو معصومین علیہم السلام کے فرامین سے بیان کیا جائے تو بہت اچھا ہے فرامین کے آگے اپنی رائے گمراہی کا سبب بنتی ہے۔

میں کی نہیں پوری۔ وہ سب جو سب کے پاس ہے وہ صرف آپ کے پاس ہے۔

نَزِّلُونَا عَنِ الرُّبُوبِيَّةِ وَقُولُوا فِينَا مَا شِئْتُمْ وَلَنْ تَبْلُغُوا۔[1]

"ہمیں خدا مت کہو، پھر جو چاہو کہو، ہرگز آخری منزل تک نہیں پہنچ پاؤ گے"۔

بلکہ وہ جو خدا نے آئمہ معصومین علیہم السلام اور بی بی سیدہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو اور مومنین کو قیامت میں فضیلت عطا کی ہے اور تمام فضیلتیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہیں، خدا نے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا ہے اسرار غیبی سے وہاں تک بشر کی عقل نہیں پہنچ سکتی۔

اور کیا کوثر جو ان سب سے اوپر ہے اور ممکن کی حد سے بہت آگے ہے۔ خاص واجب الوجود ہے جو ان کو عطا ہوا ہے۔[2]

"ہم نے تم کو خیر کثیر عطا کیا" اس ساری سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گفتگو ہے۔

"سورہ الضحیٰ" اور "والشرح" کی طرح ان سب کا ایک مہم ہدف ہے، وہ یہ ہے کہ کافرین اور مشرکین کے ذہنی دباؤ، تکلیفوں کے مقابلے میں تسلی اور ذہنی سکون ہے، جو خدا نے اپنے حبیب کو دیا۔

"ہم نے تمہیں کوثر عطا کی"۔ کوثر وصف ہے اور کثرت سے لیا گیا جس کی معنی بہت زیادہ خیر برکت ہے اور سخی افراد کو بھی کوثر کہا جاتا ہے۔

یہاں پر کوثر کیا ہے، روایت میں آیا ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر گئے اور اس سورہ کی تلاوت کی۔ اصحاب نے عرض کیا کہ خدا نے آپ کو کیا عطا کیا ہے؟

فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے جو دودھ سے سفید، شیشے سے صاف تر اور اس کے اطراف میں گوہر اور یاقوت کے قبے ہیں۔[3]

ابن عباس اور انس روایت کرتے ہیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک اثر وحی ظاہر ہونا شروع ہوا۔

منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

"ایہا الناس"! جان لو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ابھی مجھ پر سورہ نازل کیا اور وہاں پر مجھ پر بہت زیادہ نوازش کی ہے۔ صحابہ نے کہا: وہ کون سا سورہ ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورہ کو تلاوت فرمایا اور فرمایا کوئی جانتا ہے یہ کوثر کیا ہے؟؟

سب نے کہا: وللہ ورسولہ اعلم۔

فرمایا: نہر ہے جنت میں جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس میں خیر کثیر ہے۔ وہ نہر دودھ سے سفید، مشک سے خوشبودار تر، اور شہد سے میٹھی اور برف سے ٹھنڈی اور مکھن سے نرم ہے۔ آسمان کے ستارے اس کے قبے کے اردگرد بہترین مروارید اور یاقوت اس کے کنارے میں لگے ہوئے ہیں اور ان کا منبع سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ اس کا طول مشرق سے مغرب تک ہے جو بھی اس سے پانی پیئے گا کبھی تشنہ نہیں ہوگا اور رضوان الٰہی پر فائز ہوگا اور جو بھی اس سے وضو کرے گا کبھی بھی اسے مٹی نہیں لگے گی اور وہاں پر میری امت ازدحام کرے گی۔ بہت سے لوگوں کو وہاں سے بھگایا جائے گا جب میں ان کو دیکھوں گا تو کہوں گا یہ تو میرے صحابہ ہیں آواز آئے گی: مگر آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں (مسلم نے بھی اسی حدیث کو اپنی صحیح میں لکھا ہے)۔

حدیث معراج میں آیا ہے کہ جب ساتویں آسمان پر گیا، وہاں پر ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کنارے پر جوف دار موتیوں کے کنارے تھے۔ جبرائیل سے پوچھا: یہ کیا ہے؟

جبرائیل نے کہا: حوض کوثر ہے۔ خدا نے آپ کو عطا کیا ہے۔

"معالم التنزیل" نے بھی اسی حدیث کو نقل کیا ہے۔ کوثر جنت میں نہر ہے جس کے کنارے گوہر اور یاقوت اور اس کی خاک مشک سے زیادہ خوشبودار اور برف سے زیادہ سفید ہے۔

اور دوسری [illegible] میں آیا ہے کہ حوض یعنی حوض کوثر جس کی مسافت ایک ماہ ہے (یعنی

سیراب کرے جنت میں اور دشمنوں کو پیاسہ جہنم میں دھکیلیں گے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے اس باب میں فرمایا:

نَحْنُ عَلَى الْحَوْضِ رُوَّادُهُ
نَذُودُ وَ يَسْعَدُ وُرَّادُهُ
فَمَا فَازَ مَنْ فَازَ إِلاَّ بِنَا
وَ مَا خَابَ مَنْ حُبُّنَا زَادُهُ
فَمَنْ سَرَّنَا نَالَ مِنَّا السُّرُورَ
مَنْ سَاءَنَا سَاءَ مِيلَادُهُ
وَ مَنْ كَانَ غَاصَبَنَا حَقَّنَا
فَيَوْمُ الْقِيَامَةِ مِيعَادُهُ [1]

بہت سی روایات میں کتب فریقین میں اس موضوع پر وارد ہوئی ہیں۔ کبھی حوض کے ساتھ تعبیر ہوئیں تو کبھی نہر کے ساتھ بلکہ ایک حدیث میں تو دونوں تعبیر ہوئی ہیں۔

فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ، هُوَ حَوْضِي تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [2]

یہ جان لینا چاہیئے کہ ان دو تعبیر میں کوئی منافی نہیں ہے۔

ممکن ہے یہ کہا جائے کوثر ایک چشمہ ہے جس سے ایک نہر نکلتی ہے اور وہ نہر آ کر حوض میں وارد ہوتی ہے کوثر کی جگہ کا تعین مختلف ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ: هو نهر في الجنة۔

اور دوسری روایات میں:

اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ يَجْرِي تَحْتَ عَرْشِ اللّٰهِ۔ [3]

"اور حدیث معراج میں ساتویں آسمان پر آئی ہے"۔

۱۔ تفسیر منہج الصادقین، ج ۱۰ ص ۳۶۲، ۳۶۴

کوثر کی مختلف تفاسیر میں کہتا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اس کی رد میں نازل ہوئی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد نہ ہونے پر طعنے دیتا تھا۔ اس بناء پر یہ سورہ اس وجہ سے ہے کہ خداوند عالم اپنے حبیبؐ کو تسلی دیتا ہے قیامت تک آپؐ کی اولاد باقی رہے گی۔

یہ دیکھیے کتنی حد تک اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا، پورا جہان ان کے خون سے آلودہ ہے۔ اور اسی حال میں دیکھیں جو بنی اُمیہ دشمنان اسلام تھے، ان میں سے ایسا کوئی شخص باقی نہ رہا جو قابل ذکر ہو، اور دیکھیے کتنے بزرگ علماء ان میں تھے۔

باقر، صادق، رضا، نفس ذکیہ۔

(۱). عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَلْعَبَّاسِ، قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ): إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ اَلْكَوْثَرَ، قَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ): »مَا هُوَ اَلْكَوْثَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟«. قَالَ: »نَهَرٌ أَكْرَمَنِيَ اللّٰهُ بِهِ«. قَالَ عَلِيٌّ (عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ): »إِنَّ هَذَا اَلنَّهَرَ شَرِيفٌ، فَانْعَتْهُ لَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ«؟ قَالَ: »نَعَمْ يَا عَلِيُّ، اَلْكَوْثَرُ نَهَرٌ يَجْرِي تَحْتَ عَرْشِ اللّٰهِ تَعَالَى، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضاً مِنَ اَللَّبَنِ وَ أَحْلَى مِنَ اَلْعَسَلِ وَ أَلْيَنُ مِنَ اَلزُّبْدِ، حَصَاهُ اَلزَّبَرْجَدُ وَ اَلْيَاقُوتُ وَ اَلْمَرْجَانُ، حَشِيشُهُ اَلزَّعْفَرَانُ، تُرَابُهُ اَلْمِسْكُ اَلْأَذْفَرُ، قَوَاعِدُهُ تَحْتَ عَرْشِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ«. ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) يَدَهُ عَلَى جَنْبِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ (عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ) وَ قَالَ: »يَا عَلِيُّ، إِنَّ هَذَا اَلنَّهَرَ لِي، وَ لَكَ، وَ لِمُحِبِّيكَ مِنْ بَعْدِي.[1]

"عبداللہ بن عباس کہتا ہے:

جب سورہ کوثر نازل ہوئی مولا علی علیہ السلام نے پوچھا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں یا علی! تو وہ نہر ہے جو تم اہل کے نیچے جاری ہوتی ہے، اس کا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا اور مکھن سے نرم اس کے پتھر زبرجد یاقوت مرجان ہیں۔ اس کی گھاس زعفران ہے، اس کی مٹی مشک خوشبو ہے۔

اسکے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کے پہلو پر ہاتھ مار کر فرمایا:

یا علیؑ! یہ نہر میرے اور تمہارے اور تمہارے شیعیان جو میرے بعد ہوں گے ان کے لئے ہے"۔

(۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) يَقُولُ: »أَعْطَانِي اللّٰهُ تَعَالَى خَمْساً وَ أَعْطَى عَلِيّاً خَمْساً، أَعْطَانِي جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَ أَعْطَى عَلِيّاً جَوَامِعَ الْعِلْمِ، وَ جَعَلَنِي نَبِيّاً، وَ جَعَلَهُ وَصِيّاً، وَ أَعْطَانِي الْكَوْثَرَ، وَ أَعْطَاهُ السَّلْسَبِيلَ، وَ أَعْطَانِي الْوَحْيَ، وَ أَعْطَاهُ الْإِلْهَامَ، وَ أَسْرَى بِي إِلَيْهِ وَ فَتَحَ لَهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَ الْحُجُبِ حَتَّى نَظَرَ إِلَيَّ وَ نَظَرْتُ إِلَيْهِ«. قَالَ: ثُمَّ بَكَى رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ)، فَقُلْتُ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ فِدَاكَ أَبِي وَ أُمِّي؟ قَالَ: »يَا بْنَ عَبَّاسٍ، إِنَّ أَوَّلَ مَا كَلَّمَنِي بِهِ أَنْ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اُنْظُرْ تَحْتَكَ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْحُجُبِ قَدِ انْخَرَقَتْ، وَ إِلَى أَبْوَابِ السَّمَاءِ قَدْ فُتِحَتْ، وَ نَظَرْتُ إِلَى عَلِيٍّ وَ هُوَ رَافِعٌ رَأْسَهُ إِلَيَّ، فَكَلَّمَنِي وَ كَلَّمْتُهُ، وَ كَلَّمَنِي رَبِّي عَزَّ وَ جَلَّ۔[1]

"اور یہ بھی فرمایا: خدا نے مجھے ۵ چیزیں عطا کیں، وہ آپؐ کو بھی ۵ چیزیں عطا کیں

مجھے جوامع کلام دیا (کلمات جامع) علی علیہ السلام کو جامع علوم دیا

مجھے پیغمبری دی اور علی علیہ السلام کو میری جانشینی دی

مجھے نہر کوثر دی، علی علیہ السلام کو سلسبیل (جنت میں چشمہ ہے) دی

اس کے بعد گریہ کرنا شروع کیا: امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا: کیوں گریہ کرتے ہیں؟

اے ابن عباس! پہلا حرف جو خدا نے مجھ سے بولا وہ یہ تھا:

اے محمد! اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو۔

جب دیکھا تو حجاب ہٹ گئے، آسمانوں کے دروازے کھل گئے، میری نظر علی علیہ السلام پر پڑی جو میری طرف آرہے تھے، مجھ سے بات کی، میں نے بھی علی علیہ السلام سے بات کی خدا نے مجھ سے بات کی"۔

(۳)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَلسَّائِبِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ قَالَ لِنَبِيٍّ قَبْلِي وَ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ اَلْكَلِمِ قَالَ عَطَاءٌ فَسَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ مَا جَوَامِعُ اَلْكَلِمِ قَالَ اَلْقُرْآنُ۔[1]

"عطاء بن سائب امام باقر علیہ السلام اور وہ اپنے اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے مجھے کلمات جامع دیئے۔

راوی نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: جوامع الکلم کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: قرآن"۔

(۴)۔ عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ اَلْكَوْثَرَ قَالَ نَهَرٌ فِي اَلْجَنَّةِ عُمْقُهُ فِي اَلْأَرْضِ سَبْعُونَ أَلْفَ فَرْسَخٍ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضاً مِنَ اَللَّبَنِ وَ أَحْلَى مِنَ اَلْعَسَلِ شَاطِئَاهُ مِنَ اَللُّؤْلُؤِ وَ اَلزَّبَرْجَدِ وَ اَلْيَاقُوتِ خَصَّ اَللَّهُ بِهِ نَبِيَّهُ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ دُونَ اَلْأَنْبِيَاءِ۔[2]

"ابن عباس سورہ کوثر کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے:

خداوند نے اس کو شیعیان امیر المومنین علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور انبیا کے علاوہ"۔

(۵)۔ عن علی علیہ السلام: قال رسول الله ص ارانی جبرئیل منازلی فی الجنة و منازل أهل البیتی علی الکوثر۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے جنت میں میری منازل دکھائی اور میرے اہل بیت علیہم السلام کی منازل حوض کوثر پر"۔

(۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: يَقُولُ لَمَّا أُسْرِيَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ قَالَ لِيْ جَبْرَئِيْلُ: تَقَدَّمْ يَامُحَمَّدُ! أَمَامَكَ وَأَرَانِيْ الْكَوْثَرَ وَقَالَ: يَامُحَمَّدُ هَذَا الْكَوْثَرُ لَكَ دُوْنَ النَّبِيِّيْنَ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ قُصُوراً كَثِيرَةً مِنَ اللُّؤْلُؤِ وَالْيَاقُوْتِ وَالدُّرِّ وَقَالَ: يَامُحَمَّدُ هَذِهِ مَسَاكِنُكَ وَمَسَاكِنُ وَزِيْرِكَ وَ وَصِيِّكَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام وَذُرِّيَّتِهِ الْأَبْرَارِ قَالَ: فَضَرَبْتُ بِيَدِيْ إِلَى بَلَاطِهِ فَشَمِمْتُهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ وَإِذَا أَنَا بِالْقُصُوْرِ لَبِنَةٌ ذَهَبٌ وَلَبِنَةٌ فِضَّةٍ۔[2]

"انس بن مالک کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، انہوں نے فرمایا: مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔

جبرئیل نے مجھے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آگے آیئے اور حوض کوثر مجھے دکھائی اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کوثر آپ کے لئے ہے نہ کہ دوسرے انبیاء کے لئے۔ میں نے دیکھا بہت زیادہ قصر جو لؤلؤ، یاقوت اور گوہر تھے۔

جبرائیل نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے وصی اور وزیر علی ابن ابی طالب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے اپنا ہاتھ وہاں مارا، اس کو سونگھا، مشک تھی جس کی ایک اینٹ سونا کی ایک چاندی کی تھی"۔

(۷)۔ رُوِیَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ أَعْطَاهُ اللّٰهُ نَبِيَّهُ عِوَضاً مِنِ ابْنِهِ۔ [1]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو خدا نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بیٹے کے بدلے میں دی ہے"۔

اس کے بعد کہا: "کہا گیا ہے وہ شفاعت ہے"۔

(۸)۔ دعائے ندبہ میں اس طرح آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام کو اس طرح خطاب کرتے ہیں:

أَنْتَ غَداً عَلَى الْحَوْضِ خَلِيفَتِي وَ أَنْتَ تَقْضِي دَيْنِي وَ تُنْجِزُ عِدَاتِي وَ شِيعَتُكَ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ مُبْيَضَّةً وُجُوهُهُمْ حَوْلِي فِي الْجَنَّةِ وَهُمْ جِيرَانِي۔

"یا علی علیہ السلام! آپ ہی کل میرے حوض کوثر پر جانشین ہوں گے۔ آپؑ میرے قرض کو ادا کریں گے۔ میرے وعدوں کو وفا کریں گے، آپؑ کے شیعیان نور کے منبر پر بیٹھیں گے اس حال میں کہ ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور بہشت کے اطراف میں ہوں گے اور میرے ہمسایہ ہوں گے"۔

اِسْقِنَا مِنْ حَوْضِ جَدِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِكَأْسِهِ وَ بِيَدِهِ رَيّاً رَوِيّاً هَنِيئاً سَائِغاً لَا ظَمَأَ بَعْدَهُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ [2]

"خدایا ہمیں حوض کوثر پر انکے جد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم سے ان کے ہاتھ سے سیراب فرمانا۔ اس سے سیراب ہونے کے بعد دوبارہ پیاسہ نہ ہوں اے مہربان ترین

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کو چادر میں آنے کی اجازت دی"

(پہلے گزر چکا ہے بچے کی حاجت کو پورا کرنا مستحب ہے)۔

کیونکہ اجابت مومن کیا بڑی ہو یا چھوٹی، مرد ہو یا عورت مستحب ہے حتیٰ گفتگو میں مگر یہ کہ کوئی خاص دلیل ہو۔

اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ حاجت معنوی ہو یا مادی، بس کبھی مسائل شرعی، عقلی، عرفی، عادی یا اس کے علاوہ سوال ہوتے ہیں، کبھی حاجت طلب ہوتی ہے جیسے پانی مانگنا، کھانا مانگنا۔

جی ہاں اگر ان کی حاجت حرام ہو تو وہ حاجت پوری کرنا جائز نہیں۔

جس طرح فقہاء نے بھی ذکر کیا لیکن کبھی حاجت واجب ہوتی ہے، کبھی مستحب تو کبھی مباح۔

عام معنی میں ان حاجات کو پورا کرنا جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام حسن علیہ السلام کو جواب احترام مہربانی اور لطف کی نوع ہے۔

"قد اذنت لك" آپؑ کو اجازت دی کہ چادر میں داخل ہو جائیں۔ یہ باب اس آیت سے ہے جس کے بارے میں خداوند عالم فرماتا ہے:

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔[1]

"وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور اسی سے متوسل رہے تو خدا جلد ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرے گا"۔

رَحْمَتِكَ وَانْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ۔

"خدایا مجھے اپنے نزدیک رہنمائی فرما اور مجھ پر اپنی بخشش کا اضافہ فرما، رحمت کو میرے اوپر کھول دے اور مجھ پر اپنی برکت نازل کر"۔

خداوند نے بھی اپنے فضل و کرم و لطف سے اہل بیت علیہم السلام پر خصوصی عنایت کی ہے۔

وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ۔[1]

"اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعے تائید کی ہے"۔

ایک دوسرا نکتہ بھی فرمایا:

فدخل معه تحت الكساء۔

آپس میں جمع ہوئے۔ وہ جمع ہونا نہ مکروہ ہے نہ حرام بلکہ مہم ترین امور میں سے ہے جو جسم کی صحت اور سلامتی نفس کا سبب بنتا ہے۔ ماں باپ اولاد ایک جگہ پر جمع ہونا محبت میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

اس کے بعد دوسرا نکتہ جو نہ حدیث میں، نہ کسی دوسری روایات میں۔

ان کے بیٹھنے یا جمع ہونے کا طریقہ یہ بزرگان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ ظاہر کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس سمت بیٹھے یا سوئے کہیں سے بھی معلوم نہیں ہوتا مگر حدیث کی آخر میں ضرور آیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"ما لجلوسنا هذا"۔

اور یہ بات بھی اتنی اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ مہم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانچ لوگ تھے۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَما کانَتْ اِلاَّ ساعَةً وَاِذا بِوَلَدِیَ الْحُسَیْنِ قَدْ اَقْبَلَ وَقالَ السَّلامُ عَلَیْكِ یا اُمّاهُ۔

"حضرت زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں: ابھی کچھ لمحے نہیں گزرے تھے کہ میرے بیٹے حسین علیہ السلام بھی آئے اور سلام کیا۔ میری ماں آپؑ پر سلام۔ میں نے جواب دیا:

اے میرے بیٹے آپؑ پر بھی سلام ہو"۔

"چھوٹے بیٹے کو فضیلت":۔

مستحب ہے کہ چھوٹے بیٹے کو بڑے بیٹے پر مقدم کیا جائے کیونکہ شاید اسی وجہ سے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے کلمہ "یا ولدی" کا اضافہ کیا کیونکہ چھوٹے بیٹے کو زیادہ مہربانی اور لطف کی ضرورت ہوتی ہے۔ البتہ یہ پیار اتنا زیادہ نہ ہو جائے کہ والدین اپنے بڑے کو کم تر اہمیت دیں یا یہ کہ والدین صرف یہ کہ اس کا کم حق ادا کریں، یہ کبھی حسادت کا سبب بنتا ہے۔

بعض نے کہا:

اس وجہ سے یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو سب بھائیوں پر برتری دیتے تھے۔[1]

اور یہ سبب ہوا بڑے بھائی چھوٹے بھائی کے دشمن بن گئے۔

یہاں پر قرآن فرماتا ہے:

لَقَدْ کانَ فِی یُوسُفَ وَاِخْوَتِهِ آیاتٌ لِلسّائِلِینَ۔ اِذْ قالُوا

"یقیناً یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں میں دریافت کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں، جب انہوں نے کہا یوسف علیہ السلام اور اس کا بھائی ہماری نسبت ہمارے باپ کو بہت زیادہ پیارے ہیں۔ یقیناً ہمارے باپ صریحاً غلطی پر ہیں۔

ان میں سے ایک بولا: یوسف علیہ السلام کو قتل کریں یا اس کو زمین پر پھینکیں تا کہ تمہارے والد کی توجہ صرف تم پر ہی مرکوز رہے۔ اس کے بعد نیک ہو جانا"۔

البتہ یہ کلام جناب یعقوب علیہ السلام پر صدق نہیں کرتا۔ اگر ان آیات کو لیکر جناب یعقوب علیہ السلام پر اشکال کیا جائے درست نہیں کیونکہ جناب یعقوب علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کو دوسرے بھائیوں پر برتری دی اور یوسف علیہ السلام کی فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ کیونکہ وہ نبی ہیں۔

اگرچہ یہ فضیلت دینا بھائیوں کے درمیان دشمنی کا سبب بنا لیکن یعقوب علیہ السلام مجبور تھے کیونکہ نبی ہمیشہ مہم کام انجام دیتے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کی فضیلت بیان کی اور اس کے علاوہ چارہ بھی نہیں تھا کیونکہ یہ حکم پروردگار تھا، اور یہی فضائل علی علیہ السلام، علی علیہ السلام سے بغض اور دشمنی کا سبب بنا۔ کافی صحابہ تو اس میں مشہور تھے۔

خلاصہ یہ کہ یہاں پر دو حالت ہیں:

حالت اول:۔ انسان کسی چیز کو بے سبب انجام نہیں دیتا کہ حسد اور کراہت کا سبب بنے۔

حالت دوم:۔ یہ کہ انسان پر واجب ہے کہ حق کو بیان کرے، چاہے وہ حسد اور عداوت کا سبب بنے۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔ [۲]

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی ہے۔

تفسیر میں آیا ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔ اور حکمت سے مراد شریعت اور ملک عظیم سے مراد شریعت کا دوام ہے قیامت تک۔

اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: آل ابراہیم علیہ السلام سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد نبوت اور ملک عظیم سے مراد امامت ہیں کیونکہ یہ تمام باتیں کسی میں بھی ایک ساتھ جمع نہیں ہیں سوائے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اے ابوالصباح ہم وہ ہیں خداوند عالم نے ہماری اطاعت تم پر واجب کی ہے۔

(۱)۔ مُحَمَّدٍ اَلْأَحْوَلِ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: »فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ اَلْكِتَابَ« فَقَالَ اَلنُّبُوَّةَ قُلْتُ »اَلْحِكْمَةَ« قَالَ اَلْفَهْمَ وَ اَلْقَضَاءَ قُلْتُ »وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً« فَقَالَ اَلطَّاعَةَ"۔

"حمران بن اعین روایت کرتا ہے امام صادق علیہ السلام نے خداوند کے اس قول کے (ہم نے آل ابراہیم علیہ السلام کو کتاب دی) بارے پوچھا تو فرمایا: نبوت۔

میں نے پوچھا اور حکمت کیا ہے؟

فرمایا: فہم قضاوت حکم۔

میں نے عرض کیا: ملک عظیم کیا ہے؟

تو فرمایا: اطاعت واجب"۔

(۲)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ: فِي قَوْلِهِ» وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً «فَقَالَ اَلطَّاعَةُ اَلْمَفْرُوضَةُ

کیا) فرمایا: ملک عظیم سے مراد وہ اطاعت جو واجب ہے"۔

(۳)۔ عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا أَبَا الصَّبَّاحِ نَحْنُ قَوْمٌ فَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَنَا لَنَا الْأَنْفَالُ وَ لَنَا صَفْوُ الْمَالِ وَ نَحْنُ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ وَ نَحْنُ الْمَحْسُودُونَ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ۔[1]

"ابی صباح کنانی کہتا ہے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم وہ ہیں جن کی اطاعت خدا نے واجب کی ہے اور خالص صاف مال (خمس) سے ہمارا حصہ ہوگا۔

ہم ہی راسخون فی العلم ہیں۔[2] ہم ہی وہ ہیں جن سے حسد کیا گیا۔[3]

اور ان کے بارے میں خداوند عالم فرماتا ہے (کیا وہ حسد کرتے ہیں حق آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو فضل انہیں دیا گیا ہے)"۔

(۴)۔ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ((قال نَحْنُ الْمَحْسُودُونَ)۔[4]

"ہم ہی وہ ہیں جن سے حسد کیا گیا"۔

(۵)۔ عَنْ بُرَيْدٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ): فِي قَوْلِهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ۔

(۶)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ يَا ابْنَ عِمْرَانَ لَا تَحْسُدَنَّ النَّاسَ عَلَى مَا آتَيْتُهُمْ مِنْ فَضْلِي وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى ذَلِكَ وَ لَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ فَإِنَّ الْحَاسِدَ سَاخِطٌ لِنِعَمِي صَادٌّ لِقَسْمِي الَّتِي قَسَمْتُ بَيْنَ عِبَادِي۔[5]

---

[1]۔ تفسیر نور الثقلین، ج ۱ ص ۴۹۱

اے موسیٰ علیہ السلام بن عمران! لوگوں سے اس پر حسد مت کرو جو میں نے ان کو دیا ہے، اپنی آنکھیں ان کے لئے دراز مت کرو اور خود ان کا پیچھا مت کرو کیونکہ حسد کرنے والے نے میری نعمت کو برا جانا اور جو میں نے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا اس کو آگے سے لیا جو بھی ہو میں اس سے نہیں وہ مجھ سے نہیں"۔

(۷)۔ لَا رَاحَةَ لِلْحَسُودِ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حسد کرنے والے کو آرام نہیں"۔

(۸)۔ قال علی علیہ السلام: اَلْحَسُودُ لَا يَسُودُ۔[2]

"حاسد حسد سے کبھی فائدہ نہیں لیتا"۔

(۹)۔ قال الصادق علیہ السلام: إِيَّاكُمْ أَنْ يَحْسُدَ بَعْضُكُمْ بَعْضاً فَإِنَّ الْكُفْرَ أَصْلُهُ الْحَسَدُ۔[3]

"خبردار تم میں سے بعض بعض سے حسد کرتے ہیں، بیشک حسد کفر کی بنیاد ہے"۔

(۱۰)۔ قَالَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ لِلْحَاسِدِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ يَغْتَابُ إِذَا غَابَ وَ يَتَمَلَّقُ إِذَا شَهِدَ وَ يَشْمَتُ بِالْمُصِيبَةِ۔[4]

الْحِكْمَةَ وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً: »فَجَعَلْنَا مِنْهُمُ الرُّسُلَ وَ الْأَنْبِيَاءَ وَ الْأَئِمَّةَ، فَكَيْفَ يُقِرُّونَ فِي آلِ إِبْرَاهِيمَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَ يُنْكِرُونَهُ فِي آلِ مُحَمَّدٍ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)؟«. قُلْتُ: فَمَا مَعْنَى قَوْلِهِ: وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً؟ قَالَ: »الْمُلْكُ الْعَظِيمُ أَنْ جَعَلَ فِيهِمْ أَئِمَّةً، مَنْ أَطَاعَهُمْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَ مَنْ عَصَاهُمْ

---

[1]۔ بحار الانوار، ج ۷۰ ص ۲۵۲ ح ۱۲

"برید جلی کہتا ہے امام باقر علیہ السلام سورہ نساء کی آیت ۵۴ کے ذیل میں فرماتے ہیں: ہم نے آل ابراہیم علیہ السلام کو کتاب حکمت اور ملک عظیم عطا کیا۔

فرمایا: رسول انبیاء اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام جو ان میں سے قرار دیا کس طرح لوگ آل ابراہیم علیہ السلام کا تو اقرار کرتے ہیں مگر آل محمد علیہم السلام کے منکر ہو جاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے: پوچھا: ملک عظیم کیا ہے؟

فرمایا: ملک عظیم یہ ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کو ان میں سے قرار دیا جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی یہی ملک عظیم ہیں"۔

اس بناء پر لوگ کیا حسد اور بغض رکھیں، کیا تسلیم ہوں۔ خداوند عالم تو اپنے اولیاء کے فضائل بیان کرے گا، اب لوگ اس سے راضی ہوں یا کراہت کریں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

علی علیہ السلام سے محبت کریں یا دشمنی کریں۔ علی علیہ السلام کے فضائل تو بیان ہوں گے۔ اور انبیاء سے بھی اسی لئے حسد کیا گیا آئمہ معصومین علیہم السلام سے بھی اس وجہ سے حسد اور دشمنی کی گئی۔

اسی وجہ سے جنگ، خونریزی، دشمنی، حسد، بغض، کینہ اور غارت دشمنوں کی طرف سے ہوا حتیٰ شیعیان بھی اہل بیت علیہم السلام کی محبت کی وجہ سے قتل کئے گئے۔

ہم دعاء ندبہ میں پڑھتے ہیں:

فَأَضَبَّتْ عَلَى عَدَاوَتِهِ وَ أَكَبَّتْ عَلَى مُنَابَذَتِهِ حَتَّى قَتَلَ النَّاكِثِينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ الْمَارِقِينَ وَ لَمَّا قَضَى نَحْبَهُ وَ قَتَلَهُ أَشْقَى الْآخِرِينَ يَتْبَعُ أَشْقَى الْأَوَّلِينَ لَمْ يُمْتَثَلْ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي الْهَادِينَ بَعْدَ الْهَادِينَ وَ الْأُمَّةُ مُصِرَّةٌ عَلَى مَقْتِهِ مُجْتَمِعَةٌ عَلَى قَطِيعَةِ رَحِمِهِ وَ إِقْصَاءِ وُلْدِهِ إِلَّا الْقَلِيلَ مِمَّنْ وَفَى لِرِعَايَةِ الْحَقِّ فِيهِمْ

محاسین اور عدول کرنے والے کافرین [illegible] کی۔ آخر زمان کے شقی ترین شخص نے پہلے شقی ترین کی پیروی کرتے ہوئے اسے قتل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان امامت کے بارے میں جاری نہیں ہوا، امت ان کی دشمنی پر اصرار کرتے رہے اور ان سے قطع رحمی کی اور ان کی اولاد کو جلاوطن کیا۔ ان میں سے کچھ نے ان کے حق کی رعایت کی اور کچھ نے ان کو قتل کیا۔ کچھ نے اسیر کیا اور کچھ نے جلاوطن کیا"۔

"حسد کیا ہے؟":۔

حسد یہ ہے کہ جو کسی مومن بھائی کے پاس ہے اس کے ضائع ہونے کی آرزو کرنا۔

اگر اس کے ضائع ہونے کی آرزو نہ کرے بلکہ اس کے جیسی چیز اپنے لئے چاہے اسے حسرت کہتے ہیں۔

اگر کسی کے پاس جو چیز ہے اس کا ضائع ہونا چاہے جو اس کے لئے اچھا نہ ہو، اسے تعصب کہتے ہیں۔

حسد کے مقابلے میں نصیحت ہے اس کی عبارت یہ ہے مومن کے لئے وہ چیز چاہنا جو اپنے مومن بھائی کے حق میں اچھی ہو یہ اور بات ہے کوئی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ دوسرے کے حق میں کیا اچھا ہے کیا برا۔

شرط نصیحت اور دوستی یہ ہے کہ جو امور مشتبہ ہیں ان کے بارے میں خدا سے دعا مانگے۔ خدایا! اگر اس کے لئے اچھی ہے تو اسے دو اگر اس کے لئے فساد کا سبب ہے تو جو اس کے پاس ہے وہ بھی ضائع کر دو۔

معیار نصیحت یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اپنے مومن بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرو۔ جو اپنے لئے برا سمجھو وہ اس کے لئے بھی برا سمجھو۔

(۱)۔ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ الْحَسَدَ لَيَأْكُلُ الْإِيمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔[1]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: حسد ایمان کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح لکڑی آگ کو نابود کرتی ہے"۔

(۲)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: آفَةُ الدِّينِ الْحَسَدُ وَ الْعُجْبُ وَ الْفَخْرُ۔[2]

"حسد تکبر اور فخر دین کے لئے آفت ہیں"۔

(۳)۔ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغْبِطُ وَ لَا يَحْسُدُ وَ الْمُنَافِقَ يَحْسُدُ وَ لَا يَغْبِطُ۔[3]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مومن حسرت تو کرتا ہے مگر حسد نہیں کرتا لیکن منافق حسد کرتا ہے حسرت نہیں"۔

(۴)۔ الْحَسَدُ شَرُّ الْأَمْرَاضِ۔[4]

"حسد بدترین بیماری ہے"۔

(۵)۔ الحَاسِدُ يَرَى أَنَّ زَوَالَ النِّعْمَةِ عَمَّنْ يَحْسُدُهُ نِعْمَةٌ عَلَيْهِ۔[5]

"امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: حسد یہ ہے کہ جو تمہارے مومن بھائی کو خدا نے دیا ہے اس کے زوال کی آرزو کرے یہاں تک کہ خود اس تک پہنچے"۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: حکیم لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: حاسد کی علامتیں ہیں:

ایک:۔ جب غائب ہوگا غیبت کرے گا۔

---

[1]۔ کافی، ج ۲ ص ۳۰۶، بحار الانوار، ج ۷۰ ص ۲۳۷

[2]۔ کافی، ج ۳۰۷

(۱۱)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا إِنَّهُ قَدْ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ مِنْ قَبْلِكُمْ وَهُوَ الْحَسَدُ لَيْسَ بِحَالِقِ الشَّعْرِ لَكِنَّهُ حَالِقُ الدِّينِ وَيُنْجِي فِيهِ أَنْ يَكُفَّ الْإِنْسَانُ يَدَهُ وَيَحْزُنَ لِسَانَهُ وَلَا يَكُونَ ذَا غِمْرٍ عَلَى أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ۔[1]

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

آگاہ رہو جو پہلے والی امتوں کی بیماریوں میں سے جس بیماری نے تم میں سرایت کیا ہے وہ حسد ہے حسد بالوں کو نہیں تراشتا بلکہ دین کو نابود کرنے والا ہے۔

انسان اس صورت میں حسد سے امان میں ہے جب وہ اپنے ہاتھوں زبان کی حفاظت کرے، اپنے بھائی کو طعنہ نہ دے اور اس کے بارے میں سخن چینی نہ کرے"۔

(۱۲)۔ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَبِي جَعْفَرٍ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَحْوَلِ إِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ الْمُتَرَاسُّونَ الْمَشَّاءُونَ بِالنَّمَائِمِ الْحَسَدَةُ لِإِخْوَانِهِمْ لَيْسُوا مِنِّي وَلَا أَنَا مِنْهُمْ إِنَّمَا أَوْلِيَائِيَ الَّذِينَ سَلَّمُوا لِأَمْرِنَا وَاتَّبَعُوا آثَارَنَا وَاقْتَدَوْا بِنَا فِي كُلِّ أُمُورِنَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَوْ قَدَّمَ أَحَدُكُمْ مِلْءَ الْأَرْضِ ذَهَباً عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ حَسَدَ مُؤْمِناً لَكَانَ ذَلِكَ الذَّهَبُ مِمَّا يُكْوَى بِهِ فِي النَّارِ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے ابی جعفر بن نعمان احول سے فرمایا:

تم میں سے میرے نزدیک دشمن ترین وہ ہے جو اپنے بھائیوں کی نسبت سخن چینی اور حسد کرتا ہو وہ نہ ہم سے ہیں نہ ہم ان سے۔

اس کے بعد فرمایا: تم میں سے کوئی زمین پر سونا بھی خدا کی راہ میں صدقہ دے اور اپنے بھائی کی نسبت حسد رکھتا ہو، جہنم میں اسی سونے کو گرم کر کے جلایا جائے گا"۔

اَلصَّلَاةُ وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَ تَرْكُ الْحَسَدِ وَ الْعُجْبِ وَ الْفَخْرِ۔[1]

"امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: اے ہشام! افضل ترین چیز خدا کی معرفت کے بعد جو بندے کو خدا کے نزدیک کرتی ہے نماز پڑھنا، والدین کے ساتھ احسان کرنا، حسد، تکبر اور فخر کو ترک کرنا ہے"۔

(۱۴)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَمْ يَنْجُ مِنْهَا نَبِيٌّ فَمَنْ دُونَهُ، اَلتَّفَكُّرُ فِي الْوَسْوَسَةِ فِي الْخَلْقِ وَ الطِّيَرَةُ وَ الْحَسَدُ، إِلَّا أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَسْتَعْمِلُ حَسَدَهُ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزوں سے کسی نبی نے نجات نہیں پائی۔ تو دوسرا کیا ہے، خلقت میں وسوسے میں تفکر کرنا اور غرور اور بے پروائی اور بدفال، اور حسد، مگر یہ کہ حسد خود کو مرحلہ عمل تک نہیں پہنچاتا (البتہ انبیاء مقام عصمت رکھتے ہیں حتیٰ گناہ کا خطرہ بھی اپنے ذہن میں نہیں رکھتے۔ یہ دوسری مخلوقات کیلئے درس ہے تاکہ یہ گناہوں سے دور رہیں)"۔

(۱۵)۔ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أُصُولُ الْكُفْرِ ثَلَاثَةٌ اَلْحِرْصُ وَ الْاِسْتِكْبَارُ وَ الْحَسَدُ فَأَمَّا الْحِرْصُ فَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ نُهِيَ عَنِ الشَّجَرَةِ حَمَلَهُ الْحِرْصُ عَلَى أَنْ أَكَلَ مِنْهَا وَ أَمَّا الْاِسْتِكْبَارُ فَإِبْلِيسُ حِينَ أُمِرَ بِالسُّجُودِ لِآدَمَ اِسْتَكْبَرَ وَ أَمَّا الْحَسَدُ فَابْنَا آدَمَ حَيْثُ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ۔[3]

"ابی بصیر امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

کفر کی تین بنیادیں ہیں، حرص، تکبر کرنا اور حسد۔

---

[1]۔ مستدرک الوسائل، ج ۲ ص ۳۲۷

[2]۔ معلوم ہوا کہ کینہ، وسوسہ اور فال اور تفکر وغیرہ جو روایات

کھانے پر اکسایا۔

استکبار: ابلیس کو جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے تکبر کیا۔

حسد: آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے حسد کیا، ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا"۔

"حرص، تکبر اور حسد":۔

آدم علیہ السلام کو حرص نے مجبور کیا کہ منع شدہ درخت کو کھائے۔

تکبر نے ابلیس کو بد بخت کیا اس وقت آدم علیہ السلام کے سجدہ پر مامور تھا (سجدہ خدا کو تھا) تکبر کیا

حسد نے قابیل آدم علیہ السلام کے بیٹے اپنے ہی بھائی کے خون سے ہاتھ رنگین کرنے کے لئے اکسایا اور اس نے اپنے بھائی کے خون سے ہاتھوں کو رنگین کیا۔

(۱۶)۔ يَا عَلِيُّ أَنْهَاكَ عَنْ ثَلَاثِ خِصَالٍ اَلْحَسَدِ وَ اَلْحِرْصِ وَ اَلْكِبْرِ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: یا علی علیہ السلام تین خصلتوں سے بچو۔ حسد، حرص، تکبر (یہ ہمیں خطاب ہے)۔

(۱۷)۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صِحَّةُ اَلْجَسَدِ مِنْ قِلَّةِ اَلْحَسَدِ۔[2]

"بدن کی سلامتی حسد کا کم یا نہ ہونے پر ہے"۔

(۱۸)۔ قَالَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُعَذِّبُ سِتَّةً بِسِتٍّ اَلْعَرَبَ بِالْعَصَبِيَّةِ وَ اَلدَّهَاقِنَةَ بِالْكِبْرِ وَ اَلْأُمَرَاءَ بِالْجَوْرِ وَ اَلْفُقَهَاءَ بِالْحَسَدِ وَ اَلتُّجَّارَ بِالْخِيَانَةِ وَ أَهْلَ اَلرُّسْتَاقِ بِالْجَهْلِ۔[3]

"خدا ۶ قبیلوں پر ۶ خصلتوں کی وجہ سے عذاب کرے گا:

عرب پر اس کی قوم پرستی کے تعصب کی وجہ سے، سرداروں پر رئیسوں کے تکبر اور بزرگی کی وجہ سے، حاکموں پر لوگوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے، فقہاء پر حسد کی وجہ سے، تاجروں پر خیانت کی وجہ سے، دیہاتیوں پر جہالت کی وجہ سے"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِي وَيَا قُرَّةَ عَيْنِي وَثَمَرَةَ فُؤَادِي۔

"میں نے کہا: تم پر بھی سلام ہو اے میرے بیٹے! آنکھوں کے نور، میوہ دل"۔

"لغت عینی":۔

آنکھوں کے معنی میں اعین، عیون، اعیان جمع عین۔ چشمہ کے معنی میں ذات نفس ہر چیز حاضر بڑی قوم۔[1]

"عین قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۶۱ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔[2]

(۲)۔ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا۔[3]

(۳)۔ وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ۔[4]

(۴)۔ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ۔[5]

---

[1]۔ عان الرجل عینا، اس نے آنکھوں پر کا زخم لگایا، عائن الماء او الدمع عینا وعیانا وعینانا پانی یا آنسو آنکھوں سے رواں ہوا اعین وعیون جمع عین چشمہ چشم زانو گڑھا ترازو اہل شہر جاسوس وہ کھال جس میں تیر لگا گروہ قوت دیکھنے کی حس حقیقت قبلہ بہترین اور چنی ہوئی چیز۔ سخت ملا ہوا مال ایک شخص ربا۔ رئیس بزرگ قوم مال پانی کے گرنے کی جگہ کچھ دنوں کی بارش کنویں کے پانی کی جگہ کا متفرق ہونا دیکھنے کی جگہ ترازو کنارہ۔ کلمہ عین ۷۰ معانی رکھتا ہے زیادہ کے لئے رجوع کریں۔۔۔ (فرہنگ جامع عمید)۔

[2]۔ سورہ بقرہ، آیت: ۶۰

(۷)۔ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا۔ [۳]

(۸)۔ عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا۔ [۴]

"آنکھوں کے فائدوں میں سے آنسو بھی ہے":۔

آنکھوں کے فوائد میں سے آنسو اور گریہ بھی ہے کیونکہ نازک ترین اعضاء انسان میں سے آنکھ ہے۔ خصوصاً ماں اپنے بیٹے کی نسبت بہت زیادہ دلسوز ہوتی ہے، اس کے علاوہ اگر ماں کی آنکھیں اپنے بیٹے پر پڑیں اس کا چہرہ کھل جاتا ہے، خوش ہو جاتا ہے۔

اگر اس کو کچھ دن نہ دیکھے تو غمگین ہو جاتی ہے۔

"امام حسین علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے":۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک دن بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا گھر میں داخل ہوئیں تو دیکھا امام حسین علیہ السلام جھولے میں موجود نہیں ہیں۔ جلدی بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا باہر آئیں اور روتی ہوئی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپؑ کو اللہ نہ رُلائے کیا ہوا میری بیٹی؟۔ بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: حسین علیہ السلام جھولے میں تھے، میں کام میں مشغول تھی، جیسے حجرے میں آئی دیکھا تو حسین علیہ السلام نہیں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹی صبر کریں خدا اس کو آپؑ کی طرف پلٹائے گا۔

اس کے بعد آسمان کی طرف چہرہ کر کے فرمایا:

خدایا! میری بیٹی رو رہی ہے حسین علیہ السلام اسے لوٹا دیں۔

اس حال میں جبرائیل نازل ہوئے، سلام پہنچایا اور عرض کیا: پریشان مت ہوئیے یا رسول

---

[۱]۔ سورہ دخان، آیت: ۵۴

کے سب کون در کون زمین پر حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے آئیں مگر خدا نے اجازت نہیں دی اور مجھے حکم دیا حسین علیہ السلام کو اوپر لے آؤں۔ میں نے امر پروردگار کی تعمیل کی اور حسین علیہ السلام کو اوپر لے گیا۔ ابھی ان کو زمین پر لے آیا ہوں اور جھولے میں رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خبر کو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو دیا اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے حجرے میں آئیں۔ آنکھیں امام حسین علیہ السلام پر پڑیں، بہت خوش ہوگئیں۔[1]

"آنکھوں سے جاری ہونے والے اشک روایات کی روشنی میں"۔

(۱)۔ سَبْعَةٌ فِي ظِلِّ عَرْشِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ خَالِياً فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔[2]

"سات لوگ خدا کے سائے میں ہوں گے، اس دن جس دن خدا کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک وہ شخص جو خلوت میں خدا کو یاد کرے اور اس کے خوف سے اس کی آنکھیں گریہ کریں"۔

(۲)۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ خَرَجَ مِنْ عَيْنِهِ مِثْلُ الذُّبَابِ مِنَ الدَّمْعِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ آمَنَهُ اللّٰهُ تَعَالَى بِهِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ۔[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی کا مکھی کے بال کے برابر بھی خدا کے خوف میں آنکھوں سے آنسو آئے قیامت کے دن اس کو بہت بڑے گریہ سے امان دے گا"۔

(۳)۔ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

بُكَاءُ الْعُيُونِ وَ خَشْيَةُ الْقُلُوبِ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى فَإِذَا وَجَدْتُمُوهَا فَاغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ۔[4]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: آنکھوں کا گریہ اور دل کا خوف دونوں رحمت الٰہی میں

---

[1] مرات الجنات نقل از تحفۃ المجالس، ص ۲۰۳

سَبِيلِ اللّٰهِ وَ قَطْرَةِ دَمْعَةٍ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ لَا يُرِيدُ بِهَا عَبْدٌ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ۔[1]

"امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: قطروں میں سے دو قطرے سے زیادہ خدا کے نزدیک چیز محبوب نہیں۔ ایک خون کا قطرہ جو خدا کی راہ میں بہایا جائے اور ایک آنسو کا قطرہ جو تاریکی شب میں خوف خدا سے بہے اور بندے کا یہ کام فقط خدا کے لئے ہو"۔

(۵)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غَيْرَ ثَلَاثٍ عَيْنٌ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ فَاضَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ غُضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔[2]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: سب آنکھیں قیامت کے دن گریہ کن ہوں گی مگر سوائے تین آنکھوں کے۔ ایک وہ جو رات میں خدا کے لئے بیدار ہو، دوم وہ آنکھ جو خوف خشیت خدا سے آنسو بہائے، سوم ہر وہ چیز جو خدا نے اس پر حرام کی اس پر بند ہو"۔

(۶)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَ لَهُ كَيْلٌ أَوْ وَزْنٌ إِلَّا الدُّمُوعَ فَإِنَّ الْقَطْرَةَ مِنْهَا تُطْفِئُ بِحَاراً مِنْ نَارٍ وَ إِذَا اغْرَوْرَقَتِ الْعَيْنُ بِمَائِهَا لَمْ يَرْهَقْ وَجْهَهُ قَتَرٌ وَ لَا ذِلَّةٌ فَإِذَا فَاضَتْ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ وَ لَوْ أَنَّ بَاكِياً بَكَى فِي أُمَّةٍ لَرُحِمُوا۔[3]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بھی چیز (عالم میں) نہیں جس کے لئے پیمانہ یا وزن مکرر نہ ہو مگر آنکھوں کے آنسو (از نظر اہمیت) کا قطرہ آتش کے دریا کو بجھا دیتا ہے اس وقت جب آنکھ سے جاری ہو۔ اگر جاری نہ ہو ہرگز ذلت نہیں دیکھے گا، جب جاری ہو تو خداوند متعال جہنم کو اس پر حرام کرتا ہے۔ ایک شخص بھی اُمت کے درمیان گریہ کرے

(۷). قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مِنْ عَلَامَاتِ الشَّقَاءِ جُمُودُ الْعَيْنِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شقاوت وبدبختی کی علامتوں میں سے ایک آنکھوں کا خشک ہونا ہے"۔

(۸). قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَا جَفَّتِ الدُّمُوعُ إِلَّا لِقَسْوَةِ الْقُلُوبِ وَ مَا قَسَتِ الْقُلُوبُ إِلَّا لِكَثْرَةِ الذُّنُوبِ۔[2]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: آنکھیں خشک نہیں ہوتیں مگر دل کے سخت ہوجانے سے اور دل سخت نہیں ہوتا مگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے"۔

(۹). قَالَ الصَّادِقُ: رَحِمَ اللّٰهُ شِيعَتَنَا شِيعَتُنَا وَ اللّٰهِ [الْمُؤْمِنُونَ] المؤمنين فَقَدْ شَرِكُونَا فِي الْمُصِيبَةِ بِطُولِ الْحُزْنِ وَ الْحَسْرَةِ۔[3]

"خدا ہمارے شیعوں پر رحمت کرے، خدا کی قسم! یہی مومن ہیں، خدا کی قسم! یہ ہماری مصیبتوں میں شریک ہیں، ہماری مصیبتوں میں غمگین ہوئے اور حسرت کی"۔

(۱۰). قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اطَّلَعَ إِلَى الْأَرْضِ فَاخْتَارَنَا وَ اخْتَارَ لَنَا شِيعَةً يَنْصُرُونَنَا وَ يَفْرَحُونَ لِفَرَحِنَا وَ يَحْزَنُونَ لِحُزْنِنَا وَ يَبْذُلُونَ أَمْوَالَهُمْ وَ أَنْفُسَهُمْ فِينَا أُولَئِكَ مِنَّا وَ إِلَيْنَا۔[4]

"خداوند متعال نے زمین کی طرف نگاہ کی اور ہمارے لئے ہمارے شیعوں کا انتخاب کیا تاکہ ہماری مدد کریں اور ہماری خوشیوں میں خوش ہوں اور ہمارے غم میں غمگین ہوں۔ اپنے مال اور جان کو ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں، یہ ہم سے ہیں اور ہماری طرف ہی پلٹیں گے"۔

---

[1]۔ بحار الانوار، ج ۹۰ ص ۳۰۳

وَعُجِنُوا بِمَاءِ وِلَايَتِنَا رَضُوا بِنَا أَئِمَّةً وَرَضِيْنَا بِهِمْ شِيْعَةً يُصِيْبُهُمْ مُصَابُنَا وَيُبْكِيْهِمْ اَوْصَابُنَا وَيَحْزُنُهُمْ حُزْنُنَا وَيَسُرُّهُمْ سُرُوْرُنَا وَنَحْنُ نَتَأَلَّمُ بِتَأَلُّمِهِمْ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خداوند عالم ہمارے شیعوں پر رحمت کرے۔ خدا کی قسم وہ حقیقی مومن ہیں جو ہماری مصیبت میں شریک ہوتے ہیں اور ہماری مصیبتوں پر غمگین اور افسردہ ہوتے ہیں۔

ہمارے شیعہ ہماری بچی ہوئی مٹی سے خلق ہوئے اور ہماری ولایت کے پانی سے خمیر ہوئے، ہمارے مصائب کی وجہ سے مصیبت دیکھتے ہیں اور ہم پر گریہ کرتے ہیں اور ہمارے غم کی وجہ سے غمگین ہوتے ہیں اور ہماری خوشحالی کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور ہم بھی ان کے غموں اور پریشانیوں کی وجہ سے ان کے ہمدرد ہوتے ہیں"۔

(۱۲)۔ قَالَ: اَلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلرَّيَّانِ بْنِ شَبِيْبٍ يَا اِبْنَ شَبِيْبٍ إِنْ سَرَّكَ أَنْ تَكُوْنَ مَعَنَا فِي اَلدَّرَجَاتِ اَلْعُلَى مِنَ اَلْجِنَانِ فَاحْزَنْ لِحُزْنِنَا وَ اِفْرَحْ لِفَرَحِنَا عَلَيْكَ بِوَلَايَتِنَا فَلَوْ أَنَّ رَجُلاً تَوَلَّى حَجَراً لَحَشَرَهُ اَللّٰهُ مَعَهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ۔[2]

"امام رضا علیہ السلام نے ریان ابن شبیب سے فرمایا: اگر پسند کرتے ہو کہ ہمارے ساتھ جنت میں اعلیٰ مقاموں میں ہو تو ہمارے غم میں غمگین اور ہماری خوشیوں میں خوش ہو جاؤ کہ تمہاری ولایت سے متمسک ہو کیونکہ اگر کوئی کسی پتھر سے بھی محبت کرے خداوند متعال اس کو قیامت کے دن اس پتھر کے ساتھ محشور کرے گا"۔

(۱۳)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ قَالَ: مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ حَرَّمَ اَللّٰهُ وَجْهَهُ عَلَى اَلنَّارِ۔[3]

(۱۴). عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ:

مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَلَوْ مِثْلَ جَنَاحِ الذُّبَابِ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ [1]

"جب کسی کے سامنے ہم اہل بیت علیہم السلام کا نام لیا جائے اور وہ مصائب جو ہمیں دشمنوں کی طرف سے پہنچے ہیں ان پر گریہ کرے اگر وہ مکھی کے پر کے برابر بھی ہو اس کے گناہ بخشے جائیں گے"۔

(۱۵). قَالَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مَنْ تَذَكَّرَ مُصَابَنَا وَبَكَى لِمَا أُرْتُكِبَ مِنَّا كَانَ مَعَنَا فِي دَرَجَتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ ذُكِّرَ بِمُصَابِنَا فَبَكَى وَأَبْكَى لَمْ تَبْكِ عَيْنُهُ يَوْمَ تَبْكِي الْعُيُونُ وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِساً يُحْيَا فِيهِ أَمْرُنَا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔ [2]

"امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: کوئی ہماری مصیبتوں کو یاد کرے اور وہ جو ہم پر ظلم کئے گئے ان پر روئے یا رلائے قیامت کے دن ہمارے درجے پر ہوگا، ہر کوئی جو ہماری مصیبتوں کو یاد کرے، روئے یا رلائے اس دن جب ہر آنکھ رو رہی ہوگی اس دن یہ آنکھ گریہ نہیں کرے گی۔ ہر کوئی کسی مجلس میں بیٹھے اور وہاں پر ہمارا امر زندہ کرے اس دن جب سب دل مرجائیں گے وہ دل زندہ ہوگا"۔

(۱۶). أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلَى مُصَابِ الْحُسَيْنِ فَإِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيمِ الْجَنَّةِ۔ [3]

خوشحال ہوئی اور اس کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی جائے گی"۔

(۱۷)۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ: وَمَنْ ذُكِرَ الْحُسَيْنُ عِنْدَهُ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنِهِ مِنَ الدُّمُوعِ مِقْدَارُ جَنَاحِ ذُبَابٍ كَانَ ثَوَابُهُ عَلَى اللّٰهِ وَلَمْ يَرْضَ لَهُ بِدُونِ الْجَنَّةِ۔ [1]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی مولا حسین علیہ السلام کے مصائب کا ذکر کرے اور مکھی کے پر جتنا بھی آنسو جاری ہو تو پھر خدا پر ہے کہ اس کو ثواب دے (یہ کنایہ ہے اس کا کو اجر ثواب تو فقط خدا جانتا ہے) راضی نہیں ہوتا یہاں تک کو اس کو جنت میں بھیجے"۔

(۱۸)۔ [قرب الإسناد]، اِبْنُ سَعْدٍ عَنِ الْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ لِفُضَيْلٍ تَجْلِسُونَ وَ تُحَدِّثُونَ قَالَ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ إِنَّ تِلْكَ الْمَجَالِسَ أُحِبُّهَا فَأَحْيُوا أَمْرَنَا يَا فُضَيْلُ فَرَحِمَ اللّٰهُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَنَا يَا فُضَيْلُ مَنْ ذَكَرَنَا أَوْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنِهِ مِثْلُ جَنَاحِ الذُّبَابِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوبَهُ وَ لَوْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ [2]

"امام صادق علیہ السلام نے فضیل بن یسار سے فرمایا: اے فضیل! اپنی مجالس میں ہماری احادیث بیان کرتے ہو؟۔ اس نے کہا: جی ہاں آپؑ پر قربان جاؤں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں ان مجالس سے محبت کرتا ہوں جس میں ہمارے امر کو زندہ کیا جائے خدا اس پر رحمت کرے جو ہمارے امر کو زندہ کرے۔ اے فضیل! کوئی ہمارا ذکر کرے یا اس کے نزدیک ذکر ہو اور مکھی کے پر جتنا بھی اس کی آنکھوں سے اشک جاری خداوند اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ گناہ سمندر جتنے بھی ہوں"۔

(۱۹)۔ عَنْ مُعَتِّبٍ مَوْلَى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)، قَالَ: سَمِعْتُهُ

ثَالِثُهُمَا مَلَكٌ يَسْتَغْفِرُ لَهُمَا، وَ مَا اجْتَمَعَ اثْنَانِ عَلَى ذِكْرِنَا إِلاَّ بَاهَى اللّٰهُ (تَعَالَى) بِهِمَا الْمَلاَئِكَةَ، فَإِذَا اجْتَمَعْتُمْ فَاشْتَغِلُوا بِالذِّكْرِ، فَإِنَّ فِي اجْتِمَاعِكُمْ وَ مُذَاكَرَتِكُمْ إِحْيَاؤُنَا، وَ خَيْرُ النَّاسِ مِنْ بَعْدِنَا مَنْ ذَاكَرَ بِأَمْرِنَا وَ دَعَا إِلَى ذِكْرِنَا۔[1]

"امام صادق علیہ السلام نے داؤد بن سرحان نامی شخص کو امر اہل بیت علیہم السلام کے زندہ کرنے کے بارے میں فرمایا: ہمارے محبوں کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا میں کہتا ہوں جب تم میں سے دو لوگ آپس میں ہماری ولایت پر گفتگو کرتے ہیں، ان میں تیسرا فرشتہ ہوتا ہے جو ان کے لئے استغفار کرتا ہے، جب دو لوگ جمع ہو کر ہماری ولایت پر بات کرتے ہیں تو خدا ان پر فرشتوں کے وسیلے فخر کرتا ہے، تم میں سے بہترین وہ ہے جو ہمارا امر زندہ کرے، لوگوں کو ہمارے ذکر کی دعوت دے"۔

(۲۰)۔ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام لَقَدْ مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ عَلَى أُمَّتِهِ سَاخِطٌ إِلاَّ الشِّيعَةَ أَلاَ وَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ عِزّاً وَ عِزُّ الْإِسْلاَمِ الشِّيعَةُ أَلاَ وَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ دِعَامَةً وَ دِعَامَةُ الْإِسْلاَمِ الشِّيعَةُ أَلاَ وَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ ذِرْوَةً وَ ذِرْوَةُ الْإِسْلاَمِ الشِّيعَةُ أَلاَ وَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفاً وَ شَرَفُ الْإِسْلاَمِ الشِّيعَةُ أَلاَ وَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَيِّداً وَ سَيِّدُ الْمَجَالِسِ مَجَالِسُ الشِّيعَةِ۔[2]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں اس دنیا سے گئے کہ امت پر غضبناک تھے مگر شیعہ سے نہیں آگاہ ہو جاؤ، ہر چیز کے لئے عزت ہے، اسلام کی عزت شیعہ ہے۔ ہر چیز کے لئے بنیاد ہے اسلام کی بنیاد شیعہ ہے، ہر چیز کے لئے شرافت ہے اسلام کی شرافت شیعہ ہے، ہر چیز کے لئے سرداری ہے مجالس کی سردار شیعہ کی ہم نشینی (ساتھ) ہے"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقَالَ لِی یَا اُمَّاہُ اِنِّیْ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَآئِحَةً طَیِّبَةً كَاَنَّهَا رَآئِحَةُ جَدِّی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ۔

"میرے بیٹے حسین علیہ السلام نے کہا: اماں جانؑ! میں آپؑ کے نزدیک خوشبو محسوس کر رہا ہوں جیسے وہ خوشبو خوشبوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مائیں چار قسموں کی ہیں۔ دواؤں کی ماں، آداب کی ماں، عبادت کی ماں، آرزوؤں کی ماں۔

سب دواؤں کی ماں کم خوری ہے۔

سب آداب کی ماں کم بولنا ہے۔

تمام عبادتوں کی ماں گناہوں کا کم ہونا۔

سب آرزوؤں کی ماں صبر کرنا ہے۔[1]

"صلوات":۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف درود کا اشارہ ہے۔

نماز کے واجبات میں سے تشہد ہے یعنی نماز کے ۱۱ واجبات ہیں جن میں سے نواں تشہد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز میں درود واجب ہے۔ دوسری رکعت کی تمام واجب نمازوں میں اور مغرب کی تیسری رکعت میں، ظہر، عصر، عشاء کی چوتھی رکعت میں۔ دوسرا سجدہ کے بعد دوزانوں

عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اس معنی میں واجب ہے کہ اگر کوئی عمداً تشہد کے بعد صلوات نہ پڑھے بغیر کسی شک کے نماز باطل ہے۔

شافعی اہلسنت کے آئمہ اربعہ میں سے ایک ہے اور اپنے مشہور اشعار میں اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں عرض اخلاص کرتا ہے۔

یا أهلَ بیتِ رسولِ اللهِ حُبُّکُم فَرضٌ مِنَ اللهِ فِی القرآنِ أنزَلَهُ

کفاکم من عظیم القدر أنکم

من لم یُصَلِّ علیکم لا صلاة له۔[1]

"اے اہل بیت رسول علیہم السلام! آپؑ کی محبت واجب ہے خدا کی جانب سے

جس کو خدا نے قرآن میں نازل کیا۔

آپؑ کی بزرگی کے لئے بس یہی کافی ہے

کہ آپؑ پر درود پڑھے بغیر نماز باطل ہے"۔

نماز بی ولای او عبادتی است بی وضو

به منکر علیؑ بگو نماز خود رها کند

سنی تشہد میں من جملہ حنبلی کہتے ہیں: اللهم صلی علی محمد [و آل کا اضافہ نہیں کرتے]

یہ نماز ہمارے عقیدہ کے مطابق باطل ہے۔ علماء فقہاء امامیہ شیعہ کا اتفاق ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا تشہد کا حصہ (جز) ہے اور اگر جان بوجھ کر نماز گزار اس کو نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

"ثانیاً":۔

قرآن میں صلوات کے بارے صریح آیت ہے:

"خدا اور فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرو"۔

"مجمع البیان" میں آیا ہے کہ ابوحمزہ ثمالی کہتا ہے کہ سدی اور حمید بن سعد انصار یزید بن زیاد عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ انہوں نے بن عمرہ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ہم نے یہ آیت پڑھی۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جانیں کہ آپؐ پر کس طرح سلام بھیجیں۔ کیفیت صلوات کو بیان کیجیے۔

فرمایا: پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

"اس کے بعد فرمایا:

خداوند متعال نے مجھ پر دو فرشتے موکل کئے ہیں جہاں پر بھی میرا نام لیا جاتا ہے، سننے والا مجھ پر صلوات بھیجے تو فرشتے کہتے (غفر الله لك)

خدا تمہاری مغفرت کرے، خدا اور فرشتے آمین کہتے ہیں۔

اگر مجھ پر صلوات نہ بھیجے تو فرشتے کہتے ہیں (لا غفر الله لك)

خدا تمہاری مغفرت نہ کرے، خدا اور فرشتے کہتے ہیں۔ آمین۔[۲]

مسلم اپنی "صحیح" میں کعب ابن عجرہ نے نقل کیا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا بعد اصحاب نے پوچھا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ پر درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟

عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

"یعنی مجھ پر اور میرے اہل بیت علیہم السلام پر اس طرح صلوات بھیجو:

انس بن مالک ابی طلحہ سے نقل کرتا ہے کہ کہا:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت شاد و خوشحال تھے۔ کسی بھی وقت آپ کو اس طرح نہ دیکھا تھا جس طرح آج دیکھ رہا ہوں۔

قال الله من صلى عليك صلوة صليت بها عليه عشر صلوات ومحور عنه عشر سيئات و كتبت له عشر حسنات.[1]

"حق تعالیٰ نے فرمایا:

جو بھی ایک بار آپؐ پر صلوات بھیجے میں ۱۰ بار اس پر صلوات بھیجوں گا، دس گناہ مٹاؤں گا، دس نیکیاں اس کے لئے لکھوں گا"۔

ہمارے تمام علماء کا اس پر عقیدہ ہے کہ ہر تشہد میں آل محمد علیہم السلام پر صلوات واجب ہے۔

بعض شافعیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

احمد بن حنبل کا بھی تا اندازہ موافق ہے۔

شافعی نے بھی کہا ہے مستحب ہے۔

"صلوات کے بارے میں روایات"

(۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا يَزَالُ الدُّعَاءُ مَحْجُوباً حَتَّى يُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ۔ [۱]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: دعا کے حجاب زائل نہیں ہوتے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آلؑ پر صلوات نہ بھیجی جائے"۔

(۲)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ): مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ، وَ مَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ، وَ مَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ«۔ [۲]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی مجھ پر صلوات بھیجے خداوند متعال اور اس کے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں جو چاہے کم صلوات بھیجے یا زیادہ بھیجے"۔

(۳)۔ قال رسول الله الصلاة علي و علي أهل بيتي تذهب بالنفاق۔ [۳]

"جو بھی مجھ پر اور اہل بیت علیہم السلام پر صلوات بھیجے اس کی منافقت ختم ہو جائے گی"۔

(۴)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ قَالَ يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قُضِيَتْ لَهُ مِائَةُ حَاجَةٍ ثَلَاثُونَ لِلدُّنْيَا وَ الْبَاقِي لِلْآخِرَةِ۔ [۴]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

پوری کی جائیں گی، ۳۰ حاجتیں دنیا میں اور باقی آخرت میں پوری کی جائیں گی"۔

(۵)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَنَسِيَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ خَطَّأَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کسی کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر صلوات بھیجنا بھول جائے تو خدا اس کو جنت کے رستوں کے علاوہ کسی اور رستے پر بھیج دے گا"۔

(۶)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَنَا عِنْدَ الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ ثَقُلَتْ سَيِّئَاتُهُ عَلَى حَسَنَاتِهِ جِئْتُ بِالصَّلَاةِ عَلَيَّ حَتَّى أُثَقِّلَ بِهَا حَسَنَاتِهِ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں قیامت کے دن میزان اعمال کے پاس ہوں گا، جس کے گناہ اس کی نیکیوں سے زیادہ ہوں گے، وہ صلوات جو اس نے مجھ پر بھیجیں اس کے میزان میں ڈالوں گا تاکہ اس کی نیکیاں زیادہ ہو جائیں اور گناہ کم"۔

(۷)۔ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ عَنِ السَّمَاءِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ۔[3]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

کوئی بھی دعا آسمان تک نہیں پہنچتی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد علیہم السلام پر درود نہ بھیجا جائے"۔

(۸)۔ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ سَيَابَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ شَيْئاً يَقِي اللّٰهُ بِهِ وَجْهَكَ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ قَالَ قُلْتُ بَلَى

يَقِي اللّٰهُ بِهِ وَجْهَكَ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام نے صباح بن یسار سے فرمایا:

کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں ایسی چیز کی تعلیم دوں جس سے خداوند تمہارے چہرے کو جہنم کی گرمی سے محفوظ رکھے۔ صباح نے کہا: جی فرمایئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: نماز فجر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ کہو:

اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

تا کہ خداوند عالم تمہارے چہرے کو جہنم کی گرمی سے محفوظ رکھے"۔

(۹)۔ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ قَضَى اللّٰهُ لَهُ سِتِّينَ حَاجَةً مِنْهَا لِلدُّنْيَا ثَلَاثُونَ حَاجَةً وَ ثَلَاثُونَ لِلْآخِرَةِ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو بھی مجھ پر جمعے کے دن ۱۰۰ مرتبہ صلوات بھیجے گا، خداوند متعال اس کی ۶۰ حاجات کو پورا فرمائے گا جو ۳۰ دنیا میں اور ۳۰ آخرت میں ہوں گی"۔

(۱۰)۔ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَثْنِيَ رِجْلَيْهِ أَوْ يُكَلِّمَ أَحَداً - إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوا تَسْلِيماً اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ ذُرِّيَّتِهِ قَضَى اللّٰهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِينَ فِي الدُّنْيَا وَ ثَلَاثِينَ فِي الْآخِرَةِ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا مَعْنَى صَلَاةِ اللّٰهِ وَ صَلَاةِ مَلَائِكَتِهِ وَ صَلَاةِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ صَلَاةُ اللّٰهِ رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰهِ

النَّبِيِّ وَ آلِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَوَّلِينَ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْآخِرِينَ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْمُرْسَلِينَ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّداً الْوَسِيلَةَ وَ الشَّرَفَ وَ الْفَضِيلَةَ وَ الدَّرَجَةَ الْكَبِيرَةَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي آمَنْتُ بِمُحَمَّدٍ وَ لَمْ أَرَهُ فَلَا تَحْرِمْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رُؤْيَتَهُ وَ ارْزُقْنِي صُحْبَتَهُ وَ تَوَفَّنِي عَلٰى مِلَّتِهِ وَ اسْقِنِي مِنْ حَوْضِهِ مَشْرَباً رَوِيّاً سَائِغاً هَنِيئاً لَا أَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَداً إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ كَمَا آمَنْتُ بِمُحَمَّدٍ وَ لَمْ أَرَهُ فَعَرِّفْنِي فِي الْجِنَانِ وَجْهَهُ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ رُوحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنِّي تَحِيَّةً كَثِيرَةً وَ سَلَاماً فَإِنَّ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِهٰذِهِ الصَّلَوَاتِ هُدِمَتْ ذُنُوبُهُ وَ مُحِيَتْ خَطَايَاهُ وَ دَامَ سُرُورُهُ وَ اُسْتُجِيبَ دُعَاؤُهُ وَ أُعْطِيَ أَمَلَهُ وَ بُسِطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَ أُعِينَ عَلٰى عَدُوِّهِ وَ هِيَ لَهُ سَبَبُ أَنْوَاعِ الْخَيْرِ وَ يُجْعَلُ مِنْ رُفَقَاءِ نَبِيِّهِ فِي الْجِنَانِ الْأَعْلٰى يَقُولُهُنَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غُدْوَةً وَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عَشِيَّةً۔[1]

"عبداللہ بن مغیرہ کہتا ہے: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے:

جو بھی نماز صبح اور مغرب کی تعقیبات میں اٹھنے اور کلام کرنے سے پہلے یہ آیت پڑھے:

"إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"

کو پڑھے اور اس کے بعد کہے:

عبداللہ سلام کہتا ہے میں نے پوچھا: اللہ کی صلوات کی معنی کیا ہے؟؟

اور ملائکہ اور صلوات مومن کیا ہے؟

فرمایا: صلوات خدا رحمت ہے ان کے لئے ہے۔

صلوات فرشتگان ان کی تعریف اور مدح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔

صلوات مومنین دعا ہے اس کیلئے اور اسرار آل محمد علیہم السلام میں صلوات کا موضوع یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل علیہم السلام پر اس طرح درود بھیجا جائے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَوَّلِينَ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْآخِرِينَ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي الْمُرْسَلِينَ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّداً الْوَسِيلَةَ وَ الشَّرَفَ وَ الْفَضِيلَةَ وَ الدَّرَجَةَ الْكَبِيرَةَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي آمَنْتُ بِمُحَمَّدٍ وَ لَمْ أَرَهُ فَلَا تَحْرِمْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رُؤْيَتَهُ وَ ارْزُقْنِي صُحْبَتَهُ وَ تَوَفَّنِي عَلٰى مِلَّتِهِ وَ اسْقِنِي مِنْ حَوْضِهِ مَشْرَباً رَوِيّاً سَائِغاً هَنِيئاً لَا أَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَداً إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ كَمَا آمَنْتُ بِمُحَمَّدٍ وَ لَمْ أَرَهُ فَعَرِّفْنِي فِي الْجِنَانِ وَجْهَهُ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ رُوحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنِّي تَحِيَّةً كَثِيرَةً وَ سَلَاماً۔

"جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات میں تین بار اس طرح درود بھیجے

اس کے تمام گناہ معاف خطائیں نابود ہوں گی، پورا دن خوشی ملے گی

دعا مستجاب ہوگی اس کی امیدیں پوری ہوں گی، رزق میں اضافہ ہوگا

اور دشمن ہر کامیاب ہوگا اس کے لئے ہر طرف سے خیر کے اسباب فراہم ہوں گے

اور بہشت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھنے والوں میں ہوگا"

اَلرَّجُلُ كَيْفَ أَقُولُ قَالَ قُلِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ فَنَكُونَ نَحْنُ وَ شِيعَتُنَا قَدْ دَخَلْنَا فِيهِ۔[1]

"عمار ساباطی کہتا ہے: ہم امام صادق علیہ السلام کے پاس تھے کہ ایک شخص نے کہا:

اللھم صل علی محمد اھل بیت محمد علیہم السلام۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اے فلاں صلوات کو سخت مت کرو تم نہیں جانتے اہل بیت علیہم السلام فقط اصحاب کساء اور آل عباء ۵ لوگ ہیں۔

عرض کیا: پھر کس طرح صلوات پڑھیں۔ فرمایا:

اللھم صل علی محمد و آل محمد

بس ہم اور ہمارے شیعہ بھی اس میں داخل ہیں"۔

(۱۲)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وَ لَمْ يَذْكُرِ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي صَلَاتِهِ سُلِكَ بِصَلَاتِهِ غَيْرَ سَبِيلِ اَلْجَنَّةِ وَ قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَدَخَلَ اَلنَّارَ فَأَبْعَدَهُ اَللّٰهُ وَ قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَنَسِيَ اَلصَّلَاةَ عَلَيَّ أُخْطِئَ بِهِ طَرِيقَ اَلْجَنَّةِ۔[2]

(۱۳)۔ قَالَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى مَا يُكَفِّرُ بِهِ ذُنُوبَهُ فَلْيُكْثِرْ مِنَ اَلصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ فَإِنَّهَا تَهْدِمُ اَلذُّنُوبَ هَدْماً۔[3]

---

(۱۴)۔ عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْحَسَنِيِّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّمَا اتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً لِكَثْرَةِ صَلَاتِهِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔ [۱]

"عبدالعظیم الحسنی کہتے ہیں امام علی نقی علیہ السلام سے سنا:

خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو اس وجہ سے خلیل بنایا کیونکہ وہ آل محمد علیہم السلام پر بہت زیادہ درود بھیجتے تھے"۔

(۱۵)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ إِيمَاناً وَ اِحْتِسَاباً اِسْتَأْنَفَ الْعَمَلَ۔ [۲]

"کوئی اخلاص نیت کے ساتھ آل محمد علیہم السلام پر ایمان کے ساتھ درود بھیجے اپنے عمل کا آغاز اوّل سے کرے (پچھلے اس کے گناہ معاف کر دیئے گئے)"۔

(۱۶)۔ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا اجْتَمَعَ فِي مَجْلِسٍ قَوْمٌ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَمْ يَذْكُرُونَا إِلاَّ كَانَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسُ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [۳]

"امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کچھ لوگ آپس میں بیٹھیں اور ان کے درمیان ذکر خدا اور ہمارا ذکر نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت کے علاوہ کچھ نہیں ہے"۔

(۱۷)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ الصَّلَاةَ عَلَيَّ وَ عَلَى عَلِيٍّ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ [۴]

۱۔ وسائل الشیعہ، ج ۴ ص ۱۲۱۱

۲۔ وسائل الشیعہ، ج ۴ ص ۱۲۱۳

(۱۸)۔ قَالَ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، قَالَ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ ذٰلِكَ، وَ مَنْ قَالَ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ لَمْ يَقُلْ عَلَى آلِهِ، لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ وَ رِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خدا فرماتا ہے مجھ پر اور میری آلؑ پر کثرت سے درود وصلوات پڑھو۔

جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو صلوات بھیجے پر اس کی آلؑ پر نہ بھیجے تو جنت کی خوشبو جو ۵۰۰ سال کی دوری سے بھی سونگھی جاسکتی ہے اس تک نہیں پہنچے گی"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ وَاَخَاكَ تَحْتَ الْكِسَاءِ۔

فَدَنَى الْحُسَيْنُ نَحْوَ الْكِسَاءِ۔

"میں نے کہا: جی ہاں! اے میرے بیٹے! آپؑ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بھائی حسن علیہ السلام چادر کے نیچے ہیں، حسین علیہ السلام بھی چادر کی طرف گئے"۔

"لغت اخاک اخ":۔ بھائی کے معنی میں ہے اخوان اور اخوہ جمع اخ۔[1]

اَخ برادر یہ لفظ دراصل (اَخو) ہے اس کے لئے جو ایک ماں باپ کی اولاد ہوں یا ان کے لئے جو رضاعی ہوں یعنی ایک پستان سے دودھ پیا ہو، اس کو بھی بھائی کہتے ہیں یا یہ استعارہ ہے ان کے ساتھ جو ایک قبیلہ کے ہوں۔ ایک دین یا کسی بھی معاملہ میں مشترک ہوں اُن کے لئے بھی اخی یعنی بھائی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

اتَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ۔[2]

"یعنی وہ کفر میں مشترک تھے اسی لئے ان کو بھائی کہا گیا"۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔[3]

أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا۔[4]

---

[1]۔ اخا، آپس میں بھائی چارہ کرنا، برادری، وخی الأمر وخیا ارادہ کرنے والے نے اس کام کو انجام دیا وخی الأمر اس کام کو طلب کیا

وخی للأمر ان کی طرف توجہ کی، واخی مواخاۃ صیغہ اخوت پڑھا۔۔۔(فرہنگ جامع عمید)

إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ۔ [2]

"واضح ہے نفی کی گئی ہے انکی مخالفت ناہماہنگی ان کے درمیان کیونکہ یہ جنت میں بھائی ہیں"۔

کلمہ اخت مؤنث ہے یعنی بہن حرف (ت) آخری کلمے میں حرف اصلی کی جگہ پر آیا ہے:

يَا أُخْتَ هَارُونَ یہ خطاب ہے جناب مریمؑ کو۔

اس آیت میں جناب مریم کو ہارون کی بہن ان کی صفات وخصوصیات میں ہم آہنگی کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ یہ جنابِ ہارون کی نسبی بہن نہیں ہیں۔ اسی طرح جو آپس میں نسبی بھائی نہیں ہیں ان کو بھی بھائی کہا گیا جیسے:

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا۔ [3]

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا۔ [4]

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا۔ [5]

وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا۔ [6]

ان آیات میں بہن کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

کس میں بہن ہے سچائی میں۔

اکبر من اختھا میں جو (ھا) ضمیر ہے، اپنی پہلی آیت کی طرف پلٹتی ہے، ان سب آیات میں ان کو گمراہی کی وجہ سے بہن بھائی کہا گیا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا۔ [7]

---

[1]۔ سورہ النساء، آیت: ۱۱

[2]۔ سورہ الحجر، آیت: ۴۷

[3]۔ سورہ الاعراف، آیت: ۷۳

[4]۔ سورہ الاعراف، آیت: ۶۵

[5]۔

کی گمراہی کا سبب بنے کیونکہ گمراہ کرنے میں ایک ہدف

أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ۔[1]

تاخیت بمعنی تحریت ہے یعنی ایک مقصد ہونا، ایک ہدف ہونا استعارہ کی وجہ سے استعمال ہوا ہے۔ وہی قصد وہی ہدف مشترک ہے برادری کے لئے۔ کبھی یہ لفظ اخوہ ہم نشینی اور ہمراہی کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

"اخیۃ الدابہ" اس رسی کو کہتے ہیں جس سے حیوان بندھا ہوتا ہے۔[2]

"لفظ "اخ" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۹۶ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا۔[3]

(۲)۔ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا۔[4]

(۳)۔ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ۔[5]

(۴)۔ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ۔[6]

(۵)۔ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا۔[7]

"لغت دنی" نزدیک ہوا۔

"دنی قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۳۳ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ۔[8]

۱۔ سورہ البقرہ، آیت: ۳۵۷

۲۔ مفردات راغب اصفہانی

۳۔ سورہ الاعراف، آیت: ۶۵

۴۔ سورہ الاعراف، آیت: ۷۳

(۲) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى۔ ۲

ادنیٰ اور اَقبل کے معنیٰ میں فرق ہے، اقبال اَقبل بمعنی آگے جانا اور سامنے لانا کے ہے مگر ادنیٰ ایک خاص معنیٰ رکھتا ہے یعنی مقصد کے نزدیک ہونا کے معنیٰ میں ہے، آگے ہونا اس طرح آگے ہونا کہ کسی مقصد کے نزدیک تر پہنچ جانا اب چاہے وہ مقصد کوئی شخص ہو، کوئی منزل وغیرہ یا مقصد کے نزدیک تر ہونا ہے۔

کما فی معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى۔

"اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے نزدیک آئے اور اتنے نزدیک ہوئے یہاں تک کہ دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا"۔

کلمہ قاب مقدار کی معنی میں اور کلمہ قوسین کمانوں کے معنی میں ہے۔ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کمانوں کے نزدیک ہوئے۔ ضمناً خدا یہ فرما رہا ہے۔ یہ سمجھائے کہ جبرائیل کی رعایت ادب کو رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا نہ بہت نزدیک ہوا۔

اس طرح نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چپکا ہوا ہو نہ ہی دور تھا دو کمانوں کے سے بھی نزدیک، لہٰذا دنیٰ قرب کے معنی میں ہے کہ دعائے ندبہ میں کہتے ہیں:

اِبْنَ مَنْ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى دُنُوّاً وَ اِقْتِرَاباً مِنَ الْعَلِيِّ الْأَعْلٰى۔

"اے اس کے بیٹے جو نزدیک ہوا اتنا کہ دو کمانوں کے یا اس سے بھی نزدیک تر پہنچا قرب علی الاعلیٰ میں"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّاهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ اَتَأْذَنُ لِي اَنْ اَكُوْنَ مَعَكُمَا تَحْتَ الْكِسَاءِ۔

"عرض کیا: سلام ہو آپؐ پر اے جد بزرگوار! سلام ہو آپؐ پر وہ جس کو خدا نے منتخب کیا ہے۔ کیا اجازت دیتے ہیں کہ میں بھی آپؐ کے ساتھ چادر کے نیچے آجاؤں؟"۔

یہاں پر سلام تکرار ہوا مستحب سلام کو تکرار کریں خصوصاً بزرگ شخص کے لئے جس طرح امام حسین علیہ السلام نے اس حدیث میں تکرار کیا ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّاهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ۔

زیارت میں بھی یہی مسئلہ تکرار ہوا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ السلام عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔[1]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَلِيلِ اللّٰهِ۔[2]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

لہٰذا دوسری روایتوں میں دیکھتے ہیں یہ جملے مکرر ہوتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْنَ رَسُولِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ وَ اِبْنَ خِيَرَتِهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ اِبْنَ سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْنَ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ الْعَالَمِينَ۔

یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرنے کے بعد امام حسن علیہ السلام کو سلام کیوں نہ کیا؟

اس دلیل پر کہ یہ خود ایک ادب کی نوع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لہٰذا اسی لئے امام حسین علیہ السلام نے صیغہ تثنیہ اور جمع استعمال نہیں کیا بلکہ ضمیر کو مفرد لائے۔

آداب کے باب میں بھی اسی طرح ہے کیونکہ جب ایک بزرگ مجلس میں ہو اور ایک شخص بھی مجلس میں آجائے تو سلام کو بڑے کے ساتھ مخصوص کرے گا۔

کیونکہ اگر بڑے اور چھوٹے کو ایک ساتھ سلام کرے تو بڑے کے حقِ ادب کو ادا نہیں کیا لہٰذا ضروری ہے یہاں پر سیرت معصومین علیہم السلام کی پیروی کی جائے۔

اور یہ کہ کیوں کلمہ یا جداہ کو یا من اختارہ اللہ پر مقدم کیا؟؟

شاید اس کا جواب یہ ہو کہ اختار اللہ جد پر واقع ہوا ہے نہ کہ جد اختار اللہ پر اس جملے تقدم سے مراد تقدم زمانی نہیں بلکہ رتبہ مقدم ہے کیونکہ ہر کوئی ان میں سے تین معنی رکھتا ہے۔ کبھی زمان کے اعتبار سے کبھی مکان کے اعتبار سے تو کبھی منزلت کے اعتبار سے۔ یہاں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امیر المومنین علیہ السلام کو خطاب ہے۔

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

اس کے معنی یہ نہیں ہوں گے کہ میری موت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ میری نبوت کے بعد

دو کلمے اختیار اور مختار منتخب اور کسی کام یا امر میں پسندیدہ، کسی معاملے یا بات پر پورا تصرف، تسلط اور آزادی رکھنے کے معنیٰ میں آیا ہے۔

مختار:۔ صاحب اختیار کے معنی میں اختیار والا منتخب ہونے والا منتخب ہوا، آزاد، چنا گیا۔[1]

"کلمہ "اختیار" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۹۶ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا۔[2]

(۲)۔ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ۔[3]

(۳)۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔[4]

"سورہ دخان کی آیت ۳۲ کے ذیل میں":۔

(۱)۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔

فِي عُيُونِ الْأَخْبَارِ فِي بَابِ مَا جَاءَ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي هَارُوتَ وَمَارُوتَ قَالَ الْإِمَامُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الرِّضَا عَنْ آبَائِهِ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَنَا مَعَاشِرَ آلِ مُحَمَّدٍ وَاخْتَارَ النَّبِيِّينَ وَاخْتَارَ الْمَلَائِكَةَ الْمُقَرَّبِينَ، وَمَا اخْتَارَهُمْ إِلَّا عَلَى عِلْمٍ مِنْهُ بِهِمْ أَنَّهُمْ لَا يُوَاقِعُونَ مَا يَخْرُجُونَ بِهِ عَنْ وَلَايَتِهِ، وَيَنْقَطِعُونَ

---

[1]۔ خار خیرا صاحب خیر، چن لیا گیا خار الرجل علی خیرہ خیرۃ و خیرۃ و خیرا خیرہ مرد کو اس کے غیر پر فضیلت دی، اختار [illegible]

"امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے والد اور اجداد امام رضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے اجداد امیر المومنین علیہ السلام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند متعال نے آل محمد علیہم السلام کو چن لیا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ملک مقرب کو چنا ان کو اس دلیل پر چنا کہ جانتا تھا کہ ایسا کام نہیں کریں گے جو ان کو عصمت سے جدا کرے اور عذاب کا مزا چکھیں"۔

(۲)۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ شب معراج خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کیا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کی پیغمبری کی مدت پوری ہوئی اور آپؐ کی عمر بھی آ پہنچی ہے، کس کو اپنے امر کے لئے منتخب کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے مخلوق کا امتحان لیا، ایک کو بھی نہ پایا کہ علی علیہ السلام سے زیادہ میری اطاعت کرتا ہوں۔

خداوند متعال نے فرمایا: میں نے بھی کسی کو نہ پایا کہ تمہارے بعد علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور میری زیادہ اطاعت کرتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے مخلوق کا امتحان لیا مگر کسی کو نہ پایا کہ علی علیہ السلام سے زیادہ مجھ سے محبت کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ نے فرمایا: میرے لئے بھی اسی طرح ہے میری طرف سے علی علیہ السلام کو سلام پہنچانا کہ وہ صراط مستقیم ہدایت ہے اور میرے دوستوں کا امام ہے۔ نور ہے اس کے لئے جو میری اطاعت کرے"۔[۲]

(۳)۔ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے فرمایا:

فضیلت دی ہے نبی اور رسولوں ملائکہ مقرب پر اور سب تمام رسولوں پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد تمہیں اور تمہارے بعد کے اماموں کو تمام ملائکہ اور ساری مخلوقات پر فضیلت دی، بیشک ملائکہ ہمارے اور ہمارے شیعوں کے خدمت گزار ہیں۔

یا علی علیہ السلام! وہ عرش کے حامل ہیں اور وہ ہیں جو عرش کے گرد تسبیح اور تمجید پروردگار پڑھتے ہیں اور ان کے لئے جو ہماری ولایت پر ایمان لائے ان کیلئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔

یا علی علیہ السلام اگر ہم نہ ہوتے خدا آدم علیہ السلام وحوا علیہ السلام بہشت دوزخ اور آسمان وزمین کو خلق نہ کرتا پھر کس طرح ہم ملائکہ سے افضل نہ ہوئے؟

ہم نے اپنے پرودگار کی معرفت تقدیس تہلیل تسبیح میں ان سے پہلے کی کیونکہ پہلی چیز جو خدا نے خلق کی ہماری ارواح تھیں۔

اور ہمیں اپنی توحید اور تمجید کے لئے چنا گیا، پس ملائکہ کو خلق کیا کیونکہ انہوں نے ہماری ارواح کو ایک نور دیکھا اور ہمارے نور کو بہت عظیم شمار کیا۔ ہم نے سبحان اللہ کہا تاکہ ملائکہ جانیں۔ ہم اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ ہماری اور تمام مخلوق کی صفات سے پاک ہے۔ (مخلوقیت کے حساب سے ہم مخلوق ہیں وہ خالق ہے)۔

اس کے بعد ملائکہ نے ہماری تسبیح سن کر تسبیح کی اور کہا اللہ تعالیٰ نے ان کو صفات سے منزہ جانا۔

جب ملائکہ نے ہماری عظمت اور شان کا مشاہدہ کیا، ہم نے لا الہ الا اللہ کہا تاکہ ملائکہ جانیں، ہم خدا کے عبد ہیں اور خدا کے علاوہ کوئی دوسرا عبادت کا مستحق نہیں۔

جب ملائکہ نے ہماری بزرگی کا مشاہدہ کیا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تاکہ ملائکہ جانیں، اللہ اکبر سے بڑا کوئی [illegible] بندگی۔

نے ہماری اطاعت کو تمام مخلوقات پر واجب کیا ہے۔ ہم نے کہا الحمد للہ تا کہ ملائکہ جانیں اللہ ہم سے زیادہ شکر ثناء کا مستحق ہے۔

اللہ نے جو ہم پر اپنی نعمتیں نازل کی ہیں اس وجہ سے ملائکہ نے ابھی الحمد للہ کہا اور ہماری برکت کی وجہ سے ملائکہ نے حمد و توحید و تسبیح تہلیل و تمجید کی طرف ہدایت پائی۔

اس کے بعد اللہ نے آدم علیہ السلام کو خلق کیا، ہمارے نور کو اس کی صلب میں قرار دیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ہمیں سجدہ کریں۔ آدم علیہ السلام کا سجدہ ہمارے احترام اور تعظیم کیلئے تھا۔

اس کے بعد ان سب نے خدا کی بندگی، اکرام و احترام کے لئے سجدہ کیا کیونکہ ہم آدم علیہ السلام کی صلب میں تھے کیوں نہ یا علی علیہ السلام ہم ملائکہ سے افضل ہوں وہ سجدہ ہمارے لئے تھا"۔[1]

(۴) عَنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ قَالَ الْأَئِمَّةُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَضَّلْنَاهُمْ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ۔[2]

"امام محمد باقر علیہ السلام نے فضیل سے فرمایا: یہاں پر مراد یہ ہے کہ مومنین میں سے آئمہ علیہم السلام کو دوسروں پر فضیلت دی۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِي وَيَا شَافِعَ أُمَّتِي قَدْ أَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ مَعَهُمَا تَحْتَ الْكِسَاءِ۔

"اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپؑ پر بھی سلام اے میرے بیٹے! میری امت کی شفاعت کرنے والے، جی ہاں آپؑ کو اجازت دی کہ آپؑ داخل ہو جائیں۔ اس کے بعد حسین علیہ السلام چادر کے نیچے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بیٹھے"۔

"لغت شافع"۔۔شفاعت کرنے والا خواہش کرنے والا۔[1]

---

[1]۔ شفع الشیء شفعا اس کو جوڑ کیا گیا

شفع شفاعۃ خواہش کی شفاعت چاہی، ایک چیز کو دوسری چیز پر زیادہ کرنا

شفیع شفعاء جمع خواہش گر صاحب شفعہ

الشفع، کسی چیز کو پیوست کرنا، اسی طرح بعض دفعہ مشفوع کی جگہ بھی شفع استعمال کیا جاتا ہے جیسے سورہ فجر میں ہے کہ: وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ۔

(سورہ فجر، آیت: ۳) کہا گیا ہے کیونکہ مخلوقات ظاہر ترکیب سے ظاہر ہوئی ہیں، مرکب ہیں جس طرح کہا گیا ہے:

(وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ) (سورہ الذاریات، آیت: ۴۹)۔

وتر وہی خدائے متعال ہے جو ہر جہت سے وحدت رکھتا ہے، احد ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے الشفع عید قربان کا دن ہے اور دوسرا الوتر یا عرفہ کا دن ہے جو اس کے بعد آتا ہے یا یہ کہ الشفع اولاد آدمؑ اور الوتر خود ابوالبشر آدمؑ ہیں کیونکہ وہ کسی باپ سے پیدا نہیں ہوئے۔

الشفاعۃ یعنی دوسرے کے ساتھ ملانا، اسی لئے کہ اس کا مددگار ہے اور اس کی درخواست کرنے والا ہے۔

الشفاعۃ دوسرے سے ملانا، جو حرمت اور [illegible] شفیع قرار پائے

(۱)۔ وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ۔ [۱]

(۲)۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ [۲]

(۳)۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ [۳]

(۴)۔ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا۔ [۴]

(۵)۔ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ۔ [۵]

(۶)۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ۔ [۶]

(۷)۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ۔ [۷]

(۸)۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ۔ [۸]

(۹)۔ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ۔ [۹]

"لغت امت"۔۔۔جماعت۔ [۱۰]

"امت قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۷۲ مرتبہ آیا ہے۔

---

[۱]۔ سورہ البقرہ، آیت:۴۸

[۲]۔ سورہ البقرہ، آیت:۲۵۵

[۳]۔ سورہ مریم، آیت:۸۷

[۴]۔ سورہ طٰہٰ، آیت:۱۰۹

[۵]۔ سورہ الانبیاء، آیت:۲۸

[۶]۔ سورہ شعراء، آیت:۱۰۰

[۷]۔ سورہ سباء، آیت:۲۳

[۸]۔ سورہ مدثر، آیت:۴۸

[۹]۔ سورہ فجر، آیت:۳

[۱۰]۔ معجم [illegible] ص ۱۰۰ ہو وہ جماعت جن کی طرف رسول آیا ہو ہر جنس

(۳)۔ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً۔ [۳]

(۴)۔ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ۔ [۴]

(۵)۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ [۵]

(۶)۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ۔ [۶]

(۷)۔ وَلَوْ شَاءَ اللهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً۔ [۷]

(۸)۔ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ۔ [۸]

"شفاعت پر اعتقاد ضروریات دین میں سے ہے":۔

واجب ہے کہ انسان شفاعت پر عقیدہ رکھے، اس پر عقیدہ واجب ہے اس سے پہلے کہ ضرورت دین ہو ضرورت عقلی ہے اور ساری اقوام کا اس پر اتفاق ہے لیکن اس کے مصداق اور خصوصیات میں اختلاف رکھتے ہیں۔

یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ نتیجہ مطلوب تک پہنچیں اور مطمئن ہوں، شفاعت کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کی مدد (شفاعت) کرے تا کہ ایک مطلوب نتیجے تک پہنچ کر اطمینان حاصل کر سکیں بالکل اسی طرح جس طرح انسان وزن اٹھانے والے کی اس کے وزن اٹھانے میں مدد کرتا ہے یا گاڑی کو اسٹارٹ کرتا ہے کہ آگے بڑھے۔ ان مثالوں کے علاوہ ادلہ اربعہ (قرآن سنت عقل اجماع) بھی اس پر شاہد ہیں اور ہمارے پاس دلیل ہے کہ شفاعت

۱۔ سورہ بقرہ، آیت: ۱۲۸

۲۔ سورہ بقرہ، آیت: ۱۴۳

۳۔ سورہ بقرہ، آیت: ۲۱۳

۴۔ سورہ آل عمران، آیت: ۱۰۴

۵۔ سورہ آل عمران، آیت: ۱۱۰

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار تک پہنچے گا لہٰذا کافر ہوگا، اگر اس کا انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب نہ کرے مرتد نہیں ہوگا۔ اسی طرح شفاعت پر اعتقاد واجب ہے جاہل کی ہدایت اور غافل کی ہدایت عالم شخص پر واجب ہے۔

قَالَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَنْ أَنْكَرَ ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ فَلَيْسَ مِنْ شِيعَتِنَا اَلْمِعْرَاجَ وَ اَلْمُسَاءَلَةَ فِي اَلْقَبْرِ وَ اَلشَّفَاعَةَ۔ [1]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی تین چیزوں کا منکر ہوا وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں۔ معراج، قبر میں سوالات اور شفاعت"۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شفاعت ایک چیز کو دوسری چیز کی سفارش کرنا ہے، یا مومن کی حاجت کو پورا کرنا ہے یہ شفاعت ہے۔ یہ لازم ہے کہ جس کی شفاعت کی جا رہی ہو اور شفیع کے لئے اس کی شفاعت ممکن ہو اس طرح جس طرح وزن اٹھانے والے کی مدد کرنے کے لئے طاقت ہو۔ یہ ایک مادیات اور معنویات میں عقلی امر ہے۔

یہی معنیٰ کلام الٰہی میں بھی نظر آئے کہ خدا فرما رہا ہے:

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ۔ [2]

"اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے"۔

کیا ہوگا؟؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا خود اپنے اندر اہلیت پیدا کرو کہ تمہارا وجود اس قابل ہو کہ شفیع سے جڑ سکے۔ یہ لازمی ہے کہ شخص شفاعت کی اہلیت رکھتا ہو، اسی طرح جس طرح علم کے بارے میں کہا گیا ہے:

نُورٌ يَقْذِفُهُ اَللّٰهُ تَعَالَى فِي قَلْبِ مَنْ يُرِيدُ اَللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُ۔ [3]

يَحْتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔[1]

"جو بھی خدا سے ڈرے گا خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا، جو خدا پر اعتماد کرے گا خدا اس کے لئے کفایت کرے گا۔ خدا اپنے فرمان کو پورا کرتا ہے بیشک خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ مقرر کیا ہے"۔

کوئی یہ نہ کہے ہم نے سعی اور کوشش کے بغیر بھی دیکھا ہے نتیجہ (مال) ملتے ہوئے، جس طرح ارث ہے جو بغیر کسی زحمت کے حاصل ہوتا ہے۔

"جواب":۔

یہ جو ارث آپ تک پہنچا ہے بہت کوشش اور تلاش سے ہاتھ آیا ہے کیونکہ جو بڑے تھے انہوں نے بھی مال کے جمع کرنے میں حلال راستے سے زحمتیں اٹھائی ہیں۔ اس مہمان کی طرح جس کے لئے صاحب گھر کوشش اور تلاش سے مہمان کے لئے کھانا پیش کرتا ہے، اسی طرح مرد بھی (اپنے مال کی) اپنی اولاد کے لئے حفاظت کرتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو عقلاً اور ان کی سیرت اور روش پر ہے۔ شفاعت حضرات معصومین علیہم السلام فیض خداوندی کی وجہ سے ہے، ان کے مقام منزلت کی وجہ سے ہے اور شفاعت کرنا مستحب ہے۔ اور یہ جملہ جو فرمایا: "یا شافع امتی" سمجھا جاسکتا ہے لوگوں کی شفاعت کرنا مستحب ہے، اس کے علاوہ یہ عمل مشکلات دور کرنے کی ایک نوع ہے۔

اور اہل بیت علیہم السلام کسی صفت میں متصف نہیں ہوتے مگر یہ کہ وہ صفت نیک ہو اور یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ صفات معصومین علیہم السلام سب فضائل میں مشترک ہیں۔ جیسے بزرگی، کرامت، جوان مردی۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے فرمایا: یا صاحب حوضی۔

اب صاحب حوض ہونے میں سب معصومین علیہم السلام مشترک ہیں۔ اسی طرح سب معصومین

(۱)۔ غضائری رازی (متوفی ۴۲۶ھ) لکھنے والوں نے لکھا ہے وہ شیعہ تھا۔

مرا شفاعت این پنج تن بسندہ بودہ
کہ روز حشر بدین پنجتن رسانم تن
بہین ' خلق و برادرش و دختر و دو پسر
محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ و حسنؑ

(۲)۔ سنائی غزنوی (متوفی ۵۵۳ یا ۵۵۴ھ) "حدقیہ الحقیقہ" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھتے ہیں:

آسمان و عرش ہیں تیرے گھر کی چھت
تو ستون حیات تیرا ستون پایۂ بخت

رسالت میں کمال ہو، تمامِ تمام ہو
کرامتوں میں بھی کامل امام ہو

جن کی زاد راہ ہے کم ان کی قناعت ہو
ساری امت کی طاقتور شفاعت ہو

اے وہ جو سدرہ المنتہیٰ کا شاہراہ ہو
قبۂ عرش کی بارگاہ عزت پناہ ہو

آدمی نے آدمی ہو کر جو تیری ثنا کی
جو کچھ کہا ثنا میں سبھی خطا کی

اپنی ساری عمر میں جو کہا اور لکھا ہے
نہ حقیقت تھی، بلکہ حرکت نا سزا کی

جتنی بھی طاقت اور زور لگایا یہی ہے
گستاخی کا کفارہ ہو ہر سطر ثنا کی

تو خود مٹا دے اس کے لکھے بیاض سے
جو تعریف کی شکل میں ہے خطا کی

عمر بھر طاقت نہ تھی تیری اطاعت کی
اب مجھ گنہگار کو امید ہے شفاعت کی

ہر صبح ہم کالے کرتوت و گناہ لائے ہیں
فلک کو بھرنے تیرے پاس آہ لائے ہیں

اے وہ جس کا نام خدا نے بھی احترام سے لیا
انبیاء نے سالکیت کا نظام تیرے نظام سے لیا

اے ہمت تیری بڑی ہے آسمان و زمین سے
طی کرو ساتوں آسماں ہو ایک قدم کی دیر

روز محشر چلے گی شفاعت مختار کی

اگر تیرا چہرہ اور بال نہ ہوتے تو
اللہ کبھی نہ کہتا قسم لیل و نہار کی

صل علی محمد، گوہر تاج اصطفا
مالک لشکر ہدایت، ہے پیکر علم و تقوا

باغ شریعت کا بلبل، آسمان دیں کا تارہ
زمین کا کوکب دری، چمکایا ارض و سما

تاج دے پیغمبروں کو، حکم دے قیصروں کو
رسولوں کا مشکل کشا، ہے سردار تمام انبیا

سید ہے تمام رسولوں کا، رسول زمان آخر
قرآن کا مالک و وراث، مالک و صاحب دوسرا

عنایت کا ہاتھ قطمیروں کے سر پر پھیر
سارا جہاں ہے فقط تیری شفاعت کا بھوکا

اے وہ لا مکاں جس کا گھر ہے
معراج ملائکہ جس کا در ہے

امت کے شافع، ہو ہدایت کا باغ

عزت کی بلندیاں ہیں قدم تیرے
شفاعتیں لیتی ہیں جس کا سراغ

اگر چہ ہم بہت بڑے گنہگار ہیں
لیکن آپ کی شفاعت کے طلبگار ہیں

اے میرے بے صبر دل اک دم آرام کر
کہ یہاں مقام آرام عشق مرتضی ہے

یہ روضہ حسین ہے کہ حور نے کالی زلف
باندھی جھاڑو میں یہ وہ جنت سرا ہے

جلے کلیجۂ منکر، میں حسینی مذہب ہوں
گم نہ کروں اسے یہ حق و سیدھا راستہ ہے

اے امام المتقین، میں مفلس اطاعت ہوں
ایک بار قبول کر، ابد تک یہی شفا ہے

اے شفیع مذنبین، قحط سالی میں پھنسے ہیں
ابر احسان کو برسا یہی میری عطا ہے

"امام حسین علیہ السلام کی شفاعت کرنے کا واقعہ"

جناب محمد سوداگر جو کافی سال ہندوستان میں رہے اور اس کے بعد شیراز پلٹ آئے، نقل کرتے ہیں:

"ایک دن بمبئی میں ہندو (بت پرست) نے اپنی ملکیت کو سرکاری دفتر میں بیچا، تمام پیسے خریدنے والے سے لیکر اس دفتر سے باہر آیا۔

دو مکار انسان جو مذہب شیعہ سے منسوب تھے اس کے پیچھے پیچھے چلے تا کہ اس کے پیسے اس سے چھینیں۔ ہندو نے سمجھا تو جلدی سے خود کو گھر پہنچایا اور جو اس کے گھر میں درخت تھا، اس پر چڑھ کر چھپ گیا۔

وہ دو مکار شخص اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور بہت ڈھونڈنے کے بعد اس کو تلاش نہ کر پائے۔ اس کی بیوی کو مجبور کیا کہ بتاؤ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ گھر میں آیا تو بتاؤ کہاں گیا؟۔

اس نے کہا: میں نہیں جانتی۔ اس کو اس قدر مجبور کیا کہ وہ بتانے پر مجبور ہو گئی اور کہا: تمہیں حق حسین علیہ السلام کی قسم دیتی ہوں، قسم کھاؤ کہ اسے کچھ نہیں کہو گے تو بتاؤں گی۔

ان دو بے حیاء نے امام حسین علیہ السلام کی قسم کھائی کہ اس کو اذیت نہیں دیں گے اور اس کے ساتھ ان کا کوئی کام نہیں فقط اس کے کہ وہ کہاں ہے؟ اس کی بیوی نے درخت کی طرف اشارہ کیا۔ ان میں سے ایک شخص درخت کے اوپر گیا اور اس ہندو کو نیچے لائے، اس کے پیسے اس سے چھین لئے، پکڑے جانے کے خوف اور رسوائی کے خوف سے اس کا سر تن سے جدا کر دیتے ہیں۔

عورت نے روتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا اور فریاد کی: اے حسین علیہ السلام! مجھے تمہاری

کیا اور وہ ہندو امر پروردگار سے زندہ ہو گیا اور وہ شخصیت غائب ہوئی۔

جب حکومت کو اس بات کی خبر ہوئی، تحقیق کے بعد امام حسین علیہ السلام کے معجزے پر یقین کر لیتے ہیں وہ محرم کے ایام تھے، بہت نیاز تقسیم کرتے ہیں اور ٹرین عزاداروں کے لئے مفت کر دی جاتی ہے۔ ہندو سب مسلمان اور شیعہ ہو جاتے ہیں۔ یہ شفاعتِ دنیاوی کی ایک مثال ہے۔[1]

"لفظِ امت اور شفاعت زیارت عاشورا میں":۔

فَلَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً أَسَّسَتْ أَسَاسَ الظُّلْمِ وَ الْجَوْرِ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً دَفَعَتْكُمْ عَنْ مَقَامِكُمْ، وَ أَزَالَتْكُمْ عَنْ مَرَاتِبِكُمُ الَّتِي رَتَّبَكُمُ اللّٰهُ فِيهَا، وَلَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً قَتَلَتْكُمْ، وَلَعَنَ اللّٰهُ الْمُمَهِّدِينَ لَهُمْ بِالتَّمْكِينِ مِنْ قِتَالِكُمْ، .....

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَفَاعَةَ الْحُسَيْنِ يَوْمَ الْوُرُودِ وَ ثَبِّتْ لِي قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَكَ مَعَ الْحُسَيْنِ وَ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ الَّذِينَ بَذَلُوا مُهَجَهُمْ دُونَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

"روایات شفاعت"

(۱)۔ لكلِّ نبيٍّ دعوةٌ مستجابةٌ ، فتعجَّل كلُّ نبيٍّ دعوتَه ، وإني اختبأتُ دعوتي شفاعةً لأمتي ، فهي نائلةٌ من مات منهم لا يشركُ باللهِ شيئًا۔ [۱]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے پاس ایک قبول ہونے والی دعا ہے اور ہر نبی علیہ السلام نے وہ دعا کی مگر میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے لئے ذخیرہ کرلی، اس شرط کے ساتھ کہ توحید پر مرے نہ کہ شرک کے ساتھ"۔

(۲)۔ قال رسول الله أنا وأوّلُ شافعٍ وأوّلُ مُشفَّعٍ۔ [۲]

"میں پہلا شافع ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی"۔

(۳)۔ ان شفاعتي لأهلِ الكبائرِ من أمّتي۔ [۳]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنی شفاعت کو اپنی امت کے گناہان کبیرہ کرنے والوں کے لئے ذخیرہ کیا"۔

(۴)۔ قال رسول الله شفاعتي، وشفاعتي لِمَنْ شهدَ أنْ لا إلهَ إلّا الله مُخلِصًا يُصدِّقُ قلبُهُ لِسانَهُ، ولِسانُهُ قلبَهُ۔ [۴]

"اور میری یہ سفارش ہر اس آدمی کے حق میں ہوگی، جو اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کی شہادت اس طرح دیتا ہے کہ اس کا دل، اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہے اور اس کی زبان اس کے دل کی"۔

---

[۱] سنن ابن ماجہ، ج ۲ ص ۱۴۴۰

الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء۔

"قیامت کے دن انبیاء شفاعت کریں گے اس کے بعد علماء، اس کے بعد شہداء"۔

(۶)۔ إذا مُيِّزَ أهلُ الجنَّةِ وأهلُ النَّارِ يدخُلُ أهلُ الجنَّةِ الجنَّةَ وأهلُ النَّارِ النَّارَ قامتِ الرُّسُلُ فشفَعوا۔[۲]

"اس کے بعد فرمایا: جب اہل بہشت بہشت میں اور اہل جہنم جہنم میں جارہے ہوں گے، اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوں گے اور شفاعت کریں گے"۔

(۷)۔ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: اَلشُّفَعَاءُ خَمْسَةٌ اَلْقُرْآنُ وَ اَلرَّحِمُ وَ اَلْأَمَانَةُ وَ نَبِيُّكُمْ وَ أَهْلُ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ۔[۳]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شفاعت کرنے والے ۵ ہیں۔

قرآن، اقرباء، امانت، تمہارے نبی، اہل بیت پیغمبر علیہم السلام"

(۸)۔ فِي أَمَالِي اَلصَّدُوقِ (ره) بِإِسْنَادِهِ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ قَالَ: أَيُّمَا اِمْرَأَةٍ صَلَّتْ فِي اَلْيَوْمِ وَ اَللَّيْلَةِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَ صَامَتْ شَهْرَ رَمَضَانَ، وَ حَجَّتْ بَيْتَ اَللَّهِ اَلْحَرَامَ وَ زَكَّتْ مَالَهَا، وَ أَطَاعَتْ زَوْجَهَا وَ وَالَتْ عَلِيّاً دَخَلَتِ اَلْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ اِبْنَتِي فَاطِمَةَ۔[۴]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو عورت نماز پنجگانہ کو دن رات میں ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور حج واجب کو ادا کرے اور اپنے مال سے زکوٰۃ دے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، میرے بعد علی علیہ السلام کو ولی مانے، میری بیٹیؑ کی شفاعت سے جنت میں جائے گی"۔

۱۔ سنن ابن ماجہ، ج ۲ ص ۱۴۴۳

"مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: جو ہم سے مودت رکھے اس کیلئے شفاعت ہے"۔

(۱۰)۔ عَنْ جَدِّهِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: قَالَ فِي جَوَابِ نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ سَأَلُوهُ عَنْ مَسَائِلَ وَ أَمَّا شَفَاعَتِي فَفِي أَصْحَابِ الْكَبَائِرِ مَا خَلَا أَهْلَ الشِّرْكِ وَ الظُّلْمِ۔ [۲]

"حسن ابن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یہودیوں کے جواب میں فرمایا: میری شفاعت ان کے لئے ہے جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے سوائے شرک اور ظلم کے"۔

(۱۱)۔ حبيبي يا حسين كأنّي أراك عن قريب مرمّلا بدمائك، مذبوحا بأرض كربلاء، بين عصابة من أمّتي، و أنت مع ذلك عطشان لا تسقى، و ظمآن لا تروى، و هم مع ذلك يرجون شفاعتي، لا أنالهم الله شفاعتي يوم القيامة۔ [۳]

"امام حسین علیہ السلام جب مدینہ سے کربلا کی طرف نکلے تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خواب میں فرمایا:

اے میرے حبیب، اے میرے حسین علیہ السلام! گویا میں تمہیں جلدی خون میں غرق دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ تم غم اور بلاء میں میری امت کے ایک گروہ کے ہاتھوں ذبح ہو رہے ہو۔ تم ان مصیبتوں کے ساتھ پیاسے بھی ہو کہ تم نے پانی بھی نہیں پیا اور نہ پیو گے اور وہ لشکر ظلم تمہیں قتل کرے گا، اس کے بعد بھی میری شفاعت کیلئے امید لگائے ہو گا مگر پروردگار عالم روز قیامت میری شفاعت ان کو نصیب نہیں کرے گا"۔

لشفع فِي المذنبين مِن شيعتنا فأما المحسنون فقد نجاهم الله۔[1]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا ہم اپنے گناہگار شیعوں کی شفاعت کریں گے، باقی جوان میں نیک ہوں گے خدا ان کو خود ہی نجات دے گا"۔

(۱۳)۔ قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَ اللّٰهِ لَنَشْفَعَنَّ لِشِيعَتِنَا وَ اللّٰهِ لَنَشْفَعَنَّ لِشِيعَتِنَا وَ اللّٰهِ لَنَشْفَعَنَّ لِشِيعَتِنَا حَتَّى يَقُولَ النَّاسُ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے، خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے، خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے، یہاں تک کے اہل جہنم کہیں گے: بس ہمارے لئے شفاعت کرنے والا نہیں اور نہ ہی کوئی دل پسند دوست"۔

(۱۴)۔ قَالَ نَقُولُ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ الشَّفَاعَةُ وَ اللّٰهِ الشَّفَاعَةُ وَ اللّٰهِ الشَّفَاعَةُ۔[3]

"امام باقر علیہ السلام نے سورہ ضحیٰ کی آیت ۵ کے ذیل میں فرمایا: بہت جلدی خدا آپ کو اس قدر عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ فرمایا: خدا کی قسم شفاعت ہے، خدا کی قسم شفاعت ہے، خدا کی قسم شفاعت ہے۔

(۱۵)۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا أَحَدٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ إِلَّا وَهُوَ يَحْتَاجُ إِلَى شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[4]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اوّلین و آخرین میں سے کوئی امت ایسی نہیں جو روز قیامت آل محمد علیہم السلام کی شفاعت کی محتاج نہ ہو"۔

۱۔ فضائل الشیعہ، صدوق، ص ۴۲ ح ۴۵

الشِّرْكِ وَ لَا لِأَهْلِ الْكُفْرِ وَ الْجُحُودِ بَلْ يَكُونُ لِلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ گروہ کے لئے شفاعت نہیں۔ اہل شک کیلئے (جو دین توحید اور نبوت میں شک کرتے ہیں) اور نہ مشرک کیلئے نہ ہی کافر کیلئے نہ منکر دین کیلئے فقط مومنین کیلئے جو توحید پرست ہوں"۔

(۱۷)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَا يَنَالُ شَفَاعَتِي مَنِ اسْتَخَفَّ بِصَلَاتِهِ لَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ لَا وَ اللّٰهِ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت اس کے لئے نہیں جو نماز کو ہلکا جانے۔ خدا کی قسم وہ حوض کوثر سے سیراب نہیں ہوسکتا"۔

(۱۸)۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ:

مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِشَفَاعَتِي فَلَا أَنَالَهُ اللّٰهُ شَفَاعَتِي۔[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی نے میری شفاعت پر ایمان نہ لایا تو اس تک میری شفاعت نہیں پہنچے گی"۔

(۱۹)۔ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ كَذَّبَ بِشَفَاعَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمْ تَنَلْهُ۔[4]

"مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کو جھٹلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اس تک نہ پہنچے گی"۔

---

[1]۔ بحار الانوار، ج ۸ ص ۵۸

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَاَقْبَلَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَبُوالْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

"حضرت صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

کچھ لمحوں میں ابوالحسن امیر المومنین علیہ السلام آئے اور فرمایا: آپؑ پر سلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی، میں نے کہا: آپؑ پر بھی سلام ہو اے ابوالحسن علیہ السلام اے امیر المومنین"۔

"لغت ابوالحسنؑ"۔ کلمہ ابو باپ کے معنی میں ہے۔[1]

"کلمہ "اب" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۰۷ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا۔[2]

(۲)۔ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ۔[3]

(۳)۔ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ۔[4]

(۴)۔ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي۔[5]

---

[1]۔ اب، والد آباء جمع اب ابہ کی وبہ ابھا وابھا اس کو یاد کروایا یا بھلا دیا یا پھر یاد دلایا ابوتہ اباوۃ وابوہ وباپ ہوا۔۔۔۔ (فرہنگ جامع عمید)۔

لغت حسن ۔۔۔ اسے انیسا، انیس کے لئے ہیں ہے۔ حسان جمع حسن۔[1]

"حسن قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۲۸۱ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً۔[3]

(۲)۔ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ۔[4]

(۳)۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ۔[5]

(۴)۔ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا۔[6]

(۵)۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا[7]۔

کلمہ ابوالحسن دو جز ابو اور حسن سے ہے اور پہلے القاب معصومین علیہم السلام کی بحث میں گزر چکا ہے کہ یہ کنیت امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

"لغت علی"۔۔ بلند، شریف، بلند مرتبہ اور بلند قدر کے معنی میں ہے۔[8]

---

[1]۔ سورہ الاحزاب، آیت: ۴۰

[2]۔ حسن حسنا، نیک ہو، اصاحب جمال ہوا
حاسن حسن وحسین وحسان صفت مذکر۔
حسانون جمع حسان حسنۃ وحسنا وحسناۃ صفت جمع۔ مونث حسانات جمع حسان۔۔۔۔ (فرہنگ جامع عمید)

[3]۔ سورہ بقرہ، آیت: ۲۰۱

[4]۔ سورہ بقرہ، آیت: ۲۴۵

[5]۔ سورہ آل عمران، آیت: ۳۷

[6]۔ سورہ المائدہ، آیت: ۱۲

[7]۔ سورہ الانعام، آیت: ۱۶۰

[8]۔ علاء الشی علوا بلند ہوا علی فی المکان علاء بڑی قدر والا ہو علی اللہ فلانا خدا نے اس کو بلند کیا اور اسے عالی مقام دیا علو بلندی علیۃ و

"علی علیہ السلام قرآن میں"

یہ کلمہ اپنے مشتقات کے ۷۱ مرتبہ آیا ہے۔ کلمہ علی ۸ مرتبہ، کلمہ علیا تین مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ [۱]

(۲)۔ وَأَنَّ اللهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔ [۲]

(۳)۔ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔ [۳]

(۴)۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔ [۴]

(۵)۔ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ۔ [۵]

(۶)۔ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ۔ [۶]

(۷)۔ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ [۷]

(۸)۔ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ۔ [۸]

"لغت طالب"۔۔ طلب کرنے والا، چاہنے والا۔ چاہنا راغب۔ [۹]

۱۔ سورہ بقرہ، آیت: ۲۵۵

۲۔ سورہ الحج، آیت: ۶۲

۳۔ سورہ لقمان، آیت: ۳۰

۴۔ سورہ سباء، آیت: ۲۳

۵۔ سورہ غافر، آیت: ۱۲

۶۔ سورہ شوریٰ، آیت: ۵۱

۷۔ سورہ شوریٰ، آیت: ۴

۸۔ سورہ زخرف، آیت: ۴

"طلب قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں ۴ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ۔[۱]

(۲)۔ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا۔[۲]

(۳)۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ۔[۳]

"لغت بنت"۔۔ بیٹی بنات جمع بنت: بیٹیاں۔[۴]

"توضیح وتشریح":۔

کسی شخص کو کنیت دینا مستحب ہے جس طرح مستحب ہے کہ اس کو احترام بجالاتے ہوئے کنیت کے ساتھ پکارا جائے۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: "یا ابو الحسنؑ"

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی گفتار سے مراد (فأقبل عند ذالك ابو الحسنؑ)۔

اس وقت امیر المومنین علیہ السلام داخل ہوئے اور یہ تین حالت سے خالی نہیں یا مکان ہے یا زمان ہے ان کی شبیہ۔

یعنی ان تین معنوں میں سے کوئی ایک معنی رکھتا ہے جب یہ بزرگواران زیر کساء تھے علی علیہ السلام آئے، کلمہ عند یا اس کے شبیہ کبھی زمانی کبھی مکانی اور کبھی معنوی ہوتے ہیں۔

۱۔ سورہ الاعراف، آیت: ۵۴

۲۔ سورہ الکہف، آیت: ۴۱

"ہر وہ جو خدا کے پاس ہے خیر اور باقی رہنے والا ہے"۔

کیونکہ خداوند متعال نہ زمان رکھتا ہے نہ مکان۔

کلمہ کے سیاق کے حساب سے اگر اختلاف بھی ہو اگرچہ خلاف ظاہر ہے پھر بھی مشکل نہیں ہے وہاں پر جہاں قرینہ موجود ہو۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ۔[۲]

"ہر وہ چیز جو تمہارے نزدیک ہے ختم ہو جائے گی اور جو میرے پاس ہے باقی رہنے والا ہے"۔

کلمہ "عند" انسان میں ہو تو تین معنی رکھتا ہے لیکن اگر یہ کلمہ "عند" خدا کے ساتھ لگے تو فقط معنوی ہے۔ اس قول کی طرح:

تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ۔[۳]

"تم میرے اسرار سے آگاہ ہو میں تمہارے راز سے آگاہ نہیں"۔

خداوند بشر کی طرح نفس نہیں رکھتا اور یہاں پر کلمہ نفس آیا ہے جو فقط سیاق لفظ کے لئے ہے۔

ہمسر کو سلام کرنا اور اس کا احترام کرنا مستحب ہے۔

اسی طرح جس طرح امیر المومنین علیہ السلام بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو سلام کرتے ہیں۔

السلام علیك یا بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

"سلام ہو آپؑ پر اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی"۔

اور کبھی ہمسر کا احترام کرنا واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت میں ہے، عورت کے احترام میں کھڑے ہوئے، خصوصاً یہ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"عورت ریحانہ (پھول) (خوشبو) ہے پہلوان نہیں"۔

جملہ اشارہ ہے عورت کی عاطفت پر۔

خداوند عالم بھی اس کے بارے میں اشارہ فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔[۲]

"دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں البتہ مردان پر ایک درجہ رکھتے ہیں"۔

خداوند بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

احترام شوہر بھی مستحب کبھی تو واجب ہے۔ لقب اور کنیت کے ساتھ یاد کرنا بھی احترام میں شامل ہے۔ اسی طرح مرد پر بیوی کا احترام واجب ہے اور عورت پر بھی شوہر کا احترام واجب ہے کیونکہ یہ ان دونوں کے درمیان پیار، محبت، مودت اور صداقت کا سبب ہے۔

لہٰذا اگر یہ احترام کی رعایت کی جائے تو طلاق تک بات کبھی نہ پہنچتی۔ لازماً بیوی اور شوہر اسلامی دستورات کی رعایت کریں تا کہ ان کے درمیان محبت قائم رہے اور زندگی کی بہت زیادہ مشکلات اور پریشانیاں ان اسلامی دستورات کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

ایک ہی کلام میں خلاصہ یہ ہے کہ اخلاقیات کی دین میں رعایت کی جائے۔

"امیر المومنین علی علیہ السلام کا حسب ونسب"

رُوِیَ: قُتِلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی شَهْرِ رَمَضَانَ لِتِسْعٍ بَقِینَ مِنْهُ لَیْلَةَ الْأَحَدِ سَنَةَ أَرْبَعِینَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّینَ سَنَةً بَقِیَ بَعْدَ قَبْضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ ثَلَاثِینَ سَنَةً. بِثَلَاثِینَ سَنَةً وَ أُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَ هُوَ أَوَّلُ هَاشِمِیٍّ فِی الْإِسْلَامِ مِنْ هَاشِمِیَّیْنِ[1]

"امیر المومنین علیہ السلام عام الفیل کے تیس سال بعد کعبہ میں متولد ہوئے، اتوار کی شب ۲۱ ماہ رمضان ۴۹ ہجری کو شہید ہوئے۔ ان کی اس وقت عمر ۶۳ سال تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کے تیس سال بعد تک زندہ رہے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام دونوں طرف سے ہاشمی نسب ہیں۔ دونوں طرف سے نسب ہاشم کی طرف جاتا ہے"۔

شیخ مفیدؒ نے "ارشاد" میں لکھا ہے:

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف اور خود جناب سید اوصیاء ہیں۔ کنیت ابوالحسن جمعے کے دن ۱۳ رجب عام الفیل کا تیسواں سال، شہر مکہ خانہ خدا میں متولد ہوئے اور کوئی بھی نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد کوئی مولود کعبہ میں متولد ہوا۔

اور وہ اس نظر سے ہے کہ خدا نے ان کو محترم جانا اور ان کا احترام کیا۔

در مخزن لا یموت علیست

معلوم شود که صاحب خانه علیست

کلام حاج محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی مورخ مشہور یہ ہے:

ان کا اسم گرامی علی علیہ السلام ہے۔ مشہور ترین القابات میں سے ایک لقب امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ ان کی مشہور ترین کنیت ابوالحسن علیہ السلام ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام جب متولد ہوئے تو حضرت ابوطالب علیہ السلام نے ان کو سینے سے چپکایا اور حضرتِ فاطمہ بنت اسد کے ہاتھوں سے لیا، ابطح کی طرف آئے اور ندا کی:

يَا رَبِّ يَاذَا الْغَسَقِ الدَّجِيِّ
وَ الْقَمَرِ الْمُبْتَلِجِ الْمُضِيِّ
بَيِّنْ لَنَا مِنْ حُكْمِكَ الْمَقْضِيِّ
مَاذَا تَرَى فِي اِسْمِ ذَا الصَّبِيِّ [1]

اچانک ابر جیسی کوئی چیز زمین پر نظر آئی اور ابوطالب علیہ السلام کے نزدیک آئی اور حضرت ابوطالب علیہ السلام کو سینے سے لگایا اور پلٹ گئی۔ جب صبح ہوئی دیکھا کہ ایک سبز لوح جس پر لکھا ہوا تھا:

خُصِّصْتُمَا بِالْوَلَدِ الزَّكِيِّ
وَالطَّاهِرِ الْمُنْتَجَبِ الرَّضِيِّ
فَاسْمُهُ مِنْ شَامِخٍ عَلِيٍّ
عَلِيٌّ اُشْتُقَّ مِنَ الْعَلِيِّ [2]

پس اس کے بعد اپنے بیٹے کا نام علی علیہ السلام رکھا اور اس لوح کو کعبے کے دائیں زاویئے پر لٹکایا، یہ لوح ہشام بن ہاشم بن عبدالملک کے دور تک لگی رہی اس کے بعد اس کو اتروا دیا گیا، پھر وہ گم ہوگئی۔

والد ماجد آنحضرت ابوطالب علیہ السلام بن عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ آپؑ کی دادی جناب

اسم جناب ابو طالب علیہ السلام عمران ہے اور یہ تین مادری اور پدری بھائی تھے کیونکہ جناب عبدالمطلب علیہ السلام کی تمام اولادیں مختلف ماؤں سے تھیں۔ (سوائے اُن تین بیٹوں کے جن کا اُوپر ذکر کیا ہے)۔

آپؑ کی والدہ ماجدہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ فاطمہ بنت اسد کی دادی فاطمی بنت رواحۃ بن حجر بن عبداللہ بن مریض بن وہب بن ثعلبہ بن وائلۃ بن عمرو بن شہاب بن مہارب بن فہر ہیں۔

فاطمہ بنت اسد اور جناب ابو طالب علیہ السلام آپس میں چچازاد تھے اور بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے ہاشمی گھر میں اولاد کو جنم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ماں کا خطاب دیا۔[1]

"نام علی علیہ السلام خداوند عالم کے اسماء سے مشتق ہے جس کا ہاتف غیبی سے علی علیہ السلام نام رکھا گیا"

امیر المومنین علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ہے کہ کعبہ میں متولد ہوئے۔ تولد امیر المومنین علیہ السلام کعبہ کے اندر اتفاق علماء اور راویان شیعہ سنی ہے۔

مرحوم علامہ امینیؒ اس موقع کو ۱۶ معتبر کتب عامہ سے نقل کرتے ہیں اور ان سے پہلے کوئی بھی کعبہ میں متولد نہیں ہوا اور یہ امیر المومنین علیہ السلام کے افتخارات میں سے تھا جو خدا نے ان کے احترام جلالت کی وجہ سے ان کے ساتھ مخصوص کیا۔

(۱)۔ قَالَ يَزِيدُ بْنُ قَعْنَبٍ:

كُنْتُ جَالِساً مَعَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ فَرِيقٍ مِنْ عَبْدِ الْعُزَّى بِإِزَاءِ بَيْتِ اللَّهِ الْحَرَامِ إِذْ أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدٍ أُمُّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَتْ حَامِلاً بِهِ لِتِسْعَةِ أَشْهُرٍ وَ قَدْ أَخَذَهَا الطَّلْقُ فَقَالَتْ رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنَةٌ بِكَ وَ بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِكَ مِنْ رُسُلٍ وَ كُتُبٍ وَ إِنِّي مُصَدِّقَةٌ بِكَلَامِ جَدِّي إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَنَّهُ بَنَى الْبَيْتَ الْعَتِيقَ فَبِحَقِّ الَّذِي بَنَى هَذَا الْبَيْتَ وَ بِحَقِّ الْمَوْلُودِ الَّذِي فِي بَطْنِي لَمَّا يَسَّرْتَ عَلَيَّ وِلَادَتِي قَالَ يَزِيدُ بْنُ قَعْنَبٍ فَرَأَيْنَا الْبَيْتَ وَ قَدِ انْفَتَحَ عَنْ ظَهْرِهِ وَ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ فِيهِ وَ غَابَتْ عَنْ أَبْصَارِنَا وَ الْتَزَقَ الْحَائِطُ فَرُمْنَا أَنْ يَنْفَتِحَ

يُعْبَدَ اللّٰهُ فِيهِ إِلاَّ اِضْطِرَاراً وَ أَنَّ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ هَزَّتِ النَّخْلَةَ الْيَابِسَةَ بِيَدِهَا حَتَّى أَكَلَتْ مِنْهَا رُطَباً جَنِيّاً وَ إِنِّي دَخَلْتُ بَيْتَ اللّٰهِ الْحَرَامَ فَأَكَلْتُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَ أَوْرَاقِهَا فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَخْرُجَ هَتَفَ بِي هَاتِفٌ يَا فَاطِمَةُ سَمِّيهِ عَلِيّاً فَهُوَ عَلِيٌّ وَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْأَعْلَى يَقُولُ إِنِّي شَقَقْتُ اِسْمَهُ مِنْ اِسْمِي وَ أَدَّبْتُهُ بِأَدَبِي وَ وَقَفْتُهُ عَلَى غَوَامِضِ عِلْمِي وَ هُوَ الَّذِي يَكْسِرُ الْأَصْنَامَ فِي بَيْتِي وَ هُوَ الَّذِي يُؤَذِّنُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي وَ يُقَدِّسُنِي وَ يُمَجِّدُنِي فَطُوبَى لِمَنْ أَحَبَّهُ وَ أَطَاعَهُ وَ وَيْلٌ لِمَنْ أَبْغَضَهُ وَ عَصَاهُ۔[1]

"مرحوم شیخ صدوق سعید بن جبیر وہ یزید بن قعنب سے نقل کرتے ہیں کہا: کہ میں عباس کے ساتھ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) کے ساتھ قبیلہ عبدالعزیٰ کے ساتھ کعبے کے سامنے بیٹھے تھے کہ اچانک فاطمہ بنت اسد آئیں جن کے حمل کو ۹ ماہ گزر چکے تھے، جو کعبہ کی طرف آئیں اور وہیں پر دردِ زایمان نے ان کو گھیر لیا اور کعبے کے ساتھ کھڑے ہو کر دعا کی:

اے اللہ! میں تجھ پر ایمان رکھتی ہوں اور جو بھی تیری طرف سے آیا جیسے رسولؐ، آسمانی کتاب سب پر ایمان رکھتی ہوں اور میرے جد کے کلام ابراہیم خلیل علیہ السلام کی تصدیق کرتی ہوں، اس نے کعبے کو تعمیر کیا، تجھے اس کا واسطہ جس نے کعبہ کو تعمیر کیا اور تجھے اس مولود کے حق کا واسطہ جو میرے شکم میں ہے، مجھ پر وضع حمل آسان فرما۔

یزید بن قعنب کہتا ہے اچانک دیکھا دیوار کعبہ پشت سے شگافتہ ہوئی اور فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کعبے کے اندر چلیں گئیں۔

فاطمہ بنت اسد تین دن کعبہ کے اندر رہیں اور چوتھے دن کعبے کے باہر آئیں اس حال میں کہ امیر المومنین علیہ السلام ان کے ہاتھوں میں تھے۔

اس کے بعد فرمایا: "میں نے گزری ہوئی عورتوں پر فضیلت پائی کیونکہ آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی اپنے وقت کی عورتوں پر فضیلت رکھتی تھیں، چھپ کر خدا کی عبادت کی۔ حضرت مریم بنت عمران مادر عیسیٰ زایمان کے وقت دور چلی گئی اور عیسیٰ کی ولادت کے بعد خرما کے خشک درخت کو دیکھا اور اپنے ہاتھ سے اس خشک درخت کو حرکت دی یہاں تک کہ تازہ خرما اور مرغوب اس کے لئے نیچے آئیں اور اس نے ان میں سے کھایا"۔[1]

لیکن میں گھر کے اندر گئی اور جنتی غذاؤں اور میووں سے کھایا جب ارادہ کیا کہ کعبہ سے باہر آؤں ہاتف سے آواز آئی:

يَا فَاطِمَةُ. سَمِّيهِ عَلِيّاً وَ هُوَ عَلِيٌّ....

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! اس کا نام علی علیہ السلام رکھو۔ بیشک وہ علی علیہ السلام (یعنی بلند مقام والا ہے)۔ خداوند اعلیٰ فرماتا ہے: میں نے اس کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور اس کو اپنے آداب پر تربیت کی اور اپنے مشکل مسائل اس پر آگاہ کئے۔ وہ ہے جو بتوں کو (جو کعبے کے اندر ہیں) توڑے گا اور کعبے کے اوپر اذان کہے گا، میری تقدیس اور تمجید کرے گا۔

فَطُوبَى لِمَنْ أَحَبَّهُ وَ أَطَاعَهُ وَ وَيْلٌ لِمَنْ أَبْغَضَهُ وَ عَصَاهُ.

سعادت ہو اس کے لئے جو اس سے محبت کرے اور اس کی پیروی کرے، وائے ہو اس کے لئے جو اس سے دشمنی کرے اور اس کی نافرمانی کرے"۔

(۲) قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلِيّاً مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ- قَبْلَ أَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِخَمْسِمِائَةِ أَلْفِ عَامٍ
فَكُنَّا نُسَبِّحُ اللَّهَ وَ نُقَدِّسُهُ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى آدَمَ قَذَفَ بِنَا فِي
صُلْبِهِ وَ اِسْتَقَرَرْتُ أَنَا فِي جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ وَ عَلِيٌّ فِي الْأَيْسَرِ ثُمَّ
نَقَلَنَا مِنْ صُلْبِهِ فِي الْأَصْلَابِ الطَّاهِرَاتِ إِلَى الْأَرْحَامِ الطَّيِّبَةِ
فَلَمْ نَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى أَطْلَعَنِيَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مِنْ ظَهْرٍ
طَاهِرٍ وَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاسْتَوْدَعَنِي خَيْرَ رَحِمٍ وَ
هِيَ آمِنَةُ ثُمَّ أَطْلَعَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلِيّاً مِنْ ظَهْرٍ طَاهِرٍ وَ هُوَ
أَبُو طَالِبٍ وَ اِسْتَوْدَعَهُ خَيْرَ رَحِمٍ وَ هِيَ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدٍ ثُمَّ قَالَ
يَا جَابِرُ وَ مِنْ قَبْلِ أَنْ وَقَعَ عَلِيٌّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ كَانَ فِي زَمَانِهِ رَجُلٌ
عَابِدٌ رَاهِبٌ يُقَالُ لَهُ المثرم بْنُ دعيب بْنِ الشيقتام وَ كَانَ
مَذْكُوراً فِي الْعِبَادَةِ قَدْ عَبَدَ اللَّهَ مِائَةً وَ تِسْعِينَ سَنَةً وَ لَمْ
يَسْأَلْهُ حَاجَةً فَسَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يُرِيَهُ وَلِيّاً لَهُ فَبَعَثَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ
تَعَالَى بِأَبِي طَالِبٍ إِلَيْهِ فَلَمَّا أَنْ بَصُرَ بِهِ المثرم قَامَ إِلَيْهِ فَقَبَّلَ
رَأْسَهُ وَ أَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ قَالَ رَجُلٌ
مِنْ تِهَامَةَ فَقَالَ مِنْ أَيِّ تِهَامَةَ قَالَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنْ
عَبْدِ مَنَافٍ قَالَ مِنْ أَيِّ عَبْدِ مَنَافٍ قَالَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَوَثَبَ
إِلَيْهِ الرَّاهِبُ وَ قَبَّلَ رَأْسَهُ ثَانِياً وَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعْطَانِي
مَسْأَلَتِي وَ لَمْ يُمِتْنِي حَتَّى أَرَانِي وَلِيَّهُ ثُمَّ قَالَ أَبْشِرْ يَا هَذَا فَإِنَّ
الْعَلِيَّ الْأَعْلَى قَدْ أَلْهَمَنِي إِلْهَاماً فِيهِ بِشَارَتُكَ قَالَ أَبُو طَالِبٍ وَ
مَا هُوَ قَالَ وَلَدٌ يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِكَ هُوَ وَلِيُّ اللَّهِ تَبَارَكَ اِسْمُهُ وَ

لا شريك له و أن محمداً عبده و رسوله و أنك وصيه حقاً -
بمحمد يتم النبوة و بك يتم الوصية قال فبكى أبو طالب و
قال له ما اسم هذا المولود قال اسمه علي فقال أبو طالب إني
لا أعلم حقيقة ما تقوله إلا ببرهان بين و دلالة واضحة قال
المثرم فما تريد أن أسأل الله لك أن يعطيك في مكانك ما
يكون دلالة لك قال أبو طالب أريد طعاماً من الجنة في وقتي
هذا فدعا الراهب بذلك فما استتم دعاؤه حتى أتي بطبق
عليه من فاكهة الجنة رطبة و عنبة و رمان فتناول أبو
طالب منه رمانة و نهض فرحاً من ساعته حتى رجع إلى منزله
فأكلها فتحولت ماء في صلبه فجامع فاطمة بنت أسد فحملت
بعلي عليه السلام و ارتجت الأرض و زلزلت بهم أياماً حتى
لقيت قريش من ذلك شدة و فزعوا و قالوا قوموا بآلهتكم
إلى ذروة أبي قبيس حتى نسألهم أن يسكنوا ما نزل بكم و
حل بساحتكم فلما اجتمعوا على ذروة جبل أبي قبيس فجعل
يرتج ارتجاجاً حتى تدكدكت بهم صم الصخور و تناثرت و
تساقطت الآلهة على وجهها فلما بصروا بذلك قالوا لا طاقة
لنا بما حل بنا فصعد أبو طالب الجبل و هو غير مكترث بما
هم فيه فقال أيها الناس إن الله تبارك و تعالى قد أحدث في
هذه الليلة حادثة و خلق فيها خلقاً إن لم تطيعوه و لم تقروا
بولايته و تشهدوا بإمامته لم يسكن ما بكم و لا يكون لكم
بتهامة مسكن فقالوا يا أبا طالب إنا نقول بمقالتك فبكى أبو

بِرَّ التَّسْمِيَةِ لَقَدْ كَانَتِ الْعَرَبُ تَكْتُبُ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَتَدْعُو بِهَا عِنْدَ شَدَائِدِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ هِيَ لَا تَعْلَمُهَا وَ لَا تَعْرِفُ حَقِيقَتَهَا فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي وُلِدَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَشْرَقَتِ السَّمَاءُ بِضِيَائِهَا وَ تَضَاعَفَ نُورُ نُجُومِهَا وَ أَبْصَرَتْ مِنْ ذٰلِكَ قُرَيْشٌ عَجَباً فَهَاجَ بَعْضُهَا فِي بَعْضٍ وَ قَالُوا قَدْ أُحْدِثَ فِي السَّمَاءِ حَادِثَةٌ وَ خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ وَ هُوَ يَتَغَلْغَلُ سِكَكَ مَكَّةَ وَ أَسْوَاقَهَا وَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَمَّتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَ أَقْبَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ عَنْ عِلَّةِ مَا يَرَوْنَهُ مِنْ إِشْرَاقِ السَّمَاءِ وَ تَضَاعُفِ نُورِ النُّجُومِ فَقَالَ لَهُمْ أَبْشِرُوا فَقَدْ ظَهَرَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَلِيٌّ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ يُكَمِّلُ اللّٰهُ فِيهِ خِصَالَ الْخَيْرِ وَ يَخْتِمُ بِهِ الْوَصِيِّينَ وَ هُوَ إِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَ نَاصِرُ الدِّينِ وَ قَامِعُ الْمُشْرِكِينَ وَ غَيْظُ الْمُنَافِقِينَ وَ زَيْنُ الْعَابِدِينَ وَ وَصِيُّ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِمَامُ هُدًى وَ نَجْمُ عُلًا وَ مِصْبَاحُ دُجًى وَ مُبِيدُ الشِّرْكِ وَ الشُّبُهَاتِ وَ هُوَ نَفْسُ الْيَقِينِ وَ رَأْسُ الدِّينِ فَلَمْ يَزَلْ يُكَرِّرُ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ وَ الْأَلْفَاظَ إِلَى أَنْ أَصْبَحَ ....[1]

"جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تولد امیر المومنین علیہ السلام کے بارے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

واہ واہ بہترین مولود میرے بعد سنت مسیح پر متولد ہونے والے مولود کے بارے میں سوال کیا: بیشک خداوند عالم نے مجھے اور علی علیہ السلام کو خلقت آدم علیہ السلام سے پانچ ہزار سال پہلے اس سے پہلے کسی اور کو خلق کرے، ہمیں خلق کیا

ہمیں خدا کی تسبیح تقدیس کرتے ہیں ہمیں صلب

پائے۔ اس کے بعد اصلاب اور ارحام مطہرات میں منتقل ہوتے رہے اور ساتھ رہے،
پھر خداوند متعال نے مجھے صلب مطہر عبداللہ علیہ السلام اور بہترین رحم یعنی رحم آمنہ سلام اللہ علیہا
میں قرار دیا۔ خداوند نے علی علیہ السلام کو ابو طالب علیہ السلام کی صلب مطہر رحم مطہر فاطمہ بنت
اسد سلام اللہ علیہا میں قرار دیا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

اے جابر! اس سے پہلے کہ علی علیہ السلام رحم مادر میں قرار پاتے

ایک مرد راہب جس کا نام مشرم بن رعیب بن شیقنام تھا، زندگی گزارتا تھا

خداوند متعال کی ۱۹۰ سال عبادت کی، خدا سے کبھی کچھ نہیں مانگا، بس ایک حاجت کی
خدایا! اپنے اولیاء میں سے کسی ولی کی زیارت کرا، خداوند متعال نے ابو طالب
علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا، جیسے ابو طالب علیہ السلام وہاں گئے مشرم نے دیکھا اٹھ کر
کھڑے ہو گئے اور ابو طالب علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کے سر کا بوسہ لیا اور اپنے
ساتھ بٹھایا اور کہا! اللہ آپؑ پر رحمت کرے آپؑ کون ہیں۔ فرمایا: میں تھامہ سے ایک
شخص ہوں۔ کہا: تھامہ کے کون سے علاقے میں۔ فرمایا: مکہ سے۔

فرمایا: مکہ کے کون سے خاندان میں۔ فرمایا: خاندان عبد مناف سے

فرمایا: عبد مناف کی کون سی شاخ سے۔ فرمایا: بنی ہاشم سے

یہ سنتے ہی راہب اپنی جگہ سے اٹھا اور دوبارہ سر کا بوسہ لیا

الحمد للہ! کہ خدا نے میری خواہش کو پورا کیا کہ "مجھے تب تک مجھے موت نہ دینا جب تک
اپنے ولی سے نہ ملا دے"

اس کے بعد کہا: اے فلاں! آپؑ کے لئے ایک خوشخبری ہے جو مجھے علی الاعلیٰ نے
الہام کی ہے کہ وہ خوشخبری آپؑ کے لئے ہے۔ ابو طالب علیہ السلام نے پوچھا: وہ کیا؟ کہا:

یشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و انک وصیہ حقا۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت کو تمام کریں گے آپؑ وصایت کو۔ ابو طالب علیہ السلام نے گریہ کیا اور کہا: اس مولود کا نام کیا ہے؟

شرم نے کہا: اس کا نام علی علیہ السلام ہے

ابو طالب علیہ السلام نے کہا: جو تم کہہ رہے ہو میں اس کو فقط دلیل کے ساتھ قبول کروں گا

شرم نے کہا: کیا چاہتے ہیں، میں یہیں پر خدا سے مانگوں تا کہ عطا کرے اور وہ آپؑ کے لئے دلیل برہان ہو؟

ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: میں چاہتا ہوں بہشت کی خوراک سے خوراک کھاؤں۔

راہب نے دعا کی۔ ابھی وہ دعا پوری نہیں ہوئی کہ طشت جو کھجور، انگور اور انار بہشتی کا ظاہر ہوا، ابو طالب علیہ السلام نے اس طشت سے انار اٹھایا اور اسی وقت خوشی خوشی اپنے گھر لوٹے۔ اپنے گھر آئے، علی علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں اسی وقت میں زمین میں زلزلہ آیا، اس طرح کہ قریش والے شدت کے ساتھ ڈر گئے کہا: اُٹھو اور قلعہ کوہ ابو قبیس پر چلو اور اپنے خداؤں کی طرف توجہ کریں اور ان سے چاہیں یہ جو حادثہ آرہا ہے اس کو خاموش کریں، جب انہوں نے قلعہ ابو قبیس پر اجتماع کرلیا۔ پہاڑ میں بھی ایسا لرزا آیا کہ بہت بڑے بڑے پتھر ان کے پاؤں کے آگے گر رہے تھے اور جو اپنے ساتھ بت لائے تھے وہ بھی جا کر زمین پر گرے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، قریش نے جب یہ دیکھا تو کہا: ہمارے لئے کوئی طاقت نہیں جو اس مصیبت میں ہماری مدد کرے

اس وقت ابو طالب علیہ السلام کو باہر لوگ جو بھی کہہ رہے تھے ان کی پرواہ نہ تھی اور کہا: اے لوگو! گزشتہ شب جو کچھ بھی حوادث پیش آئے وہ بتاتے ہیں کہ خدا نے کسی ایسے کو خلق کیا ہے کہ اگر اس کی فرمانبرداری نہیں کی اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کیا، اس کی

اقرار کریں۔ ابوطالب علیہ السلام نے گریہ کیا

اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا:

(اے میرے سردار! تم سے سوال کرتا ہوں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محمودیت کے صدقے، علی علیہ السلام کی علویت کے صدقے، فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بیضایت کے صدقے تھامہ کی نسبت مہربانی اور رحمت فرما۔ اس خدا کی قسم! جو دانہ کو شگافتہ کرتا ہے اور نمودار کرتا ہے اور اس کی جان کی پرورش کرتا ہے

عرب نے دور جاہلیت میں بغیر اس کے اس کلمہ کی حقیقت کو جانیں لکھ لیا اور اپنی مشکلات میں انہی کلمات کے ساتھ دعا مانگتے تھے

جس دن امیر المومنین علیہ السلام متولد ہوئے آسمان چمکا، ستاروں کے نور میں اضافہ ہوا، قریش حیرت زدہ ہوئے، اضطراب کی حالت میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں آسمان میں کوئی حادثہ ہوا ہے؟؟؟

ابوطالب علیہ السلام گھر سے باہر آئے اور مکے کی گلی کوچوں اور بازاروں میں اس پیغام کو پہنچایا:

اے لوگو! حجت خداوند تمام ہوئی، لوگ ان کے پاس آتے تھے اور آسمان میں ستاروں کے زیادہ چمکنے کی وجہ پوچھ رہے تھے اور وہ ان کو کہہ رہے تھے تمہارے لئے بشارت ہے کہ اس وقت میں خدا کے اولیاء میں سے ایک ولی متولد ہوا ہے کہ خداوند نے تمام اچھی صفات اس میں جمع کیں اور وصایت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر ختم کرے گا وہ امام المتقین، ناصر دین ہے، مشرکین کو مارنے والا اور منافقین کے غضب کا سبب ہے۔ زین العابدین، وصی رسول العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام الہدیٰ، نجم علاء، شرک اور شکوک کی تاریکی میں چراغ ہے، وہ نفس یقین، رأس الدین، صبح تک

وَالْقَمَرِ الْمُنِيْرِ الْمُضِيْ

بَيِّنْ لَنَا مِنْ حُكْمِكَ الْمُقْضِيْ

مَاذَا تَرَى فِي اِسْمِ ذَا الصَّبِيْ

اے پروردگار شب تیرہ تار

چمکتے چاند کے خالق

اپنے خزانہ اسرار سے

اس بچے کا نام آشکار کر

اسی وقت ہاتف غیبی سے آواز آئی:

خُصِّصْتَمَا بِالْوَلَدِ الزَّكِيِّ

وَالطَّاهِرِ الْمُنْتَجَبِ الرَّضِيِّ

فَاسْمُهُ مِنْ شَامِخِ عَلِيٍّ

عَلِيٌّ اُشْتُقَّ مِنَ الْعَلِيِّ

پاک بیٹا آپؐ کے ساتھ مخصوص ہوا، اس کا نام عالم بالا سے علی علیہ السلام ہے، کہ علی مشتق ہے علی اعلیٰ سے"۔[1]

"علی کا نام آسمان میں مشہور ہے"۔

(۳)۔ عَنْ جَابِرِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَجَدْتُ عَلَى كُلِّ بَابِ سَمَاءٍ مَكْتُوباً لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَمَّا صِرْتُ إِلَى حُجُبِ النُّورِ رَأَيْتُ عَلَى كُلِّ حِجَابٍ مَكْتُوباً لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ

"جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف معراج کرائی گئی ساتویں آسمان پر دیکھا ہر دروازے پر لکھا تھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

جب حجاب نور سے گزرا تو ہر حجاب نور پر یہ جملات لکھے تھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

جب میں نے عرش کی طرف سیر کی عرش کے رکنوں میں سے ہر رکن پر لکھا تھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

"أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ وَ بَلَغْتُ [السَّمَاءَ] الْخَامِسَةَ نَظَرْتُ إِلَى صُورَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقُلْتُ: حَبِيبِي جَبْرَئِيلُ ! مَا هَذِهِ الصُّورَةُ؟ فَقَالَ: اِشْتَهَتِ الْمَلَائِكَةُ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى [صُورَةِ] عَلِيٍّ فَقَالُوا: رَبَّنَا! إِنَّ بَنِي آدَمَ فِي دُنْيَاهُمْ يَتَمَتَّعُونَ غُدْوَةً وَ عَشِيَّةً بِالنَّظَرِ إِلَى عَلِيٍّ اِبْنِ عَمِّ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ وَ خَلِيفَتِهِ وَ وَصِيِّهِ وَ أَمِينِهِ، فَمَتِّعْنَا بِصُورَتِهِ قَدْرَ مَا تُمَتِّعُ أَهْلَ الدُّنْيَا بِهِ، فَصَوَّرَ لَهُمْ صُورَتَهُ مِنْ نُورِ قُدْسِهِ - عَزَّ وَ جَلَّ - فَصُورَةُ عَلِيٍّ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لَيْلاً وَ نَهَاراً يَزُورُونَهُ وَ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ غُدْوَةً وَ عَشِيَّةً۔ [2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں اس شب جس میں مجھے معراج پر لے گئے جب پانچویں آسمان پر پہنچا تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا۔ میں نے کہا: اے میرے حبیب جبرائیل! یہ کس کی صورت ہے؟ جبرائیل نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرشتوں کو آرزو تھی کہ علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھیں اور ان کی زیارت کریں، اس کے بعد سب نے کہا:

ہمیں بھی [illegible] آل علی علیہ السلام سے بہرہ مند ہوتے ہیں، صبح شام

ہے، علیہ السلام اور ان کا امین ہے [illegible] نورانی علی
علیہ السلام سے بہرہ مند ہوں، اسی طرح جس طرح اہل دنیا ان کے وجود مبارک سے بہرہ
مند ہوتے ہیں، پس خداوند متعال نے نور قدسیہ سے صورت علی علیہ السلام بنائی
پس علی علیہ السلام کی ملائکہ کے درمیان روز شب زیارت ہوتی ہے، ملائکہ صبح شام صورت
نورانی علی علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہیں"۔

فَلَمَّا قَضَيْتُ وَطَرِي مِنْ مُنَاجَاةِ رَبِّي نُودِيتُ أَنَّ الْعَزِيزَ يَقُولُ [لَكَ]: مَنْ خَلَّفْتَ فِي الْأَرْضِ؟ [فَ] قُلْتُ: خَيْرَهُمْ [خَلَّفْتُ فِيهِمْ] ابْنَ عَمِّي. فَنُودِيتُ: يَا أَحْمَدُ! مَنِ ابْنُ عَمِّكَ؟ قُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ، عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. فَنُودِيتُ مِنَ الْمَلَكُوتِ سَبْعاً مُتَوَالِيَةً: يَا أَحْمَدُ! اسْتَوْصِ بِابْنِ عَمِّكَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ خَيْراً. ثُمَّ نُودِيتُ: الْتَفِتْ. فَالْتَفَتُّ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ، فَوَجَدْتُ عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ الْأَيْمَنِ مَكْتُوباً: «لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي، مُحَمَّدٌ رَسُولِي، أَيَّدْتُهُ بِعَلِيٍّ». ثُمَّ نُودِيتُ: يَا أَحْمَدُ! شَقَقْتُ اسْمَكَ مِنْ اسْمِي؛ أَنَا [اللَّهُ الْمَحْمُودُ] الْحَمِيدُ وَ أَنْتَ أَحْمَدُ، وَ شَقَقْتُ اسْمَ ابْنِ عَمِّكَ مِنْ اسْمِي؛ أَنَا الْأَعْلَى وَ هُوَ عَلِيٌّ. يَا أَبَا الْقَاسِمِ! امْضِ هَادِياً مَهْدِيّاً، نِعْمَ الْمَجِيءُ جِئْتَ وَ نِعْمَ الْمُنْصَرَفُ انْصَرَفْتَ، فَطُوبَى لَكَ وَ طُوبَى لِمَنْ آمَنَ بِكَ وَ صَدَّقَكَ.[1]

"جب میری خدا سے مناجات تمام ہوئیں، خدا نے مجھے آواز دی:
زمین پر کس کو اپنا جانشین بنایا؟
میں نے کہا: اہل زمین کے درمیان اہل زمین کے بہترین فرد اپنے چچا کے بیٹے کو اپنا

میں نے کہا: خدایا تم سب سے بہتر جانتے ہو کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو امت کے درمیان خلیفہ بنایا ہے

پھر خدا نے مجھے اپنے سات ملکوت کے پیچھے سے آواز دی:

اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنے چچا کے بیٹے سے کہنا کہ بہترین اہل زمین (اور آسمان) ہے۔

اس کے بعد فرمایا: عرش کی دائیں جانب نگاہ کروں جب توجہ کی تو دیکھا ساق عرش پر لکھا تھا:

میرے علاوہ کوئی اللہ نہیں، میں ہی وحدہ کا شریک ہوں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا رسول ہے اور اس کی علی علیہ السلام کے ذریعے تائید کی

اے حامد! تم کو اپنے نام سے مشتق کیا، میں خدائے محمود وحمید ہوں

میں خدائے بلند مرتبہ ہوں، تمہارے چچا کے بیٹے کا نام اپنے نام سے مشتق کیا، اے ابا القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہادی اور مہدی رہیں

بہترین جگہ پر آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس عالی مقام سے پلٹ جائیں سعادت کو آپؐ کے لئے اور اس کے لئے جو آپؐ پر ایمان لایا اور آپؐ کی تصدیق کی"۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ عَهِدَ إِلَيَّ رَبِّي جَلَّ جَلَالُهُ فِي عَلِيٍّ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّي وَ سَعْدَيْكَ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ عَلِيّاً إِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ فَبَشِّرْهُ بِذَلِكَ فَبَشَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِذَلِكَ فَخَرَّ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَاجِداً شُكْراً لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ يَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شب مجھے معراج پر لے گئے

خداوند متعال نے علی علیہ السلام کے بارے مجھے تین کلمات کی سفارش کی

مجھے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

میں نے عرض کیا: لبیك پروردگار سعدیك

فرمایا: علی علیہ السلام امام المتقین اور قائد غر المحجلین اور یعسوب المومنین ہے اس کو بشارت دو

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو بشارت دی، علی علیہ السلام نے فخر کیا اور سجدہ شکر کیا

اس کے بعد سر اٹھایا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری قدر اتنی زیادہ ہوگئی کہ وہاں پر میرا نام لیا جاتا ہے

فرمایا: جی ہاں تم خدا کے نزدیک بہت معروف ہو، بیشک آپ کا تذکرہ ہوتا ہے رفیق اعلیٰ میں۔

منصور نے کہا: یہ فضل خدا ہے جسے چاہے دیتا ہے

عن علی قال رسول الله دخلت الجنة فرأيت على بابها مكتوبا لا اله الا الله محمد حبيب الله على ولى الله فاطمة امة الله الحسن الحسين صفوة الله على مبغضيهم لعنة الله۔ [۲]

"علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب جنت میں داخل ہوا تو دیکھا جنت کے دروازے پر سونے سے لکھا تھا:

لا الہ الا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب اللہ وعلی ولی اللہ علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا کنیز خدا اور حسنین علیہم السلام خدا کے منتخب شدہ ہیں، اور ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہے"۔

"حضرت علی علیہ السلام قرآن میں"

اس آیت کے بارے کہ خداوند عالم فرماتا ہے:

وَاِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ۔[1]

"اور یہ ہمارے پاس لوحِ محفوظ میں نہایت درجہ بلند اور پُر از حکمت کتاب ہے"۔

(۱)۔ تفسیر قمی میں آیا ہے ام الکتاب اس آیت میں یعنی:

مَكْتُوبٌ فِي سُورَةِ الْحَمْدِ فِي قَوْلِهِ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بلند پایا اور محکم اساس سے مراد امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں"۔

سورہ حمد میں خداوند عالم نے فرمایا: "اھدنا الصراط المستقیم" کے ذیل میں آیا ہے کہ اس سے مراد امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔

(۲)۔ "تہذیب الاحکام" میں وہ دُعا جو روز عید غدیر کی نماز کے بعد نقل ہوئی ہے:

رَبَّنَا آمَنَّا وَ اتَّبَعْنَا مَوْلَانَا وَ وَلِيَّنَا وَ هَادِيَنَا وَ دَاعِيَنَا وَ دَاعِيَ الْأَنَامِ وَ صِرَاطَكَ السَّوِيَّ الْمُسْتَقِيمَ وَ حُجَّتَكَ الْبَيْضَاءَ وَ سَبِيلَكَ الدَّاعِيَ إِلَيْكَ عَلَى بَصِيرَةٍ هُوَ وَ مَنِ اتَّبَعَهُ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ بِوَلَايَتِهِ وَ بِأَمْرِ رَبِّهِمْ بِاتِّخَاذِ الْوَلَائِجِ مِنْ دُونِهِ فَاشْهَدْ يَا إِلَهِي أَنَّ الْإِمَامَ الْهَادِيَ الْمُرْشِدَ الرَّشِيدَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي

إِمَامًا وَلَا اَلْحِلَافِ مِنْ دُونِهِ وَلِيجَةً۔

(۳)۔ "معانی الاخبار" میں آیا ہے کہ:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اِهْدِنَا اَلصِّرَاطَ اَلْمُسْتَقِيمَ قَالَ هُوَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مَعْرِفَتُهُ وَ اَلدَّلِيلُ عَلَى أَنَّهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ - وَ إِنَّهُ فِي أُمِّ اَلْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ وَ هُوَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أُمِّ اَلْكِتَابِ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ - اِهْدِنَا اَلصِّرَاطَ اَلْمُسْتَقِيمَ۔[۲]

"امام صادق علیہ السلام نے خداوند متعال کے اس قول (سورہ حمد) کے بارے میں فرمایا: (ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرما) یہ صراط امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

ہماری دلیل اس مطلب پر قول خداوند ہے:

وَ إِنَّهُ فِي أُمِّ اَلْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ۔[۳]

(۴)۔ عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنْتَ اَلطَّرِيقُ اَلْوَاضِحُ وَ أَنْتَ اَلصِّرَاطُ اَلْمُسْتَقِيمُ، وَ أَنْتَ يَعْسُوبُ اَلْمُؤْمِنِينَ۔[۴]

"ابن عباس کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: آپؑ روشن راستہ ہیں، راہ مستقیم ہیں، آپؑ مومنین سے کافروں کو جدا کرنے والے ہیں"۔

(۵)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ : مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجُوزَ عَلَى اَلصِّرَاطِ كَالرِّيحِ اَلْعَاصِفِ وَ يَلِجَ اَلْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَلْيَتَوَلَّ

۱۔ بحار الانوار، ج ۵۴، ص ۳۶

طَالِبٍ وَمَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلِجَ النَّارَ فَلْيَتَوَلَّ غَيْرَهُ فَوَعِزَّةِ رَبِّي وَجَلَالِهِ إِنَّهُ لَبَابُ اللَّهِ الَّذِي لَا يُؤْتَى إِلَّا مِنْهُ وَإِنَّهُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ وَ إِنَّهُ الَّذِي يَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ وَلَايَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی چاہتا ہے پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے، بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائے، اس کیلئے ضروری میرے صاحب، میرے وصیؑ، میرے خلیفہ اور میری اہل بیت علیہ السلام سے محبت رکھے۔ میرے بعد ان کی پیروی کرے اور ان سے دامن نہ چھڑائے۔ جو بھی چاہتا ہے جہنم میں جائے اسے چاہیئے ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو چھوڑ دے۔ خدا کی قسم علی علیہ السلام باب اللہ ہیں (قیامت میں) کوئی عبور نہیں کر سکتا سوائے ان کے جو ان کی راہ سے عبور کرے۔ علی علیہ السلام صراط مستقیم ہیں اور قیامت کے دن خداوند متعال علی علیہ السلام کی ولایت کا سوال کرے گا"۔

(۶)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ أَبِي عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔[2] أَنَّهُ سُئِلَ أَيْنَ ذُكِرَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ فَقَالَ فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ هُوَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔[3]

"محمد بن علی بن جعفر کہتے ہیں: امام رضا علیہ السلام سے سنا فرما رہے تھے۔ اس آیت: "إِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ" سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور ان سے سوال ہوا سورہ ام الکتاب (حمد) میں نام امیر المومنین علیہ السلام آیا ہے۔ فرمایا: وہیں جہاں خدا نے فرمایا: اهدنا الصراط المستقيم۔ بیشک صراط مستقیم علی علیہ السلام ہیں"۔

ذَكَرَ فَضْلَ يَوْمِ الْغَدِيرِ وَ الدُّعَاءِ فِيهِ، إِلَى، أَنْ قَالَ فِي الدُّعَاءِ:
»فَأَشْهَدُ يَا إِلَهِي أَنَّهُ الْإِمَامُ الْهَادِي الْمُرْشِدُ الرَّشِيدُ، عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، الَّذِي ذَكَرْتَهُ فِي كِتَابِكَ، فَقُلْتَ: وَ إِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ «.[1]

"علی بن حسان ابو اسطی سے محمد بن موسیٰ ہمدانی کہہ رہا تھا:

ایک دن امام صادق علیہ السلام سے سنا فضیلت روز غدیر بیان کر رہے تھے اور اس دن دعا پڑھ رہے تھے، فرمایا: خدایا گواہ رہنا امام ہادی، رشد دینے والا، رشد پانے والا علی امیر المومنین علیہ السلام ہے جس کو تو نے اپنی کتاب میں یاد کیا:

وَ إِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ".

(۸)۔ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَ قَدْ سَأَلَهُ سَائِلٌ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ إِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ قَالَ هُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ.[2]

امام صادق علیہ السلام سے سورہ زخرف کی آیت ۴ کے بارے میں سوال کیا فرمایا: وہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

"حضرت ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں"

پہلے امیر المومنین علیہ السلام کا نسب شریف بتایا گیا ہے، ان کے والد ابو طالب علیہ السلام اور والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا ہیں، البتہ ابو طالب سلام اللہ علیہا ان کی کنیت اور ان بزرگوار کا اسم شریف عمران ہے۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے ۲۶ رجب بعثت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسویں سال رحلت فرمائی۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا ہمسر گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی رحلت ابو طالب علیہ السلام کے ۳ دن بعد وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بزرگواران کی رحلت سے فوق العادہ غمگین ہوئے۔ اس سال کو "عام الحزن" کا نام رکھا۔ قبر حضرت ابو طالب علیہ السلام اور خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا مکہ معظمہ قبرستان معلیٰ میں معروف ہے۔

فضائل ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں مطالب فراواں موجود ہیں مگر ہم یہاں پر اختصار کے طور پر ذکر کریں گے۔

"ایمانِ ابو طالب علیہ السلام":۔

(۱)۔ قَالَ إِنَّ مَثَلَ أَبِي طَالِبٍ مَثَلُ أَصْحَابِ الْكَهْفِ أَسَرُّوا الْإِيمَانَ وَ أَظْهَرُوا الشِّرْكَ فَآتَاهُمُ اللَّهُ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ابو طالب علیہ السلام کی مثال اصحاب کہف کی مثل ہے۔ اس وقت انہوں نے ایمان (مشرکین کے بت پرستوں اور حاکموں کے ظلم و جور کے خوف) اپنا چھپایا، غیر اسلام کو (تقیہ کی وجہ سے اور اپنی اور دوسروں کی جان کی حفاظت کی وجہ سے)

حالانکہ وہ ابوطالب علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے اوصیاء وامین میں سے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی وصیتوں کے حامل تھے۔[1]

(۲)۔ قَالَ سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: وَاللّٰهِ مَا عَبَدَ أَبِي وَلَا جَدِّي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَلَا هَاشِمٌ وَلَا عَبْدُ مَنَافٍ صَنَماً قَطُّ قِيلَ فَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالَ كَانُوا يُصَلُّونَ إِلَى الْبَيْتِ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَمَسِّكِينَ بِهِ۔[2]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد اور اجداد ہرگز بت پرست نہیں تھے، کسی نے کہا: پھر وہ کس کی عبادت کرتے تھے اور کس دین اور آئین پر تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مکہ کی طرف نماز پڑھتے تھے اور دین وآئین ابراہیمی علیہ السلام پر تھے (یعنی دین حنیف اور خالص وموحد تھے) اور دین جناب ابراہیم علیہ السلام سے متمسک تھے"۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔[3]

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔[4]

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔[5]

فَأَسْنَدُوا خَبَراً إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ:

---

[1]۔ امالی، شیخ صدوق، ص ۳۳۶، بحار الانوار، ج ۷۴ ص ۳۵

[2]۔ بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۸۱، ج ۳۵، ص ۱۴۴

مُشَفِّعُكَ فِي سِتَّةٍ بَطْنٍ حَمَلَتْكَ آمِنَةَ بِنْتِ وَهْبٍ وَ صُلْبٍ أَنْزَلَكَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ حِجْرٍ كَفَلَكَ أَبِي طَالِبٍ وَبَيْتٍ آوَاكَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ أَخٍ كَانَ لَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ مَا كَانَ فِعْلُهُ قَالَ كَانَ سَخِيّاً يُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ يَجُودُ بِالنَّوَالِ وَ ثَدْيٍ أَرْضَعَتْكَ حَلِيمَةَ بِنْتِ أَبِي ذُؤَيْبٍ۔[1]

"امیر المومنین علیہ السلام سے نقل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل مجھ پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خداوند متعال نے ۶ لوگوں کے حق میں تمہاری شفاعت کو قبول فرمایا ہے۔

جس نے آپ کو حمل کیا، آمنہ بنت وہب اور جس نے صلب سے آپ کو وجود دیا، یعنی عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ السلام۔

اور وہ جس نے آپ کی حمایت کی یعنی ابوطالب علیہ السلام، وہ گھر جس نے تمہیں پناہ دی یعنی عبدالمطلب۔

وہ بھائی جو زمانہ جاہلیت میں آپ کے ساتھ تھے

سوال ہوا: آپ کے بھائیوں کے کیا کام تھے فرمایا: وہ آخری اشخاص جو لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے اور وہ پستان جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا، حلیمہ سعدیہ دختر ابی ذویب"۔

(۴) حَدَّثَنِي أَبَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى الْإِمَامِ الرِّضَا عَلِيِّ بْنِ مُوسَى جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ شَكَكْتُ فِي إِيمَانِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فَكَتَبَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى إِنَّكَ إِنْ لَمْ تُقِرَّ بِإِيمَانِ أَبِي طَالِبٍ كَانَ مَصِيرُكَ إِلَى النَّارِ۔[2]

جاؤں، ایمان ابو طالب علیہ السلام کے بارے میں تردد شک کا شکار ہوں۔ امام علی رضا علیہ السلام نے لکھا:

خدائے مہربان بخشنے والا ہے، اگر کوئی مومنین کے راستے کے خلاف چلے اسے اسی طرف چلائیں گے جس طرف وہ خود پھر گیا ہے۔

لیکن تم اگر ابو طالب علیہ السلام کے ایمان کا اقرار نہ کرو تو تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا"۔

(۵)۔ وَ اللّٰهِ إِنَّ إِيمَانَ أَبِي طَالِبٍ لَوْ وُضِعَ فِي كِفَّةِ مِيزَانٍ وَ إِيمَانُ هَذَا الْخَلْقِ فِي كِفَّةِ مِيزَانٍ لَرَجَحَ إِيمَانُ أَبِي طَالِبٍ عَلَى إِيمَانِهِمْ۔ [۱]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ایمان ابو طالب علیہ السلام ایک ترازو میں رکھا جائے اور دوسرے ترازو میں پوری مخلوق کا ایمان رکھا جائے جس ترازو میں ایمان ابو طالب علیہ السلام ہوگا وہ پوری مخلوق کے ایمان پر بھاری ہوگا"۔

(۶)۔ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا مَاتَ أَبُو طَالِبٍ حَتَّى أَعْطَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ نَفْسِهِ الرِّضَا۔ [۲]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ابو طالب علیہ السلام دنیا سے نہ گئے جب تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود سے راضی نہ کرلیا (یہ نہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ناراض ہوں بلکہ چاہتے تھے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں ابو طالب علیہ السلام کی فداکاریوں کی وجہ سے ان سے راضی تھے)۔

(۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: أَنَّ أَبَا طَالِبٍ شَهِدَ عِنْدَ الْمَوْتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ۔ [۳]

طالب علیہ السلام نے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی۔

(۸). أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ وَ اللَّهِ أَبُو طَالِبٍ عَبْدُ مَنَافِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مُؤْمِناً مُسْلِماً يَكْتُمُ إِيمَانَهُ مَخَافَةً عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ تُنَابِذَهَا قُرَيْشٌ.[1]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ابو طالب علیہ السلام مومن اور مسلمان اس دنیا سے گئے، اس حالت میں کہ اپنا دین ایمن قریش کے خوف سے چھپایا"۔

(۹). سَمِعْتُ أَبَا طَالِبٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّ رَبَّهُ بَعَثَهُ بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَ أَنْ يَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ لَا يَعْبُدَ سِوَاهُ وَ مُحَمَّدٌ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ.[2]

"جناب ابو طالب علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی جانب سے خبر دی، خداوند متعال نے اس کو بھیجا ہے صلہ رحمی کے لئے اور خدائے یکتا کی عبادت کے لئے، اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق اور امین ہیں"۔

(۱۰). أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَكَثَ أَيَّاماً لَيْسَ لَهُ لَبَنٌ فَأَلْقَاهُ أَبُو طَالِبٍ عَلَى ثَدْيِ نَفْسِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ لَبَناً فَرَضَعَ مِنْهُ أَيَّاماً حَتَّى وَقَعَ أَبُو طَالِبٍ عَلَى حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةِ فَدَفَعَهُ إِلَيْهَا.[3]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوئے، کچھ دن بعد ان کے لئے دودھ نہیں تھا"۔

اس کے بعد ابو طالب علیہ السلام نے اپنے پستان سے کہ خدا نے ان کے سینے سے دودھ جاری کیا، کچھ دن تو ان کو دودھ دیا اور کچھ دن بعد اسے حلیمہ سعدیہ کے حوالے کیا تا کہ

"لقب "امیر المومنین علیہ السلام" کے بارے میں":۔

یہ لقب فقط مولانا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ لقب بقیۃ اللہ کی طرح جو فقط امام عصر علیہ السلام کے ساتھ۔

"اس کے ذیل میں آیات":۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔[1]

"اللہ کا ذخیرہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو"۔

کلمہ بقیۃ اللہ امام زمانہ علیہ السلام ارواحنا فداہ کے ساتھ تاویل ہوا ہے۔

"کمال الدین وتمام النعمۃ" میں شیخ صدوق امام زمانہ علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

أوّل ما ينطق به القائم عليه السلام حين خرج هذه الآية بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ثم يقول أنا بقيّة الله و حجّته و خليفته عليكم فلا يسلّم عليه مُسلّم إلاّ قال السلام عليك يا بقيّة الله فى أرضه۔[2]

پہلا کلام جو قیام کے بعد فرمائیں گے وہ یہ آیت ہوگی:

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔

اس کے بعد فرمائیں گے:

"میں بقیۃ اللہ، حجت اللہ اور تمہارے درمیان خلیفۃ اللہ ہوں"۔

اس کے بعد کوئی ان پر سلام نہیں کرے گا مگر یہ کہے گا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ۔

إِسْمٌ سَمَّى اللّٰهُ بِهِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَمْ يُسَمَّ بِهِ أَحَدٌ قَبْلَهُ وَلَا يُسَمَّى بِهِ بَعْدَهُ إِلَّا كَافِرٌ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ قَالَ تَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَرَأَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔[1]

"عمر بن زاہر کہتا ہے: ایک شخص نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا:

امام قائم علیہ السلام کو امیر المومنین علیہ السلام کہہ کر سلام کریں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

نہیں اس نام کو خدا نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ مخصوص کیا ہے، ان سے پہلے کوئی بھی اس نام سے نہیں پکارے گئے اور ان کے بعد بھی فقط کافروں نے خود پر یہ نام رکھا۔

عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں پھر کس طرح سلام کریں گے؟ فرمایا: کہیں گے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللّٰهِ۔ (اگر مومن ہو بقیۃ اللہ تمہارے لئے بہتر ہے)۔

بس یہ نام اور لقب مخصوص ہے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ حتیٰ آئمہ معصومین علیہم السلام بھی ان کے بعد یہ لقب نہیں رکھتے۔ اگر کوئی خصوصاً بادشاہ حاکم خود کو اس لقب کے ساتھ جوڑیں۔ قول امام علیہ السلام کے مطابق کافر ہیں۔

اسی طرح حاکمان فاسق و جور بنی اُمیہ اور بنی عباس یہ لقب خود کو دیتے تھے، کافر اور ملحد تھے۔ اگر بعض روایات میں دیکھا گیا ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام میں سے کچھ بادشاہان وقت کو امیر المومنین علیہ السلام کہا تو یہ باب تقیہ اور جان حفظ شیعہ کے لئے تھا۔

"لغت امیر" حاکم کے حکم کرنے والا کے معنی میں ہے امراء جمع امیر ہے۔

"امیر المومنین علیہ السلام" حکم کرنے والا، سردار اہل ایمان (یہ لقب شیعہ کے نزدیک امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی جانب سے اسے غدیر خم میں اپنی خلافت پر منصوص کیا۔ اہل سنت سے خلفاء کو جو استحقاق خلافت نہیں ان کو امیر المومنین علیہ السلام کہتے ہیں

أُجاجاً فامتزج الماءان فأخذ طيناً من أديم الأرض فعركه
عركاً شديداً فقال لأصحاب اليمين وهم كالذر يدبون إلى
الجنة بسلام وقال لأصحاب الشمال إلى النار ولا أبالي ثم
قال »ألست بربكم قالوا بلى شهدنا أن تقولوا يوم القيامة
إنا كنا عن هذا غافلين« ثم أخذ الميثاق على النبيين
فقال »ألست بربكم« وأن هذا محمد رسولي وأن هذا علي
أمير المؤمنين »قالوا بلى« فثبتت لهم النبوة وأخذ
الميثاق على أولي العزم أنني ربكم ومحمد رسولي وعلي أمير
المؤمنين وأوصياؤه من بعده ولاة أمري وخزان علمي
عليهم السلام وأن المهدي أنتصر به لديني وأظهر به دولتي
وأنتقم به من أعدائي وأعبد به طوعاً وكرهاً قالوا أقررنا يا
رب وشهدنا ولم يجحد آدم ولم يقر فثبتت العزيمة لهؤلاء
الخمسة في المهدي ولم يكن لآدم عزم على الإقرار به وهو
قوله عز وجل: »ولقد عهدنا إلى آدم من قبل فنسي ولم نجد
له عزماً« قال إنما هو فترك ثم أمر ناراً فأججت فقال
لأصحاب الشمال ادخلوها فهابوها وقال لأصحاب اليمين
ادخلوها فدخلوها فكانت عليهم برداً وسلاماً فقال أصحاب
الشمال يا رب أقلنا فقال قد أقلتكم اذهبوا فادخلوا
فهابوها فثم ثبتت الطاعة والولاية والمعصية.[1]

"محمد بن یعقوب کلینی" نے [illegible] سے نقل کیا کہ بیشک

کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ عرض کیا: کیوں نہیں۔ ہمارے رب ہو

اس کے بعد اصحاب جہنم سے فرمایا: تم کہہ تو رہے ہو کہ میں تمہارا پروردگار ہوں مگر جب روز قیامت ہوگا تم کہو گے ہم اس سے غافل تھے

اس کے بعد انبیاء سے میثاق لیا، ان سے فرمایا: میں تمہارا رب نہیں جو اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اور علی علیہ السلام امیر المومنین نہیں ہے؟؟

عرض کیا: کیوں نہیں ہمارے پروردگار ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؑ کے رسول اور علی امیر المومنین علیہ السلام ہیں

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی نبوت کو ثابت کیا اور فرمایا:

بیشک میں تمہارا رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میرے رسولؐ اور علی علیہ السلام امیر المومنین اور ان کے بعد ان کے اوصیاءؑ میرے اولی الامر اور میرے علم کے مخزن، بیشک مہدی علیہ السلام علی علیہ السلام کی نسل سے میرے دین کو کامیاب کرنے والا ہے اور میری حکومت اس کے ذریعے ظاہر کروں گا اور اس کے وسیلہ اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا، میرے بندے اس کے زمانے میں چاہ کر نہ چاہ کر میری عبادت ہوگی۔ اس کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اقرار کیا اور گواہی دیتے ہیں۔۔۔۔۔

(۲) عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ لِمَ سُمِّيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاهُ وَ هٰكَذَا أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ «وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ» وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولِي وَ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ.[1]

... کو امیر المومنین کہا گیا ہے۔

سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول اور علی علیہ السلام امیر المومنین ہیں"۔

(۳)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ» وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ۔ [۱]

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ «قَالَ أَخْرَجَ اللّٰهُ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ ذُرِّيَّتَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَالذَّرِّ فَعَرَّفَهُمْ نَفْسَهُ وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَمْ يَعْرِفْ أَحَدٌ رَبَّهُ وَ قَالَ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَ إِنَّ هَذَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ [۲]

(۴)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَتَى سُمِّيَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ وَ اللّٰهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ وَ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَسَمَّاهُ اللّٰهُ وَ اللّٰهِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ۔ [۳]

"جابر کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام سے پوچھا:

امیر المومنین علیہ السلام کو کب امیر المومنین کہا گیا؟۔

فرمایا: خدا کی قسم اس وقت جب یہ آیت نازل ہوئی۔

ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں جاری رکھتے ہوئے

فرمایا: آیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ تمہارے نبی اور علی علیہ السلام امیر المومنین نہیں ہیں؟

(۵). عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا جَابِرُ لَوْ يَعْلَمُ الْجُهَّالُ مَتَى سُمِّيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ لَمْ يُنْكِرُوا حَقَّهُ، قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ مَتَى سُمِّيَ فَقَالَ لِي: قَوْلُهُ «وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ «إِلَى» أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ «وَأَنَّ مُحَمَّداً [نَبِيُّكُمْ] رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي يَا جَابِرُ، هَكَذَا وَاللَّهِ جَاءَ بِهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.[1]

"جابر کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر! اگر جاہل جان لیتے کہ امیر المومنین علیہ السلام کا لقب امیر المومنین علیہ السلام کیوں ہے تو کبھی ان کے حق کے منکر نہ ہوتے۔ میں نے کہا: آپؑ پر قربان جاؤں کیوں یہ لقب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ فرمایا: جب خداوند عالم نے اولاد آدمؑ سے عہد لیا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام امیر المومنین نہیں ہیں؟ اس کے بعد فرمایا: خدا کی قسم یہ وہ چیز ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے"۔

(۶). عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ جَبْرَئِيلَ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْهَدَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْوَلَايَةِ فِي حَيَاتِهِ وَيُسَمِّيَهُ بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ قَبْلَ وَفَاتِهِ، فَدَعَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ رَهْطٍ فَقَالَ: إِنَّمَا دَعَوْتُكُمْ لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَقُمْتُمْ أَمْ كَتَمْتُمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ قُمْ فَسَلِّمْ عَلَى عَلِيٍّ بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ: عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَامَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ. ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ لِعُمَرَ وَلِلْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَلِأَبِي ذَرٍّ وَلِحُذَيْفَةَ الْيَمَانِيِّ وَ

تَرَكْتُمْ۔[1]

"امام جواد علیہ السلام نے اپنے آباء اجداد سے نقل فرمایا ہے کہ فرمایا:

خداوند متعال نے جبرئیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اپنی زندگی میں گواہی دو اور اپنی وفات سے پہلے لقب امیر المومنین علیہ السلام سے پکارو، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات لوگوں کو بلایا اور فرمایا: تمہیں اس لئے بلایا کہ زمین پر گواہ بنو، پھر چاہے اس پر ثابت رہو یا ترک کردو اور ثابت قدم نہ رہو (میں نے اپنے وظیفے کو انجام دے دیا)

اس کے بعد ابوبکر سے فرمایا: کھڑے ہوجاؤ اور علی علیہ السلام پر بعنوان امیر المومنین سلام کرو۔ ابوبکر نے پوچھا: آیا یہ عمل خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے؟ فرمایا: جی ہاں! خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے۔ اسکے بعد ابوبکر کھڑا ہوا اور کہا: السلام علیك یا امیر المومنین۔

اس کے بعد عمر بن خطاب سے فرمایا: وہ اٹھا اور امیر المومنین علیہ السلام کے عنوان سے سلام کیا۔ عمر نے کہا کیا یہ حکم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے؟ فرمایا: جی ہاں! یہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امر ہے۔

اس کے بعد مقداد بن اسود کندی سے فرمایا: تم بھی کھڑا ہو اور امیر المومنین علیہ السلام کے عنوان سے علی علیہ السلام کو سلام کرو۔ مقداد اٹھے اور وہ سوال جو دو لوگ پہلے پوچھ چکے پوچھے بغیر سلام کیا (انہوں نے امر انجام دیا مگر سوال پوچھا یہ امر کس کی طرف سے ہے)۔ اس کے بعد ابوذر غفاری سے کہا۔ انہوں نے بھی بعنوان امیر المؤمنین علیہ السلام سلام کیا۔ اس کے بعد حذیفہ یمانی سے کہا: آپ بھی کھڑے ہوئے، وہ بلند

سلام کرو۔ تمار یاسر اٹھے اور انہوں نے سلام کیا۔

اس کے بعد عبد اللہ بن مسعود سے کہا: اٹھو اور علی علیہ السلام کو بعنوانِ امیر المومنین سلام کرو۔ عبداللہ بن مسعود اٹھے اور انہوں نے بعنوانِ امیر المومنین سلام کیا

اس کے بعد برید سے کہا: اٹھو اور علی علیہ السلام کو بعنوانِ امیر المومنین سلام کرو۔ برید اٹھے اور انہوں نے سلام کیا۔ ظاہراً وہ سب سے عمر میں چھوٹے تھے۔[1]

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دعوت کی وجہ یہ تھی کہ تم گواہ رہو۔ میں نے خداوند کے حکم پر عمل کیا۔ آگے تمہارا وظیفہ ہے چاہے قبول کرو، چاہے ثابت قدم رہو، چاہے نہ رہو"۔

(۷). قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ أَرْسِلْ إِلَى عَلِيٍّ فَلْيُبَايِعْ فَإِنَّا لَسْنَا فِي شَيْءٍ حَتَّى يُبَايِعَ وَ لَوْ قَدْ بَايَعَ أَمِنَّاهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ أَجِبْ خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَسْرَعَ مَا كَذَبْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّهُ لَيَعْلَمُ وَ يَعْلَمُ الَّذِينَ حَوْلَهُ أَنَّ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ لَمْ يَسْتَخْلِفَا غَيْرِي وَ ذَهَبَ الرَّسُولُ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ لَهُ فَقَالَ اذْهَبْ فَقُلْ لَهُ أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَبَا بَكْرٍ فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا وَ اللَّهِ طَالَ الْعَهْدُ فَيُنْسَى وَ اللَّهِ إِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الِاسْمَ لَا يَصْلُحُ إِلَّا لِي وَ لَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ سَابِعُ سَبْعَةٍ فَسَلَّمُوا عَلَيَّ بِإِمْرَةِ الْمُؤْمِنِينَ فَاسْتَفْهَمَ هُوَ وَ صَاحِبُهُ مِنْ بَيْنِ السَّبْعَةِ فَقَالَا أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نَعَمْ حَقّاً مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ إِنَّهُ أَمِيرُ

الجنة و اعداءه النار فانطلق الرسول فاخبره بما قال فسكتوا عنه يومهم ذلك۔[1]

"عمر نے ابوبکر سے کہا: کسی کو علی علیہ السلام کی طرف بھیجو تا کہ آئے اور بیعت کرے کیونکہ اگر علی علیہ السلام نے بیعت نہ کی تو خلافت کسی کام کی نہیں۔ اگر بیعت کرے ہم اس کو امان دیں گے

ابوبکر نے کسی کو امیر المومنین علیہ السلام کے پاس بھیجا اور ابوبکر کے پیغام کو امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچایا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ کتنا جلدی رسول اللہ علیہ السلام پر جھوٹ باندھ لیا، خود ابوبکر اور جو اس کے اطراف میں ہیں، جانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے علاوہ کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔ ابوبکر کا بھیجا ہوا اسی کی طرف پلٹا اور امیر المومنین علیہ السلام کے جواب سے آگاہ کیا

پھر ابوبکر نے کہا: جاؤ اس کے پاس اور کہو امیر المومنین علیہ السلام کی چاہت کو پورا کرے۔ وہ آیا اور امیر المومنین علی علیہ السلام کو پیغام پہنچایا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ وقت ہی نہیں گزرا کہ اتنی جلدی بھول گئے

خدا کی قسم! وہ جانتا ہے یہ لقب میرے علاوہ کسی کے لئے موزوں نہیں

اور وہ سات لوگوں میں سے ایک تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا اور اس نے بعنوان امیر المومنین علیہ السلام مجھے سلام کیا۔ اس نے اور اس کے دوست نے پوچھا: کیا یہ امر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے؟؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا: بیشک یہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے۔ بیشک وہ امیر المومنین، سید المسلمین اور صاحب کساء الغر المحجلین علیہ السلام ہیں

ابوبکر کا بھیجا ہوا اس کے پاس گیا اور امیر المومنین علیہ السلام کا کہا ہوا اسے بتایا اور یہ سُن کر وہ خاموش ہو گیا"۔

(۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوساً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذْ دَخَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَنْتَ حَيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَ أَنَا حَيٌّ يَا عَلِيُّ مَرَرْتَ بِنَا أَمْسِ يَوْمِنَا وَ أَنَا وَ جَبْرَئِيلُ فِي حَدِيثٍ وَ لَمْ تُسَلِّمْ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَالُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مَرَّ بِنَا وَ لَمْ يُسَلِّمْ أَمَا وَ اللّٰهِ لَوْ سَلَّمَ لَسُرِرْنَا وَ رَدَدْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُكَ وَ دِحْيَةَ اسْتَخْلَيْتُمَا فِي حَدِيثٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَقْطَعَ عَلَيْكُمَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ دِحْيَةَ وَ إِنَّمَا كَانَ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ يَا جَبْرَئِيلُ كَيْفَ سَمَّيْتَهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ كَانَ اللّٰهُ أَوْحَى إِلَيَّ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ أَنِ اهْبِطْ عَلَى مُحَمَّدٍ فَأْمُرْهُ أَنْ يَأْمُرَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يَجُولَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَسَمَّاهُ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فِي السَّمَاءِ فَأَنْتَ يَا عَلِيُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي السَّمَاءِ فَأَنْتَ يَا عَلِيُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْأَرْضِ۔[1]

"ابن عباس کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام وارد ہوئے اور فرمایا: السلام علیك یا رسول الله۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

السلام علیك یا علی امیر المومنین ورحمة الله وبرکاته۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں یا علی! آپ علی، ہمارے نزدیک سے گزرے،
میں اور جبرئیل ایک مطلب کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، آپؑ نے سلام نہیں
کیا۔ جبرئیل نے کہا کیا ہوا؟

امیر المومنین علیہ السلام ہمارے نزدیک سے گزرے اور ہمیں سلام نہیں کیا

خدا کی قسم! اگر علی علیہ السلام ہمیں سلام کرتے ہم خوشحال ہو جاتے اور جواب سلام دیتے۔

علی علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دحیہ کلبی کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ اس
چیز کو پسند نہیں کیا کہ آپؐ کی گفتگو کو قطع کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی علیہ السلام وہ دحیہ کلبی نہیں بلکہ جبرئیل تھے۔

میں نے کہا: اے جبرئیل! تم نے کہاں سے سیکھا کہ علی علیہ السلام کو امیر المومنین کے عنوان
(لقب) سے پکارا جائے کہ تم نے ان کو پکارا۔

جبرئیل نے کہا: خدا نے جنگ بدر میں مجھے وحی کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاؤ اور اس سے
کہو علی علیہ السلام سے کہ دو صفوں کے درمیان میں کھڑے ہوں کیونکہ ملائکہ محبت کرتے
ہیں کہ علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھیں۔ علی علیہ السلام صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے،
پس خداوند نے ان کا نام آسمان پر امیر المومنین علیہ السلام رکھا۔ اس کے بعد فرمایا: اے
علی علیہ السلام! آپؑ بادشاہ آسمان و زمین اوّلین و آخرین ہیں اس لئے کسی کیلئے جائز نہیں
خود کو اس نام سے مسمی کرے کیونکہ خداوند نے اس نام کو کسی کیلئے نہیں رکھا"۔

(۹). قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْرُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ
بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ
عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: أَتَى جِبْرَئِيلُ

عَلَيْهِمْ؟ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ أَمَّرَنِي عَلَيْهِمْ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَ يُصَدِّقُ عَلِيٌّ فِيمَا يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ أَمَّرَهُ عَلَى خَلْقِهِ؟ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِوَلَايَةٍ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَقَدَهَا لَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ وَ أَشْهَدَ عَلَى ذٰلِكَ مَلَائِكَتَهُ إِنَّ عَلِيّاً خَلِيفَةُ اللّٰهِ وَ حُجَّةُ اللّٰهِ وَ إِنَّهُ لَإِمَامُ الْمُسْلِمِينَ طَاعَتُهُ مَفْرُوضَةٌ مَقْرُونَةٌ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَ مَعْصِيَتُهُ مَقْرُونَةٌ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَمَنْ جَهِلَهُ فَقَدْ جَهِلَنِي وَ مَنْ عَرَفَهُ فَقَدْ عَرَفَنِي وَ مَنْ أَنْكَرَ إِمَامَتَهُ فَقَدْ أَنْكَرَ نُبُوَّتِي وَ مَنْ جَحَدَ إِمْرَتَهُ فَقَدْ جَحَدَ رِسَالَتِي وَ مَنْ دَفَعَ فَضْلَهُ فَقَدْ نَقَصَنِي وَ مَنْ قَاتَلَهُ فَقَدْ قَاتَلَنِي وَ مَنْ سَبَّهُ فَقَدْ سَبَّنِي لِأَنَّهُ مِنِّي خُلِقَ مِنْ طِينَتِي وَ هُوَ زَوْجُ فَاطِمَةَ ابْنَتِي وَ أَبُو وُلْدِي الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَنَا وَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ تِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ حُجَجُ اللّٰهِ عَلَى خَلْقِهِ أَعْدَاؤُنَا أَعْدَاءُ اللّٰهِ وَ أَوْلِيَاؤُنَا أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ۔[1]

"ایک شخص خدمت امیر المومنین علیہ السلام میں آیا اور کہا: آپ کو امیر المومنین علیہ السلام کہا گیا ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں

اس نے کہا: کس نے آپ کو مومنو پر امیر کیا ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خدائے عز و جل نے مجھے ان کا امیر قرار دیا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام درست کہہ رہے ہیں کہ خدا نے اس کو مخلوق پر امیر قرار دیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہوئے اور فرمایا: بیشک علی علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام ہے اور

نافرمانی ہے، جو اس کو نہ پہچانے اس نے مجھے نہیں پہچانا اور جو اسے پہچانے اس نے مجھے پہچانا، جو بھی اس کی امامت کا منکر وہ میری نبوت کا منکر ہے جو بھی اس کی امیری کا انکار کرے جو بھی اس کی فضیلت کا انکار کرے اس نے میری نبوت مین نقص کیا

جو بھی اس کے ساتھ جنگ کرے اس نے مجھ سے جنگ کی، جس نے اس پر نفرین کی اس نے مجھ پر نفرین (لعن) کی کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور یہ اور میں ایک طینت سے خلق ہوئے

وہ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کا شوہر ہے، میرے دو بیٹوں کا باپ ہے

اس کے بعد فرمایا: میں علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے ۹ بیٹے خدا کی حجت ہیں اس کی مخلوق پر، ہمارے دشمن خدا کے دشمن اور ہمارے دوست خدا کے دوست ہیں"۔

(۱۰). قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَتَى سُمِّيَ عَلِيٌّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَنْكَرُوا فَضْلَهُ، سُمِّيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّينِ، قَالَ اللّٰهُ وَ إِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: بَلَىٰ. فَقَالَ اللّٰهُ: أَنَا رَبُّكُمْ وَ مُحَمَّدٌ نَبِيُّكُمْ وَ عَلِيٌّ أَمِيرُكُمْ.[1]

"مخالفین کی طرف سے نقل ہوا ہے حذیفہ یمانی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ جان لیتے کہ علی علیہ السلام کب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ پکارے گئے، اس کے فضائل کا کبھی انکار کرتے [illegible] علی

اور جب تیرے رب نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

انہوں نے کہا: ہاں، ہم اقرار کرتے ہیں

اس کے بعد ملائکہ نے کہا: جی ہاں! ہم گواہ ہیں، اس کے بعد خداوند متعال نے فرمایا: میں تمہارا پروردگار، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے رسول اور علی تمہارے امیر ہیں"۔

(۱۱) كِتَابِ اَلْبَحْثِ مُسْنَداً إِلَى اَلْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: فَسْئَلِ اَلَّذِينَ يَقْرَؤُنَ اَلْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ مَنْ هَؤُلاَءِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى اَلسَّمَاءِ اَلرَّابِعَةِ أَذَّنَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ أَقَامَ وَ جَمَعَ اَلنَّبِيِّينَ وَ اَلصِّدِّيقِينَ وَ اَلشُّهَدَاءَ وَ اَلْمَلاَئِكَةَ وَ تَقَدَّمْتُ وَ صَلَّيْتُ بِهِمْ فَلَمَّا اِنْصَرَفْتُ قَالَ جَبْرَئِيلُ قُلْ لَهُمْ بِمَ يَشْهَدُونَ قَالُوا نَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّكَ رَسُولُ اَللَّهِ وَ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ۔

"امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا:

"سو اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری تو ان سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں، بے شک تیرے پاس تیرے رب سے حق بات آئی ہے سو شک کرنے والوں میں ہرگز نہ ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے آسمان چہارم پر لے گئے، جبرئیل نے اذان اور اقامت کہی۔ ساری نبی صدیق شہید ملائکہ جمع ہوئے، اس کے بعد میں آگے آیا (بہ عنوان امام جماعت) اور ان کو نماز پڑھائی، جب پیچھے پلٹا تو جبرئیل نے ان سے کہا: ان سے کہیں کس چیز کی گواہی دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا:

عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ فَقَامَ عَلَى قَدَمَيْهِ فَقَالَ مَهْ هَذَا اِسْمٌ لَا يَصْلُحُ إِلَّا لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ سَمَّاهُ بِهِ وَلَمْ يُسَمَّ بِهِ أَحَدٌ غَيْرُهُ فَرَضِيَ بِهِ إِلَّا كَانَ مَنْكُوحاً وَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ أُبْتُلِيَ وَهُوَ قَوْلُ اللهِ فِي كِتَابِهِ: إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثاً وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَاناً مَرِيداً قَالَ قُلْتُ فَمَا ذَا يُدْعَى بِهِ قَائِمُكُمْ قَالَ يُقَالُ لَهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْنَ رَسُولِ اللهِ۔[1]

"امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کی طرف آیا اور کہا:

السلام علیك یا امیر المومنین۔

امام صادق علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

خاموش ہو جاؤ۔

یہ نام کسی کے لئے بھی سزاوار نہیں سوائے امیر المومنین علی علیہ السلام کے۔ خداوند نے ان کا یہ نام رکھا اور انہیؑ کے ساتھ مخصوص ہے، کسی نے بھی خود پر یہ نام نہیں رکھا، نہ اس پر راضی ہوا مگر وہ منکوح تھا (یعنی اس نے لواط کیا ہے اگر لواط نہیں کیا تو آئندہ کرے گا، یہ قول خداوند ہے، فرمایا:

"یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر بس عورتوں کی پرستش کرتے ہیں اور سرکش شیطان کو آواز دیتے ہیں"۔[2]

راوی کہتا ہے: عرض کیا: پس کس طرح آپؑ کے قائم امام مہدی علیہ السلام کو سلام ہوگا، فرمایا:

"علامہ مجلسی "بحار" میں کتاب "صفوۃ الاخبار" میں اپنی اسانید کے ساتھ ابی نون سے نقل کرتے ہیں۔ ایک شخص آل داؤد نبی علیہ السلام سے جو یہودی تھا، مدینہ میں آیا۔ دیکھا لوگ گریہ کر رہے تھے، رو رہے تھے۔ اس نے کہا: کیا ہوا۔ کہا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کر گئے ہیں۔ یہودی نے کہا: اسی دن فوت ہوئے ہیں ہماری کتب میں لکھا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ان کے بعد ان کا خلیفہ اور وصی کا مجھے بتائیں کون ہے؟

انہوں نے کہا: یہیں رہو وہ آئے گا۔ امیر المومنین علیہ السلام آئے۔ یہودی کو بتایا یہی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی۔ جو بھی پوچھنا ہو ان سے پوچھو۔

اس کے بعد وہ مرد یہودی امیر المومنین علیہ السلام کی طرف بڑھا اور کہا: آپؑ ہی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں؟؟؟؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں۔ خدا آپؑ پر رحمت کرے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے یہودی کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا

یہودی نے کہا: میں چاہتا تھا ان سے چند مسئلوں کے متعلق سوال کروں انہوں نے مجھے آپؑ کی شناخت کروائی، اگر آپؑ اجازت دیں تو سوال کروں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی پوچھو، ان شاء اللہ تمہیں جواب ملے گا

عرض کیا:

۱۔ وہ پہلا حرف جو خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تکلم کیا کیا تھا؟

۲۔ وہ چار دوزخی لوگ کون تھے جنہوں نے شبِ معراج مالکِ دوزخ کے دروازہ کھولنے پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا؟

۳۔ وہ ملک جس نے شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزاحمت کی وہ کون تھا؟

۴۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت میں منزل کہاں ہے؟

یہودی نے کہا: یہ جواب نہیں چاہتا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اس امر کے بارے میں تو سوال کرنا چاہتا ہے وہ راز ہے۔

یہودی نے کہا: میں نے اس کے علاوہ آپؑ سے سوال نہیں کیا۔ آپؑ مجھے بتایئے ورنہ آپؑ وہ نہیں جس کی تلاش میں میں ہوں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں تمہیں بتاؤں تو اسلام کو اختیار کرو گے؟

کہا: کیوں نہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام قرب پر پہنچے، حجاب ان سے ہٹا دیئے گئے۔

ایک ملک نے انہیں آواز دی:

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خداوند عالم نے آپ کو سلام کہا ہے، اور فرمایا ہے کہ میرا اسلام سردار اور میرے مولا تک پہنچا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ سردار مولا کون ہے؟؟

آواز آئی علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ یہودی نے کہا: آپؐ نے درست کہا اور یہی پوچھنا چاہتا تھا کیونکہ میرے جد داؤد نبی علیہ السلام کی کتاب میں یہی لکھا ہے۔

باقی وہ چار لوگ جن سے جہنم کا دروازہ ہٹایا گیا وہ قابیل، نمرود۔ ہامان اور فرعون تھے۔

اس جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

آپؐ سے چاہتے ہیں کہ حکم فرمایئے دنیا کی طرف لوٹائے جائیں تا کہ عمل صالح انجام دیں۔ جبرئیل غضبناک ہوئے اور اپنے پر سے ان کا دروازہ ان کا طبقہ بند کر دیا۔

وہ ملک جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزاحمت کی وہ ملک الموت تھا۔ وہ بادشاہوں میں سے ایک کی روح قبض کرنے میں گیا۔ تو قبض کی جس

توجہ نہیں دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پہچانا۔

جبرئیل نے ان پر فریاد کی:

اے ملک الموت! هذا محمد بن عبد الله و حبيبه۔

عزرائیل نے اسی وقت معذرت کی اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابھی ایک بادشاہ کی روح قبض کر کے آرہا ہوں، ابھی اس نے مرتے وقت کوئی ایسی بات کی جس سے مجھے غضب آ گیا اس وجہ سے آپؐ کی طرف توجہ نہیں کی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام جنت میں جنت عدن ہے اور ان کے ساتھ ان کے ۱۲ر اوصیاء ہیں۔

اس نے کہا: میرے جد کی کتاب میں بالکل ایسے ہی لکھا ہے۔ میں نے پڑھا ہے جو مجھے اپنے اجداد سے وراثت میں ملی ہے اور اس کتاب کو اپنی جیب سے باہر نکالا اور امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا جس طرح امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اسی طرح لکھا تھا۔

اس کے بعد یہودی نے اسلام قبول کیا"۔[1]

"اشعار"

"السید محسن الامین العاملی":۔

لك يا امير المومنين ص مناقب
ظهرت ظهور الشمس فی وقت الضحیٰ
مشهور لا يستطاع جحودها
فالناس مذعنة بها حتی العدی

"امیر المومنین علیہ السلام آپؑ کے لئے بہت زیادہ فضائل ہیں
کیونکہ سورج آدھے دن کے وقت سب پر آشکار ہوتا ہے
اس قدر مشہور ہیں کہ کسی میں انکار کی طاقت نہیں
حتیٰ دشمن بھی آپؑ کے فضائل کا اعتراف کرتے ہیں"۔

"السید محمد تقی القزوینی":۔

بعد النبی سيد الموالی
بنصه هو العلی العالی
هو الذی مولده البيت وفی
حجر النبی المصطفیٰ قد اصطفیٰ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سید الموالی،
نص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المرتضیٰ

ای زاده تو درمیان کعبه
از مادر پاك جان کعبه

ای کعبه شرف گرفته از تو
نه تو شرف از میان کعبه

ای بنده خانه زاد ایزد
وه خواجه بندگان کعبه

ای قدوه خاندان طاها
ای نخبه دودمان کعبه

ای ببر به بیشه دلیری
ای شیر به نیستان کعبه

ای از شرف ولادت تو
طوفی که بر آستان کعبه

در ناف زمین برید نافت
آن دایه دلستان کعبه

اے وہؑ جو آیا درمیان کعبہ
پاک ماں سے جو ہیں جان کعبہ

کعبے نے آپؑ کے قدم سے شرف لیا
نہ کہ آپؑ مشرف ہوئے میان کعبہ

بندے ہو کر رب کے گھر میں ہو آئے
تیرے مرید ہیں سب بندگان کعبہ

اے خاندان طٰہٰ کے حیات بخش
اے بے مثل و مثال پہلوان کعبہ

اے ببر شیر، شجاع بے نظیر دلیر
حیات کعبہ، روح کعبہ، جہان کعبہ

اے جس کی آمد کے شرف سے ہے
عظمتوں والا ہوا آستان کعبہ

کعبہ ناف زمیں ہے تو آسمان کعبہ ہے

یا اهل البیت المصطفیٰ النبی

خصصتم بالولد الزکی

ان اسمه من شامخ العلی

علی اشتق من العلی

اے اہل بیت پیغمبر مصطفیٰ ایک پاک بیٹا آپؑ کے ساتھ مخصوص ہوا۔

اس کا نام عالم بالا سے علی علیہ السلام ہوا

جس کا نام علی علیہ السلام، علی اعلیٰ سے علی علیہ السلام نے مشتق کیا ہے۔[1]

"لغت بنت":۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

السلام علیك یا بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"سلام ہو آپؑ پر اے بنت رسول اللہ"۔

"کلمہ "بنت" قرآن میں"

کلمہ بنت قرآن میں ۱۹ مرتبہ آیا ہے اور کلمہ ابن ۲۵۲ مرتبہ۔

(۱)۔ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيٓ اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ۔ [۱]

(۲)۔ قَالَ اِنِّيٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ۔ [۲]

(۳)۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ۔ [۳]

(۴)۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا۔ [۴]

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسب، نسب اور زندگی":۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بیٹے، چار بیٹیاں تھیں۔ [۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں کے نام:۔

قاسم، عبداللہ اور ابراہیم۔ لقب:۔ قاسم اور عبداللہ طیب طاہر بتایا گیا ہے

قاسم قبل از بعثت متولد ہوئے اور جناب عبداللہ بعد از بعثت۔ دونوں شہزادے مکہ میں ہی دنیا سے چلے گئے۔

جناب ابراہیم ۸ ویں ہجری میں میں متولد ہوئے، جن کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں۔

۱۔ سورہ حجر، آیت: ۷۱

۲۔ سورہ قصص، آیت: ۲۷

۳۔ سورہ احزاب، آیت: ۵۹

۴۔ سورہ تحریم، آیت: ۱۲

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا بعد از بعثت اور بقیہ بعثت سے پہلے متولد ہوئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ ساری اولاد بی بی خدیجہ سلام اللہ علیہا سے تھی۔

وُلِدَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بَعْدَ مَبْعَثِ رَسُولِ اللّٰهِ بِخَمْسِ سِنِينَ وَ تُوُفِّيَتْ وَ لَهَا ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً وَ خَمْسَةٌ وَ سَبْعُونَ يَوْماً۔[1]

"فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پانچ سال بعد از مبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوئیں اور شہادت کے وقت ۱۸ سال ۷۵ دن کی عمر کی تھیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں۔۔۔۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مَكَثَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَمْسَةً وَ سَبْعِينَ يَوْماً وَ كَانَ دَخَلَهَا حُزْنٌ شَدِيدٌ عَلَى أَبِيهَا وَ كَانَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِيهَا فَيُحْسِنُ عَزَاءَهَا عَلَى أَبِيهَا وَ يُطِيبُ نَفْسَهَا وَ يُخْبِرُهَا عَنْ أَبِيهَا وَ مَكَانِهِ وَ يُخْبِرُهَا بِمَا يَكُونُ بَعْدَهَا فِي ذُرِّيَّتِهَا وَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكْتُبُ ذَلِكَ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کے بعد ان کو شدید غموں نے گھیر لیا۔ جبرئیل ان کے پاس آتے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی تعزیت پیش کرتے تھے اور ان کو خوش کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و منزلت وہاں پر کیا ہے بتاتے تھے اور ان کی ذرّیت پر مستقبل میں گزرنے والی چیزیں بتاتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام اس کو لکھتے تھے (اس کو مصحف فاطمہ سلام اللہ علیہا کہتے ہیں)"۔

"کلمہ "بنت" روایات میں"

(۱)۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْبَنَاتُ حَسَنَاتٌ وَ اَلْبَنُونَ نِعَمٌ فَالْحَسَنَاتُ تُثَابُ عَلَيْهِنَّ وَ النِّعْمَةُ تُسْأَلُ عَنْهَا۔ [۱]

"ابان بن تغلب کہتے ہیں: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

بیٹی حسنہ ہیں اور بیٹے نعمت۔ حسنہ پر ثواب ہے اور نعمت پر سوال ہے"۔

(۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنِ الْبَرْقِيِّ رَفَعَهُ قَالَ: بُشِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَنَظَرَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ فَرَأَى الْكَرَاهَةَ فِيهِمْ فَقَالَ مَا لَكُمْ رَيْحَانَةٌ أَشَمُّهَا وَ رِزْقُهَا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔ [۲]

"احمد بن محمد بن خالد برقی اپنی معتبر سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی بشارت دی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے چہرے کی طرف دیکھا۔

اور فرمایا: کیا ہو گیا؟؟؟

وہ ایک پھول جس کی میں خوشبو سونگھتا ہوں اور اس کا رزق خداوند پر ہے"۔

(۳)۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عِنْدَهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ بِمَوْلُودٍ لَهُ فَتَغَيَّرَ لَوْنُ الرَّجُلِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا لَكَ

تُقِلُّهَا وَ السَّمَاءُ تُظِلُّهَا وَ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ هِيَ رَيْحَانَةٌ تَشَمُّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اِبْنَةٌ فَهُوَ مَقْرُوحٌ وَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اِبْنَتَانِ فَيَا غَوْثَاهُ وَ مَنْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ وُضِعَ عَنْهُ اَلْجِهَادُ وَ كُلُّ مَكْرُوهٍ وَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْبَعُ بَنَاتٍ فَيَا عِبَادَ اَللّٰهِ أَعِينُوهُ۔[1]

"حمزہ بن حمران روایت کرتا ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا تھا خبر دی کہ تمہاری بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ اچانک اس شخص کا رنگ تبدیل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا ہوا؟

اس نے کہا: جب گھر سے آ رہا تھا تو اس کی بیوی دردِ زایمان میں مبتلا تھی، ابھی خبر آئی ہے کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا وزن زمین اٹھائے گی، سایہ آسمان کا ہوگا، روزی خدا دے گا، بس وہ ایک پھول ہے جس سے تم خوشبو لو گے

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا:

جس کی بھی ایک بیٹی ہو وہ مشکلات میں ہے اور جس کی دو بیٹیاں ہوں ضرور اس کی فریاد رسی کرو اور جس کی تین بیٹیاں ہوں جہاد اور تمام مشکل کام اس پر معاف ہیں اور جس کی چار بیٹیاں ہوں، اے بندگان خدا اس کی مدد کرو، اس کو قرض دو، اے بندگان خدا اس پر رحم کرو"۔

(۴)۔ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ رَفَعَهُ إِلَى أَحَدِ اَلْإِمَامَيْنِ اَلْبَاقِرِ أَوِ اَلصَّادِقِ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ۔ قَالَ: إِذَا أَصَابَ اَلرَّجُلُ اِبْنَةً بَعَثَ اَللّٰهُ

سے ایک سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا:

جب کسی کی بیٹی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیجتا ہے کہ اپنے پر اس لڑکی کے سر سینہ پر لگائے اور کہے: ضعیف اور ناتوان ہے کہ ضعف اور ناتوانی سے وجود میں آئی ہے (یعنی اس کا خمیر ضعیف لطافت اور نرم ہے) جو بھی اس کو نفقہ دے اور اس کی سختیوں کو کم کرے، قیامت کے دن اس کی مدد کی جائے گی"۔

(۵)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِذَا بُشِّرَ بِجَارِيَةٍ قَالَ رَيْحَانَةٌ وَرِزْقُهَا عَلَى اللَّهِ۔ [۲]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹی کی بشارت دی جاتی فرماتے: وہ ایک پھول ہے اور اس کا رزق خدا پر ہے"۔

(۶)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْكَرْخِيِّ عَنْ ثِقَةٍ حَدَّثَهُ مِنْ أَصْحَابِنَا قَالَ تَزَوَّجْتُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: كَيْفَ رَأَيْتَ قُلْتُ مَا رَأَى رَجُلٌ مِنْ خَيْرٍ فِي امْرَأَةٍ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيهَا وَلَكِنْ خَانَتْنِي فَقَالَ وَمَا هُوَ قُلْتُ وَلَدَتْ جَارِيَةً قَالَ لَعَلَّكَ كَرِهْتَهَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: (...آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا...)۔ [۳]

"ایک شخص نے مدینہ میں شادی کی۔ کہتا ہے امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اس شادی کو کیسا پایا؟ میں نے کہا: ہر طرح سے خیر و خوبی اس عورت میں دیکھی پر اس عورت نے میرے ساتھ خیانت کی

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کیسی خیانت؟؟

میں نے کہا: اس نے ایک بیٹی کو جنم دیا ہے

تم فقط اس لئے اس کو پسند نہیں کرتے، کراہت کرتے ہو؟

اور یہ قول خداوند متعال ہے، فرماتا ہے:

"تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمہیں زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں"۔

(۷)۔ لاتکرھوا البنات وانھن المونسات الغالیات۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بیٹیوں کو مکروہ مت جانو کہ وہ انس دینے والی اور با اہمیت ہیں"۔

(۸)۔ مَنْ كَانَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَوْسَعَ عَلَيْهَا مِنْ نِعَمِ اللهِ الَّتِي أَسْبَغَ عَلَيْهِ، كَانَتْ لَهُ مَنَعَةً وَسُتْرَةً مِنَ النَّارِ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر کسی شخص کی ایک بیٹی ہو اور وہ اس کو بہت اچھا ادب اور تربیت سکھائے اور اس کو اچھی تعلیم دے، پس خداوند متعال اس کی نعمتوں میں وسعت دے گا اور یہ بیٹی (روز قیامت) اس کے اور جہنم کے درمیان مانع ہوگی کہ اس کو آگ نہ جلائے"۔

(۹)۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ:

نِعْمَ الْوَلَدُ الْبَنَاتُ الْمُخَدَّرَاتُ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ وَاحِدَةٌ جَعَلَهَا اللهُ سِتْرًا لَهُ مِنَ النَّارِ۔[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پردہ نشین بیٹیاں کتنی اچھی ہیں، جس کی ایک بیٹی ہو خدا اس بیٹی کو اس کے اور جہنم کے درمیان قرار دے گا کہ آگ اس کو نہ جلائے"۔

(۱۰)۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى الْإِنَاثِ أَرْأَفُ مِنْهُ عَلَى الذُّكُورِ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يُدْخِلُ فَرْحَةً عَلَى

شادمانی سے اس گھر میں داخل ہو جس میں اس کی بیوی ہو جبکہ ان کے درمیان احترام اور محبت بھی ہو تو خداوند عالم قیامت کے دن اس مرد کو خوشحال کر دے گا۔ یہاں مراد یہ ہے کہ جو بھی شخص گھر کے سکون اور خوشی کا خیال رکھتا ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے خدا اس کو قیامت کے دن خوشحال کر دے گا۔ کیونکہ خداوند عالم خود بھی بیٹیوں کی نسبت رؤف تر اور مہربان ہے اور اس کو پسند کرتا ہے"۔

"بیٹیوں کو مکروہ جاننے کی نفی":۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔[۲]

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غمگین ہو جاتا ہے۔ اس خوشخبری کی برائی کے باعث لوگوں سے چھپتا پھرتا، آیا اسے ذلت قبول کر کے رہنے دے یا اس کو مٹی میں دفن کر دے، دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں"۔

وَبُشِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِابْنَةٍ فَنَظَرَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ فَرَأَى الْكَرَاهَةَ فِيهِمْ فَقَالَ «مَا لَكُمْ رَيْحَانَةٌ أَشُمُّهَا وَرِزْقُهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ»۔[۳]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولادتِ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بشارت دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ وہ بہت مکروہ جان رہے تھے۔

وہ میرا پھول ہے، اس کی خوشبو سونگھوں گا، اس کا رزق خدا پر ہے"۔

حدیث معتبرہ میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ فرمایا:

"ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا:

خدا نے مجھے ایک بیٹی دی، اس کی میں نے تربیت کی، جب حد بلوغ پر پہنچی اس کو میں نے اچھا لباس پہنایا اور اس کو زیور پہنائے اور اس کو کنویں پر لیکر آیا اور اس کو کنویں میں پھینک دیا۔ اس نے جو آخری کلمہ کہا تھا وہ "یا ابتاہ" (اے بابا) تھا۔ مجھے بتایئے اس عمل کا کفارہ کیا ہے؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں ہے؟ کہا نہیں۔

پھر فرمایا: خالہ ہے۔ کہا ہاں۔

فرمایا: خالہ کے ساتھ نیکی کرو کہ وہ ماں کی منزلت پر ہے۔

اس کے ساتھ نیکی شاید توبہ کے بعد تمہارے گناہ کا کفارہ ہو"۔

راوی نے امام صادق علیہ السلام سے فرمایا: یہ قبیح عمل کب انجام دیتے تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

زمانہ جاہلیت میں بعثت سے پہلے اس طرح تھا کہ اپنی بیٹیوں کو اس ڈر سے کہ دشمن اس پر حملہ کر کے اس کی بیٹی کو اسیر کریں اور کسی اور قوم میں بچہ دار ہو اور ان کے لئے ننگ کا سبب ہو، زندہ دفن کرتے تھے۔[1]

(وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ * بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔[2]

"اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی"۔

سب سے پہلے جس قبیلہ نے اس موضوع میں پیش قدمی کی، وہ قبیلہ بنی تمیم تھا۔ نعمان بن

بنی تمیم کے نمائندگان اس کے پاس گئے اور بیٹیاں پلٹانے کا تقاضا کیا لیکن کیونکہ ان میں سے بعض قیدیوں نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔ نعمان بن منذر نے انہیں اختیار دیا کہ یا اپنے روابط کو اپنے خاندان والوں سے قطع کریں اور شوہروں کے ساتھ زندگی بسر کریں یا ان سے طلاق لیکر اپنے وطن لوٹ جائیں۔

قیس بن عاصم محیط کی بیٹی نے نکاح میں رہنا مقدم جانا اور اس کا باپ جو نمائندگان میں سے تھا، اس کے عمل سے بہت متاثر ہوا اور اپنے ساتھ وعدہ کیا کہ اس کے بعد اپنی بیٹیوں کو زندگی کے آغاز میں ہی نابود کرے گا۔ اور پھر آہستہ آہستہ یہ رسم تمام قبیلوں میں سرایت کر گئی۔

جب قیس بن عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوا، انصار میں سے ایک شخص نے اس کی بیٹیوں کے بارے سوال کیا، قیس نے اس کے جواب میں کہا:

میں نے تمام بیٹیوں کو زندہ دفن کر لیا اور تھوڑا سا بھی دل میں احساس نہیں آیا۔ مگر ایک بار یہ ہوا کہ میں سفر پر تھا اور میری ہمسر حاملہ تھیں اور وضع حمل بھی نزدیک تھا۔ اتفاقاً وہ سفر لمبا ہو گیا۔ لوٹنے کے بعد بیوی سے بچے کے بارے میں پوچھا تو اس نے میرے جواب میں کہا:

مرا ہوا بچہ پیدا ہوا لیکن حقیقت میں اس نے بیٹی کو جنم دیا تھا اور میرے خوف سے اس نے بچی کو اپنی بہنوں کے حوالے کر دیا۔

کافی سال گزر گئے اور میری بیٹی کی جوانی قریب پہنچ گئی۔ مجھے کچھ پتا نہیں تھا۔ اچانک ایک دن بچی ماں کو ڈھونڈتی ہوئی میرے گھر میں آ گئی۔ وہ بیٹی تھی، بہت خوبصورت، اس کے بال بھی بہت خوبصورت تھے اور گردن بند بھی اس کے گلے میں تھا۔

میں نے اپنی بیوی سے پوچھا: یہ خوبصورت بیٹی کس کی ہے؟۔ وہ یہ سب دیکھ کر رونے لگی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کہا یہ وہی لڑکی ہے جو تمہاری مسافرت میں پیدا ہوئی تھی

بیٹی کا ہاتھ پکڑا اور اس کو بہت دور لے گیا اور زمین کھودنے کا سامان ساتھ لے گیا۔ جب زمین کھود رہا تھا میری بیٹی مجھ سے ایک ہی سوال کر رہی تھی۔

میں زمین کیوں کھود رہا ہوں؟ جب زمین کو کھود لیا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو زمین میں ڈالا اور آہستہ آہستہ اس پر مٹی ڈالنے لگا۔ اس کی دلخراش چیخوں کی بھی میں نے کوئی پرواہ نہ کی اور وہ اسی طرح فریاد کرتی رہی۔ میں نے ایک نہیں سنی اور کہہ رہی تھی:

"اے میرے بابا! مجھے کیوں مٹی کے نیچے دبا رہے ہو؟ اور کیوں یہاں اکیلا چھوڑ رہے ہو، تم مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر ماں کے پاس چلے جاؤ گے؟"

لیکن میں اس کے اوپر مٹی ڈال رہا تھا، یہاں تک کہ وہ مٹی میں چھپ گئی۔

ہاں یہی ایک موقعہ تھا کہ میرا دل دُکھا۔

جب قیس کا کلام تمام ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور یہ جملہ فرماتے تھے:

ان هذه لقسوة و من لا يرحم لا يرحم۔

"یہ ایک سنگدلی کا عمل ہے وہ قوم جو رحم نہیں رکھتی رحمت الٰہی اس پر نہیں ہوگی"۔[1]

محاضرات راغب میں لکھتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور یہ فرما رہے تھے جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں ہوگا۔

اس حال میں ابوبکر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنارے میں بیٹھا تھا، قیس سے کہا:

لوگ فقر و غربت کی وجہ سے اور روٹی کھانے والے بے فائدہ (بے گناہ) افراد کو یعنی بیٹیوں کو قتل کرتے ہیں مگر تو دولت مند ہے، تو نے ایسا کیوں کیا؟ یہ بات قیس پر ناگراں گزری کیونکہ ابوبکر کے اعتراض کی طرح انتظار میں نہیں تھا کہ اس طرح اعتراض ہوگا۔

وہاں پر قیس نے پوچھا: اپنے گناہوں کی کمی اور بخشش کیلئے کیا کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اتنی تعداد کے جتنی بیٹیاں زندہ دفن کیں اتنی تعداد میں کنیزیں آزاد کرو۔

"تاریخ کامل" اور "ابن اثیر" اور چند دیگر کتابوں میں لکھا ہے کہ جب عورتیں بچے کو جنم دیتی تھیں تو اپنے خیمہ سے دور چلی جاتی تھیں۔ دوسری عورتوں کی مدد سے ایک گڑھا کھودتی تھیں۔ اگر تازہ بچہ بیٹی ہوتی تو باپ کی زحمت کو زیادہ نہ کرنے کی وجہ سے اسی جگہ اپنے بے گناہ بچے کو وہیں دفن کر دیتی تھیں۔

اسی طرح اس کتاب میں نقل ہوا ہے جد فرزدق شاعر معروف جو صعصعہ بن ناجیہ مجاشعی نام تھا قیس کی طرح بوڑھا ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:

میری دو حاملہ اونٹنیاں گم ہو گئیں۔ اونٹ پر سوار ہوا اور ان کو ڈھونڈنے نکلا۔ دور سے ایک خیمہ دیکھا اور اس کی طرف گیا۔ ایک مرد خیمہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس سے اپنی اونٹنیوں کے بارے پوچھا۔ اس نے میری اونٹنیوں کی مخصوص نشانی پوچھی۔ میں نے اسے بتائی۔

اس نے کہا: ابھی یہاں سے گزری ہیں، ابھی میرے نزدیک ہوں گی۔

اس حال میں، میں اس سے گفتگو کر رہا تھا۔ ایک عورت خیمے سے باہر آئی، بعد میں سمجھا کہ وہ اس مرد کی ماں تھی، اس مرد نے پوچھا کیا جنا ہے؟

اس بات سے میں سمجھ گیا خیمے میں حاملہ عورت ہے۔

ابھی اس بوڑھی عورت نے جواب نہیں دیا تھا کہ اس نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا:

اگر بیٹا ہے تو ہمارے مال اور زندگی میں ہمارا شریک ہوگا۔ اگر بیٹی ہو اس کو مٹی کے حوالے کر دیں گے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نہیں جانتا میرے اندر کون سا انقلاب آیا کہ میں نے اپنے دل میں اس بچی کی محبت کو محسوس کیا اور میرا دل مہربان ہو گیا۔

اس جوان سے کہا: اس بچی کو بیچو گے؟

اس نے کہا: کبھی سنا ہے کہ عربوں نے بچے بیچے ہوں؟ میں اسے ننگ و عار سمجھتا ہوں۔

میں نے کہا: بیچو نہیں مگر بدلہ کر لو یعنی مجھ سے معاوضہ لو اور بچی مجھے تحفہ (ہدیہ) دے دو۔

کہا: ہاں یہ اچھی بات ہے۔

اس نے کہا: وہ جو دو حاملہ اونٹنیاں ہیں ان کے ساتھ معاوضہ کرو اور جس اونٹ پر سوار ہوں اس پر بھی گھر پہنچنے تک کی سواری کا حق رکھتا ہوں۔ اس سے بیٹی لی اور دائی کے حوالے کر دی۔

یہ واقعہ میرے لئے شہرت کا سبب بنا اور ہر زبان پر یہی واقعہ تھا۔ اس کے بعد اسلام کی روش کو ڈھونڈنا شروع کر دیا، یہاں تک آپ تک پہنچنے تک ۲۸۰ بچیوں کو تین تین اونٹوں کے بدلے نجات دی۔ کیا یہ عمل قیامت کے دن میرے لئے فائدہ مند ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم نے اپنے لئے خیر کا دروازہ کھولا ہے۔ اس کا ثواب تمہیں ضرور ملے گا اور یہ اسی کا صلہ ہے کہ خدا نے تمہیں مسلمان ہونے کی توفیق دی ہے"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَيَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اِنِّي اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ اَخِي وَابْنِ عَمِّي رَسُولِ اللّٰهِ فَقُلْتُ نَعَمْ هَا هُوَ مَعَ وَلَدَيْكَ تَحْتَ الْكِسَاءِ فَاَقْبَلَ عَلِيٌّ نَحْوَ الْكِسَاءِ۔

"میں نے کہا: آپؑ پر بھی سلام ہو اے ابوالحسن علیہ السلام، اے مومنو کے امیر! وہ کہنے لگے: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! میں آپؑ کے ہاں پاکیزہ خوشبو محسوس کر رہا ہوں جیسے میرے برادر اور میرے چچازاد، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو ہو۔

میں نے جواب دیا: ہاں! وہ آپؑ کے دونوں بیٹوں سمیت چادر کے اندر ہیں، پھر علی علیہ السلام چادر کے قریب ہوئے"۔

"لغت اخی" ۔ بھائی کے معنی میں۔

اخوان اور اخوۃ جمع اخاء۔ آپس میں برادری کرلی، برادری۔[1]

---

[1]۔ اخا، اخوۃ۔ اس کے لئے بھائی اور دوست ہوا۔۔۔۔۔ اخیت میں بھائی ہوا

چاہ مؤاخاۃ و اخاء و اخاوۃ و خاء و خائۃ۔ اس کا بھائی اور دوست ہوا

اخ و اخ اخو اخا و خو اخون و اخاء و اخوان و اخوان و اخوۃ اخوۃ و اخو اخوك جمع اخ نسبی بھائی دوست ہم نشینی اخوات جمع اخت ہے، بہن کے معنی میں۔ اخایا او اخی جمع اخیۃ ہیں، وہ دو طرفہ رسی جو زمین یا دیوار یا چار پاؤں والوں کو دونوں طرف سے باندھ دے، حرمت عہد بقیہ۔۔۔۔۔ (فرہنگ جامع عمید)

أخ الأصل أخو و هو المشارك آخر الولادة من الطريفين أو من احدهما أو من الرضا يستعار

"اخ قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں ۹۶ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ۔[۱]

(۲)۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ۔[۲]

بھائی اس کو کہتے ہیں جو ایک ہی ماں باپ سے متولد ہوں، یعنی ماں باپ ایک ہوں یا پھر ماں ایک یا باپ ایک ہو یا رضاعی بھائی ہوں یا ایک قبیلہ کے ہوں یا ایک کام میں شارکت رکھتے ہوں۔

(یہ بھائی کی تعریف پہلے گزر چکی ہے)۔

(۳)۔ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهٰذَا أَخِي۔[۳]

(۴)۔ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي * هَارُونَ أَخِي * اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي۔[۴]

(۵)۔ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا۔[۵]

(۶)۔ إِنَّ هٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً۔[۶]

(۷)۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ۔[۷]

۱۔ سورہ المائدہ، آیت: ۳۱

۲۔ سورہ الاعراف، آیت: ۱۵۱

۳۔ سورہ یوسف، آیت: ۹۰

۴۔ سورہ طٰہٰ، آیت: ۳۰

۵۔ سورہ القصص، آیت: ۳۴

"ابن قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں ۶۲ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ إِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ۔ [۱]

(۲)۔ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ۔ [۲]

(۳)۔ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ [۳]

(۴)۔ قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي۔ [۴]

(۵)۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ۔ [۵]

(۶)۔ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ۔ [۶]

"اخی اور ابن عمی کی وضاحت":۔

"نور معصومین علیہم السلام خلقت سے پہلے":۔

سابقاً معصومین علیہم السلام کے نسب شریف کے بارے بیان ہو چکا ہے۔ ان روایات پر توجہ کریں۔

(۱)۔ سند معتبرہ سے معاذ بن جبل سے منقول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بیشک خداوند متعال نے مجھے علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو دنیا کی خلقت سے ۷ ہزار سال پہلے خلق کیا"۔

۱۔ سورہ المائدہ، آیت: ۱۱۰

۲۔ سورہ اعراف۔ آیت: ۱۵۰

۳۔ سورہ الکہف، آیت: ۴۶

تھے اور ہم ہمیں دعائیں اور تسبیح حمد کرتے تھے۔

اس نے کہا: کس صورت میں تھے؟ فرمایا: نور تھے۔ پس جب حق تعالیٰ نے چاہا ہماری صورتوں کو خلق کرے، ہمیں ایک نور کا ستون بنایا اور اس کو آدم علیہ السلام کی صلب میں جگہ دی۔ اس کے بعد ہمیں ہمارے والدوں اور ماؤں کے صلب اور ارحام میں جگہ دی اور کوئی بھی نجاست، شرک، زنا، جو زمان کفر میں تھا ہم تک نہیں پہنچا۔

ہر گروہ ہر زمانے میں ہم پر ایمان لانے کی وجہ سے سعادت مند ہوا اور ہم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے شقی ہوا۔

پس جب ہم صلب عبدالمطلب علیہ السلام میں پہنچے تو اس نور کے دو حصے ہوئے۔ ایک حصہ صلب عبداللہ علیہ السلام میں اور ایک نور نے صلب ابوطالب علیہ السلام میں جگہ پائی۔ پس میں آمنہ سلام اللہ علیہا سے اور علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت اسد سے متولد ہوئے۔

اس کے بعد پورا نور میری طرف پلٹا اور فاطمہ سلام اللہ علیہا مجھ سے متولد ہوئیں، اس کے بعد پھر سے تمام نور علی علیہ السلام کی طرف پلٹا اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اس دو نور کے حصوں سے متولد ہوئے۔ پس میرا نور اماموں میں جو حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں قیامت تک چلے گا"۔[1]

(۲)۔ کافی اسناد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہے کہ فرمایا:

"حق تعالیٰ نے مجھے، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام کو اس سے پہلے کہ آدم علیہ السلام کو خلق کرے، خلق کیا"۔

اس وقت نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ نور نہ تاریکی، نہ سورج نہ چاند، نہ جنت نہ دوزخ۔

اس کے بعد عباس نے کہا: آپ کی خلقت سے پہلے کیا تھا یا رسول اللہ!

فرمایا: اے چچا! حق تعالیٰ نے چاہا ہمیں خلق کرے، ایک کلام کو ایجاد کیا۔ اس کلام سے

ہم تسبیح کرتے تھے اس وقت جب تسبیح کرنے والا دوسرا نہیں تھا، اور اس کی تقدیس کرنے والا اور نہ تھا ہم تقدیس کرتے تھے۔

• جب خدا نے چاہا سب مخلوق کو خلق کرے، میرے نور کو شگاف کیا اور اس سے عرش کو خلق کیا، پس عرش میرے نور سے ہے اور میرا نور خدا کے نور سے اور میرا نور عرش سے افضل ہے۔

اس کے بعد میرے بھائی علی علیہ السلام کے نور کو شگاف کیا اور اس سے ملائکہ خلق کئے۔ علی علیہ السلام خدا کے نور سے ہے اور علی علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔

اس کے بعد میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نور کو شگاف کیا۔ اس سے آسمان و زمین خلق کئے۔ نور فاطمہ سلام اللہ علیہا خدا کے نور سے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا زمین آسمان سے افضل ہیں۔

اس کے بعد حسن علیہ السلام کے نور کو شگاف کیا، اس سے سورج اور چاند کو خلق کیا۔ پس نور حسن علیہ السلام خدا کے نور سے ہے اور نور حسن علیہ السلام سورج چاند سے افضل ہے۔

اس کے بعد میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور کو شگاف کیا اور اس نور سے جنت حور العین کو خلق کیا۔ بس بہشت حور العین میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور سے بنائے گئے اور نور حسین علیہ السلام خدا کے نور سے ہے اور حسین علیہ السلام بہشت اور حور العین سے افضل ہیں"۔[1]

(۳)۔ سند معتبرہ کے ساتھ ابوذر سے نقل ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور علی علیہ السلام ایک ہی نور سے بنائے گئے ہیں۔ عرش کی دائیں جانب آدم علیہ السلام کی خلقت سے ۲ ہزار سال قبل خدا کی تسبیح کرتے تھے۔

جب خدا نے دن کو خلق کیا، اس نور کو خدا نے اس کی پشت میں جگہ دی اور جنت میں ساکن ہوا اور ہم اس کی پشت میں تھے۔ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوا ہم اس کی

عبدالمطلب علیہ السلام تک پہنچے۔

یہاں پر نور کے دو ٹکڑے کئے۔ مجھے صلب عبداللہ علیہ السلام میں اور علی علیہ السلام کو صلب ابوطالب علیہ السلام میں جگہ دی۔ مجھے خدا نے رسالت اور برکت دی اور علی علیہ السلام کو فصاحت وشجاعت دی اور ہمارے لئے اپنے ناموں میں دو مقدس نام مشتق کئے۔

پس خداوند صاحب عرش محمود ہے۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں خداوند بزرگوار علی اعلیٰ ہے۔

میرا بھائی علی علیہ السلام ہے۔

خدا نے مجھے نبوت اور رسالت کے لئے مقرر کیا اور علی علیہ السلام کو صاحب امامت اور لوگوں کے درمیان حق کا حکم کرنے والا بنایا۔[1]

(۴)۔ معتبر حدیث میں امیر المومنین علیہ السلام سے نقل ہے کہ فرمایا:

میں خدا کا بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی، اس کی پہلے دن تصدیق کرنے والا ہوں۔ بتحقیق اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اس وقت جب روح آدم علیہ السلام کا بدن آدم علیہ السلام کے ساتھ تعلق نہیں تھا۔

تمہاری امت میں بھی سب سے پہلے جس نے تصدیق کی، میں تھا اور ہم ہی اوّل وآخر میں سبقت لینے والے ہیں"۔[2]

"مؤاخات اسلام میں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی بار مکہ میں (عورتوں کو عورتوں کے لئے اور مردوں کو مردوں کے لئے) مؤاخات یعنی صیغہ اخوت قائم کئے۔

اور دوسری بار مدینہ منورہ میں، مگر دونوں مقامات پر فقط علی علیہ السلام کو اپنے لئے بھائی قرار دیا نہ کہ کسی دوسرے کو۔

روایت منزلت جو سنی شیعہ دونوں کے درمیان مشہور ہے جو خود اس پر دلالت کرتی ہے، فرمایا:

يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلاَّ أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي۔[1]

"یا علیؑ! تمہاری منزلت میرے نزدیک ایسے ہے جیسے ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت ہے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

"مومنین آپس میں بھائی ہیں":۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔[2]

"بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، سو اپنے بھائیوں میں صلح کرادو، اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔

برادری اور برابری اساس دین میں ہے۔

یہ مؤاخاۃ اور مواساۃ اسلام کے امتیازات میں سے ہے۔ تمام ادیان اور ملتوں میں یہ چیز نہیں تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: مَنْ أَصْبَحَ لَا يَهْتَمُّ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ۔[1]

"جو اس حال میں صبح کرے اور وہ امور مسلمین سے کوئی کام نہ رکھتا ہو، پس وہ مسلمان نہیں"۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

کون سی تعلیمات اسلامی تعلیمات میں سے بہتر ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو جانتے ہو نہیں جانتے پر اس کو غذا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبے کے آغاز میں مدینہ میں فرمایا:

"جو آدھی کھجور کسی کو دے اس نے خود کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔ اگر اپنی نیک گفتار سے اپنے بھائیوں کو راضی کرے، اس کو دس برابر اجر دیا جائے گا"۔

دوسرے خطبے میں فرمایا:

"خدا کی عبادت کرو اور اس کے لئے کوئی شریک قرار مت دو۔ اس کی رضا کی خاطر دوستی کرو۔ ایک دوسرے سے محبت کرو، جو خدا سے وعدہ کو توڑے خدا اس پر غضبناک ہوتا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ وقت اپنے خطبوں میں، وعظ میں برادری، نیکی، مہربانی، ایک دوسرے کے حق میں امیدوار کی تعلیم دیتے تھے۔ اپنے اصحاب کے درمیان عقد، اخوت اور برادری پڑھا، صحابہ کو ایمان، عقیدہ، اخلاق، سابقہ دین، فداکاری اور توحید کی راہ میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا بھائی قرار دیا۔ اور ایمانی بھائیوں کے لئے حقوق معین فرمائے اور ان کو اتحاد کی تعلیم اور تربیت دی۔

"جامع الاخبار" میں امیر المومنینؑ نے مومنین کے ایک دوسرے پر حقوق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل فرمائی ہے:

يُحِرِمَ لَهُ فِي غَيْبَتِهِ وَ أَنْ يَعُودَهُ فِي مَرَضِهِ وَ أَنْ يُشَيِّعَ جَنَازَتَهُ وَ أَنْ لَا يَقُولَ بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَّا خَيْراً۔[1]

(۱)۔ ہر مومن دوسرے مومن کو محترم و بزرگ جانے اور اس کو احترام کی نگاہ سے دیکھے۔

(۲)۔ اور اس کی محبت کو اپنے سینے میں پروان چڑھائے جس طرح اولاد سے محبت کرتا ہے۔

(۳)۔ اپنے بھائیوں کو اپنے مال میں شریک کرے۔

(۴)۔ اپنے بھائی کی غیبت، بری نظر اپنے اوپر حرام کرے۔

(۵)۔ بیماری کی حالت میں اس کی عیادت کرے۔

(۶)۔ اپنے مؤمن بھائی کے جنازہ کی تشییع جنازہ کرے۔

(۷)۔ اس کے مرنے کے بعد نیکی کے علاوہ اس کو یاد نہ کرے۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

بھائی چارہ اور برابری یعنی اگر کسی مسلمان کو ضرورت ہو، اس قدر اپنے بھائی پر اطمینان رکھتا ہو، ان کی جیب میں ہاتھ ڈال کر جتنی ضرورت ہے، اتنی مقدار میں مال نکالے اور مال آجانے کی صورت میں اپنی جگہ واپس رکھے اور وہ برادر اس پر اس قدر اطمینان رکھتا ہو کہ یہ نہ کہے کتنا، کیوں اور کس حساب سے اٹھایا۔ اگر یہ فضیلت یہ خصلت وجود میں آئے تو معاشرہ "بھائی چارگی" پر استوار ہے"۔

آئمہ معصومین علیہم السلام میں سے ایک فرماتے ہیں: مسلمان کی دوستی اور بھائی چارہ لازمی ہے کہ اس طرح ہو جیسے اولاد کی محبت، والد (باپ) سے ہوتی ہے کہ اولاد جتنی بھی جسارت اور گستاخی کرے والدین کی محبت ان کے حق میں اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔

"روایات"

(۱)۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ بَنُو أَبٍ وَ أُمٍّ وَ إِذَا ضَرَبَ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ عِرْقٌ سَهِرَ لَهُ الْآخَرُونَ۔[۱]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مومن بھائی ہیں آپس میں، ایک ماں باپ کے بیٹے ہیں۔ اگر ایک پر مشکل آئے تو دوسرے اس کے لئے نہیں سوتے"۔

(۲)۔ قَالَ: الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ عَيْنُهُ وَ دَلِيلُهُ لَا يَخُونُهُ وَ لَا يَظْلِمُهُ وَ لَا يَغُشُّهُ وَ لَا يَعِدُهُ عِدَةً فيحلفه [فَيُخْلِفُهُ]۔[۲]

"فرمایا: مومن آنکھ اور رہنما ہے اپنے بھائی کیلئے، اسکے ساتھ خیانت نہیں کرتا اور اس پر ظلم نہیں کرتا۔ جاسوسی یا دوغلہ پن نہیں کرتا اور جو وعدہ دے، وعدہ خلافی نہیں کرتا"۔

(۳)۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ هُوَ عَيْنُهُ وَ مِرْآتُهُ وَ دَلِيلُهُ لَا يَخُونُهُ وَ لَا يَخْدَعُهُ وَ لَا يَظْلِمُهُ وَ لَا يَكْذِبُهُ وَ لَا يَغْتَابُهُ۔[۳]

"اور یہ بھی فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ آنکھ آئینہ اور اس کا رہنما ہے۔ اس کے حق میں خیانت نہیں کرتا اور اس کے ساتھ مکر و فریب نہیں کرتا اور اس کے حق میں ظلم نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا اور اس کی غیبت نہیں کرتا"۔

(۴)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ لِأَبِيهِ وَ

جِنَانِ السَّمَاوَاتِ وَ أَجْرَى فِيهِمْ مِنْ رُوحِ رَحْمَتِهِ فَلِذَلِكَ هُوَ أَخُوهُ لِأَبِيهِ وَ أُمِّهِ۔[1]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: مؤمن، مؤمن کا (ماں باپ کی وجہ سے) بھائی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ خداوند نے مومن کو آسمانوں کے باغوں کی خاک سے بنایا ہے اور پھر اس میں اپنی رحمت کی روح ڈالی، پس یہ بھائی چارہ ماں باپ کی وجہ سے ہے"۔

(۵)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَ لَا يُسْلِمُهُ وَ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ سَتَرَ [سَتَرَ] مُسْلِماً سَتَرَهُ [سَتَرَهُ] اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[2]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور اس کے حق میں ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی اپنے بھائی کی حاجت (شرعی) روا کرے، خداوند اس کی حاجت پوری کرے گا۔ اگر کوئی کسی مسلمان کی پریشانی کو دور کرے خداوند عالم قیامت کے دن اس کا غم دور کرے گا۔ اگر کوئی مسلمان کے عیوب پر پردہ ڈالے اور اس کے نتیجہ میں اس کی ہتک حرمت نہ کرے خداوند عالم اس کے گناہوں کو چھپائے گا"۔

البتہ وہ مطلب کہ جس میں فرماتے ہیں: بہترین مومن بھائی وہ ہے جو میرے عیبوں کو مجھے ہدیہ کرے، ان اقوال کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ لازمی ہے کہ مومن اپنے بھائی کے عیبوں کی نشاندہی کرے مگر کسی دوسرے کے سامنے نہیں، بلکہ صرف اُسی (اپنے بھائی) کے سامنے وہ بھی اس انداز سے کہ مؤمن بھائی کی دل آزاری نہ ہو۔

(۶)۔ وَفِي وَصِيَّةِ النَّبِيِّ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ: سِرْ مِيلاً عُدْ مَرِيضاً سِرْ مِيلاً شَيِّعْ جَنَازَةً وَ [illegible]

اَمِيَالٍ النَّصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَعَلَيْكَ بِالْاِسْتِغْفَارِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو امیر المومنین علیہ السلام کو وصیتیں ہیں ان میں آیا ہے کہ مریض کی عیادت کے لئے جائیں، چاہے وہ راستہ ایک میل ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

اور مسلمان (خصوصاً مؤمن) کے تشییع جنازہ میں جائیں، اگرچہ وہ راستہ دو میل ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

مومن کی دعوت کو اجابت کرنے کے لئے اگرچہ ۴ میل ہو جائیں۔

خدا کی راہ میں اپنے مؤمن بھائی کی زیارت کرو اگرچہ راستہ ۵ میل ہو۔

کسی مصیبتوں میں گھیرے کی دادرسی کرو اگرچہ وہ راستہ ۶ میل ہی کیوں نہ ہو۔

مظلوم کی مدد کرو اور خدا سے استغفار طلب کرو"۔

(۷)۔ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ: اَلْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ كَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ، إِنِ اشْتَكَى شَيْئاً مِنْهُ وَجَدَ أَلَمَ ذٰلِكَ فِي سَائِرِ جَسَدِهِ، وَأَرْوَاحُهُمَا مِنْ رُوْحٍ وَاحِدَةٍ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: مؤمن مؤمن کا بھائی ہے۔

بدن کے ایک عضو کی طرح اگر اس عضو میں درد محسوس ہو تو گویا اس نے تمام بدن میں درد محسوس کیا اور دونوں کی روح ایک روح ہے (یعنی اگر مومن درد کا احساس کرے تو گویا دوسرے مومن نے اپنے جسم میں درد کا احساس کیا"۔

(۸)۔ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَسْكُنُ إِلَى الْمُؤْمِنِ كَمَا يَسْكُنُ قَلْبُ الظَّمْآنِ إِلَى الْمَاءِ الْبَارِدِ۔[3]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن مؤمن کے لئے سکون ہے۔

اسی طرح جس طرح پیاسہ دل ٹھنڈے پانی سے آرام حاصل کرتا ہے اور ٹھنڈا ہوتا ہے"۔

جو اپنے بھائیوں کی مدد میں رغبت نہ رکھتا ہو وہ خسارے میں مبتلا ہوگا۔

(۱۰)۔ تَحْتَاجُ الْإِخْوَةُ فِيمَا بَيْنَهُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ فَإِنِ اسْتَعْمَلُوهَا وَ إِلَّا تَبَايَنُوا وَ تَبَاغَضُوا وَ هِيَ التَّنَاصُفُ وَ التَّرَاحُمُ وَ نَفْيُ الْحَسَدِ۔[۲]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: برادران آپس میں تین چیزوں کے محتاج ہیں اگر ان تین چیزوں سے کام نہ لیا ان کی آپس میں جدائی اور دشمنی واقع ہوگی۔ اوّل عدل وانصاف۔ دوم دوسروں کی نسبت مہربانی کرنا اور تیسرا آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرنا"۔

(۱۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا وَ اللَّهِ أُحِبُّكَ فَقَالَ لَهُ يَا حَارِثُ أَمَّا إِذَا أَحْبَبْتَنِي فَلَا تُخَاصِمْنِي وَ لَا تُلَاعِبْنِي وَ لَا تُجَارِينِي وَ لَا تُمَازِحْنِي وَ لَا تُوَاضِعْنِي وَ لَا تُرَافِعْنِي۔[۳]

"امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ حارث اعور نے امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا: مولا! خدا کی قسم میں آپؑ سے محبت کرتا ہوں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اگر مجھ سے محبت کرتے ہو تو میری مخالفت نہ کرو۔ مجھ سے مذاق مت کرو، جو خدا نے میرے لئے مقام رکھا ہے، نہ مجھے اس سے اوپر لے جاؤ، نہ اس سے نیچے لے آؤ"۔

یہ جملے دوسروں کے لئے درس ہیں ورنہ امیر المومنین علیہ السلام کا مقام یا تو خدا جانتا ہے یا اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۱۲)۔ قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا عَلِيَّ بْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَنِ اسْتَفَادَ أَخاً فِي اللَّهِ فَقَدِ اسْتَفَادَ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ۔[۴]

میں گھر پالیا"۔

(۱۳)۔ عَلَى قَدْرِ التَّوَاخِي فِي اللّٰهِ تَخْلُصُ الْمَحَبَّةُ۔ [۱]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی خاطر کی گئی دوستی (بھائی چارہ) محبت کو خالص کرتی ہے"۔

(۱۴)۔ اَلْإِخْوَانُ فِي اللّٰهِ تَدُومُ مَوَدَّتُهُمْ لِدَوَامِ سَبَبِهَا۔ [۲]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی راہ میں بھائی چارہ اور دوستی محبت اور مودت کے دوام کا سبب بنتی ہے"۔

(۱۵)۔ إِيَّاكَ وَ الْجَفَاءَ فَإِنَّهُ يُفْسِدُ الْإِخَاءَ وَ يَمْقُتُ إِلَى اللّٰهِ وَ النَّاسِ۔ [۳]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ظلم و جفا سے دوری اختیار کرو، جو بھائی چارہ کو فاسد اور خدا اور لوگوں کی دشمنی کا سبب بنتا ہے"۔

(۱۶)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ رَجُلٌ يَبْدَؤُهُ أَخُوهُ بِالصُّلْحِ فَلَمْ يُصَالِحْهُ۔ [۴]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ملعون ملعون ہے وہ شخص جس سے اس کا بھائی (بھائی صلبی ہو سبی یا نسبی یا ایمانی) صلح کرے مگر وہ صلح کیلئے راضی نہ ہو"۔

(۱۷)۔ اَلْإِخْوَانُ ثَلَاثَةٌ فَوَاحِدٌ كَالْغِذَاءِ الَّذِي يُحْتَاجُ إِلَيْهِ كُلَّ وَقْتٍ فَهُوَ الْعَاقِلُ وَ الثَّانِي فِي مَعْنَى الدَّاءِ وَ هُوَ الْأَحْمَقُ وَ الثَّالِثُ فِي مَعْنَى الدَّوَاءِ فَهُوَ اللَّبِيبُ۔ [۵]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: بھائی تین طرح کے ہیں۔

ایک بھائی غذا کی طرح ہے جس کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے اور یہ بھائی عاقل ہے۔

۱۔ غرر الحکم، ص ۴۸۸، فصل ۵۱ ح ۲۰

۲۔ غرر الحکم، ص [illegible]، فصل [illegible] ح ۱۸۲

عاقل ہے۔ (یہ سب سے مہم ہے)"۔

(۱۸)۔ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْإِخْوَانُ أَرْبَعَةٌ فَأَخٌ لَكَ وَلَهُ وَ أَخٌ لَكَ وَ أَخٌ عَلَيْكَ وَ أَخٌ لَا لَكَ وَلَا لَهُ۔ [۱]

"امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: بھائیوں کی چار قسمیں ہیں:

(۱)۔ جو تمہارے لئے بھی سودمند ہے اپنے لئے بھی۔

(۲)۔ جو فقط تمہارے لئے سودمند ہے۔

(۳)۔ جو تمہارے مخالف ہے اور تمہیں نقصان پہنچانے والا ہے۔

(۴)۔ نہ تمہارے لئے سودمند ہے نہ اپنے لئے۔

(۱۹)۔ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تُقَارِنْ وَ لَا تُوَاخِ أَرْبَعَةً اَلْأَحْمَقَ وَ اَلْبَخِيلَ وَ اَلْجَبَانَ وَ اَلْكَذَّابَ۔ [۲]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ۴ گروہ کے ساتھ دوستی مت کرو۔

۱۔ احمق۔ ۲۔ بخیل۔ ۳۔ ڈرپوک۔ ۴۔ جھوٹے کے ساتھ"۔

(۲۰)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِذَا آخَى أَحَدُكُمْ رَجُلاً فَلْيَسْأَلْهُ عَنِ اِسْمِهِ وَ اِسْمِ أَبِيهِ وَ قَبِيلَتِهِ وَ مَنْزِلِهِ فَإِنَّهُ مِنْ وَاجِبِ اَلْحَقِّ وَ صَافِي اَلْإِخَاءِ وَإِلَّا فَهِيَ اَلْمَوَدَّةُ اَلْحَمْقَاءُ۔ [۳]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اگر کسی سے بھائی چارہ، برادری قائم کرنا چاہے تو اس سے، اس کا نام، اس کے باپ کا نام، اس کے قبیلہ، اس کے گھر کے بارے سوال کرے۔ یہ حق برادری کے واجبات میں سے ہے اور یہی خالص محبت ہے، اگر یہ نہیں تو یہ برادری حماقت ہے"۔

"عقد اخوت غدیر خم میں"

روز عید غدیر شیعوں کی افضل عیدوں میں سے ہے اور کوئی بھی عید اور دن اس کے مقام تک نہیں پہنچتا۔ بہت زیارہ روایات اس کے امتیازات اور اس کی فضیلت روایات کی کتابوں میں آئمہ معصومین علیہم السلام سے نقل ہوئی ہیں۔

"من جملہ اقبال" سید بن طاؤس اور "مستدرک الوسائل" اور "اعمال" بھی اس دن کے لئے نقل ہوئے ہیں۔

من جملہ اس کے مؤمن بھائیوں کے ساتھ عقد اخوت پڑھیں۔

اس صورت میں کہ اپنا دائیاں ہاتھ اپنے مومن بھائی کے دائیں ہاتھ پر رکھ کر کہے:

واخیتُكَ فِي اللهِ وَ صَافَيتُكَ فِي اللهِ وَ صَافَحتُكَ فِي اللهِ وَ عَاهَدتُ اللهَ وَ مَلَائِكَتَهُ وَ كُتُبَهُ وَ رُسُلَهُ وَ أَنبِيَاءَهُ وَ الأَئِمَّةَ المَعصُومِينَ (ع) عَلَى أَنِّي إِنْ كُنتُ مِنْ أَهلِ الجَنَّةِ وَ الشَّفَاعَةِ وَ أُذِنَ لِي بِأَنْ أَدخُلَ الجَنَّةَ لَا أَدخُلُهَا إِلَّا وَ أَنتَ مَعِي۔

وہاں پر مؤمن بھائی کہے: قبلت۔

اور اس کے بعد کہے:

أَسقَطتُ عَنكَ جَمِيعَ حُقُوقِ الأُخُوَّةِ مَا خَلَا الشَّفَاعَةَ وَ الدُّعَاءَ وَ الزِّيَارَةَ۔[1]

"مواخات و برادری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ لیلت المبیت میں"

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔[1]

"اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں، اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے"۔

شیعہ سنی نے روایت کی ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے اس جوان مردی کو خدا کے دین کے بارے میں ظاہر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر سوئے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کی حفاظت ہو جائے، خدائے رؤف نے اس آیت کو امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل کیا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ): فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ.

قَالَ: »نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) حِينَ بَاتَ عَلَى فِرَاشِ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ)«.[2]

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ أَوْسٍ، يَعْنِي الْأَنْصَارِيَّ النَّحْوِيَّ

نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔[1]

سعید بن اوس کہتا ہے: جب ابو عمرو بن علاء نے آیت کی تلاوت کی تو کہا: یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

فِي مَجْمَعِ الْبَيَانِ رَوَى السُّدِّيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ هَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْغَارِ، وَ نَامَ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ۔[2]

اور کہہ رہے تھے واہ واہ اے ابن ابی طالب علیہ السلام! کون آپؑ کی طرح ہوسکتا ہے جس کے ذریعے خدا ملائکہ آسمان پر فخر کرے؟ امیر المومنین علیہ السلام وزیر، وصی، خلیفہ اور برادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔[3]

اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: ایک صاع گندم جو تقریباً چالیس سیر ہے، اپنی قوم کے لئے روٹی، ایک بکرے کی ران پکاؤ اور ایک پیالہ دودھ کا حاضر کرو اور فرزندان عبد المطلب بناء بر ایک قول کے ۴۰ لوگ تھے کو دعوت کرو تا کہ شعب ابی طالب علیہ السلام میں آئیں۔

جب امیر المومنین علیہ السلام نے ان کو دعوت دی تو ابولہب نے کہا: محمد گمان کر رہا ہے کہ ہمیں سیر کرے اور ہم میں سے ہر ایک۔ ایک بکرا بھی کھائیں تو سیر نہیں ہوتے اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا پیتے ہیں، سیر نہیں ہوتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک غذا کے اوپر رکھا اور کہا: بسم اللہ کھایئے۔ یہ کلام ان کے لئے ناگوار تھا مگر چونکہ بھوکے تھے، کھانا شروع کیا، اتنا کھایا کہ سب سیر ہو گئے۔ کھانے اور دودھ سے کوئی چیز کم نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ بات کرے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا جادو کیا تمہارے ساتھ، اس نے اس سب کو تیر کیا اور پھر بھی باقی ہے کیونکہ اس ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن کوئی بات نہیں کی لیکن دوسرے دن بھی ان کو دعوت کی، کھانا کھانے کے بعد فرمایا: اے فرزندان عبدالمطلب! مجھے اندازہ نہیں کہ عرب کے درمیان مجھ سے کوئی اچھی چیز تمہارے لئے لایا ہو۔ میں دنیا اور آخرت کا خیر لایا ہوں۔ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تم پر رات یا دن کو حملہ کرے گا کیا مجھ پر بھروسہ کرو گے۔ سب نے کہا: ہاں ہم تمہیں سچا جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو خیر خواہ ہو وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ خداوند متعال نے مجھے عالمین کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے دوسروں سے پہلے اپنی قوم کو دین خدا کی دعوت کروں اور ان کو عذاب الٰہی سے ڈراؤں۔ تم لوگ میری قوم سے ہو۔

اے فرزندان عبدالمطلب! جان لو خدا نے کوئی بھی نبی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کی اہل سے اس کے لئے وزیر، وصی، وارث اور خلیفہ کا تعیین کیا۔ تم میں سے جو شخص بھی سبقت لے اور مجھ پر ایمان لائے وہ میری امت کے درمیان میرا بھائی، وزیر، وارث، وصی اور میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ میرے لئے منزل ہارون علیہ السلام پر ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام تمام ہوا سب ساکت ہو گئے۔ کسی نے کچھ نہ کہا مگر امیر المومنین علیہ السلام ان ایام میں ۱۱ یا ۱۲ سال کے تھے خود کو بلند کیا اور فرمایا: آپؐ کے ساتھ ہر شرط کے ساتھ جو آپؐ نے فرمائی، بیعت کرتا ہوں جو حکم صادر کریں، اطاعت کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! آپ بیٹھیے شاید آپؐ سے بڑا کوئی اُٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ اپنے کلام کا تکرار کیا مگر وہ ساکت بیٹھے رہے۔ امیر المومنین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ اٹھے اور اپنا کلام دہرایا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار اپنے کلام کا تکرار کیا مگر پھر بھی امیر المومنین علیہ السلام بیٹھے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار

کے دھان کو پانی سے پر کر لیا۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: (اس طرح نہیں ہے جس طرح تو سمجھ رہا ہے)۔ بلکہ علی علیہ السلام کے علم، حلم، فہم، دانش کو کامل کیا۔ جب فرزندان عبد المطلب باہر آئے تو ہنسے اور حضرت ابو طالب علیہ السلام سے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہیں حکم دے گا تم اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔[1]

"حدیثِ منزلت اور مؤاخات کے بارے میں روایات":۔

(۱). عَنْ أَبِي هَارُونَ اَلْعَبْدِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اَللّٰهِ اَلْأَنْصَارِيَّ عَنْ مَعْنَى قَوْلِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلاَّ أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، قَالَ: اِسْتَخْلَفَهُ بِذَلِكَ وَ اَللّٰهِ عَلَى أُمَّتِهِ فِي حَيَاتِهِ وَ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ طَاعَتَهُ، فَمَنْ لَمْ يَشْهَدْ لَهُ بَعْدَ هَذَا اَلْقَوْلِ بِالْخِلاَفَةِ فَهُوَ مِنَ اَلظَّالِمِينَ۔[2]

"ابی ہارون عبدی کہتا ہے: جابر سے اس قول نبیؐ کے بارے میں پوچھا: یا علیؑ! تیری منزلت میرے نزدیک ایسے ہے جیسے ہارونؑ کی منزلت موسیٰؑ کے نزدیک ہے، بس میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، کہ بارے پوچھا:

جابر نے کہا: خدا کی قسم! علی علیہ السلام کو امت کے درمیان اپنی جانشینی کے لئے مقرر کیا، اپنی حیات میں بھی اور مرنے کے بعد بھی پس جو علی علیہ السلام کی خلافت جانشینی کی گواہی نہ دے۔ یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے"۔

(۲). قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَشْرُ خِصَالٍ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِإِحْدَاهُنَّ مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ اَلشَّمْسُ قَالَ لِي أَنْتَ أَخِي فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ وَ أَقْرَبُ اَلْخَلاَئِقِ مِنِّي فِي اَلْمَوْقِفِ وَ أَنْتَ اَلْوَزِيرُ وَ اَلْوَصِيُّ وَ

قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) عَشْرٌ لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، وَ لَا يُعْطَاهُنَّ أَحَدٌ بَعْدِي. قَالَ لِي: أَنْتَ يَا عَلِيُّ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَ أَخِي فِي الْآخِرَةِ، وَ أَنْتَ أَقْرَبُ النَّاسِ مِنِّي مَوْقِفاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ مَنْزِلِي وَ مَنْزِلُكَ فِي الْجَنَّةِ مُتَوَاجِهَانِ كَمَنْزِلِ الْأَخَوَيْنِ، وَ أَنْتَ الْوَصِيُّ، وَ أَنْتَ الْوَلِيُّ، وَ أَنْتَ الْوَزِيرُ، عَدُوُّكَ عَدُوِّي وَ عَدُوِّي عَدُوُّ اللّٰهِ، وَ وَلِيُّكَ وَلِيِّي وَ وَلِيِّي وَلِيُّ اللّٰهِ.[1]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مجھے دس خصلتیں دی گئیں حتیٰ دنیا و مافیہا کے عوض کسی ایک کو دینا بھی مجھے گوارا نہیں۔ مجھے فرمایا: دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو اور قیامت کے توقف گاہ میں ساری مخلوق سے زیادہ مجھے نزدیک تر ہو۔ تم ہی میرے وزیر و وصی ہو، میرے اہل اور مال میں اور تم ہی میرے خلیفہ ہو، تم ہی میرے میرے علمدار ہو دنیا و آخرت میں۔ تمہارا دوست میرا دوست اور میرا دوست خدا کا دوست ہے، تیرا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔

اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مجھے ۱۰ خصلتیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے نہ کسی کو دی گئیں، نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی۔

فرمایا: تم ہی دنیا آخرت میں میرے بھائی ہو اور قیامت کے توقف گاہ میں سب لوگوں سے زیادہ نزدیک تر ہو۔ جنت میں تمہاری اور میری منزل دو بھائیوں کی طرح ہے جو ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں تم ہی میرے وصی، ولی، وزیر ہو۔ تیرا دشمن میرا دشمن ہے، میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے، میرا دوست خدا کا دوست ہے۔

مکحول کہتا ہے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: حافظین اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو کوئی فضیلت رکھتا ہو اور اس میں شریک نہ ہوں اور اس پر فضیلت نہ رکھتا ہوں لیکن میرے پاس ۷۰ فضیلتیں اور اوصاف حمیدہ ہیں جن میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں نے عرض کیا: یا علی علیہ السلام! مجھے آگاہ فرمایئے"۔

فرمایا:

(۱)۔ ایک پلک جھپکنے کی مدت میں بھی خدا کے ساتھ شرک نہ کیا لات وعزا کی عبادت نہیں کی۔

(۲)۔ کبھی شراب نہیں پی۔

(۳)۔ بچپن میں مجھے پالنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد سے درخواست کی، اسی دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زندگی گزاری، ان کے دسترخوان، ان کی ہر گفتگو میں شریک رہا۔

(۴)۔ سب سے پہلے اسلام اور ایمان لایا۔

(۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیری نسبت میرے نزدیک ویسے ہے جیسے ہارونؑ کی موسیٰؑ کے نزدیک۔ بس میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۶)۔ میں آخری تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور ان کو قبر میں لٹایا۔

(۷)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غار ثور میں گئے، مجھے اپنی جگہ پر سلایا اور مجھے اپنی چادر اوڑھائی۔ جب مشرکین گھر آئے انہوں نے گمان کیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ مجھے نیند سے اٹھایا اور کہا: تمہارا بھائی کہاں گیا؟ میں نے کہا: ایک کام سے گئے ہیں۔ کہا: ہاں اگر بھاگ جاتے تو علی علیہ السلام بھی ان کے ساتھ جاتے۔

(۸)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے ۱۰۰۰ علم کے دروازے کھولے اور ہر دروازے میں ہزار در کھلتے تھے، ان میں سے ایک بھی کسی کو نہیں دیا گیا۔

(۱۰)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی مجھے ایسی چیز قیامت میں نہیں دی گئی مگر یہ کہ ویسی ہی چیز کے لئے تمہارے لئے درخواست کی۔

(۱۱)۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، انہوں نے فرمایا: یا علیؑ! تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی۔ تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے، یہاں تک کہ جنت میں چلے جاؤ۔

(۱۲)۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: یا علیؑ! تیری مثل کشتی نوح علیہ السلام کی مثل ہے جو بھی اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی، جس نے اس کی مخالفت کی ہلاک ہوا۔

(۱۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عمامہ اپنے دست مبارک سے میرے سر پر باندھا اور دشمنوں پر کامیابی کی دعا مانگی اور خدا کی مدد سے دشمنوں پر کامیاب ہوا۔

(۱۴)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! بکری کے خشک تھنوں پر ہاتھ پھیرو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ پھیریئے۔ فرمایا: یا علیؑ! تمہارا کردار، میرا کردار ہے۔ میں نے ہاتھ پھیرا اور ایک جرعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا۔ ایک عورت نے پیاس کی وجہ سے صدا دی۔ ایک جرعہ اسے دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! میں نے خدا سے دعا کی، میرے لئے تیرے ہاتھ میں برکت دے اور خدا نے قبول کی۔

(۱۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا وصی بنایا اور فرمایا: یا علیؑ! تمہارے علاوہ مجھے کوئی غسل نہ دے اور نہ قبر کے حوالے کرے۔ اگر کوئی میرے اعضاء مخصوصہ کو دیکھے گا تو وہ نابینا ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اکیلا کیسے آپؐ کی سمت بدلوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! تمہاری غیب سے مدد کی جائے گی، خدا کی قسم! جب چاہتا آپؐ کی سمت بدل کر [illegible]

خداوند نے اصحاب آنحضرتؐ کے درمیان مجھے اس شرافت سے مخصوص کیا۔

(۱۷)۔ اس کے باوجود ابوبکر اور عمر نے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی۔ خدا نے ساتوں آسمانوں کے اوپر اس کی میرے ساتھ تزویج کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! یہ نعمت آپؑ کے لئے ہے کہ خداوند نے فاطمہ سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا اور بضعۃ منی کی تمہارے ساتھ تزویج کی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں آپؐ سے نہیں ہوں۔ فرمایا: یا علیؑ! کیوں نہیں تو مجھ سے میں تم سے ہوں، ایسے جیسے ایک ہاتھ کی نسبت دوسرے ہاتھ کی طرف ہے۔ دنیا و آخرت میں آپؐ سے بے نیاز نہیں ہوں۔

(۱۸)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! آخرت میں لواء الحمد تمہارے ہاتھ میں ہے اور قیامت میں سب سے نزدیک تم بیٹھو گے۔ ایک مسند تمہارے لئے ہوگی ایک میرے لئے۔ میں گروہ انبیاء میں اور گروہ اوصیاء میں تمہارے سر پر نور کا اور کرامت کا تاج ہوگا۔ تمہارے اردگرد ۷۰ فرشتے ہوں گے، یہاں تک کہ خدا تمام مخلوق کے حساب سے فارغ ہوجائے گا۔

(۱۹)۔ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرو گے، پس جو شخص تم سے جنگ کرے گا ان میں سے ہر ایک کے عوض تمہیں اپنے ایک لاکھ شیعوں کی شفاعت کا حق حاصل ہوگا"۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ناکثین کون لوگ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: "طلحہ اور زبیر، یہ دونوں حجاز میں تمہاری بیعت کریں گے جبکہ عراق میں تمہاری بیعت توڑ دیں گے، لہٰذا جب یہ دونوں ایسا کریں تو تم ان دونوں سے جنگ کرنا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنا اہل زمین کے لئے باعث طہارت ہے"۔

آپ نے فرمایا: "ذوالثدیہ کے ساتھی کہ یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح کمانوں سے تیر خارج ہوتے ہیں، لہٰذا تم انہیں قتل کر دو کہ ان کا قتل کرنا اہل زمین کے لئے کشادگی کا باعث ہے۔ ان کے لئے جلد آنے والا عذاب ہے اور روز قیامت اللہ عزوجل کے ہاں تمہارے لئے ذخیرہ"۔

(۲۰)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے یہ فرماتے سنا: "میری امت میں تمہاری مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی سی ہے کہ جو تمہاری ولایت میں داخل ہو گیا تو وہ اس باب میں داخل ہو گیا جس طرح کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے"۔

(۲۱)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ۔ پس شہر میں سوائے دروازہ سے ہرگز داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے علیؑ! تم بہت جلد میرے عہد کا پاس رکھو گے۔ میری سنت پر جنگ جرگے اور میری امت تمہاری مخالفت کرے گی"۔

(۲۲)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دونوں بیٹوں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو ایسے نور سے خلق کیا جسے اس نے تم میں اور فاطمہ سلام اللہ علیہا میں ودیعت کیا تھا اور یہ دونوں اس طرح جنبش کرتے ہیں کہ جیسے کانوں میں گوشوارے جنبش کرتے ہیں اور ان کا نور شہداء کے نور سے ستر گنا زیادہ ہے۔
یا علیؑ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان دونوں حضرات کو ایسی کرامت سے نوازے گا کہ جس سے سوائے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے کسی کو مکرم نہیں کرے گا۔

(۲۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی حیات میں اپنی انگوٹھی، زرہ اور پٹکا عطا کیا اور اپنی تلوار

پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔"

تو میرے پاس ایک دینار تھا جسے میں نے دس درہم کے عوض تبدیل کرالیا، لہٰذا میں جب بھی آپؐ سے سرگوشی کرتا تو اس سے پہلے ایک درہم صدقہ کر دیتا جبکہ بخدا مجھ سے پہلے یا میرے بعد آپؐ کے کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا تو اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی:

"کیا تم لوگ اس بات سے ڈر گئے کہ کان میں بات کرنے سے پہلے خیرات کرلو؟ جب تم (اتنا سا کام) نہ کر سکے اور خدا نے تمہاری توبہ قبول کرلی"۔[۲]

تو کیا گناہ کے علاوہ بھی کسی چیز سے توبہ ہوتی ہے؟!

(۲۵)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں دیگر انبیاء پر جنت حرام ہے اور اسی طرح یہ اولیاء پر بھی حرام ہے، یہاں تک کہ تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ یا علی علیہ السلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمہارے متعلق وہ خوشخبری دی ہے، جو مجھ سے پہلے کسی نبیؑ کو نہیں دی۔ مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ تم اوصیاء کے سردار اور روز قیامت تمہارے دونوں بیٹے حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جوانان جنت کے سردار ہیں۔

(۲۶)۔ میرے بھائی جعفر علیہ السلام کے ساتھ جنت میں ملائکہ پرواز کرتے ہیں کہ انہیں دُرّ، یاقوت اور زبرجد کے دو پروں سے آراستہ کیا گیا ہے۔

(۲۷)۔ میرے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام سید الشہداء ہیں۔

(۲۸)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے تمہارے بارے مجھ سے ایک وعدہ فرمایا ہے جس کی وہ مخالفت نہ کرے گا۔ مجھے رسول بنایا اور آپؑ کو وصی۔ میرے بعد بہت جلد امت تمہارے ساتھ وہی کرے گی، جو فرعون نے موسیٰؑ کے ساتھ کیا صبر کرنا اور

اور دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہوں۔

(۲۹)۔ میں نے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، انہوں نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! آپؑ صاحب حوض ہیں، کل اس پر آپؑ کے علاوہ کسی کا تسلط نہیں، سب آپؑ کے پاس آئیں گے اور پانی مانگیں گے، آپؑ کہیں گے نہیں نہیں۔ ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں دیں گے اور وہ سیاہ چہرے کے واپس پلٹ جائیں گے اور آپؑ کے اور میرے شیعہ وارد ہوں گے، آپؑ کہیں گے سیراب ہو جاؤ اور سفید چہرے کے ساتھ پلٹ جائیں گے۔

(۳۰)۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرمایا: میری امت پانچ پرچم کے ساتھ محشر میں محشور ہوں گے، پہلا جس کا پرچم حوض کوثر پر آئے گا وہ اس امت کے فرعون کا پرچم ہوگا جو معاویہ ہے، دوسرا اس امت کا سامری جو عمرو عاص ہے۔ تیسرا اس امت کا جاثلیق جو ابوموسیٰ اشعری ہے۔ چوتھا ابوالاعور کے ساتھ ہے لیکن پانچواں آپؑ کے ساتھ ہے۔ یا علیؑ! اس کے نیچے مومن ہیں جن کے تم امیر ہو۔ اس کے بعد اللہ عزوجل ان چار پرچم والوں سے فرمائے گا، اپنے پیچھے چلے جاؤ اور نور تلاش کرو اور پھر اللہ عزوجل ان کے درمیان ایک دیوار قرار دے گا، اس دیوار میں ایک باطنی حصہ میں دروازہ رحمت ہوگا وہ میرے شیعیان ہیں اور یہ لوگ میرے شیعہ ہوں گے، تو ندا دیں گے، کیا ہم لوگ تمہارے ساتھ نہیں تھے (میرے شیعہ کہیں گے) کیوں نہیں مگر تم نے دھوکہ کھایا۔ شک کیا دنیا کی آرزوؤں نے تمہیں دھوکا دیا، یہاں تک فرمان خدا (موت) آئی اور شیطان نے تمہیں دھوکا دیا۔ آج تم سے کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی ان افراد سے جنہوں نے کفر کیا تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے، وہی آتش تمہاری پناہ گاہ ہے اور یہ کتنا برا ٹھکانا ہے۔ اس کے بعد میرے شیعہ میری امت حوض پر آئیں گے اور حوض محمد

تو میں تمہارے متعلق ایسی بات کہہ دیتا کہ تم جس قوم کے پاس سے بھی گزرتے وہ تمہارے قدموں کی خاک اٹھا کر اس سے شفا طلب کرتی۔

(۳۲)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رعب کے ذریعہ میری نصرت کی۔ پس میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ تمہاری بھی اسی طرح سے نصرت فرمائے تو اس نے تمہارے لئے بھی وہی چیز قرار دی جو اس نے میرے لئے قرار دی۔

(۳۳)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کان کو اپنے منہ کے پاس رکھا اور مجھے گزشتہ اور تا قیامت آئندہ کی باتیں تعلیم کیں، پس اللہ عزوجل نے میری خاطر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر اس کو جاری کیا۔

(۳۴)۔ نصاریٰ نے کسی بات کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آیت نازل کی۔ پھر جب تمہارے پاس علم آچکا، اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کرے تو کہو آؤ: ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنے نفسوں کو تم اپنے نفسوں کو، اس کے ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں"۔ پس میرا نفس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس تھا، عورتوں میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں اور بیٹے حضرات حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام۔ پھر وہ قوم شرمندہ ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی کی خواستگار ہوئی تو آپؐ نے انہیں معاف کر دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کی اگر وہ لوگ مباہلہ کرتے تو انہیں بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا جاتا۔

(۳۵)۔ بدر کے روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ہی جگہ سے مٹھی بھر سنگریزہ لانے کے

مشرق سے، ایک سنگریزہ مغرب سے، اور ایک سنگریزہ عرش کا تھا۔ نیز ہر سنگریزہ کے ہمراہ ایک لاکھ فرشتے ہماری مدد کے لئے آئے ہوئے تھے اور اللہ عزوجل نے اس سے پہلے یہ فضیلت کسی کو بخشی ہے اور نہ ہی اس کے بعد کسی کو۔

(۳۶)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: واہ ہو تمہارے قاتل پر کہ بلاشبہ وہ (ایک نسخہ میں شمود ہے) نمرود اور ناقہ ثمود کو پے کرنے والے سے بدبخت تر ہے اور تمہارے قتل کی بناء کر خدائے رحمان کا عرش لرز جائے گا، لہذا تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم صدیقین وشہداء اور صالحین کے زمرہ میں ہوں گے۔

(۳۷)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ کر صرف مجھے ناسخ و منسوخ، محکم ومتشابہ اور خاص وعام کا علم عطا کیا اور یہ اللہ کا مجھ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان ہے۔ نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی علیہ السلام! اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں دور نہ کروں اور یہ کہ میں تمہیں علم عطا کروں اور تم پر خفا نہ کروں اور مجھ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ میں اپنے پروردگار کی اطاعت کروں اور تم پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ تم اس کو حفظ کرو۔

(۳۸)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور میرے لئے دعائیں کیں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہونے والے واقعات سے مجھے آگاہ کیا تو اس بات سے کسی صحابی نے غمگین ہو کر کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچازاد کو نبی بنانے پر قادر ہوتے تو یہ بھی کر گزرتے۔ پس اللہ عزوجل نے مجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی ان سب سے آگاہی کا شرف بخشا۔

(۳۹)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو اس زعم میں ہے وہ

(۴۰)۔ [illegible] کی طرف روانہ فرمایا۔ پس جب میں وہاں پہنچا تو اس میں پانی نہیں تھا تو میں واپس آ گیا اور آپؐ کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا اس میں کیچڑ ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: اس کی کچھ مقدار لے آؤ۔ پس میں آپؐ کے لئے کیچڑ کی کچھ مقدار لے آیا تو آپؐ نے اس پر کچھ پڑھا اور فرمایا: اسے اسی کنویں میں ڈال دو۔ میں نے اس کو وہیں ڈال دیا تو یکا یک وہاں پانی پھوٹ پڑا، یہاں تک کہ کنویں کے اطراف پانی سے پُر ہو گئیں تو میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہیں اس بات سے آگاہ کر دیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: تمہیں توفیق دی گئی۔ اے علی علیہ السلام! اور تمہاری برکت سے پانی پھوٹ پڑا، لہٰذا یہ منقبت بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اصحاب کو چھوڑ کر صرف مجھے حاصل ہوئی۔

(۴۱)۔ بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرمایا: خوشخبری ہو آپؐ کو اے علی علیہ السلام! بیشک میرے پاس جبرئیل آئے اور اظہار کیا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بیشک خدا تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کے اصحاب کی طرف نظر کی تو آپؐ کے ابن عمؑ، آپؐ کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر کو آپؐ کا بہترین صحابی دیکھا اور ان کو اپنا جانشین اور اپنی طرف سے پیغام پہنچانے والا قرار دے۔

(۴۲)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: تمہارے لئے خوشخبری ہے اے علی علیہ السلام! کہ جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے عین سامنے ہوگا۔ تم اعلیٰ اعلیین میں رفیق اعلیٰ میں میرے ساتھ ہوگے۔ آپؐ نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! سفید موتیوں کا منارہ کہ اس کے ستر ہزار دروازے ہیں جو میرا اور تمہارا مسکن ہے۔

(۴۳)۔ اللہ عزوجل نے میری محبت مومنین کے دلوں میں راسخ کر دی ہے اور اسی طرح اے علی علیہ السلام! تمہاری محبت بھی مومنین کی دلوں میں راسخ کر دی ہے، نیز مجھ سے

(۴۴)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: عرب میں سے سوائے زنازادہ کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا۔ عجم میں سے سوائے بدبخت ترین شخص کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا اور عورتوں میں سے سوائے اس عورت کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گی سلقلقیہ ہوگی۔

(۴۵)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا جبکہ میں آشوب چشم میں مبتلا تھا تو آپؐ نے میری آنکھ میں اپنا لعاب لگایا اور فرمایا: اے میرے اللہ! اس آنکھ کی حرارت اس کی خنکی میں رکھ دے اور اس کی خنکی اس کی حرارت میں رکھ دے تو خدا کی قسم اب تک مجھے اس آنکھ میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

(۴۶)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب اور اپنے تمام چچاؤں کو مسجد کی طرف کھلنے والے دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے میرے میرے دروازے کو کھول دیا اللہ عزوجل کے حکم سے یہ منقبت کسی کو بھی نہیں ملی۔

(۴۷)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت کرتے ہوئے اپنے قرضہ کی ادائیگی کا اور ان کے وعدوں کو پورا کرنے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ اس بات کو جانتے ہیں کہ میرے پاس مال نہیں ہے تو آپؐ نے فرمایا: اللہ تمہاری مدد کرے گا، پس میں نے آپؐ کے قرضوں کی ادائیگی اور آپؐ کے وعدوں کو پورا کرنے کا ارادہ نہیں کیا مگر یہ کہ اللہ نے میرے لئے آسانی پیدا کر دی، یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے بہت سارے قرضے ادا کر دیئے اور آپؐ کے بہت سارے وعدوں کو وفا کر دیا۔ تعداد اسی ہزار تک پہنچ گئی اور کچھ باقی رہ گئے کہ جن کی وصیت میں نے امام حسن علیہ السلام کو کر دی ہے کہ وہ اس کام کو مکمل کریں۔

(۴۸)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا جبکہ میں آشوب چشم میں مبتلا تھا تو آپؐ نے میری

بیٹوں نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا ہے"!

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ ؑ گھر کے اندر جاؤ اور دیکھو کوئی چیز مل جائے۔

آپؐ نے فرمایا: میں ابھی ابھی باہر آئی ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں اندر جاؤں؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ کا نام لیکر تم اندر جاؤ! پس میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک طبق رکھا ہے کہ اس پر کھجوریں رکھی ہوئی ہیں اور ایک پیالہ شوربے کا ہے، لہٰذا میں اسے اٹھا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آیا تو آپؐ نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! کیا تم نے اس قاصد کو دیکھا جو یہ کھانا لایا ہے؟ میں نے عرض کیا: "جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اس کا حلیہ بیان کرو"۔ میں نے عرض کیا: سرخ، سبز اور پیلے رنگ کا تھا۔

آپؐ نے فرمایا: "یہ تو بال جبرئیل کے نقوش تھے جن کی در اور یاقوت سے تاج پوشی کی گئی ہے"۔ پھر ہم نے شوربہ پیا، یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے مگر اس کے باوجود ہمارے ہاتھ اتنے صاف تھے کہ ان میں سوائے خطوط وانگلیوں کے کچھ نظر نہ آیا اور اس بار بھی اللہ نے تمام اصحاب پیغمبر کو چھوڑ کر مجھے اس خصوصیت سے نوازا۔

(۴۹)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت جیسی خصوصیت عطا کی جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصی ہونے کی خصوصیت عطا کی لہٰذا جو مجھ سے محبت کرے گا وہ خوش بخت ہے اور انبیاء کے زمرہ میں محشور ہوگا۔

(۵۰)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برائت کے سلسلے میں ابوبکر کو بھیجا، پس جب آپؐ نے انہیں بھیجا تو جبرئیل آئے اور کہنے لگے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسے آپؐ کی جانب سے کوئی ادا نہیں کرے مگر یہ کہ آپؐ بذات خود یا پھر آپؐ ہی میں سے کوئی تو ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عضباء نامی اونٹنی پر مجھے روانہ کیا، چنانچہ میں ذوالحلیفہ پہنچا اور اس سورہ مبارکہ کو لیا تو اللہ نے یہ خصوصیت بھی مجھے ہی عطا کی۔

حضرت جبرئیل نے مجھے تعلیم کئے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپؐ نے فرمایا: کہو:

یارازق المقلین ویاراجن المساکین ویا اسمع السامعین ویا ابصر الناظرین ویا ارحم الراحمین ارحمنی وارزقنی۔

(اے قلاشوں کو رزق دینے والے اور اے مسکینوں پر رحم کرنے والے اور اے سب سے زیادہ سننے والے اور اے سب سے بہتر طور پر دیکھنے والے اور اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو مجھ پر رحم فرما اور مجھے رزق عطا کر)۔

(۵۳)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا کو فنا نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ہم میں سے قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) قیام کرے۔ جو ہم سے بغض رکھنے والے کو قتل کردے گا۔ جزیہ قبول نہیں کرے گا۔ صلیب اور بتوں کو توڑ دے گا۔ جنگ بندی کرے گا۔ لوگوں کو مال لینے کے لئے بلائے گا۔ مساوات کے ساتھ تقسیم کرے گا اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کا سلوک کرے گا۔

(۵۴)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: یا علی علیہ السلام! بنو اُمیہ (خدا ان سب پر لعنت کرے) عنقریب تم پر لعنت کریں گے اور ان کی ہر لعنت کے عوض ایک فرشتہ ان کی جانب ایک ہزار لعنتیں پلٹائے گا اور جب قائم عجل اللہ فرجہ الشریف قیام کرے گا تو وہ ان پر چالیس سال تک لعنت کرے گا۔

(۵۵)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے متعلق میری امت کے کئی گروہوں کی آزمائش ہوگی تو وہ کہیں گے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا تو پھر علی علیہ السلام کو

(۵۶)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ایسی خصوصیت عطا کی جو اس نے اپنے اولیاء اور اطاعت گزاروں کو عطا کی اور اس نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث بنایا۔ اب جسے برا لگتا ہے اسے برا لگے اور جسے یہ چیز خوش کرتی ہے وہ خوش رہے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

(۵۷)۔ ایک غزوہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی ختم ہو گیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: یا علی علیہ السلام! اس چٹان کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور کہو "میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغمبر ہوں، لہٰذا (اے چٹان) میرے لئے پانی پیدا کرو"۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے مکرم کیا، میں نے یہ پیغام پہنچا دیا تو اس کے گائے کی مانند تھن ابھرے اور ہر تھن سے پانی بہنے لگا۔ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دوڑا اور انہیں اس بات سے آگاہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: جاؤ یا علی علیہ السلام! پانی لے آؤ، نیز دیگر افراد بھی وہاں آئے اور انہوں نے اپنی مشکوں اور پانی کے ظروف بھر لئے اور اپنے جانوروں کو سیراب کیا۔ خود میں نے بھی پانی پیا اور اس پانی سے وضو کیا۔ اللہ نے یہ خصوصیت بھی میرے علاوہ کسی صحابی کو نہیں دی۔

(۵۸)۔ ایک غزوہ میں چونکہ پانی ختم ہو گیا تھا لہٰذا آپؐ نے فرمایا: "یا علی علیہ السلام! میرے لئے آب خورہ لے آؤ"۔ جب میں ان کے پاس لے آیا تو آپؐ نے اپنا داہنہ ہاتھ اور اس کے ساتھ میرا ہاتھ اس آب خورہ میں ڈالا اور فرمایا "پھوٹ پڑا" تو ہماری انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑا۔

(۵۹)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کی جانب روانہ کیا، پس جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دروازہ بند پایا۔ میں نے اسے سختی سے ہلایا اور اسے اکھاڑ کر چالیس قدم پھینک دیا۔ اس کے بعد میں اس کے اندر داخل ہو گیا اور مرحب کے مقابلے پر آیا تو اس نے مجھ

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں فرمایا تھا:

"خندق کے دن علی علیہ السلام کی ضربت جن وانس کے اعمال سے افضل ہے"۔

نیز آپؐ نے فرمایا: "کل اسلام کل کفر کے مقابلے پر اتر آیا ہے"۔

(۶۱)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: یا علی علیہ السلام! میری امت میں تمہاری مثال "قل ھو اللہ احد" جیسی ہے، لہٰذا جو شخص دل سے تم سے محبت کرے (اپنی زبان کے ذریعے تمہاری اعانت کرے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری نصرت کرے تو گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کرلی، تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی جو شخص دل سے تم سے محبت کرے اور اپنی زبان سے تمہاری اعانت کرے گا تو گویا اس نے دو تہائی قرآن کی تلاوت کی اور جو شخص دل سے تم سے محبت کرے اپنی زبان سے تمہاری اعانت کرے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری نصرت کرے تو گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی۔

(۶۲)۔ میں تمام واقعات اور جنگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اور ان کا پرچم میرے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔

(۶۳)۔ میں نے میدان جنگ سے کبھی فرار اختیار نہیں کیا اور جو کوئی بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے زمین کو اس کے خون سے سیراب کیا۔

(۶۴)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنت سے ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا تو آپؐ نے اللہ عزوجل سے یہ دعا مانگی کہ وہ آپؐ کے پاس اپنی محبوب ترین مخلوق کو بھیج دے لہٰذا اللہ نے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی توفیق دی، یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے ساتھ اس پرندہ میں سے تناول کیا۔

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔[1]

(۶۶)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو مرتبہ سورج کو پلٹایا جبکہ امت محمدیؐ میں سے میرے علاوہ کسی کے لئے نہیں پلٹایا۔

(۶۷)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات اور موت کی بعد مجھے امیر المومنین علیہ السلام کہہ کر پکارنے کا حکم دیا جبکہ میرے علاوہ کسی کو امیر المومنین کہنے کی اجازت نہیں دی۔

(۶۸)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی علیہ السلام! جب قیامت کا دن آئے گا تو باطل عرش سے ایک منادی ندا دے گا کہ کہاں ہے انبیاء کا سردار؟ پس میں کھڑے ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد ایک منادی ندا دے گا اوصیاء کا سردار کہاں ہے؟ تو تم کھڑے ہو جاؤ گے اور رضوان میرے پاس جنت کی کنجیاں لائے گا جبکہ مالک میرے پاس جہنم کی چابیاں لائے گا، ہر دونوں کہیں گے: "للہ جلالہ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم یہ چابیاں آپؐ کے حوالے کر دیں اور آپ کو یہ حکم دے دیں کہ آپؐ ان کو حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دیں، اس طرح اے علی علیہ السلام! تم جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہو جاؤ گے۔

(۶۹)۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اگر تم نہ ہوتے تو مومنین میں سے منافقوں کی شناخت نہ ہو سکتی۔

(۷۰)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود لیٹے اور مجھے میری زوجہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور میرے دونوں بیٹوں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو لٹایا اور ہم پر ایک قطوانی عباء ڈالی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔[2]

مجاہد کہتا ہے: "۷۰ آیتیں قرآن سے علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئیں کہ ان میں کوئی بھی علی علیہ السلام کے شریک نہیں"۔[1]

(۴)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: كَفَرَ الْمُجَادِلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ عَلَى لِسَانِ سَبْعِينَ نَبِيّاً وَ مَنْ جَادَلَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللّٰهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ. وَ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَقَدِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِباً وَ مَنْ أَفْتَى النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ سَبِيلُهَا إِلَى النَّارِ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرْشِدْنِي إِلَى النَّجَاةِ. فَقَالَ: يَا ابْنَ سَمُرَةَ إِذَا اخْتَلَفَتِ الْأَهْوَاءُ وَ تَفَرَّقَتِ الْآرَاءُ فَعَلَيْكَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَإِنَّهُ إِمَامُ أُمَّتِي وَ خَلِيفَتِي عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِي وَ هُوَ الْفَارُوقُ الَّذِي يُمَيِّزُ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ. مَنْ سَأَلَهُ أَجَابَهُ وَ مَنِ اسْتَرْشَدَهُ أَرْشَدَهُ وَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ عِنْدَهُ وَجَدَهُ وَ مَنِ الْتَمَسَ الْهُدَى لَدَيْهِ صَادَفَهُ وَ مَنْ لَجَأَ إِلَيْهِ أَمِنَهُ وَ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ نَجَا وَ مَنِ اهْتَدَى بِهِ هَدَاهُ. يَا ابْنَ سَمُرَةَ أَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَلَّمَ لَهُ وَ وَالَاهُ وَ هَلَكَ مَنْ رَدَّ عَلَيْهِ وَ عَادَاهُ. يَا ابْنَ سَمُرَةَ إِنَّ عَلِيّاً مِنِّي رُوحُهُ مِنْ رُوحِي وَ طِينَتُهُ مِنْ طِينَتِي. وَ هُوَ أَخِي وَ أَنَا أَخُوهُ وَ هُوَ زَوْجُ ابْنَتِي فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ. وَ إِنَّ مِنْهُ إِمَامَا

بدار ارشاد بن کر رہا ہے۔

یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے نجات کی طرف ہدایت کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے بن سمرہ! اس وقت جب خواہشیں مختلف ہو جائیں، رائے جدا ہو جائیں تو تم پر لازم ہے علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔ بیشک وہ مجھ سے ہے۔ تم پر امام اور خلیفہ ہے۔ وہ فاروق ہے کہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرے۔

جو اس سے پوچھے وہ جواب دے گا، جو اس سے راہ مانگے وہ اسے راہ دے گا، جو بھی اس سے حق کو طلب کرے وہ پالے گا، جو بھی ہدایت کو اس کے نزدیک ڈھونڈے وہ اس کو پالے گا، جو بھی اس کی پناہ میں جائے سکون حاصل کرے گا، جو بھی اس سے متمسک ہو نجات دے گا، جو بھی اس کی اقتداء اس کی رہبری کرے گا۔

اے ابن سمرہ! جو بھی اس کے آگے تسلیم کرے اور اس سے محبت کرے وہ بچ گیا، جو بھی اس کو رد کرے اور اس سے دشمنی کرے وہ ہلاک ہو گیا، نابود ہو گیا۔

اے ابن سمرہ! بیشک علی علیہ السلام مجھ سے ہے، اس کی روح میری روح ہے، اس کی مٹی میری مٹی ہے، وہ میرا بھائی ہے، میں اس کا بھائی ہوں، وہ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا خیر النساء العالمین اوّلین و آخرین کا شوہر اور اس کے دو بیٹے حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور ۹ بیٹوں کے ہمراہ جو حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، میری امت کے امام ہیں، ان میں سے نواں قائم علیہ السلام ہے جو زمین کو عدل سے پُر کرے گا اس وقت جب وہ ظلم و جور سے پُر ہو گی۔

صلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین۔

(۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَعَاشِرَ النَّاسِ مَنْ أَحْسَنُ » مِنَ اللّٰهِ قِيلاً « وَ » أَصْدَقُ

رَبِّي وَهُوَ » صَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ «...-» وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللهِ وَ عَمِلَ صَالِحاً وَ قَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ « مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ عَلِيّاً مِنِّي وُلْدُهُ وُلْدِي وَ هُوَ زَوْجُ حَبِيبَتِي أَمْرُهُ أَمْرِي وَ نَهْيُهُ نَهْيِي مَعَاشِرَ النَّاسِ عَلَيْكُمْ بِطَاعَتِهِ وَ اجْتِنَابِ مَعْصِيَتِهِ فَإِنَّ طَاعَتَهُ طَاعَتِي وَ مَعْصِيَتَهُ مَعْصِيَتِي مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ عَلِيّاً صِدِّيقُ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ فَارُوقُهَا وَ مُحَدَّثُهَا إِنَّهُ هَارُونُهَا وَ آصَفُهَا وَ شَمْعُونُهَا إِنَّهُ بَابُ حِطَّتِهَا وَ سَفِينَةُ نَجَاتِهَا وَ إِنَّهُ طَالُوتُهَا وَ ذُو قَرْنَيْهَا مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّهُ مِحْنَةُ الْوَرَى وَ الْحُجَّةُ الْعُظْمَى وَ الْآيَةُ الْكُبْرَى وَ إِمَامُ أَهْلِ الدُّنْيَا وَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ عَلِيّاً مَعَ الْحَقِّ وَ الْحَقُّ مَعَهُ وَ عَلَى لِسَانِهِ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ عَلِيّاً قَسِيمُ النَّارِ لَا يَدْخُلُ النَّارَ وَلِيٌّ لَهُ وَ لَا يَنْجُو مِنْهَا عَدُوٌّ لَهُ إِنَّهُ قَسِيمُ الْجَنَّةِ لَا يَدْخُلُهَا عَدُوٌّ لَهُ وَ لَا يُزَحْزَحُ عَنْهُ وَلِيٌّ لَهُ مَعَاشِرَ أَصْحَابِي قَدْ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ بَلَّغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي-» وَلٰكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ « أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ.[1]

"ابن عباس کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! کون ہے جو گفتار میں خدا سے سچا ہو۔

اے لوگو! تمہارے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ علی علیہ السلام کو بعنوانِ پیشوا نشانہ دین اور

والا ہے۔ وہ صالح المومنین ہے۔ کون کہ بہتر ہو اس سے جو خدا کی طرف بلائے، اعمال نیک انجام دے اور کہے: میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اے لوگو! بیشک علی علیہ السلام مجھ سے ہے۔ اس کے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ میری حبیبہ کا شوہر ہے۔ اس کا امر میرا امر ہے۔ اس کی نہی میری نہی ہے۔

اے لوگو! تم پر اس کی اطاعت لازم ہے اور اس کی معصیت سے پرہیز کرو۔ بیشک اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اس کی معصیت میری معصیت ہے۔

اے لوگو! بیشک علی علیہ السلام اس امت کے صدیق اور اس امت کے فاروق اور محدث ہیں۔ وہ اس امت کا ہارون آصف شمعون ہے۔ وہ باب حطہ اور کشتی نجات طالوت اور ذوالقرنین ہے۔

اے لوگو! وہ وسیلہ آزمائش بشر اور حجت عظمی اور آیت کبریٰ امام اہل دنیا اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔

اے لوگو! حق اس کے ساتھ اور وہ حق کے ساتھ اور اس کی زبان پر جاری ہے۔

اے لوگو! علی قسیم جہنم ہے۔ علی علیہ السلام کا دوست اس میں داخل نہیں ہوگا اور علی علیہ السلام کا دشمن اس سے نجاۃ نہیں پائے گا۔ وہ قسیم بہشت ہے۔ اس کا دشمن اس میں داخل نہ ہوگا اور اس کا دوست اس سے محروم نہ ہوگا۔

اے لوگو! اور میرے اصحاب تمہیں نصیحت کی اور پروردگار کی رسالت تم تک پہنچائی لیکن تمہیں نصیحت کرنے والوں کو اچھا نہیں سمجھتے اور یہ میرا قول ہے کہ تمہارے لئے اور اپنے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں"۔[1]

(۶) قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَنَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللّٰهِ وَ وَزِيرُهُ وَ وَارِثُهُ أَنَا أَخُو رَسُولِ اللّٰهِ وَ وَصِيُّهُ وَ حَبِيبُهُ أَنَا صَفِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ وَ صَاحِبُهُ أَنَا ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ وَ زَوْجُ ابْنَتِهِ وَ أَبُو

أَنَا الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى وَ كَلِمَةُ التَّقْوَى وَ أَمِينُ اللّٰهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا۔[1]

"اصبغ بن نباتہ کہتا ہے: امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

میں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اس کا وزیر اور خلیفہ ہوں۔ میں ہی برادر رسول اللہ اس کا وصی اور حبیب ہوں۔ میں برگزیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم نشین ہوں۔ میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا زاد ہوں، اس کی بیٹی کا شوہر اور اس کے بیٹوں کا باپ ہوں۔ میں سید الاوصیاء اور وصی سید الانبیاء ہوں۔ میں ہی حجت عظمیٰ اور آیت کبریٰ مثل اعلیٰ اور باب پیغمبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ میں ہی عروۃ الوثقیٰ کلمہ تقویٰ امین خداوند متعال اور اہل دنیا پر اس کا ذکر ہوں"۔

(۷)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَخِي وَ وَزِيرِي وَ صَاحِبُ لِوَائِي فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ صَاحِبُ حَوْضِي، مَنْ أَحَبَّكَ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَبْغَضَكَ أَبْغَضَنِي۔[2]

"امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے اجداد سے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی علیہ السلام! تو میرا بھائی، وزیر اور علمدار ہے۔ دنیا اور آخرت میں تم ہی میرے صاحب حوض ہو، جو بھی تم سے محبت کرے اس نے مجھ سے محبت کی۔ جو تم سے دشمنی کرے اس نے مجھ سے دشمنی کی"۔

(۸)۔ رُوِيَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ إِلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: إِنَّ فِي عَلِيٍّ

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيٌّ مِنِّي كَهَارُونَ مِن مُوسَى وَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيٌّ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ وَ قَوْلُهُ عَلِيٌّ مِنِّي كَنَفْسِي طَاعَتُهُ طَاعَتِي وَ مَعْصِيَتُهُ مَعْصِيَتِي وَ قَوْلُهُ حَرْبُ عَلِيٍّ حَرْبُ اللّٰهِ وَ سِلْمُ عَلِيٍّ سِلْمُ اللّٰهِ وَ قَوْلُهُ وَلِيُّ عَلِيٍّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَ عَدُوُّ عَلِيٍّ عَدُوُّ اللّٰهِ وَ قَوْلُهُ عَلِيٌّ حُجَّةُ اللّٰهِ وَ خَلِيفَتُهُ عَلَى عِبَادِهِ وَ قَوْلُهُ حُبُّ عَلِيٍّ إِيمَانٌ وَ بُغْضُهُ كُفْرٌ وَ قَوْلُهُ حِزْبُ عَلِيٍّ حِزْبُ اللّٰهِ وَ حِزْبُ أَعْدَائِهِ حِزْبُ الشَّيْطَانِ وَ قَوْلُهُ عَلِيٌّ مَعَ الْحَقِّ وَ الْحَقُّ مَعَهُ لَا يَفْتَرِقَانِ حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ وَ قَوْلُهُ عَلِيٌّ قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ وَ قَوْلُهُ مَنْ فَارَقَ عَلِيّاً فَقَدْ فَارَقَنِي وَ مَنْ فَارَقَنِي فَقَدْ فَارَقَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَوْلُهُ شِيعَةُ عَلِيٍّ هُمُ الْفَائِزُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی علیہ السلام میں کچھ خصلتیں ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی لوگوں میں ہوتی، ان کی فضلیت کے لئے کافی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی علیہ السلام مولا ہے کہ علی علیہ السلام کی نسبت میرے نزدیک ہارون علیہ السلام کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک کی ہے۔ علی علیہ السلام مجھ سے میں علی علیہ السلام سے۔ علی علیہ السلام میری جان کی طرح ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ علی علیہ السلام کی جنگ اللہ کی جنگ ہے۔ علی علیہ السلام کے ساتھ محبت خدا سے محبت ہے۔ علی علیہ السلام کا دوست خدا کا دوست اور علی علیہ السلام کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ علی علیہ السلام خدا کے بندوں پر اس کی حجت اور خلیفہ ہے۔ علی علیہ السلام کی محبت عین ایمان اور علی علیہ السلام کی دشمنی عین کفر ہے۔ علی علیہ السلام کا لشکر خدا کا لشکر ہے۔ علی علیہ السلام کے دشمن کا لشکر شیطان کا لشکر ہے۔ علی علیہ السلام حق کے ساتھ ہے، حق علی علیہ السلام کے

(۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ أَخَذَ جَبْرَئِيلُ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ وَ أَجْلَسَنِي عَلَى دُرْنُوكٍ مِنْ دَرَانِيكِ الْجَنَّةِ فَنَاوَلَنِي سَفَرْجَلَةً فَانْفَلَقَتْ بِنِصْفَيْنِ فَخَرَجَتْ مِنْهَا حَوْرَاءُ كَانَ أَشْفَارُ عَيْنَيْهَا مَقَادِيمَ النُّسُورِ فَقَالَتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَحْمَدُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتِ يَرْحَمُكِ اللّٰهُ قَالَتْ أَنَا الرَّاضِيَةُ الْمَرْضِيَّةُ خَلَقَنِي الْجَبَّارُ مِنْ ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ أَسْفَلِي مِنَ الْمِسْكِ وَ أَعْلَايَ مِنَ الْكَافُورِ وَ وَسَطِي مِنَ الْعَنْبَرِ وَ عُجِنْتُ بِمَاءِ الْحَيَوَانِ قَالَ الْجَلِيلُ كُونِي فَكُنْتُ خُلِقْتُ لِابْنِ عَمِّكَ وَ وَصِيِّكَ وَ وَزِيرِكَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب مجھے معراج پر لے جایا گیا جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت میں لے گئے اور جنت کی مسندوں میں سے ایک مسند پر بٹھایا اور ایک دانہ مجھے دیا، جب اس کو دو حصے کیا ایک حور اس سے باہر آئی۔ اس کی آنکھوں کی پلکیں گدھ کے پروں جیسی تھی اور مجھے کہا: آپ پر درود ہو اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے کہا: خدا تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں راضیہ، مرضیہ ہوں۔ خداوند متعال نے مجھے تین اجناس سے خلق کیا ہے۔ میرے جسم کا نچلا حصہ مشک اور اوپر کا حصہ کافور اور درمیان عنبر کا اور پانی کے ساتھ خمیر ہوئی ہوں۔ خداوند عالم نے

خَلِيفَةُ اللّٰهِ وَ خَلِيفَتِي وَ حُجَّةُ اللّٰهِ وَ حُجَّتِي وَ بَابُ اللّٰهِ وَ بَابِي وَ صَفِيُّ اللّٰهِ وَ صَفِيِّي وَ حَبِيبُ اللّٰهِ وَ حَبِيبِي وَ خَلِيلُ اللّٰهِ وَ خَلِيلِي وَ سَيْفُ اللّٰهِ وَ سَيْفِي وَ هُوَ أَخِي وَ صَاحِبِي وَ وَزِيرِي وَ وَصِيِّي مُحِبُّهُ مُحِبِّي وَ مُبْغِضُهُ مُبْغِضِي وَ وَلِيُّهُ وَلِيِّي وَ عَدُوُّهُ عَدُوِّي وَ حَرْبُهُ حَرْبِي وَ سِلْمُهُ سِلْمِي وَ قَوْلُهُ قَوْلِي وَ أَمْرُهُ أَمْرِي وَ زَوْجَتُهُ اِبْنَتِي وَ وُلْدُهُ وُلْدِي وَ هُوَ سَيِّدُ الْوَصِيِّينَ وَ خَيْرُ أُمَّتِي أَجْمَعِينَ.[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی علیہ السلام میرا اور خدا کا خلیفہ، میری اور خدا کی حجت، باب اللہ اور میرا باب ہے۔ خدا کا منتخب کردہ اور میرا منتخب کردہ ہے۔ حبیب اور خلیل اللہ اور میرا حبیب و خلیل ہے۔ میری اور خدا کی تلوار ہے، وہ میرا بھائی مددگار، میرا وزیر اور میرا وصی ہے۔ دوست علی علیہ السلام میرا دوست ہے، دشمن علی علیہ السلام میرا دشمن ہے۔ علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ مجھ سے جنگ ہے۔ علی علیہ السلام کے ساتھ صلح مجھ سے صلح ہے۔ علی علیہ السلام کا قول میرا قول ہے۔ علی علیہ السلام کی زوجہ میری بیٹی ہے۔ علی علیہ السلام کے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ علی علیہ السلام سید الوصیین ہے اور میری ساری امت میں بہتر ہے"۔

(۱۱)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: رَأَيْتُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ مَكْتُوباً عَلَى قَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ - «أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا» وَحْدِي خَلَقْتُ جَنَّةَ عَدْنٍ بِيَدِي مُحَمَّدٌ صَفْوَتِي مِنْ خَلْقِي أَيَّدْتُهُ بِعَلِيٍّ وَ نَصَرْتُهُ بِعَلِيٍّ.[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شب معراج دیکھا عرش کے ستونوں میں سے ایک ستون پر لکھا تھا: میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں نے جنت عدن کو اپنے ہاتھوں سے خلق کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا چنا ہوا ہے اور اس کی علی علیہ السلام کے ذریعے

طَائِبٍ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے مجھے اور علی علیہ السلام کو ایک نور سے خلق کیا"۔

(۱۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ أَنْتَ إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ وَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَ حُجَّةُ اللّٰهِ بَعْدِي عَلَى الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ وَ سَيِّدُ الْوَصِيِّينَ وَ وَصِيُّ سَيِّدِ النَّبِيِّينَ يَا عَلِيُّ إِنَّهُ لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَ مِنْهَا إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَ مِنْهَا إِلَى حُجُبِ النُّورِ وَ أَكْرَمَنِي رَبِّي جَلَّ جَلَالُهُ بِمُنَاجَاتِهِ قَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّي وَ سَعْدَيْكَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ قَالَ إِنَّ عَلِيّاً إِمَامُ أَوْلِيَائِي وَ نُورٌ لِمَنْ أَطَاعَنِي وَ هُوَ الْكَلِمَةُ الَّتِي أَلْزَمْتُهَا الْمُتَّقِينَ مَنْ أَطَاعَهُ أَطَاعَنِي وَ مَنْ عَصَاهُ عَصَانِي فَبَشِّرْهُ بِذَلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَلَغَ مِنْ قَدْرِي حَتَّى إِنِّي أُذْكَرُ هُنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ يَا عَلِيُّ فَاشْكُرْ رَبَّكَ فَخَرَّ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَاجِداً شُكْراً لِلّٰهِ عَلَى مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا عَلِيُّ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَاهَى بِكَ مَلَائِكَتَهُ۔[۲]

"ابن عباس کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام آپؑ امام المسلمین امیر المومنین، قائد غر المحجلین (نورانی چہرے)، میرے بعد خدا کی ساری مخلوق پر حجۃ اللہ ہیں۔ آپؑ سید الاوصیاء، وصی سید الانبیاء ہیں۔ یا علیؑ! جب مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے وہاں پر جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا وہاں پر حجاب نور نے اپنے مناجات میں مجھے محترم جانا اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے فرمایا: لبیک سعدیک و

اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے علی علیہ السلام کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ علی علیہ السلام کو بشارت دو۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا مقام اتنا بلندی تک پہنچا ہے کہ وہاں پر ذکر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں یا علی علیہ السلام! اپنے پروردگار کا شکر کرو۔ اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا چہرہ زمین پر رکھا۔ اس نعمت پر جو امیر المومنین علیہ السلام کو خدا نے دی اس پر شکر کا سجدہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! اپنے سر کو اٹھایئے۔ خدا آپؑ کے ذریعہ ملائکہ پر فخر کر رہا ہے"۔

(۱۴). عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ مَخْدُوجِ بْنِ زَيْدٍ الذُّهْلِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ آخَى بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَخِي وَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي أَمَا عَلِمْتَ يَا عَلِيُّ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْعَى بِي فَأَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ فَأُكْسَى حُلَّةً خَضْرَاءَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُدْعَى بِأَبِينَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ فِي ظِلِّهِ فَيُكْسَى حُلَّةً خَضْرَاءَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُدْعَى بِالنَّبِيِّينَ بَعْضُهُمْ عَلَى أَثَرِ بَعْضٍ فَيَقُومُونَ سِمَاطَيْنِ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ فِي ظِلِّهِ وَيُكْسَوْنَ حُلَلاً خَضْرَاءَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ أَلَا وَإِنِّي أُخْبِرُكَ يَا عَلِيُّ أَنَّ أُمَّتِي أَوَّلُ الْأُمَمِ يُحَاسَبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ أُبَشِّرُكَ يَا عَلِيُّ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْعَى بِكَ هَذَا [illegible] فَيُدْفَعُ إِلَيْكَ لِوَائِي وَهُوَ لِوَاءُ

ذُؤَابَةٌ فِي وَسَطِ الدُّنْيَا مَكْتُوبٌ عَلَيْهَا ثَلَاثَةُ أَسْطُرٍ الْأَوَّلُ.

«بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

«وَالْآخِرُ» الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. «وَالثَّالِثُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ طُولُ كُلِّ سَطْرٍ مَسِيرَةُ أَلْفِ سَنَةٍ وَعَرْضُهُ مَسِيرَةُ أَلْفِ سَنَةٍ فَتَسِيرُ بِاللِّوَاءِ وَالْحَسَنُ عَنْ يَمِينِكَ وَالْحُسَيْنُ عَنْ يَسَارِكَ حَتَّى تَقِفَ بَيْنِي وَبَيْنَ إِبْرَاهِيمَ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ فَتُكْسَى حُلَّةً خَضْرَاءَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مِنْ عِنْدِ الْعَرْشِ نِعْمَ الْأَبُ أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ وَنِعْمَ الْأَخُ أَخُوكَ عَلِيٌّ أَلَا وَإِنِّي أُبَشِّرُكَ يَا عَلِيُّ أَنَّكَ تُدْعَى إِذَا دُعِيتُ وَتُكْسَى إِذَا كُسِيتُ وَتُحَيَّا [تُحْيَا] إِذَا حُيِّيتُ [أُحْيِيتُ].[1]

"مخدوم بن زید ذہلی کہتا ہے: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بنایا اور علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی علیہ السلام آپؑ میرے بھائی ہیں۔ تیری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے ہے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اے علی علیہ السلام! تم نہیں جانتے؟ پہلا جس کو قیامت کے دن بلایا جائے گا وہ میں ہوں گا۔ عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا، حلہ سبز جنت کے حلوں میں سے مجھے پہنایا جائے گا۔ اس کے بعد تمام انبیاء کرام کو بلایا جائے گا، جو عرش کی دائیں جانب اس کے سائے میں دو صف بنائے کھڑے ہوں گے اور سبز جامہ جنتی پہنیں گے، وہاں پر فرمایا: اے علی علیہ السلام! آگاہ رہیے آپؑ کو خبر دوں روز قیامت تمام امتوں میں سب

اس علم کی لکڑی چاندی کی، چوٹی سرخ یاقوت کی۔ اس علم کے تین پلے ہوں گے۔ اس کا رستہ سبز موتی کا اور اس کے نور کے تین شعبے ہیں۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور پوری دنیا میں پھیلا ہوگا اور اس پر تین سطر لکھی ہوں گی۔

اول: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

دوسرا: الحمد للہ رب العالمین۔

تیسرا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہر سطر کا طول ایک ہزار سال ہے۔ آپؐ اس پرچم کے حامل ہیں جس کی دائیں جانب حسن علیہ السلام اور بائیں جانب حسین علیہ السلام اور درمیان میں ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ آپ علیہ السلام سایہ عرش میں میرے پاس آئیں گے۔ ایک سبز بہشتی جامہ آپؐ کو پہنایا جائے گا۔ منادی عرش سے ندا دے گا آپؐ کا والد ابراہیم علیہ السلام کتنا اچھا والد ہے اور آپؐ کا بھائی علی علیہ السلام کتنا اچھا بھائی ہے۔ آپؐ کو بشارت دیتا ہوں۔ یا علی علیہ السلام! آپؐ کو میرے ساتھ بلایا جائے گا اور میرے ساتھ زندہ ہوں گے"۔

(۱۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي مَسْجِدِ قُبَا وَ الْأَنْصَارُ مُجْتَمِعُونَ فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ: يَا عَلِيُّ، إِنَّهُ لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ عَهِدَ إِلَيَّ رَبِّي فِيكَ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ وَ سَعْدَيْكَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ. قَالَ: إِنَّ عَلِيّاً إِمَامُ الْمُتَّقِينَ، وَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ، وَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ۔[1]

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قباء میں انصار کے مجمعے میں بیٹھے تھے۔ یا علی علیہ السلام! آپؐ میرے بھائی اور میں آپؐ کا بھائی ہوں۔ یا علی علیہ السلام! آپؐ میرے خلیفہ، وصی

ہے۔ جو آپ کا دشمن ہے خدا اس کا دشمن ہے۔ جو آپ کا دوست ہے خدا اس کا دوست ہے۔ جو آپ سے بغض رکھتا ہے
وہ خدا کی نسبت بغض رکھتا ہے۔ جس نے آپؑ کی مدد کی اس نے خدا کی مدد کی۔ جس
نے آپؑ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا۔ یا علی علیہ السلام! آپؑ میری بیٹی کے شوہر اور
میرے دو بیٹوں کے والد ہیں۔ یا علی علیہ السلام! جب مجھے آسمان پر لے گئے خدا نے آپؑ
کے بارے میں سفارش کی اور فرمایا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے کہا: "لبیك و سعدیك تبارك و تعالیت"۔
فرمایا: علی امام المتقین، قائد غر المحجلین اور یعسوب المومنین ہے"۔

(۱۶)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَخِي وَ أَنَا أَخُوكَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي وَ أَنَا مِنْكَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَصِيِّي وَ خَلِيفَتِي وَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى أُمَّتِي بَعْدِي لَقَدْ سَعِدَ مَنْ تَوَلَّاكَ وَ شَقِيَ مَنْ عَادَاكَ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! آپؑ میرے اور میں آپؑ کا بھائی ہوں۔
یا علی علیہ السلام! آپؑ مجھ سے میں آپؑ سے ہوں۔ یا علی علیہ السلام! آپؑ میرے وصی، خلیفہ،
میرے بعد میری امت پر خدا کی حجت ہیں۔ وہ خوش بخت ہے، جو تم سے محبت کرے
وہ بد بخت ہے۔ جو آپؑ کا دشمن ہو"۔

(۱۷)۔ عَنْ شَيْخٍ مِنْ ثُمَالَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ تَمِيمٍ عَجُوزٍ كَبِيرَةٍ وَ هِيَ تُحَدِّثُ النَّاسَ فَقُلْتُ لَهَا يَرْحَمُكِ اللّٰهُ حَدِّثِينِي فِي بَعْضِ فَضَائِلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ أُحَدِّثُكَ وَ هَذَا شَيْخٌ كَمَا تَرَى بَيْنَ يَدَيَّ نَائِمٌ فَقُلْتُ لَهَا وَ مَنْ هَذَا فَقَالَتْ أَبُو الْحَسَنِ خَادِمُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ

يصنع بعلي عليه السلام فإن الله يسألك عنه فقال لي
الخبير وقعت أما ما رأيت النبي صلى الله عليه وآله يصنعه
بعلي عليه السلام فإنه قال لي ذات يوم يا أبا الحمراء انطلق
فادع لي مائة من العرب وخمسين رجلاً من العجم وثلاثين
رجلاً من القبط وعشرين رجلاً من الحبشة فأتيت بهم
فقام رسول الله صلى الله عليه وآله فصف العرب ثم صف
العجم خلف العرب وصف القبط خلف العجم وصف
الحبشة خلف القبط ثم قام فحمد الله وأثنى عليه ومجد الله
بتمجيد لم يسمع الخلائق بمثله ثم قال يا معشر العرب و
العجم والقبط والحبشة أقررتم بشهادة أن لا إله إلا الله
وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله فقالوا نعم
فقال اللهم اشهد حتى قالها ثلاثاً فقال في الثلاثة أقررتم
بشهادة أن لا إله إلا الله وأني محمد عبده ورسوله وأن علي بن
أبي طالب أمير المؤمنين وولي أمرهم من بعدي فقالوا
اللهم نعم فقال اللهم اشهد حتى قالها ثلاثاً - ثم قال لعلي
عليه السلام يا أبا الحسن انطلق فائتني بصحيفة ودواة
فدفعها إلى علي بن أبي طالب وقال اكتب فقال وما أكتب
قال اكتب « بسم الله الرحمن الرحيم « هذا ما أقرت به
العرب والعجم والقبط والحبشة أقروا بشهادة أن لا إله إلا
الله وأن محمداً عبده ورسوله وأن علي بن أبي طالب أمير
المؤمنين وولي أمرهم من بعدي ثم ختم الصحيفة ودفعها

اَلْخَلَائِقِ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بَاهَى بِكُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ لِيَغْفِرَ لَكُمْ عَامَّةً ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ وَ غَفَرَ لَكَ يَا عَلِيُّ خَاصَّةً وَ قَالَ يَا عَلِيُّ اُدْنُ مِنِّي فَدَنَا مِنْهُ فَقَالَ إِنَّ السَّعِيدَ حَقَّ السَّعِيدِ مَنْ أَحَبَّكَ وَ أَطَاعَكَ وَ إِنَّ الشَّقِيَّ كُلَّ الشَّقِيِّ مَنْ عَادَاكَ وَ نَصَبَ لَكَ وَ أَبْغَضَكَ يَا عَلِيُّ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي وَ يُبْغِضُكَ يَا عَلِيُّ مَنْ حَارَبَكَ فَقَدْ حَارَبَنِي وَ مَنْ حَارَبَنِي فَقَدْ حَارَبَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَا عَلِيُّ مَنْ أَبْغَضَكَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَ مَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللّٰهَ وَ أَتْعَسَ اللّٰهُ جَدَّهُ وَ أَدْخَلَهُ نَارَ جَهَنَّمَ۔[1]

"ایک شیخ ثمالہ سے کہتا ہے: بنی تمیم کی ایک عورت کے پاس گیا جو بہت زیادہ بوڑھی تھی، لوگوں کے لئے حدیث بیان کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا: خدا آپ پر رحمت کرے۔ فضائل علی علیہ السلام میں سے میرے لئے کوئی حدیث بیان کرو۔ اس نے کہا: میں تمہارے لئے حدیث بیان کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ کہ یہ استاد جو میرے نزدیک سویا ہے دیکھ رہے ہو، سو رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے۔ کہا: یہ ابوحمراء خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ میں اس کے پاس بیٹھا، اس نے جب میری آواز سنی، اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا: کیا ہے؟ میں نے کہا: خدا آپ پر رحم کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علی علیہ السلام کے بارے میں کیا انداز تھا؟، کیونکہ خدا اس کے بارے میں تم سے پوچھے گا۔ اس نے کہا: تم ایک خبر رکھنے والے شخص کے پاس آئے ہو۔

عربوں کی صف بناؤ، عجم کی اس کے پیچھے صف بناؤ اور قبط کی عجم کے پیچھے اور حبش کی قبط کے پیچھے صف بناؤ۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمد خدا بجالائی اور اس طرح کے پہلے کبھی کسی نے اس طرح کی حمد نہیں سنی تھی۔

اس کے بعد فرمایا: اے گروہ عرب عجم قبط وحبش تم نے اعتراف کرلیا کہ خداوند کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے؟ سب نے کہا: ہاں! اس کے بعد تین مرتبہ فرمایا: خدایا گواہ رہنا۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ پوچھا: کیا تم اعتراف کرتے ہو اللہ وحدہ لاشریک اور محمد عبدہ ورسولہ علی امیر المومنین اور اولی الامر ہے؟ سب نے کہا: جی ہاں! اس کے بعد تین مرتبہ فرمایا: خدایا گواہ رہنا اور فرمایا: علی علیہ السلام جاؤ کاغذ قلم لاؤ۔ امیر المومنین علیہ السلام گئے اور کاغذ قلم لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاغذ قلم لے کر پھر علی علیہ السلام کو دے دیا اور فرمایا: لکھو! عرض کیا: کیا لکھوں؟ فرمایا: لکھو عرب، عجم، قبط، حبش اعتراف کرتے ہیں کہ معبود حق اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے۔ علی امیر المومنین علیہ السلام اور میرے بعد امام ہے۔ اس کے بعد اس عہد نامہ پر مہر لگا کر علی علیہ السلام کو دی۔ اس کے بعد دوبارہ اس کو نہیں دیکھا۔

میں نے کہا: (راوی) خدا آپ پر رحمت کرے اور مزید بیان کرو۔ اس نے کہا: عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر آئے۔ علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: اے گروہ خلائق! اللہ عزوجل اس دن تم پر فخر کر رہا ہے کہ تم سب کی مغفرت کرے۔ اعم اس کے بعد رخ مبارک علی علیہ السلام کی طرف پھیر کر کہا: خدا آپ کی مغفرت کرے خصوصاً اور فرمایا: یا علی علیہ السلام! میرے نزدیک آؤ۔ علی علیہ السلام نزدیک گئے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوش بختی کا حق وہ رکھتا ہے جو تم سے محبت کرے۔ تیری اطاعت کرے ساری

(۱۸)۔ وَ قَالَ الْأَعْمَشُ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ الدَّوَانِيقِيُّ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ أَنْ أَجِبْ قَالَ فَقُمْتُ مُتَفَكِّراً فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَ نَفْسِي وَ قُلْتُ مَا بَعَثَ إِلَيَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا لِيَسْأَلَنِي عَنْ فَضَائِلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ أَخْبَرْتُهُ قَتَلَنِي قَالَ فَكَتَبْتُ وَصِيَّتِي وَ لَبِسْتُ كَفَنِي وَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ادْنُ فَدَنَوْتُ وَ عِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ طَابَتْ نَفْسِي شَيْئاً ثُمَّ قَالَ ادْنُ فَدَنَوْتُ حَتَّى كَادَتْ تَمَسُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَيْهِ قَالَ فَوَجَدَ مِنِّي رَائِحَةَ الْحَنُوطِ فَقَالَ وَ اللَّهِ لَتَصْدُقُنِّي أَوْ لَأُصَلِّبَنَّكَ قُلْتُ مَا حَاجَتُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مَا شَأْنُكَ مُتَحَنِّطاً قُلْتُ أَتَانِي رَسُولُكَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ أَنْ أَجِبْ فَقُلْتُ عَسَى أَنْ يَكُونَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بَعَثَ إِلَيَّ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ لِيَسْأَلَنِي عَنْ فَضَائِلِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَعَلِّي أَخْبَرْتُهُ قَتَلَنِي فَكَتَبْتُ وَصِيَّتِي وَ لَبِسْتُ كَفَنِي قَالَ وَ كَانَ مُتَّكِياً فَاسْتَوَى قَاعِداً فَقَالَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ سَأَلْتُكَ بِاللَّهِ يَا سُلَيْمَانُ كَمْ حَدِيثاً تَرْوِيهِ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَسِيراً يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ كَمْ قُلْتُ عَشَرَةَ آلَافِ حَدِيثٍ وَ مَا زَادَ۔

"اعمش کہتا ہے: منصور دوانیقی نے آدھی رات مجھے بلایا، متعجب ہو کر اٹھا اور خود سے کہا: وہ مجھے اس وقت فقط فضائلِ علی علیہ السلام کے بارے میں پوچھنے کے لئے بلائے گا۔ اگر اس کو میں نے فضائل بتائے تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔

اس کے پاس گیا، یہاں تک کہ زانو زانو سے متصل ہوا۔ جب اس کے نزدیک ہوا تو اس نے مجھ سے کافور کی خوشبو محسوس کی۔ اس کے بعد کہا: لازماً سچ بولنا ورنہ تمہیں پھانسی پر لٹکا دوں گا۔

میں نے کہا: کیا کام ہے امیر المومنینؑ؟

اس نے کہا: کیوں خود کو حنوط کیا ہے۔ میں نے کہا: تمہارا بھیجا ہوا میرے پاس آدھی رات کو آیا اور کہا: امیر المومنینؑ نے آپ کو بلایا ہے۔

وہ اس وقت مجھ سے فضائلِ علی علیہ السلام کے بارے پوچھے گا۔

شاید اگر اس کو خبر دوں تو وہ مجھے قتل کر دے۔ وصیت کی، کفن پہنا۔ کہتا ہے کہ تکیہ سے اُٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ تمہیں خدا کی قسم! اے سلیمان! کتنی حدیثیں فضائلِ علی علیہ السلام میں یاد ہیں؟

میں نے کہا: بہت کم۔ کہا: کتنی؟

میں نے کہا: دس ہزار یا اس سے زیادہ۔

اس نے کہا: اے سلیمان! میں ایک حدیث فضائلِ علی علیہ السلام کے بارے میں کہوں۔ تمہیں جتنی یاد ہیں وہ بھول جاؤ گے۔

میں نے کہا: اے امیر المؤمنینؑ! فرمایئے۔

اس نے کہا: میں بنی اُمیہ سے تنگ تھا۔ میں شہر بہ شہر گھومتا تھا اور فضائلِ علی علیہ السلام کے ذریعے لوگوں کا تقرب حاصل کرتا تھا۔ وہ مجھے کھانا اور زادِ راہ دیتے تھے یہاں تک کے شام پہنچا ایک چادر کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی۔

میں نے اذان سنی۔ میری یہ حالت تھی کہ بہت بھوکا تھا، مسجد گیا اور نماز پڑھی اور دل میں تھا کہ شامی لوگوں سے مانگوں۔ جب امامؑ نے سلام نماز کہا تو دو بچے مسجد میں

اس وجہ سے ان دونوں میں سے ایک کا نام حسن اور دوسرے کا نام حسین رکھا ہے۔

میں خوشی سے کھڑا ہو گیا اور اس شیخ سے کہا: تم چاہتے ہو کہ تمہارے لئے حدیث بیان کروں تا کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔

اس نے کہا: اگر میری آنکھیں روشن کرو گے تو تمہاری آنکھیں بھی روشن کروں گا۔

میرے والد نے اپنے والد سے اس نے اپنے والد مجھ سے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ بی بی سیدہ ؑ روتی ہوئی آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں رو رہی ہیں۔ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: بابا جان! حسنین علیہم السلام باہر گئے ہیں اور میں نہیں جانتی کہاں ہیں اور کہاں پر رات ہو گئی ہے؟

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ ؑ! مت رو۔ خدا نے ان کو خلق کیا ہے وہ تم سے زیادہ ان پر مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اے خدایا! اگر صحرا میں ہیں یا دریا میں ان کی حفاظت کرو اور انہیں محفوظ رکھے۔

جبرئیل آسمان سے زمین پر آئے اور اس نے عرض کی۔ اے محمد! خداوند آپ ؐ پر درود بھیج رہا ہے اور فرما رہا ہے:

ان کے لئے غمگین اور پریشان مت ہو کیونکہ وہ دونوں دنیا اور آخرت میں فاضل ہیں اور ان کا والد دونوں سے افضل ہے۔ حظیرہ بن نجار میں سوئے ہیں۔ خدا نے ان کی حفاظت کے لئے فرشتہ معین کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب خوشی کے ساتھ اٹھے اور حظیرہ بنی نظیر کی طرف بڑھے انہوں نے دیکھا حسین علیہ السلام حسن کے آغوش میں [illegible]

اور حظیرہ سے باہر آئے اور کہہ رہے تھے: خدا کی قسم! آپ کو شرافت مند کروں کیونکہ خدا نے آپ کو شرافت مند کیا۔

ابوبکر نے کہا: ایک بچہ مجھے دیں تا کہ آپ کا وزن کم ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! کتنے اچھے سوار ہیں اور کتنی اچھی سواریاں ہیں (منظور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرئیل ہیں جنہوں نے حسنین علیہم السلام کو اٹھایا ہوا ہے) اور ان کا باپ ان سے افضل ہے۔

وہاں سے مسجد کے دروازے تک فرما رہے تھے: اے بلال! لوگوں کو میرے نزدیک بلاؤ۔ منادی نے مدینہ میں ندا دی۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دو قدموں کے بل کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تمہیں آگاہ نہ کروں کہ بہترین لوگ اجداد کے حساب سے کون ہے؟

سب نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ حسن حسین علیہم السلام ہیں کہ جن کا نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نانی خدیجہ سلام اللہ علیہا بنت خویلد ہے۔

اے لوگو! کیا تمہیں خبر نہ دوں کہ ماں باپ کے حساب سے کون بہترین ہے؟

لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ حسن اور حسین علیہم السلام ہیں، جن کے والد علی علیہ السلام ہیں، جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا اور جس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتے ہیں اور ان کی والدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اے لوگو! تمہیں خبر نہ دوں جو چچا اور پھوپھو کے لحاظ سے بہترین ہیں۔

لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جعفر [illegible] علیہ السلام جو جنت میں فرشتوں کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین علیہم السلام جن کے ماموں میرے بیٹے قاسمؑ اور خالہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس کے بعد اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: خدا اسی طرح ہمیں محشور کرے

اور فرمایا: یا اللہ! تو جانتا ہے کہ حسن حسین علیہم السلام جنتی۔

ان کے نانا نانی جنتی، ان کے ماں باپ جنتی

ان کے چچا پھوپھو جنتی، ان کے خالہ ماموں جنتی۔

خدایا! تو جانتا جو ان سے محبت کرے وہ جنتی اور ہر وہ جو ان سے دشمنی رکھے، دوزخی ہیں۔ کہتا ہے: جب یہ حدیث شیخ سے بیان کی۔ اس نے کہا: تم کون ہو اے جوان۔

میں نے کہا: اہل کوفہ میں سے۔ اس نے کہا: آزاد یا غلام۔ میں نے کہا: آزاد۔

اس نے کہا: اس حدیث کو بیان کرنے کے صلے (انعام) میں یہ میری چادر (عباء) پہنو۔ اس نے اپنی چادر مجھے پہنائی اور مجھے اپنی سواری دی۔ اس گھوڑے کو میں نے ۱۰۰ اشرفیوں میں فروخت کیا۔

اس نے کہا: تم نے میری آنکھوں کو روشن کیا۔ آؤ تمہاری آنکھوں کو روشن کروں۔

تمہیں ایسے جوان کی نشاندہی کروں جو تمہاری آنکھوں کو روشن کرے۔

میں نے کہا: میری آنکھوں کو روشن کرو۔

اس نے کہا: ہم دو بھائی ہیں۔ ایک پیش نماز اور دوسرا موذن۔

جو پیش نماز ہے وہ ماں کی گود سے محب علی علیہ السلام ہے

اور جو موذن کہ ماں کی گود سے دشمن علی علیہ السلام ہے۔

میں نے کہا: میری رہنمائی کرو [illegible]

میں نے کہا: میرے والد نے اپنے والد سے، اس نے اپنے جد سے میرے لئے روایت کی کہ اس نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا گریہ کرتی آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں رو رہی ہیں؟

فرمایا: قریش کی عورتیں مجھے طعنہ دیتی ہیں کہ تمہارے والد نے ایسے شخص سے شادی کروائی جس کے پاس مال و دولت نہیں۔

فرمایا: گریہ مت کرو خدا کی قسم۔ میں نے تمہاری شادی نہیں کی۔

خدا نے عرش پر جبرئیل اور میکائیل کو گواہ بنا کر شادی کی۔

خدا نے جب لوگوں کو آزمایا تو ان میں سے سب لوگوں میں سے تمہارے والد کو چنا، اس کے بعد سب لوگوں میں سے علی علیہ السلام کو چنا اور اس کی تم سے تزویج کی اور اس کو وصی بنایا۔ علی علیہ السلام سب لوگوں سے محبوب ترین، باحلم، سخی ترین ہیں اور اسلام میں سب سے پیشقدمی کی۔

حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اس کے دو بیٹے جوانان جنت کے سردار۔ ان کے نام تورات میں۔ شبر علیہ السلام شبیر علیہ السلام ہیں خدا کے نزدیک محترم ہیں۔

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! گریہ مت کریں، جب روز قیامت ہوگا خدا تیرے والد کو دو حلہ دے گا اور دو حلے علی علیہ السلام کو۔

لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں علی علیہ السلام کو دوں گا اس لئے کہ وہ خدا کے نزدیک محترم ہے۔

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! گریہ مت کرو۔ جب مجھے خدا کی طرف سے بلایا جائے گا، علی علیہ السلام بھی میرے ساتھ ہوگا۔ جب میں شفاعت کروں گا علی علیہ السلام بھی شفاعت کرے گا۔

قیامت میں منادی ندا کرے گا اس روز کی سختی

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! علی علیہ السلام جنت کی چابیاں اٹھائے ہیں تیری مدد کرے گا۔ اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے اور کل جنت میں ہوں گے۔ جب میں نے یہ کہا۔ اس نے کہا: میرے بیٹے تم کہاں سے ہو۔ میں نے کہا: کوفہ سے۔ اس نے کہا: عربی یا غیر عرب؟۔

میں نے کہا: عرب ہوں۔ ۳۰ چادریں (عبائیں) مجھے تحفہ دیں اور دس ہزار درہم مجھے دیئے اور مجھ سے کہا: اے جوان! تم نے میری آنکھیں روشن کیں

اور میری تم سے ایک حاجت ہے۔

میں نے کہا: ان شاء اللہ پوری کی جائے گی۔

اس نے کہا: کل مسجد آل فلاں میں آنا۔ جو میرا بھائی دشمن علی علیہ السلام ہے، میں تمہیں اس سے ملوانا چاہتا ہوں، کہتا ہے مجھ پر وہ رات بہت بھاری گزری

صبح آیا اس مسجد میں جس کے بارے میں اس نے کہا تھا نماز کی صف میں کھڑا ہوا۔

ایک جوان کے پاس جس کے سر پر عمامہ تھا اور رکوع میں گیا

جب وہ جوان رکوع میں گیا اس کا عمامہ سر سے گرا، دیکھا اس کا چہرہ اور سر خنزیر کا تھا۔

میں سمجھ نہیں پایا کہ اپنی نماز میں کیا کہہ رہا تھا، یہاں تک کہ امام جماعت نے سلام پڑھا۔ اس سے کہا: یہ کیا حالت ہے کہ تم پر دیکھ رہا ہوں۔

اس نے رونا شروع کیا اور کہا: آؤ میرے گھر چلو۔

جب گیا تو کہا: میں آل فلاں کا موذن تھا۔ ہر صبح اذان اور اقامت کے درمیان ایک ہزار بار علی علیہ السلام پر لعن کرتا تھا اور ہر جمعے کو چار ہزار مرتبہ لعن کرتا تھا۔ ایک دن، جب گھر آیا یہ کمرہ دیکھ رہے ہو اس میں ٹیک لگائی اور مجھے نیند آ گئی۔

پلاؤ۔ سب نے اس جام سے پیا۔ پھر میری طرف اشارہ کر کے یہ جس نے دیوار کو ٹیک لگائی ہے، اسے بھی پلاؤ۔

حسن علیہ السلام نے فرمایا: اے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کو جام پلاؤں جو میرے باپ پر ہر روز ایک ہزار مرتبہ اور آج کے دن چار ہزار مرتبہ لعن کر کے آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمایا: تمہیں علی علیہ السلام سے کیا مسئلہ ہے کہ تم اس پر لعن کرتے ہو۔ علی علیہ السلام مجھ سے ہے اسے گالی دیتے ہو۔

میں نے دیکھا مجھ پر لعنت کی اور مجھے لات ماری اور فرمایا: اٹھو! خدا نے جو تمہیں نعمت دی ہے تم سے چھین لے۔ میں نیند سے اٹھا جب اپنا چہرہ اور سر دیکھا تو خنزیر ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ابو جعفر منصور نے مجھ سے کہا: کیا تم نے یہ حدیث سنی تھی پہلے؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: اے سلیمان! حب علی علیہ السلام ایمان ہے، بغض علی علیہ السلام کفر ہے۔ خدا کی قسم! علی علیہ السلام سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور علی علیہ السلام سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔ میں نے کہا: یا امیر المومنین علیہ السلام۔

میں نے کہا: مجھے امان دو۔ اس نے کہا: امان ہے قاتل حسین علیہ السلام کے بارے کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا: دوزخ میں جائے دوزخ میں ہیں۔

اسی طرح جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں کو قتل کرے وہ دوزخی ہے

اس نے کہا: اے سلیمان! حکومت بانجھ ہوتی ہے (کوئی دوسرا نہیں چاہتی اپنے مقابلے پر) اب تم جاؤ اور یہ حدیث بیان نہ کرنا"۔

(۱۹) قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

عَصَانَا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ۔[1]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں

اور یا علی علیہ السلام! آپؑ اور آپؑ کے بعد آئمہ معصومین علیہم السلام میری امت کے سردار ہیں

جس نے بھی ہم سے محبت کی، درحقیقت اس نے خدا سے محبت کی ہے

اگر کوئی ہمارا بغض دل میں رکھے درحقیقت اس نے خدا سے بغض رکھا ہے

اگر کسی نے ہماری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے ہماری نافرمانی کی اس نے ہماری نافرمانی کی"۔

(۲۰)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: أَحَبُّ إِخْوَانِي إِلَيَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَحَبُّ أَعْمَامِي إِلَيَّ حَمْزَةُ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

محبوب ترین بھائیوں میں سے میرے نزدیک علی علیہ السلام ہیں اور بہترین چچا حمزہ علیہ السلام ہیں"۔

(۲۱)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِي يَا عَلِيُّ مَنْ فَارَقَكَ فَقَدْ فَارَقَنِي وَمَنْ فَارَقَنِي فَقَدْ فَارَقَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔[3]

"مجاہد امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

یا علی علیہ السلام! جو آپؑ سے جدا ہوا حقیقتاً وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو مجھ سے جدا ہوا۔ درحقیقت خدا سے جدا ہوا"۔

فِي بَعْضِ خُطَبِهِ: »أَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوا قَوْلِي وَاعْقِلُوهُ عَنِّي فَإِنَّ الْفِرَاقَ قَرِيبٌ أَنَا إِمَامُ الْبَرِيَّةِ وَ وَصِيُّ خَيْرِ الْخَلِيقَةِ وَ زَوْجُ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْأُمَّةِ وَ أَبُو الْعِتْرَةِ الطَّاهِرَةِ وَ الْأَئِمَّةِ الْهَادِيَةِ أَنَا أَخُو رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ وَصِيُّهُ وَ وَلِيُّهُ وَ وَزِيرُهُ وَ صَاحِبُهُ وَ صَفِيُّهُ وَ حَبِيبُهُ وَ خَلِيلُهُ أَنَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَ سَيِّدُ الْوَصِيِّينَ حَرْبِي حَرْبُ اللَّهِ وَ سِلْمِي سِلْمُ اللَّهِ وَ طَاعَتِي طَاعَةُ اللَّهِ وَ وَلَايَتِي وَلَايَةُ اللَّهِ وَ شِيعَتِي أَوْلِيَاءُ اللَّهِ وَ أَنْصَارِي أَنْصَارُ اللَّهِ وَ الَّذِي خَلَقَنِي وَ لَمْ أَكُ شَيْئاً لَقَدْ عَلِمَ الْمُسْتَحْفَظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّ النَّاكِثِينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ الْمَارِقِينَ مَلْعُونُونَ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ »وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى«۔[1]

"اصبغ بن نباتہ کہتا ہے: امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ کے ضمن میں فرمایا:

اے لوگو! میرے قول کو سنو اور اس کو سمجھو کہ میری جدائی قریب ہے۔ میں مخلوق کا امام اور بہترین مرد کا وصی ہوں اور اس امت کی سیدہ نساء کا شوہر ہوں۔ ابوالعترۃ الطاہرہ الہادیہ ہوں۔ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی، وصی، ولی، وزیر، صاحب صفی، حبیب خلیل ہوں

اور میں امیر المومنین، قائد الغر المحجلین، سید الوصیین ہوں۔ میری جنگ خدا کی جنگ، میری صلح خدا کی صلح، میری پیروی خدا کی پیروی، میری ولایت اللہ کی ولایت۔ میرے شیعہ اولیاء اللہ، میرے انصار انصار اللہ۔ مجھے اللہ نے خلق کیا۔ میں کچھ نہیں تھا۔ رازداران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں کہ ناکثین، قاسطین اور مارقین رسول امی کی لسان سے ملعون ہیں، جو بھی جھوٹ باندھے وہ رحمت الٰہی سے مایوس ہوگا"۔

اَللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَ تُعْطٰى مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُوضَعُ لَكَ كُرْسِيٌّ يُعْرَفُ بِكُرْسِيِّ الْكَرَامَةِ فَتَقْعُدُ عَلَيْهِ ثُمَّ يُجْمَعُ لَكَ الْأَوَّلُونَ وَ الْآخِرُونَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَتَأْمُرُ بِشِيعَتِكَ إِلَى الْجَنَّةِ وَ بِأَعْدَائِكَ إِلَى النَّارِ فَأَنْتَ قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَ أَنْتَ قَسِيمُ النَّارِ وَلَقَدْ فَازَ مَنْ تَوَلَّاكَ وَ خَسِرَ مَنْ عَادَاكَ فَأَنْتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَمِينُ اللّٰهِ وَ حُجَّةُ اللّٰهِ الْوَاضِحَةُ۔ [1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی علیہ السلام! قیامت کے دن آپؑ کو ایک نور کی ناقہ پر سوار کر کے لایا جائے گا۔ آپؑ کے سر پر ایک تاج ہوگا جس کے چار رکن ہوں گے اور رکن پر تین سطریں لکھی ہوں گی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ص علی ولی اللہ

جنت کی چابیاں آپؑ کو دی جائیں گی اور آپؑ کو مشہور تخت "تخت کرامت" پر بٹھایا جائے گا۔

اوّلین اور آخرین کا مجمع آپؑ کے اردگرد بیٹھے گا۔ آپؑ حکم دیں گے۔

آپؑ کے دوستوں کو جنت میں اور آپؑ کے دشمنوں کو جہنم میں پھینکیں۔

آپؑ ہی قسیم جنت و نار ہیں جو آپؑ سے محبت کرے وہ کامیاب ہے۔

جو آپؑ سے دشمنی رکھے وہ شقی ہے۔

آپؑ ہی اس دن امین خدا اور خدا کی واضح حجت ہوں گے"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَقُلْتُ نَعَمْ هَا هُوَ مَعَ وَلَدَيْكَ تَحْتَ الْكِسَاءِ۔

"بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے جواب میں میں نے فرمایا:

جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دو فرزندوں کے ساتھ چادر کے نیچے ہیں"۔

"روحانی باپ":۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام اس ساری امت کے روحانی معنوی والد ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنَا وَعَلِيٌّ أَبَوَا هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔[1]

"میں اور علی علیہ السلام اس امت کے باپ ہیں"۔

اس کے بعد علماء شیعہ جو خدا اور معصومین علیہم السلام کی راہ پر ہیں۔

جو دنیا، طاغوت اور نفس امارہ، حب ریاست، اطاعت شیطان، خواہش اور ہوس میں نہیں ہیں۔

علماء ربانی کا ہونا بھی لازم ہے کیونکہ روایات معصومین علیہم السلام میں آیا ہے کہ یہ اس امت کے ہادی ہیں۔ دراصل انبیاء کرام اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے وارث اور یتیمان آل محمد علیہم السلام کے کفیل ہیں۔

یتیم فقط یہ نہیں کہ جس کے ماں باپ نہ ہوں بلکہ یتیم حقیقی وہ ہیں جو معصومین علیہم السلام تک رسائی نہ رکھتے ہوں۔ جو روحانی والد تک دسترسی نہ رکھتے ہوں۔

وہ لوگ جو ان کے والد روحانی سے متصل کرتے ہیں اور احکام اور معارف دین کی تعلیم دیتے

اسی ضمن میں ایک اور روایت امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل ہے:

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : حَضَرَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ الصِّدِّيقَةِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَتْ إِنَّ لِي وَالِدَةً ضَعِيفَةً وَ قَدْ لُبِسَ عَلَيْهَا فِي أَمْرِ صَلَاتِهَا شَيْءٌ وَ قَدْ بَعَثَتْنِي إِلَيْكِ أَسْأَلُكِ فَأَجَابَتْهَا فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ عَنْ ذَلِكَ فَثَنَّتْ فَأَجَابَتْ ثُمَّ ثَلَّثَتْ إِلَى أَنْ عَشَّرَتْ فَأَجَابَتْ ثُمَّ خَجِلَتْ مِنَ الْكَثْرَةِ فَقَالَتْ لَا أَشُقُّ عَلَيْكِ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ قَالَتْ فَاطِمَةُ هَاتِي وَ سَلِي عَمَّا بَدَا لَكِ أَ رَأَيْتِ مَنِ اكْتُرِيَ يَوْماً يَصْعَدُ إِلَى سَطْحٍ بِحِمْلٍ ثَقِيلٍ وَ كِرَاهُ مِائَةُ أَلْفِ دِينَارٍ يَثْقُلُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ لَا فَقَالَتْ اكْتُرِيتُ أَنَا لِكُلِّ مَسْأَلَةٍ بِأَكْثَرَ مِنْ مِلْءِ مَا بَيْنَ الثَّرَى إِلَى الْعَرْشِ لُؤْلُؤاً فَأَحْرَى أَنْ لَا يَثْقُلَ عَلَيَّ سَمِعْتُ أَبِي صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ إِنَّ عُلَمَاءَ شِيعَتِنَا يُحْشَرُونَ فَيُخْلَعُ عَلَيْهِمْ مِنْ خِلَعِ الْكَرَامَاتِ عَلَى قَدْرِ كَثْرَةِ عُلُومِهِمْ وَ جِدِّهِمْ فِي إِرْشَادِ عِبَادِ اللَّهِ حَتَّى يُخْلَعَ عَلَى الْوَاحِدِ مِنْهُمْ أَلْفُ أَلْفِ حُلَّةٍ مِنْ نُورٍ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادِي رَبِّنَا عَزَّ وَ جَلَّ أَيُّهَا الْكَافِلُونَ لِأَيْتَامِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ النَّاعِشُونَ لَهُمْ عِنْدَ انْقِطَاعِهِمْ عَنْ آبَائِهِمُ الَّذِينَ هُمْ أَئِمَّتُهُمْ هَؤُلَاءِ تَلَامِذَتُكُمْ وَ الْأَيْتَامُ الَّذِينَ كَفَلْتُمُوهُمْ وَ نَعَشْتُمُوهُمْ فَاخْلَعُوا عَلَيْهِمْ خِلَعَ الْعُلُومِ فِي الدُّنْيَا فَيُخْلَعُونَ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ أُولَئِكَ

يَخْلَعُوا عَلَيْهِمْ وَ يُضَاعَفُ لَهُمْ وَ كَذٰلِكَ مَنْ يَلِيهِمْ مِمَّنْ خَلَعَ عَلَى مَنْ يَلِيهِمْ وَ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ يَا أَمَةَ اللّٰهِ إِنَّ سِلْكَةً مِنْ تِلْكَ الْخِلَعِ لَأَفْضَلُ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَلْفَ أَلْفِ مَرَّةٍ وَ مَا فَضَلَ فَإِنَّهُ مَشُوبٌ بِالتَّنْغِيصِ وَ الْكَدَرِ۔[1]

"ایک عورت بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں مشرف ہوئی اور عرض کیا:

میری ایک والدہ ہے جن کو نماز میں ایک مسئلہ پیش آیا اور مجھے آپؑ کے حضور مبارک میں بھیجا ہے تا کہ آپؑ سے مسئلہ پوچھوں۔

بی بی سید سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جو چاہتی ہو پوچھو۔

اس نے مسئلہ پوچھا: بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا، یہاں تک کہ اس نے دس سوال پوچھے اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا سے جواب لئے۔ اس کے بعد اسے شرم محسوس ہوئی کہ مزید سوال پوچھے۔ اس نے کہا: بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مزید اور نہیں چاہتی کہ آپؑ کو پریشان کروں (سوال پوچھنے سے اذیت ہو)۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جو بھی پیش آیا ہو، پوچھو۔ سوال شرعی رکھتی ہو۔ پوچھو۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: ایک شخص نے ایک لاکھ دینار لیا ہو کہ اس بھاری سامان کو چھت پر لے جائے کیا یہ کام اس بھاری معاوضے کے عوض اس کے لئے پریشانی اور ناگواری کا باعث ہوگا؟

اس نے کہا: نہیں۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میں اس ایک شرعی مسئلے کے جواب کے عوض کئی گنا اجر پا

بس اس اجر کے ساتھ سوال کا جواب دینا میرے لئے دشوار نہیں ہے۔ اپنے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے فرمایا: ہمارے شیعہ علماء قیامت کے دن حاضر ہوں گے۔

ان کو اتنی حد تک جو انہوں نے علمِ دین حاصل کیا، تعلیم دی اور اپنے علم کے ساتھ بندوں کی رہنمائی کے لئے کوشش کی خلعت پہنائی جائے گی، یہاں تک کہ ان میں سے ہر کسی کو ایک ایک ہزار حلہ نور سے خلعت کے دیں گے

اس کے بعد خدا کی طرف سے منادی ندا دے گا: کہاں ہیں یتیمان آل محمد علیہم السلام کے کفیل، وہ جنہوں نے نیکی اور محبت کی یتیمان آل محمد علیہم السلام کے حق میں۔ وہ لوگ جن کے ہاتھ اپنے اصلی اور روحانی والد سے قطع ہو چکے تھے، تمہارے شاگرد تھے، ان یتیموں کے جن کے تم کفیل تھے، ان کو علوم اور معارف کی تعلیم دی اور ان کے حق میں لطف اور احسان کیا

ان کو ایک خلعت اور کرامت کا دیا، ان علماء کو جنہوں نے اندازہ کے مطابق یتیمان آل محمد علیہم السلام کے حق میں احسان کیا، انہیں تعلیم دی

ان کو ایک لاکھ نور کے خلعت عطا کئے جائیں گے

اسی طرح وہ لوگ جو آئمہ معصومین علیہم السلام تک نہیں پہنچ سکتے تھے، علم معصومین علیہم السلام ایک اندازہ کے مطابق ان علماء سے پڑھا، یاد کیا، ان کو خلعت عطا کی جائے گی

اور ان کے لئے خلعت اور کرامتوں میں اضافہ کیا جائے گا

پھر ان کے شاگردوں کو خلعت عطا کی جائیں گی

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَاَقْبَلَ عَلِیٌّ نَحْوَ الْکِسَاءِ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یا رَسُولَ اللّٰہِ اَتَاْذَنُ لی اَنْ اَکُونَ مَعَکُمْ تَحْتَ الْکِسَاءِ۔

"پس امیر المومنین علیہ السلام چادر کی طرف گئے اور عرض کیا:

درود سلام ہو آپؐ پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں چادر کے نیچے آپؐ کے ساتھ ہوں؟"

"تشریح وتوضیح":۔

کلماتِ اِذن اور سلام کی مفصلاً توضیح گزر چکی ہے، یہاں پر فقط ایک نکتہ لازم ہے کہ اس محبت کو بیان کیا جائے جو امیر المومنین علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی۔

"امیر المومنین علیہ السلام کا عقیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے":۔

اولاً:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام پر حق مربی (تربیت) رکھتے ہیں لہٰذا یہ ایک نکتہ ادبی ہے جو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔

کیا مجھے اجازت دیتے ہیں؟

یہ ایک خواہش اور ایک تمنا ہے اس کے ساتھ کہ امیر المومنین علیہ السلام خود ایک اصحاب کساء میں

اور امیر المومنین علیہ السلام کو دودھ پلاتے۔ علی علیہ السلام کے سوتے وقت ان کا جھولا جھلاتے۔ جب امیر المومنین علیہ السلام جاگتے تو ان سے باتیں کرتے، ان کو اپنے سینے سے لگاتے۔ امیر المومنین علیہ السلام کو گھمانے کے لئے مکے کے پہاڑوں پر لے جایا کرتے اور علوم اسرار الٰہی ان کے کان میں بیان کرتے۔

ثانیاً:۔

امیر المومنین علیہ السلام لیلت المبیت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام سے واقعاً بیان کیا کہ مشرکین میری جان کا قصد رکھتے ہیں۔ آیا آپؑ میری جگہ پر ایک رات سوئیں گے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کیا میرے سونے سے آپؐ کی جان بچ جائے گی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں یا علی علیہ السلام۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں حاضر ہوں کہ آپؐ پر اپنی جان فدا کروں تا کہ آپؐ پر جان فدا ہو جائے۔ یہ عقیدہ ہے امیر المومنین علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور یہ مسئلہ اتنا مہم تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ [1]

"اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں، اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

قَالَ لَهُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَخِي يَا وَصِيِّي وَخَلِيفَتِي وَصَاحِبَ لِوَائِي قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ عَلِيٌّ تَحْتَ الْكِسَاءِ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

آپؑ پر سلام ہو اے میرے بھائی، وصی اور خلیفہ اور میرے صاحب لواء الحمد، آپؑ کو اجازت دی۔ اس کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام چادر کے نیچے گئے"۔

"کلمۂ اخوت":۔

یہاں پر لفظ اخوت، اخوتِ معنوی ہے اور کلمہ وصی عام ہے خلیفہ سے اور اس میں تاکید بہت زیادہ ہے

یعنی وصایت میں خلافت بھی شامل ہے اور وصی ہونا بھی۔ وصی میں خلافت مخفی ہے لیکن خلافت میں وصی ہونا مخفی نہیں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول "تم میرے صاحب لواء الحمد ہو"

یہاں پر احتمال ہے کہ منظور صاحب لواء الحمد دنیا میں علمدار ہونا ہے کیونکہ امیر المؤمنین علیہ السلام کئی جنگوں میں علمدار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے یہاں پر معنائے عمومی ہو یعنی دنیا اور آخرت میں بھی علمدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

یقیناً دنیا میں بھی علمدار تھے اور آخرت میں بھی ہوں گے۔

دوست اور دشمن اس واقعے کو جانتے ہیں لیکن ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کی امامت کی نص پر اصول کافی کی احادیث پر اکتفا کریں گے

(۱)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ نَزَلَ عَلَيْهِ جَبْرَئِيلُ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَ قَالَ: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔ [1]

فَنَادَى النَّاسَ فَاجْتَمَعُوا، وَ أَمَرَ بِسَمُرَاتٍ فَقُمَّ، شَوْكُهُنَّ، ثُمَّ قَالَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ): يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ وَلِيُّكُمْ وَ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ فَقَالُوا: اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ. فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ [2]

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے پلٹے تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کچھ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے اس کو پہنچاؤ۔ اگر نہیں پہنچایا تو تم نے کارِ رسالت انجام نہ دیا۔ خدایا! تمہاری لوگوں کے شر سے حفاظت کرے گا۔ بیشک خدا کافروں کو ہدایت نہیں کرتا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی، سب جمع ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ببول کے درخت کے بارے حکم دیا کہ اس کے کانٹوں کو جھاڑو سے صاف کیا جائے۔

اس کے بعد فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اُس اس کا علیؑ مولا ہے، خدایا اس کے دوست کو دوست رکھ، اس کے دشمن کو دشمن رکھ، تین بار تکرار کیا"۔

(۲)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ) قَالَ: »لَمَّا قَضَى مُحَمَّدٌ (صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ) نُبُوَّتَهُ وَ اُسْتُكْمِلَتْ أَيَّامُهُ، أَوْحَى اَللَّهُ: يَا مُحَمَّدُ، قَدْ قَضَيْتَ نُبُوَّتَكَ، وَ اِسْتَكْمَلْتَ أَيَّامَكَ، فَاجْعَلِ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي عِنْدَكَ مِنَ اَلْإِيمَانِ، وَ اَلِاسْمَ اَلْأَكْبَرَ، وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ، وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ فِي اَلْعَقِبِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، فَإِنِّي لَمْ أَقْطَعِ اَلْعِلْمَ وَ لَا اَلْإِيمَانَ وَ اَلِاسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ مِنَ اَلْعَقِبِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، كَمَا لَمْ أَقْطَعْهَا مِنْ بُيُوتَاتِ اَلْأَنْبِيَاءِ۔[1]

"ابوحمزہ ثمالی کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام سے سنا، انہوں نے فرمایا:

جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وظیفہ نبوت کو انجام دیا، ان کی عمر کا آخری حصہ ہوا اللہ عزوجل نے ان کو وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی نبوت کو مکمل کر چکے اور تمہاری عمر کا بھی آخری حصہ ہے۔

وہ علم جو تمہارے پاس ہے۔

ایمان اسم اکبر، میراث علم اور آثار علم و نبوت خاندان علی علیہ السلام کو سونپو کیونکہ میں ہرگز علم ایمان اور اسم اکبر اور میراث علم اور آثار علم نبوت کبھی تمہاری نسل سے قطع نہیں کروں گا جس طرح پہلے ذریات پیغمبران سے قطع نہیں کیا"۔

(۳)۔ عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلَامُ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اَللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ »يَا أَيُّهَا اَلرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اَللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ اَلنَّاسِ إِنَّ اَللَّهَ لَا يَهْدِي اَلْقَوْمَ اَلْكَافِرِينَ« قَالَ: فَأَخَذَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ

أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ نَصَحْتَ وَ أَدَّيْتَ مَا عَلَيْكَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ أَفْضَلَ مَا جَزَى الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِشْهَدْ ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ أُوصِي مَنْ آمَنَ بِي وَ صَدَّقَنِي بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ أَلَا إِنَّ وَلَايَةَ عَلِيٍّ وَلَايَتِي وَ وَلَايَتِي وَلَايَةُ رَبِّي، وَ لَا يَدْرِي عَهْداً عَهِدَهُ إِلَيَّ رَبِّي وَ أَمَرَنِي أَنْ أُبَلِّغَكُمُوهُ ثُمَّ قَالَ: هَلْ سَمِعْتُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُولُهَا فَقَالَ قَائِلٌ: قَدْ سَمِعْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ۔[1]

"ابی الجارود امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جب یہ آیہ شریفہ:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

اے لوگو! مجھ سے پہلے کوئی بھی نبی نہیں تھا مگر یہ کہ اس نے زندگی گزاری اور خدا نے اس کو بلایا اور اس نے قبول کیا (یعنی خدا کو جاتے وقت اس نے لبیک کہا) اور میری وفات بھی نزدیک ہے۔ میں فرمان خدا کو لبیک کہوں۔ میں بھی مسئول ہوں، تم بھی مسئول ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو آپؐ کے ذمے تھا آپؐ نے پہنچایا، تبلیغ کر لی خداوند متعال آپؐ کو جزائے خیر دے، افضل جزا اور ثواب جو رسولوں کو دے گا

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گواہ رہو اے مسلمانو! حاضر غائبوں کو خبر پہنچائیں، ان تک جو مجھ پر ایمان لائے ہیں اور میری تصدیق کی ہے

اس کے بعد فرمایا: سن لیا؟ اور اس کو تین بار تکرار کیا

اس کے بعد کسی نے کہا: سن لیا یا رسول اللہ"۔

اسی مطلب پر دوسری آیت بھی گواہ ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔[1]

"ولی اور تمہارے سرپرست فقط اللہ، اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں"۔

تمام عامہ اور خاصہ کے مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

"ان کے علاوہ تمہارے دینی اور دنیوی حاکم نہیں ہیں۔ وہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں"۔

تمام شیعہ سنی علماء نے لکھا ہے یہ آیت شان امیر المومنین علیہ السلام میں نازل ہوئی ہے۔

شیعہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں امامت شاہ حق اولیاء خلافت منصب امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

کیونکہ ولی اس آیت میں بمعنی امور مسلمین میں تصرف کے ہے کیونکہ یہ آیت اس معنی میں ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ۔[2]

"نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں"۔[3]

طالب علیہ السلام کو مسجد میں نماز کی حالت میں دیکھا۔ اس حال میں کہ ایک سائل اپنی بیچارگی پر مسجد میں نالہ کر رہا تھا اور کسی چیز کی درخواست کر رہا تھا۔

جب یہ صدائے سائل امیر المومنین علیہ السلام کے کانوں میں پہنچی، امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے سائل کی طرف اشارہ کیا کہ سائل متوجہ ہو اور قریب آئے تا کہ امیر المومنین علیہ السلام اس کو انگوٹھی بخشیں۔ پس وہ آیا اور اس انگوٹھی کو انگلی سے باہر نکالا اور بہت خوشحال ہوا۔

جب امیر المومنین علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو گھر کی طرف آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلایا۔ امیر المومنین علیہ السلام حاضر ہوئے۔

فرمایا: یا علی علیہ السلام! اس دن کون سا عمل راہ خدا میں انجام دیا ہے آپؑ نے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے وہ سارا واقعہ بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہو یا علی علیہ السلام! خوشحال ہو کہ تمہارے اس عمل پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔[1]

(۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ يَعْنِي نَاصِرَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ يَعْنِي مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِينَ آمَنُوا فَخَصَّ مِنْ بَيْنِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ يَعْنِي يُتِمُّونَ وُضُوءَهَا وَ قِرَاءَتَهَا وَرُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا [illegible] وَيُؤْتُونَ

لم يبق في المسجد غير علي قائما يصلي بين الظهر والعصر -
إذ دخل [المسجد] فقير من فقراء المسلمين فلم ير في
المسجد أحداً خلا عليا فأقبل نحوه - فقال: يا ولي الله - بالذي
يصلي له أن تتصدق علي بما أمكنك. وله خاتم عقيق يماني
أحمر [كان] يلبسه في الصلاة في يمينه - فمد يده فوضعها على
ظهره وأشار إلى السائل بنزعه، فنزعه ودعا له، ومضى وهبط
جبرئيل فقال النبي صلى الله عليه وآله لعلي: لقد باهى الله
بك ملائكته اليوم، اقرأ إنما وليكم الله ورسوله.

"ابن عباس کہتا ہے (انما ولیکم اللہ ورسولہ)

یعنی خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مددگار ہیں۔

اس کے بعد فرمایا (والذین آمنوا) مومنوں میں سے علی علیہ السلام کو چن لیا

کہا: (الذین یقیمون الصلاۃ) یعنی ان کے وضو و قرائت، رکوع و سجود خشوع ان

کے اوقات میں کامل کرتے ہیں

(یؤتون الزکاۃ وھم راکعون)

یہ اس واقعے کے ساتھ مربوط ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ نماز ظہر پڑھی اور اصحاب چلے گئے۔ علی علیہ السلام کے علاوہ مسجد میں کوئی نہیں تھا۔ ظہر اور عصر کے درمیان نماز پڑھ رہے تھے۔ اس وقت مسلمان فقیروں میں سے ایک فقیر مسجد میں آیا۔ مسجد میں علی علیہ السلام کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا۔ مولا علی علیہ السلام کی طرف آیا اور کہا: اے ولی اللہ! تمہیں اس کی قسم جس کی نماز پڑھ رہے ہو، اتنی مقدار میں جتنی استطاعت رکھتے ہو مجھے صدقہ دو۔

جبرئیل نازل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: بیشک خدا آج تمہارے ذریعے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے پڑھو:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

(۳)۔ عن عطا بن السائب فی قوله تعالیٰ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ نزلت فی علی مر به سائل وهو راکع فناوله خاتمه۔[1]

"عطا ابن سائب کہتا ہے: یہ آیہ شریفہ امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی۔ سائل گزر رہا تھا اس حال میں کہ امیر المومنین علیہ السلام نماز میں رکوع کی حالت میں تھے اور وہ انگوٹھی اس کو دی"۔

(۴)۔ عَنْ أَبِي الْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔ » إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا « الْآيَةَ قَالَ إِنَّ رَهْطاً مِنَ الْيَهُودِ أَسْلَمُوا مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَ أَسَدٌ وَ ثَعْلَبَةُ وَ ابْنُ يَامِينَ وَ ابْنُ صُورِيَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْصَى إِلَى يُوشَعَ بْنِ نُونٍ فَمَنْ وَصِيُّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ مَنْ وَلِيُّنَا بَعْدَكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ » إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ هُمْ رَاكِعُونَ « ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُومُوا فَقَامُوا فَأَتَوُا الْمَسْجِدَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَبَّرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَلِيُّكُمْ بَعْدِي قَالُوا رَضِينَا بِاللهِ رَبّاً وَ بِالْإِسْلَامِ دِيناً وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيّاً وَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَلِيّاً فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ » وَ مَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَ رَسُولَهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغَالِبُونَ « فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ وَ اللهِ لَقَدْ تَصَدَّقْتُ بِأَرْبَعِينَ خَاتَماً وَ أَنَا رَاكِعٌ لِيَنْزِلَ فِيَّ مَا نَزَلَ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَا نَزَلَ۔

"امام باقر علیہ السلام خدا کے اس قول کی تفسیر کے بارے فرماتے ہیں:

بیشک تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔۔۔۔۔۔ تا آخر آیہ۔

فرمایا: ایک یہودیوں کا لشکر جو مسلمان ہو، امانند عبداللہ بن سلام ثعلبہ ابن یامین اور ابن صوریا کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو اپنا وصی بنایا۔ آپ کا وصی کون ہے۔ آپؐ کے بعد ہمارا سرپرست کون ہے؟ وہاں پر یہ آیت نازل ہوئی (تمہارا ولی اللہ، اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ جو ایمان لائے، نماز کو قائم کیا اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں)۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور مسجد کی طرف جانے لگے۔

اچانک ایک سائل باہر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے سائل کسی نے تمہیں کوئی چیز دی؟

اس نے کہا: کیوں نہیں۔ یہ انگوٹھی دی۔ فرمایا: کس نے؟۔

اس نے کہا: وہ جوان جو نماز پڑھ رہا ہے۔ فرمایا: کس حالت میں تمہیں انگوٹھی دی۔

اس کے بعد فرمایا: ثم بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ کعب نے کہا:
اللہ کی قسم! دین اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور علی علیہ السلام کی ولایت سے خوش ہیں۔ اس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل کی۔ ہر وہ جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اس کو اپنا ولی جان لیا، بیشک یہی لشکر خدا غالب ہے۔

عمر بن خطاب سے روایت ہوئی ہے اس نے کہا: میں نے ۴۰ رانگوٹھیاں رکوع کی حالت میں صدقہ کیں تا کہ میرے بارے کوئی آیہ نازل ہو مگر کوئی چیز نازل نہیں ہوئی"۔

"حدیث لوح آئمہ معصومین علیہم السلام کے ناموں کی شناخت اور ان کی ولایت کی تاکید":۔

(۵)۔ رَوَى أَبُو بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ أَبِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً مَتَى يَخِفُّ عَلَيْكَ أَنْ أَخْلُوَ بِكَ فَأَسْأَلُكَ عَنْهَا قَالَ لَهُ جَابِرٌ فِي أَيِّ الْأَحْوَالِ أَحْبَبْتَ فَخَلَا بِهِ أَبِي فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ وَ قَالَ لَهُ يَا جَابِرُ أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّوْحِ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي يَدِ أُمِّي فَاطِمَةَ وَ مَا أَخْبَرَتْكَ بِهِ أُمِّي أَنَّهُ فِي ذَلِكَ اللَّوْحِ مَكْتُوبٌ فَقَالَ جَابِرٌ أَشْهَدُ بِاللَّهِ أَنِّي دَخَلْتُ عَلَى أُمِّكَ فَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَهَنَّأْتُهَا بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَأَيْتُ فِي يَدِهَا لَوْحاً أَخْضَرَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ مِنْ زُمُرُّدٍ وَ رَأَيْتُ فِيهِ كِتَاباً أَبْيَضَ شِبْهَ نُورِ الشَّمْسِ فَقُلْتُ لَهَا

أمك عليها السلام فقرأته و استنسخته قال له أبي فهل لك
يا جابر أن تعرضه علي؟ قال نعم فمشى معه أبي حتى انتهى إلى
منزل جابر و أخرج إلى أبي صحيفة من رق و قال يا جابر انظر
في كتابك لأقرأ عليك فنظر جابر في نسخته و قرأ أبي فما
خالف حرف حرفاً قال جابر فأشهد بالله أني هكذا رأيت في
اللوح مكتوباً بسم الله الرحمن الرحيم هذا كتاب من الله
العزيز العليم لمحمد نبيه و رسوله و نوره و سفيره و حجابه و
دليله نزل به الروح الأمين من عند رب العالمين عظم يا
محمد أسمائي و اشكر نعمائي و لا تجحد آلائي فإني أنا الله لا إله
إلا أنا قاصم الجبارين و مذل الظالمين و ديان يوم الدين لا
إله إلا أنا من رجا غير فضلي أو خاف غير عدلي عذبته عذاباً لا
أعذبه أحداً من العالمين فإياي فاعبد و علي فتوكل إني لم
أبعث نبياً فأكملت أيامه و انقضت مدته إلا جعلت له
وصياً و إني فضلتك على الأنبياء و فضلت وصيك على
الأوصياء و أكرمتك بشبليك بعده و سبطيك الحسن و
الحسين فجعلت حسناً معدن علمي بعد انقضاء مدة أبيه و
جعلت حسيناً خازن علمي و أكرمته بالشهادة و ختمت له
بالسعادة و هو أفضل من استشهد و أرفع الشهداء درجة و
جعلت كلمتي التامة معه و حجتي البالغة عنده بعترته أثيب
و أعاقب أولهم علي سيد العابدين و زين أوليائي الماضين و
و أعاقب أولهم علي سيد العابدين و زين أوليائي الماضين و
و المعدن لحكمتي

پڑھتا ہوں

امام علیہ السلام نے پڑھنا شروع کیا اور جابر نے دیکھنا اور سننا شروع کیا۔ میرے والد نے پڑھا اور ایک لفظ کا بھی اختلاف نہیں تھا، وہاں پر جابر نے کہا: خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ اسی ترتیب کے ساتھ اس لوح میں لکھا دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب خداوند عزیز و حکیم کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس کا رسول، نور سفیر، حاجب دلیل ہے کے لئے جبرئیل امین کے ذریعے اللہ عزوجل سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے نام کو عظیم جانو اور میری نعمتوں پر شکر کرو۔ ان کا انکار مت کرو۔ بیشک میں معبود تنہا ہوں جو بھی میرے غیر سے امید فضل رکھے یا میری عدالت کے علاوہ کسی سے ڈرے اس پر عذاب کروں گا۔ کسی پر بھی عذاب نہیں کروں گا مگر یہ کہ فقط میری عبادت کریں اور مجھ پر توکل کریں

اور یہ بھی جان لو میں نے کوئی نبی معین نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے آخری وقت میں اس کے لئے وصی اور جانشین قرار دیا۔ میں نے تمہیں تمام انبیاء اور تمہارے وصی کو تمام اوصیاء علیہم السلام پر فضیلت دی اور تمہارے دونواسے ہیں۔ ان کو محترم جانا۔ حسن علیہ السلام کو اس کے والدؑ کی شہادت کے بعد اپنے علم کے خزانے کا خازن بنایا اور حسین علیہ السلام کو اپنی وحی کا نگہبان بنایا۔ اس کی شہادت کی وجہ سے اس کو مزید شرف اور سعادت عطا کی اور وہ سب شہداء سے افضل اور مقام میں سب سے اوپر ہے اور توحید کے تمام کمال ان کے ساتھ رکھے۔ میری حجت بالغہ کو ان کے ہاں قرار دیا اور اس کی عترت کی وجہ سے ثواب اور عذاب دوں گا

نہ کرے اس نے میرا انکار کیا۔ میرا وعدہ حق ہے مقام جعفر علیہ السلام کو جس نے بھی مکرم کیا اس کے مقام کی وجہ سے پیروان مددگار اور دوستوں کو خوشحال کروں گا

موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اس کے بعد منتخب کیا۔ اس کے بعد اندھے اور سیاہ فتنہ اور تقیہ کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سامنے سے ہٹا دوں گا

کیونکہ خدا کی حجت کبھی نہیں چھپتی اور میرے دوست شقاوت میں نہیں جائیں گے

جان لو جو بھی ان میں سے ایک کا بھی انکار کرے اس نے میرا انکار کیا اور جس نے بھی میری کتاب سے ایک آیت کو بدلا اس نے مجھ پر جھوٹ باندھا، ہلاکت ہو جھوٹوں اور منکروں پر

آخر کار اپنے اور دوست منتخب کردہ کا دور تمام کیا

جو بھی آٹھویںؑ کی تکذیب کرے میرے سب اولیاء کی تکذیب کی (علی) ولی میرا مددگار ہے، نبوت کے سنگین بار کو اس کے کاندھے پر ڈالوں گا، اس کے توسط سے انہیں قدرت اور طاقت دوں گا اور بالآخر ایک نجس مرد متکبر اسے قتل کرے گا۔ اس شہر میں جس کی میرے ایک صالح بندے (ذوالقرنین) نے بنیاد رکھی اور میری بدترین مخلوق کے کنارے میں دفن ہوگا

میرا فرمان اور وعدہ حق اور ثابت ہے، اس کو اس کے بیٹے کے وجود اور جانشینی (محمد) سے خوشحال کروں گا، بیشک میرے علم کا وارث خازن حکمت اور میرے اسرار کا محل ہے۔ میری مخلوق پر میری حجت ہے جو بندہ بھی اس پر ایمان لائے گا اس کی جگہ جنت ہوگی اور اس کی شفاعت اپنے گھر میں سے ستر افراد کی شفاعت جن پر جہنم لازم ہوگا قبول کروں گا اور اپنے ناصر اور ولی کے بیٹے کے دور کو بھی بالآخر خیر و بھلائی کے ساتھ

اور مغلوں اور دیلمیوں کے مغرور مشرکوں کے ذریعے آگ میں جلائے جائیں گے۔
ان کے سر بعنوان ہدیہ دور و دراز بھیجا جائے گا اور سب پر ترس و وحشت طاری ہوگا۔
زمین ان کے خون سے رنگین ہو جائے گی
نالہ و فغاں عورتوں کے درمیان بلند ہوگی۔ جی ہاں وہ میرے حقیقی دوست ہیں انہی کے توسط سے ہر فتنے کو دور کروں گا ان کے ذریعے خدا کے دشمنوں کے مکر و فریب اور مخفی چالوں کا سراغ لگایا جائے گا اور خدا کی مخلوق سے غلامی کی طوق و زنجیروں کو ان کے ذریعے ہی توڑا جائے گا۔ خدا کی رحمت اور درود ہو ان پر یہ لوگ وہی ہدایت پانے والے ہیں"۔

(٦). عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ أَيْنَ خَلِيفَةُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ فَيَقُومُ دَاوُدُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَأْتِي النِّدَاءُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَسْنَا إِيَّاكَ أَرَدْنَا وَ إِنْ كُنْتَ لِلّٰهِ تَعَالَى خَلِيفَةً ثُمَّ يُنَادِي ثَانِيَةً أَيْنَ خَلِيفَةُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ فَيَقُومُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَأْتِي النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ هَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ خَلِيفَةُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ وَ حُجَّتُهُ عَلَى عِبَادِهِ فَمَنْ تَعَلَّقَ بِحَبْلِهِ فِي دَارِ الدُّنْيَا فَلْيَتَعَلَّقْ بِحَبْلِهِ فِي هَذَا الْيَوْمِ لِيَسْتَضِيءَ بِنُورِهِ وَ لْيَتَّبِعْهُ إِلَى الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجِنَانِ قَالَ فَيَقُومُ أُنَاسٌ قَدْ تَعَلَّقُوا بِحَبْلِهِ فِي دَارِ

أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ۔

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب یوم قیامت ہوگا پشت عرش سے ایک منادی ندا دے گا: کہاں ہے خلیفۃ اللہ

بس حضرت داؤد علیہ السلام کھڑے ہوں گے، خدا فرمائے گا: تم بھی خلیفۃ اللہ ہو پر اس وقت تم مقصود نہیں تھے

اس کے بعد دوبارہ منادی ندا دے گا: پس امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہوں گے، اس کے بعد خدا کی طرف سے آواز آئے گی:

اے خلائق! یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے، یہ زمین پر خدا کا خلیفہ اور اس کے بندوں پر اس کی حجت ہے۔

جس نے بھی علی علیہ السلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا آج بھی ان کی رسی کو تھامے گا اور وہ ان کے نور سے روشنی حاصل کرے گا اور ان کے ساتھ جنت کے بلند مرتبوں میں ساتھ ہوگا

اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس موقع پر جنہوں نے دنیا میں ان کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا وہ بلند ہوں گے اور ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے

اس کے بعد خداوند متعال کی طرف سے ایک ندا آئے گی: جس نے بھی جس امام علیہ السلام کی بیعت کی بس اس کی طرف جائے اور وہ اس کے ساتھ اٹھے گا

جب راہنما اپنے مریدوں سے بیزاری کریں گے اور عذاب کو دیکھیں گے اور تمام تعلقات ٹوٹ کر رہ جائیں گے اور (دنیا) میں جو (ان کے) پیروکار تھے وہ کہیں گے کاش ہمیں ایک بار دنیا میں واپس جانے کا موقعہ مل جاتا، ہم ان سے (اسی طرح) [illegible] (آج) ہم سے اظہار برآت کر رہے ہیں

(۷)۔ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أُوصِي مَنْ آمَنَ بِي وَ صَدَّقَنِي بِوَلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَقَدْ تَوَلَّانِي وَ مَنْ تَوَلَّانِي فَقَدْ تَوَلَّى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔[1]

"عمار یاسر روایت نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو مجھ پر ایمان لایا میری تصدیق کی اس کو وصیت کرتا ہوں کہ ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بھی قبول کرے کیونکہ جس نے علی علیہ السلام سے محبت کی درحقیقت اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت رکھے اس نے اللہ عزوجل سے محبت کی"۔

(۸)۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَشْرُ هُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ أَنْتَ أَقْرَبُ الْخَلَائِقِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْمَوْقِفِ بَيْنَ يَدَيِ الْجَبَّارِ وَ مَنْزِلُكَ فِي الْجَنَّةِ مُوَاجِهَ مَنْزِلِي كَمَا تَتَوَاجَهُ مَنَازِلُ الْإِخْوَانِ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَنْتَ الْوَارِثُ وَ أَنْتَ الْوَصِيُّ مِنْ بَعْدِي فِي عِدَاتِي وَ أَمْرِي وَ أَنْتَ الْحَافِظُ لِي فِي أَهْلِي عِنْدَ غَيْبَتِي وَ أَنْتَ الْإِمَامُ لِأُمَّتِي وَ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ فِي رَعِيَّتِي وَ أَنْتَ وَلِيِّي وَ وَلِيُّ وَلِيِّي وَلِيُّ اللّٰهِ وَ عَدُوُّكَ عَدُوِّي وَ عَدُوِّي عَدُوُّ اللّٰهِ۔[2]

[illegible] علیہ السلام: آپ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں

قیامت میں خدائے جبار کے سامنے آپؑ ساری مخلوق سے زیادہ میرے قریب ہوں گے

آپؑ کا جنت میرے گھر کے سامنے ہے، ان دو بھائیوں کی طرح جنہوں نے اللہ عزوجل کی وجہ سے بھائی چارہ قائم رکھا ہے

آپؑ میرے وارث ہیں، آپؑ میرے وصی ہیں، آپؑ ہی میرے وعدوں کو پورا کریں گے میری غیبت میں میرے گھر کے محافظ ہیں

آپؑ میری امت میں عدل وانصاف قائم کرنے والے امام ہیں

آپؑ میرے دوست ہیں اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور آپؑ کا دشمن میرا دشمن ہے"۔

(۹). عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَنَا حُجَّةُ اللَّهِ وَ أَنَا خَلِيفَةُ اللَّهِ وَ أَنَا صِرَاطُ اللَّهِ وَ أَنَا بَابُ اللَّهِ وَ أَنَا خَازِنُ عِلْمِ اللَّهِ وَ أَنَا الْمُؤْتَمَنُ عَلَى سِرِّ اللَّهِ وَ أَنَا إِمَامُ الْبَرِيَّةِ بَعْدَ خَيْرِ الْخَلِيقَةِ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.[1]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں حجت اللہ، خلیفۃ اللہ، صراط اللہ اور باب اللہ، خازن علم اللہ، میں ہی اسرار اللہ کا امین ہوں، امام البریہ ہوں، اللہ کی بہترین مخلوق یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد"۔

(۱۰). قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: الْأَئِمَّةُ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ أَوَّلُهُمْ أَنْتَ يَا عَلِيُّ وَ آخِرُهُمُ الْقَائِمُ الَّذِي يَفْتَحُ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرَهُ عَلَى يَدَيْهِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا.[2]

[illegible] امام ہیں۔ یا علی علیہ السلام! آپؑ ان میں

آلِهِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ أَنْتَ خَلِيفَتِي عَلَى أُمَّتِي فِي حَيَاتِي وَ
بَعْدَ مَوْتِي وَ أَنْتَ مِنِّي كَشِيثٍ مِنْ آدَمَ وَ كَسَامٍ مِنْ نُوحٍ وَ
كَإِسْمَاعِيلَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ وَ كَيُوشَعَ مِنْ مُوسَى وَ كَشَمْعُونَ مِنْ
عِيسَى يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَصِيِّي وَ وَارِثِي وَ غَاسِلُ جُثَّتِي وَ أَنْتَ الَّذِي
تُوَارِينِي فِي حُفْرَتِي وَ تُؤَدِّي دَيْنِي وَ تُنْجِزُ عِدَاتِي يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَمِيرُ
الْمُؤْمِنِينَ وَ إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ وَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَ يَعْسُوبُ
الْمُتَّقِينَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ زَوْجُ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ ابْنَتِي وَ أَبُو
سِبْطَيَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ يَا عَلِيُّ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى جَعَلَ
ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ مِنْ صُلْبِهِ وَ جَعَلَ ذُرِّيَّتِي مِنْ صُلْبِكَ يَا عَلِيُّ مَنْ
أَحَبَّكَ وَ وَالَاكَ أَحْبَبْتُهُ وَ وَالَيْتُهُ وَ مَنْ أَبْغَضَكَ وَ عَادَاكَ
أَبْغَضْتُهُ وَ عَادَيْتُهُ لِأَنَّكَ مِنِّي وَ أَنَا مِنْكَ يَا عَلِيُّ إِنَّ اللَّهَ طَهَّرَنَا وَ
اصْطَفَانَا لَمْ يَلْتَقِ لَنَا أَبَوَانِ عَلَى سِفَاحٍ قَطُّ مِنْ لَدُنْ آدَمَ فَلَا
يُحِبُّنَا إِلَّا مَنْ طَابَتْ وِلَادَتُهُ يَا عَلِيُّ أَبْشِرْ بِالشَّهَادَةِ فَإِنَّكَ
مَظْلُومٌ بَعْدِي وَ مَقْتُولٌ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَ ذَلِكَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي قَالَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ يَا عَلِيُّ إِنَّكَ
لَنْ تَضِلَّ وَ لَمْ تَزِلَّ وَ لَوْلَاكَ لَمْ يُعْرَفْ حِزْبُ اللَّهِ بَعْدِي۔[1]

"عبداللہ بن عباس کہتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی میری زندگی اور مرنے کے بعد میرے خلیفہ ہیں۔

آپؑ کی نسبت مجھ سے ایسے ہے جیسے شیث علیہ السلام کی آدم علیہ السلام کے ساتھ، سام علیہ السلام کی نوح علیہ السلام کے ساتھ، اسمٰعیل کی ابراہیم کے ساتھ، یوشع علیہ السلام کی

کے حوالے کریں گے اور میرے قرضوں کو ادا کریں گے اور میرے وعدوں کو وفا کریں گے

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی امیر المومنین، امام المسلمین، قائد غر المحجلین، یعسوب المتقین یا آپؑ میری بیٹی کے شوہر اور میرے نواسوںؑ کے پدر ہیں

یا علی علیہ السلام! بیشک خدا نے ہر نبی کی ذُرّیت اس کی صلب سے قرار دی مگر میری ذُرّیت تیری صلب سے

یا علی علیہ السلام! جس نے آپؑ سے محبت کی میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں

جو آپؑ کا دشمن ہے میری بھی اس سے دشمنی ہے، آپؑ مجھ سے ہیں میں آپؑ سے

یا علی علیہ السلام! اللہ نے ہمیں طاہر و مطہر خاندان میں قرار دیا اور مخلوقات میں منتخب کیا، کبھی بھی ہمارے اجدادؑ کی پشتوں میں آدم علیہ السلام سے یہاں تک آلودگی نہیں تھی

بس کوئی بھی مجھ سے محبت نہیں کرتا مگر یہ کہ حلال زادہ ہو، اس کی ولادت پاک ہو، زنا کے ساتھ آلودہ نہ ہو

یا علی علیہ السلام! تجھے خدا کی راہ میں شہادت کی بشارت دیتا ہوں اور میرے بعد مظلوم قتل ہو گے

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میرا دین سالم ہے؟

فرمایا: جی ہاں یا علی علیہ السلام! آپؑ کا دین سالم ہوگا

یا علی علیہ السلام! آپؑ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے، کبھی حزب اللہ پہچانا نہ جاتا لیکن آپؑ کے واسطے سے اچھے اور برے کی شناخت ہوگی"۔

(۱۲)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ

اَللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ وَزِيرِهِ وَ خَلِيفَتِهِ وَ صَاحِبِ حَوْضِهِ وَ لِوَائِهِ وَ شَفَاعَتِهِ وَ الَّذِي نَفْسُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِيَدِهِ لَوْ كَانَتْ بِحَارُ الدُّنْيَا مِدَاداً وَ الْأَشْجَارُ أَقْلَاماً وَ أَهْلُهَا كُتَّاباً فَكَتَبُوا مَنَاقِبَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ فَضَائِلِهِ مِنْ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ الدُّنْيَا إِلَى أَنْ يُفْنِيَهَا مَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى.!

"سعید بن جبیر کہتا ہے: عبداللہ بن عباس کے پاس گیا اور میں نے کہا:

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد! میں چاہتا ہوں آپ سے لوگوں کے علی علیہ السلام سے اختلافات کے بارے پوچھوں

ابن عباس نے کہا: اے جبیر کے بیٹے! مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خدا کی بہترین مخلوق کے بارے میں پوچھتے ہو؟

مجھ سے اس شخص کے بارے پوچھتے ہو جو ایک رات میں تین تین ہزار منقبتیں رکھتا ہے اور جس کی ہر رات قربِ الٰہی میں بسر ہونے والی ہے

اے ابن الجبیر! مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی، اس کے وزیر اور اس کے خلیفہ، صاحب حوض، صاحب لواء و صاحب شفاعت کے بارے میں پوچھتے ہو۔

اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں عباس کی جان ہے۔

پوری دنیا کے سمندر سیاہی بن جائیں، سب درخت قلم بن جائیں

ساری مخلوقات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل و مناقب لکھنے

(۱۲). عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ يَقُولُ فِيهِ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمَّا أَسْرَى نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ لَهُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُ قَدِ انْقَضَتْ نُبُوَّتُكَ وَ انْقَطَعَ أَكْلُكَ فَمَنْ لِأُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ فَقُلْتُ يَا رَبِّ إِنِّي قَدْ بَلَوْتُ خَلْقَكَ فَلَمْ أَجِدْ أَحَداً أَطْوَعَ لِي مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لِي يَا مُحَمَّدُ فَأَبْلِغْهُ أَنَّهُ رَايَةُ الْهُدَى وَ إِمَامُ أَوْلِيَائِي وَ نُورٌ لِمَنْ أَطَاعَنِي۔[1]

"جابر نے امام باقر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث نقل فرمائی۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھ سے فرمایا:

تمہاری عمر کا آخری حصہ ہے، اپنے بعد کس کو اپنا جانشین بنایا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ! پوری مخلوق کا امتحان لیا مگر کسی کو اپنے لئے علی علیہ السلام سے زیادہ مطیع نہ پایا

اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے اپنے لئے بھی علی علیہ السلام سے زیادہ کسی کو مطیع نہ پایا پس میرے اس کلام کو علی علیہ السلام تک پہنچا کہ وہ ہدایت کا پرچم اور میرے اولیاء کا امام ہے، نور ہے اس کے لئے جو میری اطاعت کرے"۔

(۱۴). عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتٍ نَوَّهَ اللَّهُ بِأَسْمَائِنَا إِنَّهُ لَمَّا خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ أَمَرَ مُنَادِياً فَنَادَى أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثاً أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ ثَلَاثاً أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَقّاً ثَلَاثاً۔[2]

جس کا نام خدا نے بلند کیا، جب اللہ

أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَقّاً ثَلاثاً.

(١٥). عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: أَتَانِي جَبْرَئِيلُ وَهُوَ فَرِحٌ مُسْتَبْشِرٌ فَقُلْتُ لَهُ حَبِيبِي جَبْرَئِيلُ بِمَا أَنْتَ فِيهِ مِنَ الْفَرَحِ مَا مَنْزِلَةُ أَخِي وَ ابْنِ عَمِّي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ رَبِّهِ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ يَا مُحَمَّدُ وَ الَّذِي بَعَثَكَ بِالنُّبُوَّةِ وَ اصْطَفَاكَ بِالرِّسَالَةِ مَا هَبَطْتُ فِي وَقْتِي هَذَا إِلَّا لِهَذَا يَا مُحَمَّدُ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْأَعْلَى يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ مُحَمَّدٌ نَبِيُّ رَحْمَتِي وَ عَلِيٌّ مُقِيمُ حُجَّتِي لَا أُعَذِّبُ مَنْ وَالَاهُ وَ إِنْ عَصَانِي وَ لَا أَرْحَمُ مَنْ عَادَاهُ وَ إِنْ أَطَاعَنِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَتَانِي جَبْرَئِيلُ وَ بِيَدِهِ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَ هُوَ سَبْعُونَ شِقَّةً الشِّقَّةُ مِنْهُ أَوْسَعُ مِنَ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ فَيَدْفَعُهُ إِلَيَّ فَآخُذُهُ وَ أَدْفَعُهُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ كَيْفَ يُطِيقُ عَلِيٌّ عَلَى حَمْلِ اللِّوَاءِ وَ قَدْ ذَكَرْتَ أَنَّهُ سَبْعُونَ شِقَّةً الشِّقَّةُ مِنْهُ أَوْسَعُ مِنَ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَجُلُ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَعْطَى اللّٰهُ عَلِيّاً مِنَ الْقُوَّةِ مِثْلَ قُوَّةِ جَبْرَئِيلَ وَ مِنَ الْجَمَالِ مِثْلَ جَمَالِ يُوسُفَ وَ مِنَ الْحِلْمِ مِثْلَ حِلْمِ رِضْوَانَ وَ مِنَ الصَّوْتِ مِثْلَ مَا يُدَانِي صَوْتَ دَاوُدَ وَ لَوْلَا أَنَّ دَاوُدَ خَطِيبٌ فِي الْجِنَانِ لَأُعْطِيَ عَلِيٌّ مِثْلَ صَوْتِهِ وَ إِنَّ عَلِيّاً أَوَّلُ

جبرئیل میرے پاس خوش خوش آیا۔ میں نے کہا: اے میرے دوست جبرئیل! آج تک تمہیں اس طرح خوش نہیں دیکھا، کیا ہوا اتنا خوش ہو؟

مجھے بتاؤ۔ میں بھی جانوں کہ میرے علی علیہ السلام کا رتبہ اللہ عزوجل کے نزدیک کیا ہے؟

جبرئیل نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس اللہ عزوجل کی قسم جس نے آپ کو مبعوث برسالت کیا ہے میں یہی بات بتانے کے لئے آپؐ کے پاس آیا ہوں

خدا علی الاعلیٰ نے آپ کو سلام کہے ہیں اور فرمایا:

اے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! علی علیہ السلام میری مقیم حجت ہے، جو بھی علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہو ہرگز اسے عذاب نہ کروں گا اگرچہ میرا گناہگار ہو (علی علیہ السلام کی امامت کو قبول کرے اور معتقد بہ ولایت ہو)

اگر کوئی علی علیہ السلام کو دشمن رکھتا ہو اس پر رحم نہیں کروں گا اگرچہ میرا اطاعت گزار ہو (نماز پڑھے، روزہ رکھے لیکن ولایت علی علیہ السلام نہ رکھتا ہو)

ابن عباس کہتا ہے: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب روز قیامت ہوگا جبرئیل میرے پاس آکر مجھے لواء الحمد لائے گا جس کی ۷۰ شقیں ہوں گی اور ہر شق سورج چاند سے بڑی ہوگی

ایک شخص اٹھا (عمر بن خطاب) اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! علی علیہ السلام کو اتنا وزن اٹھانے کی طاقت کہاں سے آئے گی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل قدرت جبرئیل، جمال یوسف، حلم رضوان، آواز داؤد علی علیہ السلام کو دے گا

اگر داؤدؑ خطیب جنت نہ ہوتا، اسی کی مانند خدا علی علیہ السلام کو آواز دیتا

پہلا جو سلسبیل الزنجبیل سے پانی پیئے گا علی علیہ السلام ہوگا

وَ اَلْبَاطِلِ مَنْ أَحَبَّهُ هَدَاهُ اَللّٰهُ وَ مَنْ أَبْغَضَهُ أَبْغَضَهُ اَللّٰهُ وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ مَحَقَهُ اَللّٰهُ وَ مِنْهُ سِبْطَا أُمَّتِي اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ وَ هُمَا اِبْنَايَ وَ مِنَ اَلْحُسَيْنِ أَئِمَّةٌ هُدَاةٌ أَعْطَاهُمُ اَللّٰهُ عِلْمِي وَ فَهْمِي فَتَوَلُّوهُمْ وَ لَا تَتَّخِذُوا وَلِيجَةً مِنْ دُونِهِمْ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ مَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِ » فَقَدْ هَوىٰ «۔

» وَ مَا اَلْحَيَاةُ اَلدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ اَلْغُرُورِ « ۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دامن علی علیہ السلام سے متمسک رہو

کیونکہ یہ صدیق اکبر وہ فاروق ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے، جو علی علیہ السلام سے محبت کرے اللہ عزوجل اس کی ہدایت کرے گا

جو بھی علی علیہ السلام سے دشمنی رکھے اللہ عزوجل اس کو (اپنا) دشمن مانتا ہے

جو بھی علی علیہ السلام کی مخالفت کرے اللہ عزوجل اسے نابود کرے گا، علی علیہ السلام کی نسل سے میرے دونواسے ہیں یعنی حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جو میرے فرزند ہیں اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ خداوند متعال نے میرا علم وفہم انہیں دیا ہے، ان کے غیر کو دوست مت بناؤ کہ اللہ عزوجل کا غضب تم پر حلال ہو جائے، جس نے ایسا کیا اللہ عزوجل کا غضب ان پر حلال ہو جائے گا، وہ ہلاک ہوگا اس دنیا کی زندگی نہیں سوائے فریب کے"۔

(۱۷) عَنْ يَاسِرٍ اَلْخَادِمِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى اَلرِّضَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَا عَلِيُّ أَنْتَ حُجَّةُ اَللّٰهِ

اَلصِّدِّيقِينَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ اَلْفَارُوقُ اَلْأَعْظَمُ وَ أَنْتَ اَلصِّدِّيقُ اَلْأَكْبَرُ يَا عَلِيُّ أَنْتَ خَلِيفَتِي عَلَى أُمَّتِي وَ أَنْتَ قَاضِي دَيْنِي وَ أَنْتَ مُنْجِزُ عِدَاتِي يَا عَلِيُّ أَنْتَ اَلْمَظْلُومُ بَعْدِي يَا عَلِيُّ أَنْتَ اَلْمُفَارِقُ بَعْدِي يَا عَلِيُّ أَنْتَ اَلْمَهْجُورُ بَعْدِي أُشْهِدُ اَللّٰهَ تَعَالَى وَ مَنْ حَضَرَ مِنْ أُمَّتِي أَنَّ حِزْبَكَ حِزْبِي وَ حِزْبِي حِزْبُ اَللّٰهِ وَ أَنَّ حِزْبَ أَعْدَائِكَ حِزْبُ اَلشَّيْطَانِ۔[1]

"یاسر خادم امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی حجت اللہ، باب اللہ اور اللہ کی طرف راستہ ہیں، آپؑ ہی نباء عظیم، صراط مستقیم، حق اور اس کی مثل الاعلیٰ ہیں

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی امام المسلمین، امیر المومنین، خیر الوصیین، سید الصدیقین ہیں

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی فاروق اعظم، صدیق اکبر ہیں

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی میری امت پر میرے خلیفہ اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والے اور میرے وعدوں کو وفا کرنے والے ہیں

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی ہیں جو میرے بعد مظلوم ہوں گے

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی ہیں جس سے لوگ میرے بعد کنارہ کریں گے

یا علی علیہ السلام! آپؑ ہی ہیں جو میرے بعد خانہ نشین ہوں گے

اللہ عزوجل اور میری امت میں سے ہر وہ جو حاضر ہے اس کو گواہ بناتا ہوں، تیرا لشکر میرا لشکر اور میرا لشکر لشکر خدا ہے اور تیرے دشمن کا لشکر لشکر شیطان ہے"۔

قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لِكُلِّ أُمَّةٍ صِدِّيقٌ وَ فَارُوقٌ

بَعْدِی وَ إِنَّهُ لَأَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ وَ خَیْرُ الْوَصِیِّینَ مَنْ نَازَعَهُ فَقَدْ نَازَعَنِی وَ مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدْ ظَلَمَنِی وَ مَنْ غَالَبَهُ فَقَدْ غَالَبَنِی وَ مَنْ بَرَّهُ فَقَدْ بَرَّنِی وَ مَنْ جَفَاهُ فَقَدْ جَفَانِی وَ مَنْ عَادَاهُ فَقَدْ عَادَانِی وَ مَنْ وَالَاهُ فَقَدْ وَالَانِی وَ ذٰلِكَ أَنَّهُ أَخِی وَ وَزِیرِی وَ مَخْلُوقٌ مِنْ طِینَتِی وَ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نُوراً وَاحِداً۔!

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کے لئے ایک صدیق اور فاروق ہے

پس اس امت کا صدیق اور فاروق علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے

اور وہ اس امت کا باب حطہ (توبہ) اور کشتی نجات ہے

اور وہ اس امت کا یوشع، شمعون اور ذوالقرنین ہے

اے لوگو! علی علیہ السلام اللہ عزوجل کا منتخب کردہ اور میرے بعد میری امت میں میرا جانشین ہے

بیشک علی علیہ السلام امیر المومنین اور خیر الوصیین ہے، جو بھی اس سے جنگ کرے اس نے مجھ سے جنگ کی

جس نے علی علیہ السلام پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا

جو بھی علی علیہ السلام پر تسلط کرے اس نے مجھ پر تسلط کیا

جو بھی علی علیہ السلام کے ساتھ نیکی کرے اس نے مجھ سے نیکی کی

جو بھی علی علیہ السلام سے جفا کرے اس نے مجھ سے جفا کی

جو بھی علی علیہ السلام سے دشمنی کرے اس نے مجھ سے دشمنی کی

جو بھی علی علیہ السلام

"تسلسل حدیثِ کساء"

ثُمَّ اَتَیْتُ نَحْوَ الْکِسَاءِ وَقُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاهُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِی اَنْ اَکُونَ مَعَکُمْ تَحْتَ الْکِسَاءِ۔

"اس کے بعد میں چادر کے قریب آئی اور کہا: آپؐ پر سلام ہو اے بابا جان! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں آپؐ کے ساتھ چادر کے نیچے آؤں؟"

"لغت اَتیت" میں آیا، میں آئی:۔[1]

"اتیٰ قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۷ مرتبہ تکرار ہوا۔

(۱)۔ أَتَىٰ أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔[2]

(۲)۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ۔[3]

(۳)۔ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ۔[4]

(۴)۔ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ۔[5]

(۵)۔ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ۔[6]

(۶)۔ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ۔[7]

۱۔ أتی یاتی اتیانا اتیا اتیانة مأتاة آیا اتی المکان وہاں پر آیا، اس مرد کے پاس آیا یا اس سے عبور کر گیا۔۔(المنجد)

۲۔ سورہ النحل، آیت:۱

۳۔ سورہ النحل، آیت:۲۶

لغتِ تو بن عرب :۔

"لغت یا ابتاہ":۔اے بابا! باپ پرورش کرنے والا یا کسی چیز کا بنانے والا۔[۲]

(ابوالحسن کے لفظ میں تکرار ہوا ہے۔لفظ "اب" قرآن میں استعمال ہوا ہے)۔

"تشریح وتوضیح":۔

"اپنی دختر بزرگوار فاطمہ سلام اللہ علیہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید محبت":۔

(۱)۔ "حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا دل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرور ہیں"۔

حمید بن صالح امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے دل کا سرور ہے۔اس کے دو بیٹے میری دل کے میوہ اور اس کا شوہر میری آنکھوں کا نور اور اس کی اولاد سے آئمہ اللہ عزوجل کے امانت دار ہیں جو اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔جو بھی ان سے متمسک رہے گا نجات پائے گا، جو بھی ان سے تخلف کرے گا وہ ذلیل ہوگا"۔[۳]

(۲)۔ "خوشنودی اور غضب فاطمہ سلام اللہ علیہا خوشنودی اور غضب خدا":۔

حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اپنے آباء واجداد سے نقل فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ اللّٰهَ لَيَغْضَبُ لِغَضَبِ فَاطِمَةَ وَيَرْضَى لِرِضَاهَا۔[۴]

"بیشک اللہ عزوجل بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی رضا سے راضی اور ان کے غضب سے غضبناک ہوتا ہے"۔

۱۔ سورہ انسان، آیت:۱

یہ بانو بزرگوار تمام افراد بشر حتیٰ نبیین مرسلین سے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی علیہ السلام کے افضل ہیں۔ ہاں اس پر اس دعوے پر دلیلیں بھی موجود ہیں۔

آیہ تطہیر سمیت۔

وجود مبارک امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہے کہ فرمایا:

هِيَ الصِّدِّيقَةُ الْكُبْرَى وَ عَلَى مَعْرِفَتِهَا دَارَتِ الْقُرُونُ الْأُولَى۔ [1]

"قرونِ اولیٰ سے مراد دوران زندگی تمام نبی وصی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل نے کسی نبی علیہ السلام کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی فضیلت محبت کے اقرار کے ساتھ"۔ [2]

(۴)۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک افضل ترین فرد ہیں:۔

(۱)۔ اسامہ بن زید سے نقل ہے کہ علی جعفر اور زید بن حارث آپس میں ایک دوسرے کی افضلیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بارے بات کر رہے تھے۔

جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازہ ورود چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: دیکھو کون ہے۔ میں نے کہا: علی جعفر اور زید ہیں۔ کیا ان کو اجازت دوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کو اجازت دو۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کے نزدیک محبوب ترین افراد کون ہیں؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا"۔ [3]

(۲)۔ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّيْ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ لَهَا عَلِيّاً فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَجُلاً كَانَ أَحَبَّ إِلَى

جمیع بن عمیر سے نقل ہے کہ کہتا ہے اتفاقاً ماں کے ساتھ دیدار عائشہ کے لئے گئے۔
میری والدہ نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے حالات اس سے پوچھے تو اس نے کہا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مردوں میں علی علیہ السلام سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا اور عورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک علی علیہ السلام کی ہمسر فاطمہ سلام اللہ علیہا سے زیادہ کوئی محبوب تر نہیں تھا"۔

(۳)۔ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَتْ عَمَّتِي لِعَائِشَةَ وَ أَنَا أَسْمَعُ لَهُ أَنْتِ مَسِيرُكِ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا كَانَ قَالَتْ دَعِينَا مِنْكِ إِنَّهُ مَا كَانَ مِنَ الرِّجَالِ أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَا مِنَ النِّسَاءِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔[۲]

"جمیع بن عمیر نقل کرتا ہے: میں نے سنا: میری پھوپھو نے عائشہ سے کہا: اس کے باوجود تم نے علی علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اس سے کیا مراد تھا؟
عائشہ نے کہا: ہمیں چھوڑ دو اس بارے کچھ مت پوچھو کہ مردوں میں اور عورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ترین علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا سے زیادہ کوئی نہ تھا"۔

(۴) قالت عائشة: تسألني عن رجل - و الله - ما أعلم رجلا كان أحبّ إلى رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم من عليّ؛ و لا في الأرض امرأة كانت أحبّ إلى رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم من فاطمة۔[۳]

"جمیع بن عمیر کہتا میں اپنی والدہ کے ساتھ عائشہ کے پاس گیا، پردہ کے پیچھے سنا کہ

اللہ عزوجل کی قسم! مردوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا اور عورتوں میں سے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے زیادہ کسی کو رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک محبوب تر نہ پایا

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان کو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے دھان میں رکھتے تھے اور چوستے اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو بوسہ دیتے تھے"۔

(۵)۔ رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَيُّ النِّسَاءِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ زَوْجُهَا۔[1]

"عبداللہ بن بریدہ کے والد سے روایت ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورتوں میں سے کون آپؐ کے نزدیک محبوب ترین ہیں؟

فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا اور میں نے کہا: مردوں میں فرمایا اس کا شوہر علی علیہ السلام"۔

(۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهُ قَالَ عَلِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا جَلَسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ فَاطِمَةَ وَ هُمَا مُضْطَجِعَانِ أَيُّنَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنَا أَوْ هِيَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ وَ أَنْتَ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا۔[2]

"عائشہ سے روایت نقل ہوئی کہ امیر المومنین علیہ السلام اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا استراحت کر رہے تھے، ان کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے۔ علی سلام اللہ علیہا نے رسول اللہ سے فرمایا: میں آپؐ کے نزدیک محبوب تر ہوں یا فاطمہ سلام اللہ علیہا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا محبوب ترین ہے اور تم عزیز تر ہو میرے نزدیک"۔

(۷)۔ أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرِهِ يَدْخُلُ عَلَى فَاطِمَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَقَامَتْ إِلَيْهِ وَ

سلام اللہ علیہا کے گھر آتے تھے۔

اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے جاتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو آغوش میں لیکر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے"۔

ابو ثعلبہ خشنی یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر جاتے وقت جس سے سب سے آخر میں خدا حافظ کرتے وہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا تھیں اور سفر سے لوٹنے کے بعد جس کی سب سے پہلے زیارت کرتے وہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا تھیں۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا اللہ عزوجل کے نزدیک اتنا مقام نہ رکھتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اتنا زیادہ احترام واکرام کا اظہار نہ کرتے کیونکہ وہ خود اولاد کو حکم دیتے ہیں کہ والدین کا احترام کریں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تو اولاد کو حکم دیں کہ والدین کو مکرم جانیں مگر یہاں پر برعکس ہے اور یہ معاملہ برعکس ہونا یہ واضح کر رہا ہے کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کا مقام بارگاہ خداوندی میں اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح اظہار کریں"۔[۲]

(۸)۔ اَلْبَاقِرُ وَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ : أَنَّهُ كَانَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَا يَنَامُ حَتَّى يُقَبِّلَ عُرْضَ وَجْهِ فَاطِمَةَ يَضَعُ وَجْهَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَاطِمَةَ۔[۳]

"امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے حتماً بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرے کا بوسہ لیتے۔ اپنے چہرے کو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے سینے سے لگاتے اور ان کے لئے دعا کرتے"۔

(۹)۔ وَرَوَوْا عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ

"ابو ثعلبہ خشنی کہتا ہے: جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے لوٹتے تھے، پہلے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے گھر آتے تھے۔

اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لئے جاتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو آغوش میں لیکر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے"۔

ابو ثعلبہ خشنی یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر جاتے وقت جس سے سب سے آخر میں خدا حافظ کرتے وہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا تھیں اور سفر سے لوٹنے کے بعد جس کی سب سے پہلے زیارت کرتے وہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا تھیں۔

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا اللہ عزوجل کے نزدیک اتنا مقام نہ رکھتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اتنا زیادہ احترام واکرام کا اظہار نہ کرتے کیونکہ وہ خود اولاد کو حکم دیتے ہیں کہ والدین کا احترام کریں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تو اولاد کو حکم دیں کہ والدین کو مکرم جانیں مگر یہاں پر برعکس ہے اور یہ معاملہ برعکس ہونا یہ واضح کر رہا ہے کہ بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کا مقام بارگاہ خداوندی میں اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح اظہار کریں"۔[۲]

(۸)۔ اَلْبَاقِرُ وَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ : أَنَّهُ كَانَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَا يَنَامُ حَتَّى يُقَبِّلَ عُرْضَ وَجْهِ فَاطِمَةَ يَضَعُ وَجْهَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَاطِمَةَ۔[۳]

"امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے حتماً بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرے کا بوسہ لیتے۔ اپنے چہرے کو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے سینے سے لگاتے اور ان کے لئے دعا کرتے"۔

(۹)۔ وَرَوَوْا عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ

۱۔ مناقب، ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۳۳۲ / اعلام الوریٰ، ج ۴، ص ۴۳

مجلسه وإذا جاء إليها لقيته و قبّل كلّ واحدٍ منهما صاحبه و جلسا معاً۔[1]

"عائشہ سے روایت ہے کہ جب بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے احترام میں اٹھتے اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کو اپنی جگہ پر بٹھاتے اور بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے سر کا بوسہ لیتے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے پاس جاتے، دونوں ایک دوسرے کو بوسہ دیتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے"۔

(۱۰). عَنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي فَاطِمَةَ أَنَّهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أَ هِيَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا فَقَالَ ذَاكَ لِمَرْيَمَ كَانَتْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ عَالَمِهَا وَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ۔[2]

"مفضل بن عمر روایت کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام سے کہا:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے بارے "کیا فاطمہ سلام اللہ علیہا سیدہ نساء العالمین اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟" میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ مریمؑ کی فضیلت ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں لیکن بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا اوّلین اور آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں"۔

(۱۱). عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ شِجْنَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَ يَسُرُّنِي مَا سَرَّهَا وَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَيَغْضَبُ لِغَضَبِ فَاطِمَةَ وَ يَرْضَى لِرِضَاهَا۔[3]

اس نے مجھے اذیت دی۔ جس نے اس کو قتل کیا اس نے مجھے قتل کیا۔

خداوند عالم اس کے غضب سے غضبناک ہوتا ہے اور اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے"۔

(۱۲)۔ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرْضِينِي مَا أَرْضَاهَا وَيُسْخِطُنِي مَا أَسْخَطَهَا فَوَ اللّٰهِ إِنِّي لَحَقِيقٌ أَنْ أَطْلُبَ رِضَى رَسُولِ اللّٰهِ وَرِضَاهُ وَرِضَاهَا فِي رِضَى وُلْدِهَا۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہیں جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو راضی کیا اس نے مجھے راضی کیا۔ جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

خدا کی قسم! جو بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کی رضا کا طالب ہو رضائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طلب کرتا ہے۔

میری رضا فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اس کی اولاد کے راضی ہونے میں ہے"۔

(۱۳)۔ قَالَ: حَسْبُكِ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپؑ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپؑ چار نساء العالمین کا جزو ہیں۔ مریم، خدیجہ، فاطمہ سلام اللہ علیہا، آسیہ۔

پھر بھی تم ان سے بھی افضل ہو"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

قَالَ وَعَلَيْكِ السَّلَامُ يَا بِنْتِي وَيَا بَضْعَتِي قَدْ أَذِنْتُ لَكِ فَدَخَلْتُ تَحْتَ الْكِسَاءِ۔

"فرمایا: آپؑ پر سلام ہو، آپؑ میری جان کا حصہ، آپؑ کو اجازت دی۔ اس کے بعد میں چادر کے نیچے داخل ہوگئی"۔

"لغت بضعۃ":۔

بضع کسی چیز کے ٹکڑے کے معنی میں آتا ہے۔ کچھ عدد ۳ سے ۹۔

"فاطمہ بضعۃ منی"۔۔۔ فاطمہ میرا ٹکڑا ہیں۔[1]

"بضع قرآن میں":۔

یہ لفظ قرآن میں ۷ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ۔[2]

(۲)۔ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ۔[3]

(۳)۔ بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا۔[4]

(۴)۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا

---

[1]۔ بضع جمع بضعۃ بضع من الماء بضعا بضوعا بضاعا سیراب ہوا بضع کا ٹا شگاف کرنا زخم ٹکڑے ٹکڑے کرنا گوشت بی بی لینا مباشر ہونا خون لینا آشکار کرنا کلام بضع الکلام بضعا کلام کو آشکار کیا آشکار ہوا (لازم اور متعدی) آنسوؤں کا آنا مگر نہ گرنا بضعۃ بضعۃ گوشت کا ٹکڑا۔۔۔ (فرہنگ عمید)

يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ۔

(۵)۔ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ۔ [۲]

"تشریح وتوضیح":۔

جس طرح روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لسان سے دو معصومین علیہم السلام کو بضعہ کہا گیا ہے۔ ویسے تو سارے معصومین علیہم السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مقام بضعہ رکھتے ہیں لیکن دو کے لئے احادیث میں آیا ہے۔ ایک بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے بارے فرمایا:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا رَابَهَا۔

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي:

إنّما فاطمة بضعة منّي، يؤذيني ما آذاها، ويغضبني ما أغضبها۔

فاطمة بضعة منّي يسعفني ما أسعفها۔

فاطمة بضعة منّي، يقبضني ما يقبضها، ويبسطني ما يبسطها؛

فَاطِمَةُ شَجْنَةٌ مِنِّي يَقْبِضُنِي مَا يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُنِي مَا يَبْسُطُهَا۔

فاطمة مضغة منّي، يقبضني ما قبضها ويبسطني ما بسطها،

فاطمة مضغة منى فمن آذاها فقد آذانى فاطمة مضقة يسرنى ما يسرها۔

یہ روایات متعدد کتب عامہ میں نقل ہوئی ہیں۔ مرحوم علامہ امینی نے ان کے مدرک بیان کئے ہیں اوران کے بیان کئے مدارک ہم یہاں پر بیان کرتے ہیں۔

ابن ابی ملیکہ متوفای ۱۱۷ھ۔ق

ابن دینار مکی متوفای ۱۲۵ھ۔ق

لیث بن سعد مصری متوفای ۱۷۵ھ۔ق

ابو محمد بن عینیہ متوفای ۱۹۸ھ۔ق

ابوالمعمر ہذلی متوفای ۳۳۶ھ۔ق

احمد امام حنابلہ ۲۴۱ھ۔ق

حافظ ابوالولید طیالسی متوفای ۲۲۷ھ۔ق

قتیبہ بن سعید ثقفی متوفای ۲۴۰ھ۔ق

عیسیٰ بن حماد مصری متوفای ۲۴۸ھ۔ق

حافظ بخاری (ابوعبداللہ) صاحب صحیح معروف متوفای ۲۵۶ھ۔ق

حافظ مسلم اپنی صحیح متوفای ۲۷۵ھ۔ق

حافظ ابوعیسیٰ ترمذی ۲۸۵ھ۔ق

حافظ ابوعبدالرحمٰن نسائی (صحاح ستہ میں سے ایک کتاب کے مصنف) متوفای ۳۰۳ھ۔ق

ابوالفرج اصفہانی ۳۰۳ھ۔ق

حاکم ابوعبداللہ نیشابوری متوفای ۴۰۵ھ۔ق

حافظ ابونعیم اصفہانی متوفای ۴۳۰ھ۔ق

حافظ ابوبکر بیہقی متوفای ۴۵۸ھ۔ق

ابوذکریا خطیب تبریزی متوفای ۵۰۲ھ۔ق

حافظ ابوالقاسم بغوی متوفای ۵۱۰ھ۔ق

قاضی ابوالفضل عیاض ابوالعیاط متوفای ۵۴۴ھ۔ق

اخطب خوارزمی متوفای ۵۶۸ھ۔ق

حافظ ابوالقاسم ابن عساکر متوفای ۵۷۱ھ۔ق

ابوالقاسم سہیلی متوفای ۵۸۱ھ۔ق

ابن ابی الحدید معتزلہ متوفای ۵۸۶ھ۔ق

سبط بن جوزی متوفای ۶۵۴ھ۔ق

حافظ گنجی شافعی متوفای ۶۵۸ھ۔ق

حافظ محب الدین طبری متوفای ۶۹۴ھ۔ق

حافظ عدلی اندلسی متوفای ۶۹۹ھ۔ق

حافظ ذہبی شافعی متوفای ۷۴۷ھ۔ق

قاضی ایجی معروف متوفای ۷۵۶ھ۔ق

جمال الدین زرندی متوفای ۷۵۰ھ۔ق

ابوسعادت یافعی متوفای ۷۶۸ھ۔ق

حافظ زین الدین عراقی متوفای ۸۰۶ھ۔ق

حافظ معز الدین ہیثمی متوفای ۸۰۷ھ۔ق

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفای ۸۹۲ھ۔ق

حافظ جلال الدین سیوطی متوفای ۹۱۱ھ۔ق

حافظ ابوالعباس قسطلانی متوفای ۹۲۳ھ۔ق

حافظ قاضی ذیار بکری ۱۰۳۱ھ۔ق

ابن حجر ہیثمی متوفای ۹۷۴ھ۔ق

زین الدین مناوی متوفای ۱۰۳۱ھ۔ق

اور بہت سے علماء عامہ قرن ۱۰ سے اب تک۔۔۔۔۔۔۔!

اور دوسری تعبیر میں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بضعۃ کہا ہے امام رضا علیہ السلام ہیں۔

(۱)۔ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: سَيُدْفَنُ بَضْعَةٌ مِنِّي بِأَرْضِ خُرَاسَانَ لَا

"امیر المومنین علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بہت جلدی میرے جسم کا ایک ٹکڑا خراسان میں دفن ہوگا۔ کوئی بھی مومن اس کی زیارت کو نہیں جائے گا مگر خدا اس پر جنت واجب کرے گا اور اس پر آتش جہنم کو حرام کرے گا"۔

(۲). عَنْ سَيِّدِ الْأَوْصِيَاءِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: سَتُدْفَنُ بَضْعَةٌ مِنِّي بِأَرْضِ خُرَاسَانَ مَا زَارَهَا مَكْرُوبٌ إِلَّا نَفَّسَ اللَّهُ كُرْبَتَهُ وَلَا مُذْنِبٌ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ۔[۲]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بہت جلدی میرے جسم کا ٹکڑا سرزمین خراسان میں دفن ہوگا۔ کوئی بھی حاجت مند اس کی زیارت نہیں کرے گا مگر یہ کہ خدا اس کی حاجت پوری اور مشکل برطرف کرے گا۔ کوئی بھی گناہگار اس کی زیارت نہیں کرے گا مگر یہ کہ خدا اس گناہ معاف فرمائے گا۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ان دو بزرگواروں کے لئے ہے جن کو اپنا جسم کا ٹکڑا کہا ہے۔ انسان کے جسم کا ٹکڑا اس کے جسم کا حصہ ہے اور یہ لفظ مبالغہ نہیں ہے بلکہ حقیقت صادقہ ہے۔ انسان کی نسبت والدین کی اولاد کی طرف بیان کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلمہ محبت کو اپنے کلمات میں بیان کرتے ہیں جس طرح فرمایا: فاطمہ میری حبیبہ ہے اور روایات میں آیا ہے کہ:

فَاطِمَةُ بَهْجَةُ قَلْبِي۔ "فاطمہ میری دلی خوشی ہے"۔[۳]

"اوّل":۔

جو توہین اور اذیت کا سبب بنتا ہے جو حرام ہے جس طرح خدا نے قرآن میں فرمایا:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔[1]

"ایک دوسرے کو برے نام اور القاب کے ساتھ مت بلاؤ"۔

"دوم":۔

یہ وہ خطاب ہے جو دوستی کا موجب بنتا ہے اور یہ خطاب مستحب ہے کبھی واجب ہوتا ہے۔

"سوم":۔

کبھی یہ عادی ہے، کبھی مباح بغیر مکروہ کے مستحب بھی نہیں۔

"بی بی ام کلثوم اور بی بی زینب علیہا السلام کے نام حدیث کساء میں بیان نہ کرنے کی علت یہ ہے بی بی عالیہ زینب اور بی بی ام کلثوم علیہا السلام کا نام اس حدیث میں نہیں آیا ہے اس وجہ سے کہ یہ بیبیاں یا دنیا میں ابھی تک نہیں آئیں۔ ورنہ قطعاً یہ دو بزرگوار بھی یہاں شامل ہوتیں اور اس فضیلت سے بہرہ مند ہوتیں۔ اگرچہ دوسرے فضائل سے بہرہ مند ہیں۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ شاید یہ موضوع ان ۵ کے ساتھ مختص ہے۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

فَلَمَّا اکْتَمَلْنَا جَمِیعاً تَحْتَ الْکِسَاءِ اَخَذَ اَبِی رَسُولُ اللّٰہِ بِطَرَفَیِ الْکِسَاءِ وَاَوْمَیٔ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی اِلَی السَّمَاءِ۔

"جب ہم چادر کے نیچے سب جمع (مکمل) ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر کے دو اطراف کو پکڑا اور اپنے دائیں ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور مناجاۃ کیں"۔

"لغت لما":۔

معنی جب (اُس وقت)۔

"لما" زمانیہ ہے اور اسم شرط غیر جازم مبنی بر سکون محلاً منصوب ہے، اسی بناء پر فقط ظرفیت زمانی ہوگی۔[1]

"لغت اکتملنا" کامل بمعنی تمام بے عیب و بے نقص۔[2]

۱۔ "لما" کی دو نوع ہیں۔ ایک نوع ماضی کی نفی اور تقریب فعل کے لئے ہے۔ جیسے وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوا۔

"لفظ "کمال" قرآن میں"

یہ لغت قرآن میں ۵ مرتبہ آئی ہے۔

(۱)۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ۔ [۱]

(۲)۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ۔ [۲]

(۳)۔ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔ [۳]

(۴)۔ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي۔ [۴]

(۵)۔ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [۵]

"لغت جمیعاً":۔

سب کے معنی میں ہے۔ مہیا کرنا، بکھری چیزوں کو جمع کرنا، جمیع ایک جگہ ہوئے لشکر اور قبیلہ جمع آئے۔

۱۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۱۸۵

۲۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۱۹۶

۳۔ سورہ البقرۃ، آیت

"لفظ "جمع" قرآن میں"

یہ لغت قرآن میں ۱۲۷ مرتبہ آئی ہے۔

(۱)۔ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعًا۔ [۱]

(۲)۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ [۲]

(۳)۔ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا۔ [۳]

"لغت اخذ" لینے کے معنی میں اخذ لینا، یاد یاد کرلیا۔ [۴]

"اخذ قرآن میں":۔

یہ عبارت قرآن میں ۲۷۳ جگہ پر آیا ہے۔

(۱)۔ وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ۔ [۵]

(۲)۔ وَلَقَدْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ [۶]

(۳)۔ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ [۷]

"لغت طرف" بمعنی خطہ جانب کنارہ کسی چیز کا آخری حصہ اطراف جمع طرف۔ [۸]

---

[۱]۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۱۴۸

[۲]۔ سورہ آل عمران، آیت: ۱۰۳

[۳]۔ سورہ النساء، آیت: ۱۳۹

[۴]۔ اخذ یعنی ایک چیز پر تصرف کرنے کو کہتے ہیں، یہ لفظ کبھی پکڑنے کے معنی میں، لینا کے معنی میں آتا ہے، کبھی اَخذ غلبہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ۔ یا یہ کہیں گے اخذتہ الحمی یعنی بخار نے اس پر غلبہ کرلیا۔ (مفردات راغب)

[۵]۔ سورہ آل عمران، آیت: ۸۰

[۶]۔ سورہ المائدہ، آیت: ۱۲

"لفظ "طرف" قرآن میں"

یہ عبارت قرآن میں ۱۱ مرتبہ آئی ہے۔

(۱)۔ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ۔ [۱]

(۲)۔ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ۔ [۲]

(۳)۔ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ۔ [۳]

"لغت اوئ"۔ ایماء اشارہ کرنا، کنایہ اور رمز۔

"لغت بیدہ"۔ ہاتھ ایدی جمع ایادی یدان یدین تثنیہ ید دو ہاتھ۔ [۴]

"ید قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۱۹ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ۔ [۵]

(۲)۔ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ [۶]

(۳)۔ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ [۷]

"لغت یمنیٰ"۔ یمین دائیاں ہاتھ دائیں طرف بائیں کا ضد اور قسم کی معنی میں۔ [۸]

---

[۱]۔ سورہ آل عمران، آیت: ۱۲۷

[۲]۔ سورہ ھود، آیت: ۱۱۴

[۳]۔ سورہ ابراہیم، آیت: ۴۳

[۴]۔ یدی رجلاً یدیا اس کے ہاتھ پر ضرب پہنچی، یدی پہل کی اور نیکوئی کی یدی احسان کیا نیکی کی ایداء کسی پر نیکی کرنا یاداہ میادۃ اس کا اجر ہاتھوں ہاتھ دیا ایدا ایدیدی جمع ایادی بڑا ہاتھ وقار راستہ ظلم میں گرفتار راہ حق پر پابند فریاد رسی

[۵]۔ سورہ مومنون، آیت: ۸۸

[۶]۔ سورہ یٰسین، آیت: ۸۳

"یمن قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں ۱۷ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا۔ [۱]

(۲)۔ وَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ۔ [۲]

(۳)۔ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ۔ [۳]

"لغت سماء": ۔آسمان گھر کی چھت ہر چیز کا اوپر والا حصہ۔ [۴]

"سماء قرآن میں": ۔

یہ کلمہ قرآن میں ۳۳۱ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً۔ [۵]

(۲)۔ إِنَّ اللهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ۔ [۶]

(۳)۔ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ۔ [۷]

(۴)۔ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً۔ [۸]

(۵)۔ كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ [۹]

---

[۱]۔ سورہ مریم، آیت: ۵۲

[۲]۔ سورہ طٰہٰ، آیت: ۸۰

[۳]۔ سورہ واقعہ، آیت: ۸

[۴]۔ سما سموا بلند ہوا سموات سماوات جمع سماء وہ جو اوپر دیکھا جاتا ہے آسمان گھر ہر وہ چیز جو ہوا میں ہو باہر کی طرف کا سایہ گھوڑے کی پشت بادل بارش

[۵]۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۲۲

[۶]۔ سورہ آل عمران، آیت: ۵

"اجتماع کی اہمیت: (جہاں موجود لوگوں کے دل ایک دوسرے سے جڑے ہوں)":۔

یہ کہ ہم دیکھ رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تمام اہل بیت علیہم السلام کو چادر کے نیچے جمع کیا اور ان کے حق میں دعا الی یعنی امور خیر میں اجتماع کی اہمیت پہنچائی۔ مثلاً دعا کرنا مسلمان، مومنین مریضوں کی شفاء کے لئے، مشکلات کی دوری، حاجت پوری ہونے کیلئے جمع ہو کر دعا کرنا بہت اہم ہے لیکن غیبت، تہمت، دوسروں کی عزت اتارنے کیلئے جمع ہونا اور بہت سے گناہ مثلاً گناہوں کی محفل بہت سے لوگوں کی عادت ہے۔ نہ صرف یہ درست نہیں بلکہ حرام بھی ہے۔

(۱)۔ يَدُ اللهِ عَلَى الجَماعَةِ و الشَّيطانُ مَعَ مَن خالَفَ الجَماعَةَ يَرْكُضُ۔[۱]

"دست (لطف و رحمت) خدا جماعت کے ساتھ ہے۔ شیطان اس کے ساتھ جو جماعت مخالف ہے اور اس کے پیچھے بھاگتا ہے"۔

(۲)۔ أَيُّهَا النّاسُ! عَلَيكُم بِالجَماعَةِ وإيّاكُم و الفُرقَةَ۔[۲]

"اے لوگو جماعت کے ساتھ ہو جدائی سے پرہیز کرو"۔

(۳)۔ وَقالَ: مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيدَ شِبْرٍ فَقَد خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ۔[۳]

"جو بھی جماعت سے تھوڑا دور ہو اور جدا ہو، اس کی گردن سے اسلام کی رسیاں کٹی ہوئی ہیں"۔

(۴)۔ يَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ۔[۴]

"خدا کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے"۔

(۵)۔ الجماعة رحمة والفرقة عذاب۔[۵]

۱۔ کنز العمال، ج ۱ ص ۲۰۶ ح ۱۰۲۸ و ۱۰۳۱

۲۔ کنز العمال، ج ۱ ص ۲۰۶ ح ۱۰۲۸ و ۱۰۳۱

(۶)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنْ جَمَاعَةِ أُمَّتِهِ فَقَالَ جَمَاعَةُ أُمَّتِي أَهْلُ الْحَقِّ وَ إِنْ قَلُّوا۔[1]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی امت کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا: میری امت کی جماعت اہل حق ہے، اگرچہ کم ہو"۔

(۷)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا جَمَاعَةُ أُمَّتِكَ قَالَ مَنْ كَانَ عَلَى الْحَقِّ وَ إِنْ كَانُوا عَشَرَةً۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محضر میں ان کی امت کے بارے سوال ہوا تو فرمایا: وہ جماعت جو حق پر ہے موردِ رضایت ہے، اگرچہ تعداد میں دس لوگ ہوں"۔

(۸)۔ وَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَلَمْ يَجْمَعِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أُمَّتِي إِلَّا عَلَى هُدًى۔[3]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو۔ بیشک جماعت پر اللہ کا لطف وکرم ہے۔ میری امت امر کے لئے جمع نہیں ہوگی مگر یہ کہ حق کی طرف ہدایت ہوں گے"۔

(۹)۔ لا يجمع الله هذه الأمة على ضلالة أبداً - قال- يد الله على الجماعة فاتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذّ شذّ في النار۔[4]

"اللہ عزوجل اس امر کی طرف جو گمراہ کرنے والا ہو اسپر میری امت کو جمع نہیں

---

[1]۔ معانی الاخبار، ص ۱۵۴، بحار الانوار، ج ۲ ص ۲۶۵

(۱۰) لا تجتمع أمّتی علی ضلالة ابدا۔[1]

"اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی"۔

یہ تمام روایات یا روایات دیگر جو خصوصاً سنی نقل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت آپس میں اختلاف نہیں رکھتی اور اللہ عزوجل کی جماعت کے ساتھ ہے، البتہ یہ ضرور کہا جائے گا کہ اللہ عزوجل ہر جماعت کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ عزوجل جماعت حق کے ساتھ ہے۔ اس جماعت کے ساتھ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی مخالفت نہ کی ہو۔ ان کی راہ پر گامزن ہوں، ان کے حکم کی پیروی کی ہو، مرتد نہ ہوئے ہوں۔ ایک ہی کلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دو امانت جو حکم الٰہی سے چھوڑی اور یہ روایت خاصہ اور عامہ نے نقل کی۔

"زید بن ارقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتا ہے"۔

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللَّهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ۔[2]

"تمہارے درمیان دو ثقیل چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک کتاب اللہ دوسری میری عترت اہل بیت علیہم السلام البتہ یہ دونوں ایک دوسرے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس وارد ہوں گے"۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَ: إِنِّي أَوْشَكُ أَنْ أُدْعَى فَأُجِيبَ وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي وَإِنَّ اللَّطِيفَ الْخَبِيرَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى

"ابوسعید خدری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
نزدیک ہے کہ دعوت حق کو قبول کروں۔ میں نے تمہارے درمیان دو ثقیل چیزیں چھوڑیں۔ کتاب اللہ جو ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی ہے۔ میری عترت اہل بیت علیہم السلام۔ خداوند لطیف خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملیں گے۔ بس غور کرو کہ ان کے ساتھ کس طرح کی رفتار اختیار کرتے ہو"۔

(ابن عباس کے قول کے مطابق جو بھی مصیبت اسلام پر آئی اس کی بنیاد مرتد گروہ کی طرف جائے گی)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الْوَفَاةُ وَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَاباً لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَداً فَقَالَ عُمَرُ لَا تَأْتُوهُ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَ عِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَ اخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قُومُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا كَثُرَ اللَّغَطُ وَ الِاخْتِلَافُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُومُوا عَنِّي قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُولُ الرَّزِيَّةُ كُلُّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ بَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَنَا ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ وَ لَغَطِهِمْ۔[2]

"عبداللہ بن عباس کہتے ہیں: جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کا وقت قریب آیا تو اس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاغذ قلم لے آؤ تاکہ تمہارے لئے کچھ لکھوں کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو۔

عمر نے کہا: کچھ بھی مت لانا۔ بیماری نے ان پر غلبہ حاصل کرلیا ہے، ہمارے لئے کتاب اللہ ہی کافی ہے۔ جو گھر میں موجود تھے ان کے درمیان اختلاف ہوگیا۔ کچھ کہتے تھے اٹھو اور کاغذ قلم لاؤ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے لکھیں۔ کچھ اور تھے جو عمر کے قول کو نقل کررہے تھے۔ جب آواز بلند ہونا شروع ہوئی، اختلاف بڑھ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے نزدیک سے اُٹھ جاؤ (مجھے اکیلا چھوڑ دو)۔

عبید اللہ بن عتبہ کہتا ہے: عبد اللہ بن عباس ہمیشہ کہتے تھے: تمام مصیبتیں اس وقت شروع ہوگئیں جب اپنے اختلاف کی وجہ سے اس چیز سے مانع ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے کچھ لکھیں۔

اس اجتماع نے اسلام پر قیام کیا۔

اس تمام اختلافات، جنجال، قتل وغارت، بدعتوں کی بنیاد تھا۔

یہ اجتماع ہے؟

یہ اجتماع یا اس کے مثل میں خدا کی رضایت نہیں کیونکہ دین کی نابودی پر جمع ہوئے۔ اسی طرح پہلے روایات میں اشارہ ہوچکا ہے۔ ساری جماعتیں خداوند کی رضایت کا سبب نہیں بنتیں۔

مثلاً ایک جلسے میں اللہ عزوجل کی نافرمانی کریں اور کہیں اللہ عزوجل جماعت کے ساتھ ہے اور ہم اس جماعت کے ساتھ ہوں۔

ناموس پر تجاوز کیا۔

کیا یہ جماعت ہے؟؟؟

"کیا یہ جماعت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائیت کی حامل ہے؟":۔

(۱)۔ عَنْ أَبِي خَالِدٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا مِنْ رَهْطِ أَرْبَعِينَ رَجُلاً اِجْتَمَعُوا فَدَعَوُا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَمْرٍ إِلاَّ اِسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونُوا أَرْبَعِينَ فَأَرْبَعَةٌ يَدْعُونَ اللَّهَ عَشْرَ مَرَّاتٍ إِلاَّ اِسْتَجَابَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لَهُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونُوا أَرْبَعَةً فَوَاحِدٌ يَدْعُو اللَّهَ أَرْبَعِينَ مَرَّةً وَيَسْتَجِيبُ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ لَهُ۔[۱]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر چالیس لوگ کسی کام میں دعا کے لئے جمع ہوں، خداوند متعال ان کی دعا کو مستجاب کرے گا۔

اگر چالیس لوگ نہ ہوں چار لوگ ہوں (اور آپس میں جمع ہوں)

دس بار اللہ عزوجل کو پکاریں، اللہ عزوجل ان کی دعا کو مستجاب کرے گا۔ اگر چار لوگ بھی نہ ہوں، ایک شخص چالیس مرتبہ اللہ عزوجل کو پکارے، پس اللہ عزوجل اس کی دعا کو مستجاب فرمائے گا"۔

(۲)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا اِجْتَمَعَ أَرْبَعَةُ رَهْطٍ قَطُّ عَلَى أَمْرٍ وَاحِدٍ فَدَعَوُا اللَّهَ إِلاَّ تَفَرَّقُوا عَنْ إِجَابَةٍ۔[۲]

"امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: چار لوگوں نے آپس میں اجتماع نہیں کیا خداوند کی بارگاہ میں ایک کام کے لئے مگر یہ کہ دعا کی اجابت کے ساتھ جدا ہوئے"۔

(۳)۔ وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلدَّاعِي وَالْمُؤَمِّنُ فِي الْأَجْرِ شَرِيكَانِ۔[۳]

"اور یہ بھی فرمایا: دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا اجر میں برابر کے شریک ہیں"۔

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی مشکل آتی بچوں اور عورتوں کو جمع کرتے، دعا کرتے اور وہ آمین کہتے"۔

"فلسفۂ دُعا":۔

علت دعا یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے فضل و رحمت و لطف و احسان کا محتاج ہے۔

وہ غنی بالذات ہے۔ ہم فقیر بالذات ہیں۔ ضعیف قوی کی طرف التماس کرتا ہے اگر یہ معین ہوتا جو چاہتا اسے مل جاتا، اس قدرت کے ساتھ جو چاہتا اسے مل جاتا تو اس صورت میں خدا کی طرف توجہ نہ کرتا۔ بس حسب فطرت بشریت ہے کہ انسان مشکلات میں گرفتار ہوتا کہ مجبور ہو کر خدا کو آواز دے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ۔[2]

"کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے"۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔[3]

"اے لوگو! تم اللہ کی طرف محتاج ہو، اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے دس سال اپنے دین کی تبلیغ کرتے وہ صدمے اور اذیتیں دیکھیں جو اپنے قول کے مطابق کسی نبی علیہ السلام نے اتنی مشکلات دیکھی۔

مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ۔[4]

"کسی بھی نبی علیہ السلام نے راہ خدا میں میری مشکلات جتنی مشکلات نہیں دیکھیں"۔

مکہ میں حضرت ابو طالب علیہ السلام کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی پناہ نہیں دیتا تھا،

---

[1] کافی، ج ۲، ص ۴۷۰

وہاں کے لوگوں نے نہ صرف یہ کہ مدد کریں بلکہ شدت کے ساتھ رد کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگور کے درخت کے نیچے پناہ لی اور اپنے خدا سے راز و نیاز کرنے لگے اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ ضَعْفَ قُوَّتِي وَ قِلَّةَ حِيلَتِي وَ هَوَانِي عَلَى اَلنَّاسِ أَنْتَ أَرْحَمُ اَلرَّاحِمِينَ أَنْتَ رَبُّ اَلْمُسْتَضْعَفِينَ وَ أَنْتَ رَبِّي إِلَى مَنْ تَكِلُنِي إِلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي أَوْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلاَ أُبَالِي وَ لَكِنْ عَافِيَتُكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ اَلَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ اَلظُّلُمَاتُ وَ صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ مِنْ أَنْ يَنْزِلَ بِي غَضَبُكَ أَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ اَلْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِكَ۔[1]

"یا اللہ اپنی ناتوانائی، حیلے کی کمی کی آپ سے شکایت کرتا ہوں، مجھے اپنی پناہ دے اور مجھے لوگوں پر توانائی عطا کر۔ اے خدائے رحمٰن و رحیم! تو میرا پروردگار ہے، مجھے کس کو سونپ رہے ہو؟ مجھے خود سے دور کرو گے؟ یا مجھے دشمن کو سونپو گے کہ میرا کام اس کے ہاتھ میں ہو۔ اگر تو غضبناک نہ ہو تو مجھے کوئی خوف نہیں، جو عافیت تمہاری طرف سے آئے بہترین عافیت ہے۔ ہم تیرے وجہ کے نور سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہ نور جہاں سے تیرا غضب آئے۔ لازماً تم راضی ہو اور کوئی طاقت نہیں مگر یہ کہ جو تمہاری طرف سے ہو"۔

يَا سَيِّدِي فَكَيْفَ بِي وَ أَنَا عَبْدُكَ اَلضَّعِيفُ اَلذَّلِيلُ اَلْحَقِيرُ اَلْمِسْكِينُ اَلْمُسْتَكِينُ يَا إِلَهِي وَ سَيِّدِي وَ مَوْلاَيَ وَ مَالِكَ رِقِّي، يَا مَنْ بِيَدِهِ نَاصِيَتِي، يَا عَلِيماً بِضُرِّي وَ مَسْكَنَتِي، يَا خَبِيراً بِفَقْرِي وَ فَاقَتِي، إِلَيْكَ يَا رَبِّ نَصَبْتُ وَجْهِي، وَ إِلَيْكَ يَا رَبِّ مَدَدْتُ يَدِي،

أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ أَنْتَ الْخَالِقُ وَ أَنَا الْمَخْلُوقُ وَ أَنْتَ الْمَالِكُ وَ أَنَا الْمَمْلُوكُ وَ أَنْتَ الرَّبُّ وَ أَنَا الْعَبْدُ وَ أَنْتَ الرَّازِقُ وَ أَنَا الْمَرْزُوقُ وَ أَنْتَ الْمُعْطِي وَ أَنَا السَّائِلُ وَ أَنْتَ الْجَوَادُ وَ أَنَا الْبَخِيلُ وَ أَنْتَ الْقَوِيُّ وَ أَنَا الضَّعِيفُ وَ أَنْتَ الْعَزِيزُ وَ أَنَا الذَّلِيلُ وَ أَنْتَ الْغَنِيُّ وَ أَنَا الْفَقِيرُ وَ أَنْتَ السَّيِّدُ وَ أَنَا الْعَبْدُ وَ أَنْتَ الْغَافِرُ وَ أَنَا الْمُسِيءُ وَ أَنْتَ الْعَالِمُ وَ أَنَا الْجَاهِلُ وَ أَنْتَ الْحَلِيمُ وَ أَنَا الْعَجُولُ وَ أَنْتَ الرَّحْمٰنُ وَ أَنَا الْمَرْحُومُ وَ أَنْتَ الْمُعَافِي وَ أَنَا الْمُبْتَلَى وَ أَنْتَ الْمُجِيبُ وَ أَنَا الْمُضْطَرُّ۔ ۲

إِلٰهِي اِعْتِذَارِي إِلَيْكَ اِعْتِذَارُ مَنْ لَمْ يَسْتَغْنِ عَنْ قَبُولِ عُذْرِهِ فَاقْبَلْ عُذْرِي يَا أَكْرَمَ مَنِ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُسِيئُونَ إِلٰهِي لَا تَرُدَّ حَاجَتِي وَ لَا تُخَيِّبْ طَمَعِي وَ لَا تَقْطَعْ مِنْكَ رَجَائِي وَ أَمَلِي إِلٰهِي كَأَنِّي بِنَفْسِي وَاقِفَةٌ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ قَدْ أَظَلَّهَا حُسْنُ تَوَكُّلِي عَلَيْكَ۔ ۳

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أُنَادِيهِ كُلَّمَا شِئْتُ لِحَاجَتِي وَ أَخْلُو بِهِ حَيْثُ شِئْتُ لِسِرِّي بِغَيْرِ شَفِيعٍ فَيَقْضِيَ لِي حَاجَتِي وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَدْعُوهُ وَ لَا أَدْعُو غَيْرَهُ وَ لَوْ دَعَوْتُ غَيْرَهُ لَمْ يَسْتَجِبْ لِي دُعَائِي وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَرْجُوهُ وَ لَا أَرْجُو غَيْرَهُ وَ لَوْ رَجَوْتُ غَيْرَهُ لَأَخْلَفَ رَجَائِي وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَكَلَنِي إِلَيْهِ فَأَكْرَمَنِي وَ لَمْ يَكِلْنِي إِلَى النَّاسِ فَيُهِينُونِي سَيِّدِي أَنَا الصَّغِيرُ الَّذِي رَبَّيْتَهُ، وَ أَنَا الْجَاهِلُ الَّذِي عَلَّمْتَهُ، وَ أَنَا الضَّالُّ الَّذِي هَدَيْتَهُ، وَ أَنَا الْوَضِيعُ الَّذِي

الْعَطْشَانُ الَّذِی أَرْوَیْتَهُ، وَ الْعَارِی الَّذِی کَسَوْتَهُ، وَ الْفَقِیرُ الَّذِی أَغْنَیْتَهُ، وَ الضَّعِیفُ الَّذِی قَوَّیْتَهُ، وَ الذَّلِیلُ الَّذِی أَعْزَزْتَهُ، وَ السَّقِیمُ الَّذِی شَفَیْتَهُ۔[1]

یَا مَوْلَایَ أَنْتَ الَّذِی أَنْعَمْتَ أَنْتَ الَّذِی أَحْسَنْتَ أَنْتَ الَّذِی أَجْمَلْتَ أَنْتَ الَّذِی أَفْضَلْتَ أَنْتَ الَّذِی مَنَنْتَ أَنْتَ الَّذِی أَکْمَلْتَ أَنْتَ الَّذِی رَزَقْتَ أَنْتَ الَّذِی أَعْطَیْتَ أَنْتَ الَّذِی أَغْنَیْتَ أَنْتَ الَّذِی أَقْنَیْتَ أَنْتَ الَّذِی آوَیْتَ أَنْتَ الَّذِی کَفَیْتَ أَنْتَ الَّذِی هَدَیْتَ أَنْتَ الَّذِی عَصَمْتَ أَنْتَ الَّذِی سَتَرْتَ أَنْتَ الَّذِی غَفَرْتَ أَنْتَ الَّذِی أَقَلْتَ أَنْتَ الَّذِی مَکَّنْتَ أَنْتَ الَّذِی أَعْزَزْتَ أَنْتَ الَّذِی أَعَنْتَ أَنْتَ الَّذِی عَضَدْتَ أَنْتَ الَّذِی أَیَّدْتَ أَنْتَ الَّذِی نَصَرْتَ أَنْتَ الَّذِی شَفَیْتَ أَنْتَ الَّذِی عَافَیْتَ أَنْتَ الَّذِی أَکْرَمْتَ ..... إِلٰهِی أَنَا الْفَقِیرُ فِی غِنَایَ فَکَیْفَ لَا أَکُونُ فَقِیراً فِی فَقْرِی۔[2]

"آسمانوں کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کرنے کی:

علتوَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔[3]

"اور تمہاری روزی آسمان میں ہے اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے"۔

یہ آیۂ شریفہ دلائل واضح کے ساتھ بیان کرتی ہے کہ دو اہم امر کا تعین آسمان میں ہوتا ہے۔ ایک رزق، روزی، کھانا جس کے بارے کہا گیا:

وفی السماء رزقکم۔ "تمہارے رزق کے اسباب آسمان میں ہیں"

جیسے سورج، چاند یا دوسرے ستاروں کی وجہ یا ان کے غروب سے ان کے اختلاف سے یا

---

[1] دعائے ابوحمزہ ثمالی

مکتوب ہوتے ہیں، اسی وجہ سے دعا کے وقت انسان ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، پھر اللہ عزوجل سے حاجت طلب کرتے ہیں۔

علل الشرائع میں امام صادق علیہ السلام اپنے آباء اجداد سے روایت نقل کرتے ہیں:

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ الصَّلَاةِ فَلْيَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ وَلْيَنْصَبْ فِي الدُّعَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَبَأٍ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَيْسَ اللَّهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ قَالَ بَلَى قَالَ فَلِمَ يَرْفَعُ الْعَبْدُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ أَمَا تَقْرَأُ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ فَمِنْ أَيْنَ يُطْلَبُ الرِّزْقُ إِلَّا مِنْ مَوْضِعِهِ وَمَوْضِعُ الرِّزْقِ وَمَا وَعَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاءُ۔[1]

"جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہو جائے تو وہ ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرے اور دعا کرے۔

ابن سبا کہتا ہے: میں نے عرض کیا: مگر خدا ہر جگہ نہیں؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اسی طرح ہے۔

میں نے کہا: پھر کیوں انسان ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرے؟

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔

"تمہاری روزی آسمانوں میں ہے اور قضاء وتقریرات خیر جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے آسمان میں ہے"۔

بس اس ترتیب کے ساتھ روزی کو کہاں سے طلب کیا جائے؟

اس جگہ سے جہاں سے اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا کہ "سب کچھ آسمان میں ہے پس رزق

اور فرمایا کہ "وما توعدون" - یہ کلام بہشت پر دلالت کرتا ہے اور اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ جنت آسمان میں ہے اور اب بھی موجود ہے جملہ:

و ما توعدون من اخبار القیامة والرجعة والاخبار التی فی السماء۔ [1]

کلمہ فی السماء سے مراد عالم بالا (اوپر) ہے جو قبل از خلقت انسان خداوند متعال نے معین فرمایا کچھ امور میں سے جیسے رزق اور وسعت کے لئے تضییق ہوا ہے، جو لوح خداوند میں ثبت ہوا ہے اور وہ بدل نہیں سکتا۔ لوح میں محفوظ ہے۔ کلمہ "وما توعدون" روایات میں آیا ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے ہے۔ اس پر سورہ نور کی آیت ۵۵ دلالت کر رہی ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

"دعا کرنے کا طریقہ اور کیفیت":۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَلرَّغْبَةُ أَنْ تَسْتَقْبِلَ بِبَطْنِ كَفَّيْكَ إِلَى السَّمَاءِ وَ الرَّهْبَةُ أَنْ تَجْعَلَ ظَهْرَ كَفَّيْكَ إِلَى السَّمَاءِ وَ قَوْلُهُ »وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً« قَالَ الدُّعَاءُ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ تُشِيرُ بِهَا وَ التَّضَرُّعُ تُشِيرُ بِإِصْبَعَيْكَ وَ تُحَرِّكُهُمَا وَ الْاِبْتِهَالُ رَفْعُ الْيَدَيْنِ وَ تَمُدُّهُمَا وَ ذٰلِكَ عِنْدَ الدَّمْعَةِ ثُمَّ اُدْعُ۔ [2]

"ابو اسحاق کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: رغبت یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف بلند کرو اور ناپسندیدہ یہ ہے کہ ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف بلند کرو۔

وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً۔

"خدا سے لَو لگانا":۔

ایک انگلی سے دعا کرنا ہے اور یہ جانو اشارہ کرو

تضرع یہ ہے کہ دو انگلیوں سے اشارہ کرو اور ان دو کو حرکت دو

ابتہال ہاتھوں کو اوپر لے جانا ہے۔ ان دونوں کو کھینچو اور یہ موقعہ آنسو بہانا اور دعا کرنا ہے

مرحوم علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: رغبت میں دو احتمال ہیں۔

اول:۔

معنی ہے کہ اگر دعا میں اشتیاق امید اس پر غالب ہو اس کو چاہیے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف اٹھائے، گویا وہ چاہتا ہے رحمت خدا کو ہاتھوں سے لے۔

اگر اس پر ڈر و خوف غالب ہو تو اور اس کی دعا قبول نہ ہو تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف بلند کرے۔ اس کا کنایہ یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے نامرادی کا سزاوار ہے، اگرچہ اس پر خداوند کا فضل احسان ہے

دوم:۔

اگر فائدے کے لئے دعا کر رہا ہے اسے چاہیے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرے۔ اگر کسی نقصان کو دور کرنے لئے یا اس نقصان سے خوف کی وجہ سے دعا کر رہا ہے تو ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف بلند کرے۔ گویا ہاتھوں سے اس نقصان کو دور کرتا ہے۔!

اصمعی سے روایت ہوئی ہے۔ ایک دن مسجد بصرہ کی طرف جا رہا تھا۔ ایک بدو پیر ننگے اونٹ پر سوار ہو کر تلوار اور کمان حمائل کر کے آ رہا تھا۔ جب میرے نزدیک پہنچا تو مجھے سلام کیا اور کہا: کس قبیلے سے ہو؟ میں نے کہا: بنی الاصمعی سے۔

میں نے کہا: جی ہاں۔

اس نے کہا: کہاں سے آرہے ہو؟

میں نے کہا: اس جگہ سے جہاں پر تلاوت کلام الٰہی ہو رہی تھی

اس نے کہا: اللہ عزوجل کا کلام ہے کیا؟

آدمیوں کو اتنی طاقت ہے کہ اسے پڑھ سکیں؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

اس نے کہا: پڑھو۔ میں نے سورہ ذاریات تلاوت کی۔ جب اس آیہ شریفہ پر پہنچا:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔

اس نے کہا: اے اصمعی! اللہ عزوجل کی قسم! یہ کلام الٰہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ پر نازل ہوا ہے؟

میں نے کہا: خدائے حق کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوق کے لئے بھیجا اور یہ کلام الٰہی ہے جو اس نے اپنے بندے پر نازل کیا۔

جب اعرابی نے اس کلام کو سنا، اونٹ سے نیچے اترا اور اس کو نحر کیا، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گوشت کی کھال میں ڈال کر کہا: میری مدد کرو تا کہ فقیروں، غریبوں میں صدقہ کروں۔ اس کے بعد تلوار کو توڑا اور اپنی کمان کو زمین کے نیچے چھپا دیا اور بیابان کی طرف گیا اور کہا:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔

میں نے خود کو ملامت کی اور کہا: اے نفس! کئی سال تم نے اس آیت کو پڑھا مگر نصیحت نہیں لی۔ ایک اعرابی نے ایک بار اس آیت کو پڑھا اس سے نصیحت کی اور درست ہو گیا۔

میں نے پھر اس اعرابی کو نہیں دیکھا۔ اس وقت جب میں حج پر گیا دیکھا وہی مرد عرب ہے جو کثرت اطاعت وعبادت سے ضعیف اور نحیف ہو گیا، اس کی کھال اس کی ہڈیوں سے چپکی ہوئی تھے، اس کا رنگ زرد ہو گیا۔

مجھ پر سلام کیا اور مجھے مقام ابراہیمؑ کی طرف لے گیا اور مجھے کہا: میرے لئے کلام الٰہی کی

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔

اس نے کہا:

وجدنا ما وعدنا ربنا حقا۔

وہاں پر اس نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور چیز جانتے ہو؟۔

میں نے اس کے بعد والی آیت پڑھی:

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ۔[1]

"پس آسمان اور زمین کے مالک کی قسم ہے۔ بے شک یہ (قرآن) برحق ہے جیسا تم باتیں کرتے ہو"۔

اسی طرح جس طرح تمہیں بولنے میں شک نہیں رکھتے۔ حقیقت میں مذکورہ امور میں شک نہیں ہے۔

ان دو آیات کا خلاصہ اور معنی یہ ہے کہ تمہاری اور وہ سارے وعدے جو تمہیں دیئے گئے ہیں آسمان میں ہیں اور دوسرا یہ کہ جو تم آپس میں کلام کرتے ہو اس کی طرح حق ہے۔

مرد عرب نے چیخ ماری اور کہا: کون ہے جو خدا کے غضب کو لائے اور کون ہے جو اللہ عزوجل کے قول کی تصدیق نہ کرے؟ خود خدا نے اس کی حقیقت پر قسم کھائی اور تین بار اس کلام کو کہا اور جان دے دی۔[2]

"روایات"

(۱)۔ فِیْ تَفْسِیْرِ عَلِیِّ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ وَقَوْلِهِ: (وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوعَدُون)۔ قَالَ: المَطَرُ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ فَیَخرج بِه اَقواتِ العَالم مِنَ الأَرض (وَمَا تُوعَدُون) مِنْ اَخبارِ الرَّجعَةُ وَالقِیَامَة وَالاَخبارِ الَّتِی فِی السَّمَاءِ۔[۱]

اس آیت کے بارے میں تفسیر علی بن ابراہیم میں آیا ہے کہ (تمہارا رزق آسمانوں میں ہے) منظور بارش ہے کیونکہ اس سے زمین سے ساری غذائیں باہر آتی ہیں (اور وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا) سے مراد منظور رجعت قیامت وہ اخباریں جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں۔

(۲)۔ فِیهِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا اَلسَّلاَمُ حَدِیثٌ طَوِیلٌ وَ فِیهِ: ثُمَّ سَأَلَ مَلِكُ اَلرُّومِ مِنْ أَرْزَاقِ اَلْخَلاَئِقِ؛ فَقَالَ اَلْحَسَنُ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ: أَرْزَاقُ اَلْخَلاَئِقِ فِی اَلسَّمَاءِ اَلرَّابِعَةِ تَنْزِلُ بِقَدَرٍ وَ تَبْسُطُ بِقَدَرٍ۔[۲]

"امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بادشاہ روم کے سوال "ارزاق کے خلائق" کے جواب میں فرمایا: مخلوق کا رزق آسمان چہارم پر ہے۔ اندازہ کے مطابق نازل ہوتا ہے اور اندازے کے مطابق زیادہ ہوتا ہے"۔

(۳)۔ فِی کِتَابِ اَلتَّوْحِیدِ بِإِسْنَادِهِ إِلَی أَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ حَدِیثٌ طَوِیلٌ لَهُ مَعَ بَعْضِ اَلزَّنَادِقَةِ، وَ فِیهِ قَالَ اَلسَّائِلُ: فَمَا

نَحْوَ الْأَرْضِ؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَ ذٰلِكَ فِي عِلْمِهِ وَ إِحَاطَتِهِ وَ قُدْرَتِهِ سَوَاءٌ. وَ لٰكِنَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَمَرَ أَوْلِيَاءَهُ وَ عِبَادَهُ بِرَفْعِ أَيْدِيهِمْ إِلَى السَّمَاءِ نَحْوَ الْعَرْشِ لِأَنَّهُ جَعَلَهُ مَعْدِنَ الرِّزْقِ۔[1]

زندیق میں سے کچھ نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا:

"دعا میں کیا فرق پڑتا ہے کہ ہاتھوں کو بلند کریں آسمان کی طرف کریں یا نیچے رکھیں؟"۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کیا ہاتھوں کو بلند کرو، کیا بلند نہ کرو یہ سب اس کے علم احاطہ اور قدرت میں ہے لیکن اس نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ اس کے بندے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کریں کیونکہ ان کے رزق کی جگہ وہاں پر ہے"۔

(۴)۔ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: كَفُّ الْأَذَى وَ قِلَّةُ الصَّخَبِ يَزِيدَانِ فِي الرِّزْقِ۔[2]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: آزار اذیت سے خود داری اور فریاد کرنا (یعنی کسی چیز کو بلند آواز مانگنا) روزی کو زیادہ کرتا ہے"۔

(۵)۔ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ أَرْزَاقَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُونَ وَ ذٰلِكَ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ وَجْهَ رِزْقِهِ كَثُرَ دُعَاؤُهُ۔[3]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ عزوجل نے مومن کی روزی اس جگہ سے قرار دی ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا۔ یہ اس وجہ سے ہے جب مومن اپنی روزی کی راہوں کو نہیں جانتا تو اس کی دعا زیادہ ہو جاتی ہے"۔

فی صحیفة السجادیه من دعائه اذ قتر علیه الرزق اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ

---

[1] تفسیر نور الثقلین ج۲ ص۱۲۸

اِلْتَمَسْنَا أَرْزَاقَكَ مِنْ عِنْدِ الْمَرْزُوقِينَ، وَ طَمِعْنَا بِآمَالِنَا فِي أَعْمَارِ الْمُعَمَّرِينَ. فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، وَ هَبْ لَنَا يَقِيناً صَادِقاً تَكْفِينَا بِهِ مِنْ مَئُونَةِ الطَّلَبِ، وَ أَلْهِمْنَا ثِقَةً خَالِصَةً تُعْفِينَا بِهَا مِنْ شِدَّةِ النَّصَبِ وَ اجْعَلْ مَا صَرَّحْتَ بِهِ مِنْ عِدَتِكَ فِي وَحْيِكَ، وَ أَتْبَعْتَهُ مِنْ قَسَمِكَ فِي كِتَابِكَ، قَاطِعاً لِاهْتِمَامِنَا بِالرِّزْقِ الَّذِي تَكَفَّلْتَ بِهِ، وَ حَسْماً لِلِاشْتِغَالِ بِمَا ضَمِنْتَ الْكِفَايَةَ لَهُ فَقُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ الْأَصْدَقُ، وَ أَقْسَمْتَ وَ قَسَمُكَ الْأَبَرُّ الْأَوْفَى: وَ فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوعَدُونَ. ثُمَّ قُلْتَ فَوَ رَبِّ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ.[1]

"امام سجاد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے انتیسویں دعا

جب ان پر روزی تنگ ہو جاتی تھی":۔

"خداوندا تو نے ہمیں آزمایا روزی کی کمی بیشی میں۔ ہم بدگمان ہوئے تو نے ہمیں عمروں میں آزمایا۔ ہم دور دراز کی خواہشوں میں گرفتار ہوئے یہاں تک کہ ہم نے ان سے جا کر روزی طلب کی جو خود روزی خوار تھے۔ بڑی عمر کی ہم نے لالچ کی۔

یا اللہ درود بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل رسول اللہ علیہم السلام تک پہنچا۔

ہمیں ایسے یقین تک پہنچا جو ہم معاش کی طلب میں رنج دیکھتے ہیں اس کے لئے کافی ہو ہمیں خالص اطمینان بخش۔ جو ہمیں شدت سے تھکائے اس سے معاف فرما۔

خدایا! وہ وعدہ جس کی تو نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی میں تصریح کی ہے اور قرآن میں جس کی قسم کھائی ہے اس کے سبب سے ہمارا دل زیادہ رزق کی طرف جس کو تو نے تکفل کیا ہے قرار دے۔ خداوند متعال تو نے کہا: تمہاری روزی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا آسمان میں ہے۔

خداوندا تیرا کہا ہوا سچا ترین اور تیری قسم بالکل درست ہے۔ اسی کے تسلسل میں جو تو نے قسم کھائی قسم ... کلام جو کہا ہے یہ حتمی ہے"۔

"تسلسل حدیثِ کساء"

وَقالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هؤُلاَءِ اَهْلُ بَيْتِي وَخاصَّتِي وَحامَّتِي لَحْمُهُمْ لَحْمِي وَدَمُهُمْ دَمِي يُؤْلِمُنِي ما يُؤْلِمُهُمْ وَيَحْزُنُنِي ما يَحْزُنُهُمْ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سالَمَهُمْ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عاداهُمْ وَمُحِبٌّ لِمَنْ اَحَبَّهُمْ اِنَّهُمْ مِنِّي وَاَنَا مِنْهُمْ۔

"فرمایا:

یا اللہ! یہ میرے خاندان اور میرے خاص اور حامی ہیں، ان کا گوشت میرا گوشت ہے، ان کا خون میرا خون ہے، ان کا الم میرا الم ہے، جو بھی ان کو غمگین کرے اس نے مجھے غمگین کیا، جو بھی ان سے جنگ کرے اس نے مجھ سے جنگ کی، ان کے محب کا محب اور میں ان کے دشمن کا دشمن ہوں کیونکہ یہ مجھ سے ہیں، میں ان سے"۔

"کلمہ "اھل" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۲۶ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالإِنجِيلُ إِلاَّ مِن بَعْدِهِ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ۔[۱]

(۲)۔ يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ۔۔۔۔[۲]

(۳)۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا۔۔۔۔۔۔[۳]

۱۔ سورہ آل عمران، آیت: ۶۵

(۴)۔ [illegible]

(۵)۔ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ۔[۲]

(۶)۔ إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ۔۔۔[۳]

(۷)۔ وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ۔۔۔۔[۴]

(۸)۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔[۵]

(۹)۔ إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ۔۔۔۔۔[۶]

(۱۰)۔ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّن فَضْلِ اللَّهِ۔۔۔[۷]

(۱۱)۔ هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن دِيَارِهِمْ۔۔۔[۸]

"لغت بیتی"۔ گھر بیوت جمع بیت۔

بیوتات جمع بیوت شعر کے دو مصروں کے معنی میں ہوگا۔ ابیات جمع بیت ہے۔[۹]

"لفظ "بیت" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۶۸ جگہ پر آیا ہے۔

(۱)۔ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ

۱۔ سورہ الانبیاء، آیت: ۷

۲۔ سورہ القصص، آیت: ۱۲

۳۔ سورہ عنکبوت، آیت: ۳۴

۴۔ سورہ احزاب، آیت: ۱۳

۵۔ سورہ احزاب، آیت: ۳۳

۶۔ سورہ ص، آیت: ۶۴

۷۔ سورہ حدید، آیت: ۲۹

۸۔ سورہ حشر، آیت: ۲

۹۔ بات کذا بیتا بیاتا و مبیتا و بیوتہ اس طرح ثبت کیا اقامت کی، ابیات و بیوت جمع بیت ابابیت و [illegible] ہر خوراک ایک رات

(۲)۔ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ [۲]

(۳)۔ جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ۔ [۳]

(۴)۔ مِنْ أَمْرِ اللهِ ۖ رَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ۔ [۴]

(۵)۔ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ۔ [۵]

"لغت خاصتی": چنے ہوئے اکیلے مخصوص منفرد ضد عام۔ [۶]

---

[۱]۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۲۵

[۲]۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۲۷

[۳]۔ سورہ المائدہ، آیت: ۹۷

[۴]۔ سورہ ھود، آیت: ۷۳

[۵]۔ سورہ حج، آیت: ۲۶

[۶]۔ خاصہ قوۃ یا اثر جو کسی چیز میں ہو ایک چیز جو کسی میں مخصوص ہو کسی کے مقرب خواص جمع خاصہ خصہ بالشئ خصا

"کلمہ "خاص" قرآن میں"

یہ کلمہ قرآن میں ۴ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ [۱]

(۲)۔ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ [۲]

(۳)۔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔ [۳]

(۴)۔ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ۔ [۴]

"لغت حامتی" ۔ حامی حمایت کرنے والے، نگہبان ۔ حماۃ جمع ہے حامی کی۔

حامی نوح علیہ السلام کے بیٹے حام سے منسوب ہے۔ [۵]

"حامتی قرآن میں":۔

یہ لغت قرآن میں ۲۵ مرتبہ آئی ہے۔

(۱)۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ۔ [۶]

(۲)۔ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۔ [۷]

(۳)۔ نَارٌ حَامِيَةٌ۔ [۸]

۱۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۰۵

۲۔ سورہ آل عمران، آیت: ۷۴

۳۔ سورہ الانفال، آیت: ۲۵

۴۔ سورہ الحشر، آیت: ۹

۵۔ حم تنور حما تنور کو آگ کے ساتھ روشن کیا حمامات جمع حمام حمام حمامی صاحب حمام احما جمع حمیم نزدیک اقربا گرم پانی ٹھنڈا پانی حامہ: ایک شخص کے اہل واولاد

۶۔ سورہ المائدہ، آیت: ۱۰۳

"لغت لحمہم" گوشت کے معنی میں ہے۔ لحام لحوم جمع لحم۔[2]

"کلمہ "لحم" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۲ جگہ پر آیا ہے۔

(۱)۔ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ۔[3]

(۲)۔ لَنْ يَنَالَ اللهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ۔[4]

(۳)۔ وَأَمْدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ۔[5]

(۴)۔ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ۔[6]

(۵)۔ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ۔[7]

"لغت دمہم":۔ خون دماء جمع دم، ایک سے زیادہ یا زیادہ خون۔[8]

"کلمہ "دم" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۰ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ۔[9]

(۲)۔ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ۔[10]

---

[1]۔ سورہ معارج، آیت: ۱۰

[2]۔ لحم الامر لحما اس کو استوار اور محکم کیا..... لحمہ لحما اس کو گوشت کھلایا
لحم فلان لحما و لحامۃ۔ گوشت سے پر لحمۃ قرابت
الحم و لحوم لحام و لحمان جمع لحم و لحم گوشت، ہونٹ، دل خلاصہ یہ کہ ہر وہ چیز جو گوشت کا ٹکڑا ہو

[3]۔ سورہ المائدہ، آیت: ۳

[4]۔ سورہ الحج، آیت: ۳۷

[5]۔ سورہ طور، آیت: ۲۲

[6]۔ سورہ الحجرات، آیت: ۱۲

[7]۔ سورہ واقعہ، آیت: ۲۱

[8]۔ دم دمہ دما اس کی مالش کی، ایک گھاس کی قسم ہے خون

(۴)۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ۔[۲]

"لغت یؤلمنی":۔ الم، غم، رنج، آلام جمع الم۔[۳]

"کلمہ "الم" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۷۵ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ۔[۴]

(۲)۔ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔[۵]

(۳)۔ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ۔[۶]

(۴)۔ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ۔[۷]

(۵)۔ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ۔[۸]

(۶)۔ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔[۹]

(۷)۔ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ۔[۱۰]

"لغت تحزنی":۔ غم، دل تنگ، احزان جمع حزن۔[۱۱]

۱۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۷۳

۲۔ سورہ المائدہ، آیت: ۳

۳۔ الم الما درد نے گھیرا تالم درد پایا الیم بہت زیادہ دردناک اس طور پر کہ آخری منازل میں ہو۔ آلام جمع الم ایلمۃ درد

۴۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۰

۵۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۷۴

۶۔ سورہ النساء، آیت: ۱۰۴

۷۔ سورہ ھود، آیت: ۱۰۲

۸۔ سورہ حجر، آیت: ۵۰

۹۔ سورہ نحل، آیت: ۱۱۷

۱۰۔ سورہ الشعراء، آیت: ۲۰۱

کلمہ حزن قرآن میں :۔

یہ کلمہ قرآن میں ۴۲ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔[۱]

(۲)۔ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ۔[۲]

(۳)۔ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ۔[۳]

(۴)۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ۔[۴]

"لغت حرب":۔ جنگ کارزار حروب جمع حرب۔[۵]

"کلمہ "حرب" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۱۱ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ۔[۶]

(۲)۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللهُ۔[۷]

(۳)۔ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ۔[۸]

(۴)۔ حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا۔[۹]

---

[۱]۔ سورہ البقرۃ، آیت: ۳۸

[۲]۔ سورہ یوسف، آیت: ۱۳

[۳]۔ سورہ یوسف، آیت: ۷۶

[۴]۔ سورہ فاطر، آیت: ۳۴

[۵]۔ حربہ حربا اس کا مال جس کیا اس کو ختم کر دیا حربہ تحریبا اس کو غصہ دلایا اور اس کو باہر نکلوایا
حروب جمع حرب جنگ دشمن جنگی ابن الحرب مرد جنگ حراب جمع حربۃ آلہ جنگی ہاتھ کی لکڑی اور تازیانہ
محاریب جمع محراب مجلس کی اوپر والی جگہ بیٹھنے کی بہترین جگہ یا امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ
مسجد میں بادشاہوں کے بیٹھنے کی جگہ جو لوگوں سے ان کو ممتاز کریں جانور کی گردن

[۶]۔ سورہ البقرہ، آیت: ۲۷۹

"کلمہ "سلم" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں اپنے مشتقات کے ساتھ ۱۵۷ مرتبہ آیا ہے اور کلمہ سلم ۷ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ۔ [۲]

(۲)۔ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا۔ [۳]

(۳)۔ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ۔ [۴]

(۴)۔ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ۔ [۵]

(۵)۔ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ۔ [۶]

(۶)۔ وَأَلْقَوْا إِلَى اللهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ۔ [۷]

(۷)۔ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ۔ [۸]

"لغت عدو":۔ دشمن اعداء جمع عدو اعادی جمع اعداء۔ [۹]

"کلمہ "عدو" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۶۳ مرتبہ آیا ہے۔

---

[۱]۔ سلم من آلافة سلامة سلاما نجات پائی بے خود ہوا اسلم سلاما تسلیم مطیع ہوا دین اسلام کے آگے سر جھکایا سالمہ مسالمة صلح کی اس کے ساتھ صلح کی سلم و سلم صلح سلامت تحیت سلام اللہ عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہے صحیح سلامت قلب سلیم سالم دل

[۲]۔ سورہ البقرہ، آیت: ۲۰۸

[۳]۔ سورہ النساء، آیت: ۹۰

[۴]۔ سورہ النساء، آیت: ۹۱

[۵]۔ سورہ الانفال، آیت: ۶۱

[۶]۔ سورہ النحل، آیت: ۲۸

[۷]۔ سورہ النحل، آیت: ۸۷

[۸]۔ سورہ محمد، آیت: ۳۵

[۹]۔ عدا الفرس عدوا عدوانا و عدوا تعداء اوعدہ گھوڑا بھاگا
عدا علیہ اس کی طرف گیا۔۔۔۔ تعدی الشیء اس سے گزرا
تعادی القوم من العدوی ایک دوسرے کے بعد مرے

(۲)۔ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔[۲]

(۳)۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ۔[۳]

(۴)۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ۔[۴]

(۵)۔ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔[۵]

(۶)۔ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ۔[۶]

(۷)۔ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا۔[۷]

(۸)۔ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔[۸]

(۹)۔ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔[۹]

(۱۰)۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ۔[۱۰]

(۱۱)۔ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔[۱۱]

(۱۲)۔ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ۔[۱۲]

(۱۳)۔ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا۔[۱۳]

(۱۴)۔ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ۔[۱۴]

۱۔ سورہ البقرہ، آیت: ۳۶

۲۔ سورہ البقرہ، آیت: ۸۵

۳۔ سورہ البقرہ، آیت: ۹۷

۴۔ سورہ البقرہ، آیت: ۹۸

۵۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۶۸

۶۔ سورہ البقرہ، آیت: ۱۹۳

۷۔ سورہ النساء، آیت: ۳۰

۸۔ سورہ المائدہ، آیت: ۲

۹۔ سورہ الانعام، آیت: ۱۰۸

۱۰۔ سورہ الانعام، آیت: ۱۱۲

۱۱۔ سورہ الانعام، آیت: ۱۴۲

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔[1]

"لغت محب": ۔محبت کرنے والا، محبت دوستی میل ایک چیز کی طرف۔[2]

"کلمہ "حب" قرآن میں":۔

یہ کلمہ قرآن میں ۹۵ مرتبہ آیا ہے۔

(۱)۔ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔[3]

(۲)۔ وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔[4]

(۳)۔ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔[5]

(۴)۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔[6]

(۵)۔ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔[7]

(۶)۔ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔[8]

(۷)۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ۔[9]

(۸)۔ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي۔[10]

(۹)۔ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا۔۔۔۔[11]

(۱۰)۔ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ۔[12]

---

[1]۔ سورہ یٰس، آیت:۶۰

[2]۔ حبۃ حبا و حبا اس سے محبت کی احباب حبیبۃ حباب جمع حب دوستی

[3]۔ سورہ البقرہ، آیت:۱۹۰

[4]۔ سورہ البقرہ، آیت:۱۹۵

[5]۔ سورہ البقرہ، آیت:۲۰۵

[6]۔ سورہ البقرہ، آیت:۲۲۲

[7]۔ سورہ آل عمران، آیت:۷۶

[8]۔ سورہ الاعراف، آیت:۵۵

[9]۔ سورہ الانفال، آیت:۵۸

[10]۔ سورہ طٰہٰ، آیت:۳۹

"تشریح وتوضیح"

"اہمیت دعا":۔

دعا ہر حال میں مستحب ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار اور عبادت کا مغز ہے۔

(۱)۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَ عِمَادُ الدِّينِ وَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ۔[۱]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون اور نور آسمان و زمین ہے"۔

(۲)۔ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلدُّعَاءُ مَفَاتِيحُ النَّجَاحِ وَ مَقَالِيدُ الْفَلَاحِ وَ خَيْرُ الدُّعَاءِ مَا صَدَرَ عَنْ صَدْرٍ نَقِيٍّ وَ قَلْبٍ تَقِيٍّ وَ فِي الْمُنَاجَاةِ سَبَبُ النَّجَاةِ وَ بِالْإِخْلَاصِ يَكُونُ الْخَلَاصُ فَإِذَا اشْتَدَّ الْفَزَعُ فَإِلَى اللّٰهِ الْمَفْزَعُ۔[۲]

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: نجات اور کامیابیوں کی چابیاں دعا ہے۔

بہترین دعا وہ ہے جو پاک سینے سے صادر ہو۔

دعا مناجات میں نجات کا سبب ہے، اخلاص کے ساتھ جب انسان گرفتا ہوتا ہے پس جب گریہ شوق ہو جائے اللہ عزوجل کی طرف جو سب کی پناہگاہ ہے اس سے مانگو اور اس کو پکارو"۔

(۳)۔ وَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ اَلدُّعَاءُ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَ مَتَى تُكْثِرْ قَرْعَ

"امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: دعا مومن کی ڈھال ہے۔ باب رحمت الٰہی کو بہت زیادہ کھٹکھٹاؤ، دروازہ کھل جائے گا"۔

(۴)۔ عَنْ عَلاَءِ بْنِ كَامِلٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: عَلَيْكَ بِالدُّعَاءِ فَإِنَّهُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔[۲]

"امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: دعا لازم ہے تم پر کیونکہ یہ بیماری کی دوا ہے"۔

(۵)۔ قَالَ: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔[۳]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے"۔

(۶)۔ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي- جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: »إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ« قَالَ: هُوَ الدُّعَاءُ وَ أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ۔[۴]

"زرارہ امام باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول کے بارے نقل کرتے ہیں فرمایا: وہ لوگ جو دعا عبادت سے تکبر کرتے ہیں بہت جلدی ذلت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

پوچھا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کا منظور دعا ہے۔ افضل عبادت دعا کرنا ہے"۔

قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا۔[۵]

"اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دیجئے اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری بھی پرواہ نہ کرتا۔ تم نے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی ہے، عنقریب اس کے کیفر تک پہنچو گے"۔

۱۔ کافی، ج ۲ ص ۴۶۸، بحار الانوار، ج ۹۰ ص ۳۴۱، وسائل الشیعہ، ۷ ص ۳۹، عدۃ الداعی، ص ۱۶

۲۔ کافی، ج ۲ ص ۴۷۰، وسائل الشیعہ، ج ۷ ص ۴۵

اس کے دن برے ہوں گے۔ یہ ضروری ہے انسان خدا سے ناامید نہ ہو۔

وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔[1]

"اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو کہ اللہ عزوجل کی رحمت سے کافروں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا"۔

جس طرح اپنے لئے دعا کرتے ہیں، دوسرے کے لئے بھی مستحب ہے

(۷)۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْشَكُ دَعْوَةً وَأَسْرَعُ إِجَابَةً دَعْوَةُ الْمُؤْمِنِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔[2]

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: سب سے زیادہ جلدی قبول ہوجانے والی وہ دعا ہے جو بھائی کی غیر موجودگی میں کی جائے، (سبھی ہو، نسبی ہو یا ایمانی)"۔

(۸)۔ عَنْ أَخِيهِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: رَأَيْتُ أُمِّي فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ قَامَتْ فِي مِحْرَابِهَا لَيْلَةَ جُمُعَةٍ فَلَمْ تَزَلْ رَاكِعَةً وَسَاجِدَةً حَتَّى انْفَجَرَ عَمُودُ الصُّبْحِ وَسَمِعْتُهَا تَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَتُسَمِّيهِمْ وَتُكْثِرُ الدُّعَاءَ لَهُمْ وَلَا تَدْعُو لِنَفْسِهَا بِشَيْءٍ فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّاهُ لِمَ لَا تَدْعِينَ لِنَفْسِكِ كَمَا تَدْعِينَ لِغَيْرِكِ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ الْجَارَ ثُمَّ الدَّارَ۔[3]

"امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے دیکھا میری ماں فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا جمعے کی شب اپنی محراب عبادت میں کھڑی تھیں، جو رکوع اور سجود کی حالت میں صبح تک سنتا رہا۔ مومنین اور مومنات کے لئے دعا کر رہی تھیں۔ ان کے نام لیکر اور زیادہ ان کے لئے دعا کرتیں اپنے لئے دعا نہ کرتیں۔

---

[1] [illegible] آیت ۸۷

بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میرے بیٹے پہلے ہمسائے، اس کے بعد ہم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ یہ فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔[1]

یا اللہ! میری قوم کو ہدایت کر۔ یہ نادان ہیں"۔

"معنیٰ اہل البیت علیہم السلام اور اس کے اطلاقات":۔

واجب ہے کہ لوگوں تک پہنچے کہ یہ بزرگواران حضرت علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام اہل البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خاصان اور حامیان ہیں اور ان کے علاوہ کوئی ان کے مقام میں شریک نہیں۔ خاصہ جو انسان کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے اور حامی اس کے اور انسان کے درمیان جو الفت ہے وہ ہے۔

عموم من وجہ ہے البتہ مخفی نہ ہو کہ بہتر ہے کہ اس بات کو واضح کیا جائے کہ اہل بیت علیہم السلام کے دو یا تین اطلاق ہیں۔

اطلاق اوّل:۔

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔

اطلاق دوم:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل نہیں ہوں گے کیونکہ اہل بیتی کہنے والے ہیں لیکن ایک تطہیر میں شامل ہیں اور یہ قول یا اس کی طرح عرب کے نزدیک بھی متعارف ہے۔

آل ہے جو کہا جاتا ہے کہ آلِ رسول علیہم السلام سے منظور غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آل میں شامل ہوتے ہیں، اس کی تائید اللہ عزوجل کے قول سے ہوتی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام! لوگ مختلف درختوں سے خلق ہوئے، میری خلقت اور تیری خلقت ایک ہی درخت سے ہے۔

دو کلمہ "لحم" اور "دم" باب مثال سے ہے۔ ورنہ رگ و پسینہ بلکہ جسم کے سارے اجزاء بحسب روایات ایک ہی ہیں کیونکہ ان کی اصل ایک ہے لیکن حسب مادہ اور تسلسل جسمی ظاہری میں بھی ایک ہی ہیں کیونکہ ان کا گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشت سے تشکیل ہوا ہے کیونکہ دراصل اولاد (بچے) خون اور رگوں کے عرق کے امتزاج سے وجود میں آتی ہے پھر انہی سے گوشت تشکیل پاتا ہے۔ بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے وجود میں آنے کا سبب ہیں۔ سارے بزرگواران وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وجود میں آئے ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ابوحنیفہ (پشوای منحرف مذہب حنفی) امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حدیث سننے کی نیت سے آیا۔

امام صادق علیہ السلام باہر آئے اس حال میں کہ لکڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے تھے

ابوحنیفہ نے کہا: مولا! آپؑ کی عمر اتنی نہیں ہوئی کہ آپؑ لکڑی کے سہارے کھڑے ہوں

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اسی طرح جس طرح تم نے کہا مگر یہ عصائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ سوچا تبرکاً اٹھاؤں۔ ابوحنیفہ وہاں سے اٹھا اور آکر جو عصاء امام صادق علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی اُسے بوسہ دیا۔ امام صادق علیہ السلام نے اپنا دست نازنین باہر نکالا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: واللہ! تم جانتے ہو کہ یہ ہاتھ ہاتھ رسول ہے۔ اس کو بوسہ نہیں دیتے۔ ایک لکڑی کو بوسہ دیتے ہو

(یعنی میں امام صادق علیہ السلام گوشت اور خون پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں، نہ کہ وہ لکڑی جس پر ابوحنیفہ اعتقاد رکھتا ہے لکڑی پر تو اعتقاد رکھتا کہ مگر اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں"۔

"یولمنی ما یؤلمھم و یحزننی ما یحزنھم":۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق اس چیز کا دور کرنا جو اہل بیت علیہم السلام اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں۔ وہ ہتک ہے جو خدا کی حرمت ہے۔ ان کی ہتک حرمت خدا پر جرأت، اذیت، آزار اہل بیت رسول اللہ علیہم السلام میں ہے اور یہ قوانین خدا کو پاش پاش کرنا ہے۔

کلمہ الم اور حزن دونوں کی نسبت روح کی طرف واضح ہے۔

اگر ایک جماعت میں قربت، پیار، محبت ہو، اس میں ایک شخص پر درد غم آئے پوری جماعت اس کے لئے پریشان ہوگی، اگر ان میں ایک شخص بھی آزار و اذیت میں ہو، اس کی طرح ساری جماعت پر آزار و اذیت دیکھا گیا۔ اور یہ الم جسم کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح جس طرح روح کو شامل ہے۔ یعنی اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی ایک کا بھی درد و غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غمگین ہونے کا سبب ہے۔

جس طرح امام حسین علیہ السلام کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت بڑی مصیبت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم کئی گنا بڑھ گیا، اگرچہ امام حسین علیہ السلام ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ اور ہمارے عقیدہ کے مطابق ان کی حیات و ممات ایک ہی ہے۔ اور رجعت میں دنیا کی طرف رجوع کریں گے۔

"دشمنانِ آلِ رسول علیہم السلام کے ساتھ جنگ کرنا":۔

"اس کے ساتھ جنگ کرنا ہے جو اہل بیت رسول علیہم السلام سے جنگ کرے واجب ہے اس وجہ سے کہ جو امیر المومنین علیہ السلام، بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا، حسنین کریمین علیہم السلام سے جنگ یا تمام معصومین علیہم السلام کے ساتھ جنگ کرے۔ درحقیقت اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ قطعاً اللہ عزوجل کے ساتھ جنگ ہے"۔[1]

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی سیدہ سلام اللہ علیہا کے حق میں فرمایا:

وَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي وَ مَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ۔[2]

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے جو بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت دی"۔

طرح ان کے راستے افکار اور روش والوں سے بھی جنگ کرنا واجب ہے۔

فَلَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً أَسَّسَتْ أَسَاسَ الظُّلْمِ وَ الْجَوْرِ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ لَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً دَفَعَتْكُمْ عَنْ مَقَامِكُمْ وَ أَزَالَتْكُمْ عَنْ مَرَاتِبِكُمُ الَّتِي رَتَّبَكُمُ اللّٰهُ فِيهَا وَ لَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً قَتَلَتْكُمْ وَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُمَهِّدِينَ لَهُمْ بِالتَّمْكِينِ مِنْ قِتَالِكُمْ بَرِئْتُ إِلَى اللّٰهِ وَ إِلَيْكُمْ مِنْهُمْ وَ مِنْ أَشْيَاعِهِمْ وَ أَتْبَاعِهِمْ وَ أَوْلِيَائِهِمْ اَبا عَبْدِاللهِ اِنّی سِلْمٌ لِمَنْ سالَمَكُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حارَبَكُمْ اِلی يَوْمِ الْقِيامَةِ، وَلَعَنَ اللهُ آلَ زِياد وَآلَ مَرْوانَ، وَلَعَنَ اللهُ بَنی اُمَيَّةَ قاطِبَةً، وَلَعَنَ اللهُ ابْنَ مَرْجانَةَ، وَلَعَنَ اللهُ عُمَرَ بْنَ سَعْد، وَلَعَنَ اللهُ شِمْراً، وَلَعَنَ اللهُ اُمَّةً اَسْرَجَتْ وَاَلْجَمَتْ وَتَنَقَّبَتْ لِقِتالِكَ، بِأَبی اَنْتَ وَاُمّی لَقَدْ عَظُمَ مُصابی بِكَ۔[1]

"سلم (مسالمہ) اور حرب (عداوت) سے مراد":۔

منظور مسالمہ یعنی اس کے ساتھ صلح ہے جس کے ساتھ آئمہ معصومین علیہم السلام کی صلح ہو۔

ان لوگوں کے درمیان جو اہل البیت علیہم السلام پر لشکر کشی (مخفیانہ) کریں یا اعلامیہ جنگ کریں کوئی فرق نہیں۔ کلمہ سلم یعنی صلح اور کلمہ حرب یعنی جنگ مطلق معنیٰ میں آیا ہے یعنی اگر کوئی کسی ایک امام سے جنگ کرے تو اس کی سارے آئمہ معصومین علیہم السلام سے جنگ ہے

اسی طرح ایک کے ساتھ صلح، سب آئمہ علیہم السلام کے ساتھ صلح کے معنوں میں آئے گی۔

اگر کوئی کسی ایک سے جنگ کرے یعنی سب سے جنگ کر رہا ہے کیونکہ ہمارے پاس بہت زیادہ روایات ہیں اور دلالت رکھتے ہیں کہ سب ایک ہی نور سے ہیں۔

اگر کوئی آئمہ علیہ السلام میں بعض کا منکر ہو، یعنی سارے آئمہ علیہ السلام کا منکر ہے اس کو وہ جانے یا نہ جانے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی اسی طرح ہے۔ اگر کوئی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء

منکر ہو تو اللہ عزوجل کی ساری صفات کا منکر ہوا لہٰذا اس طرح حرب اور سلم یہاں پر روشن ہوگا

اگر کوئی شخص کچھ آئمہ علیہم السلام سے دشمنی رکھتا ہو وہ سارے معصومین علیہم السلام کا دشمن ہے لیکن سلم اس طرح نہیں۔ اگر کوئی شخص کچھ آئمہ علیہم السلام سے سلم رکھتا ہو اس معنیٰ میں نہیں کہ باقیوں سے دشمنی رکھے اس مطلب کے معنی یہ ہے کہ حرب ایک بیماری کی طرح ہے جس طرح ایک بیمار آدمی اگر علاج نہ کروائے تو بیماری بڑھتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات اس کے پورے وجود کو گھیر لیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے باطن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بیمار شخص بھی اپنے اس لاعلاج مرض کے ساتھ جہاں تک ممکن ہوتا ہے آئمہ سے جنگ کرتا ہے (مخالفت کرتا ہے)۔

سلم ایک حالت صحیح و سالم روح باطن ہے محقق نہیں ہوتی مگر یہ کہ صفات نیک کو اپنے اندر پرورش کرے اور ہر برائی اور ناپاکی کو باہر نکالے۔ ہر پلیدی سے حفاظت سبب بنتی ہے کہ انسان اپنی تمام حدود کی حفاظت کرتا ہے اور اس میں کوئی خلل پیدا نہ ہو، اس ملک کی طرح جو اپنے بارڈر پر فوج رکھتا ہے کہ دشمن اس میں رخنہ نہ ڈالے۔

اسی طرح اس مین طاقت ہوتا کہ دشمن سے لڑ سکے ایسا نہ ہو ملک دشمن کے حوالے کے معنی۔ سلم یہ یعنی اپنے تمام وجود کے ساتھ مسالمت رکھتا ہو اور تماماً صفات رذیلہ سے سالم ہو۔

یہاں پر یہ بات بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ عداوت و دشمنی، جنگ سے الگ اور علاوہ ایک قلبی حالت کا نام ہے جبکہ جنگ اعضاء و جوارح سے لڑنے کا نام ہے۔

عداوت ایک نفسیاتی اور قلبی کیفیت ہے جس پر حرب کا اطلاق نہیں ہوتا حرب یا جنگ یعنی اعضاء و جوارح سے حریف اور مقابل کو نقصان پہنچانا۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عداوت کے مقابلے میں فرمایا:

و محب لمن احبھم۔ "میں اُن کا دوست ہوں جو اِن کا دوست ہو"۔

کیونکہ محبت ایک قلبی امر ہے۔ اگرچہ اس کا اظہار اعضاء و جوارح سے ہوتا ہے۔ اہل

إِنِّي لَأُحِبُّهُ حُبَّيْنِ: حُبّاً لَهُ وَحُبّاً لِحُبِّ أَبِي طَالِبٍ لَهُ۔[1]

"میں عقیل سے دو وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ ایک اس کی اپنی وجہ سے، دوسرا ابو طالب علیہ السلام کی وجہ سے"۔

البتہ صرف محبت کافی نہیں ہے۔ اگر کوئی محب اور دوست اہل بیت علیہم السلام اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو اس کے لئے لازم ہے اُن کے راستے امور سنت پر چلے۔ ان کے احکام پر عمل کرے، فقط محبت کافی نہیں ہے۔ محبوب حقیقی وہ ہے جو سارے امور میں اطاعت کرے۔

اگر کوئی کہے میں اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہوں مگر اس کی محبت میں گناہ کو ترک نہ کرے

تعصیی الا که و سنت تظهر حبه

ان المحب لمن احب مطیع

تم اللہ کی نافرمانی کرتے ہو اور اظہار محبت بھی کرتے ہو

بیشک محب وہ ہے جو اس کی اطاعت کرے جس کا محب ہو

اس بنا پر ان کی محبت بغیر اطاعت اور عمل صالح کے مفید نہیں مگر ان کی محبت بھی واجب اور حکم الٰہی ہی ہے (دیگر واجباتِ الٰہی کی طرح) جس طرح روایات میں آیا ہے:

إِنَّ وَلِيَّ مُحَمَّدٍ مَنْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَإِنْ بَعُدَتْ لُحْمَتُهُ وَإِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَى اللّٰهَ وَإِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهُ۔[2]

"بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست وہ ہے جو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے، اگرچہ اس کا تعلق، رشتہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو۔ دشمن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ اس کا رشتہ تعلق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب (قرابت دار) ہو"۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَهَانَ بِهِ صَاحِبُهُ۔[3]

"سب سے بڑا گناہ وہ ہے جس کا انجام دینے والا اسے چھوٹا جانے"۔

---

[1] امالی شیخ صدوق، ص ۱۲۹، بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۸

SABEEL E SAKINA
PAKISTAN
W : www.ziaraat.com
P : +92 (0) 333 3589 401 (KHI)
+92 (0) 321 4664 333 (LHR)
@ : webmaster@ziaraat.com
f : fb.com/ziaraatdotcom.official
: +92 (0) 348 8640 778